اللہ

"سو تو سمجھا قرآن سے" (۳۵:۵۰)

تحریر: محمد اکبر

فہرست عنوانات

لکھاری کے حقوق

لکھاری اپنے حقوق استعمال کرتے ہوئے تحریر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کی تحریر کو کوئی بھی اخبار رسالے وغیرہ قسطوں میں یا یک مشت چھاپ دیں بندہ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا اور اگر کوئی صاحبان حیثیت لوگ یا پبلشر ادارے اس کتاب کو اردو یا دوسری زبان میں چھاپ کر مفت تقسیم کریں یا لاگت قیمت پر فروخت کریں یا منافع کے ساتھ فروخت کریں بندہ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا کم ظرف لوگ اس کتاب کو مت پڑھیں۔ لکھاری سے یا مصافہ ملاقات سے گریز کریں مگر ڈاک کے ذریعے۔ ڈاک کا اگر مناسب سمجھا تو جواب دیا جائے گا ورنہ واپسی ڈاک کا انتظار نہ کریں۔

حقوق بحق عوام الناس کیے جاتے ہیں۔

فقط

لکھاری = ٠٦١٥٢٣ ـ ٩٣ ـ ٣١٥

برائے مہربانی یہ کتاب پڑھ کر کسی دوسرے سمجھ دار انسان کو بھی پڑھوائیں۔

حدیث۔
تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے (سمجھے) اور دوسروں کو سکھائے (سمجھائے)

شجرہ نسب راقم

مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں بہت سے ہندو مسلمان ہوئے تھے انہیں دنوں میں منڈھال کا رہنے والا ایک ہندو راجپوت ٹوڈرمل نامی گوت (قبیلہ) جاٹ (جانو) بھی مسلمان ہوا تھا۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے اسے منڈھال سے ہجرت کرنا پڑی اور وہ روہتک میں آکر آباد ہوا۔ یہ ہمارا جد امجد تھا کہ جو مسلمان ہوا تھا۔ اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کالے خان رکھا گیا کالے خان کے پھر دو لڑکے پیدا ہوئے۔ طاہر اور ظاہر۔ طاہر اور ظاہر میں سے ایک بھائی بے اولاد رہا اور ایک بھائی سے نسل چلی۔ ٹوڈرمل کی اولاد روہتک میں جس جگہ آباد تھی وہ جگہ محلہ منڈھالیاں کہلایا اور پاکستان بننے کے وقت تک محلہ منڈھالیاں کے نام سے مشہور تھا اور کاغذات میں درج تھا کہ وہاں رہنے والوں کا جد امجد منڈھال سے ہجرت کر کے آیا تھا۔ پاکستان کے بننے تک ٹوڈرمل کی تمام نسل روہتک محلہ منڈھالیاں ہی میں آباد تھی اور تمام کنبہ منڈھالیے اور محل والے کے نام سے مشہور تھا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ کنبہ پاکستان کے مختلف شہروں میں آباد ہوا۔

ہم لوگ اپنے شہر مظفر گڑھ میں جس جگہ آباد ہیں یہ محلہ محلہ راجپوتان کے نام سے مشہور ہے۔

راقم محمد اکبر کے والد محمد شریف دو بھائی تھے محمد شریف اور محمد صدیق عرف کوکو محمد شریف کے والد مشرف تین بھائی تھے۔ نجر علی۔ مشرف اور اشرف۔ نجر علی لاولد رہا۔ مشرف کا والد صمد اپنے باپ ارشد کا اکلوتا بیٹا تھا اور ارشد اپنے والد کا اکلوتا بیٹا تھا۔ درمیان میں تین پشت ہیں کہ جن سے ہمارا کنبہ موجود ہے آباؤ اجداد زیادہ تر فوج میں ملازم تھے کہ جن کے تمغے اس بندہ کے پاس موجود ہیں والد صاحب اور چچا پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں بھی ٹرانسپورٹر پیشہ تھے۔ والد صاحب سیاست سے بھی دلچسپی رکھتے تھے کہ مظفر گڑھ میونسپل کمیٹی میں ممبر رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

آغاز کتاب

۱۔ الوہیت؟ کیا اللہ تعالیٰ ہے؟
۲۔ واحدانیت؟ کیا اللہ تعالیٰ ایک ہے؟
۳۔ معبودیت؟ کیا اللہ تعالیٰ معبود (عبادت کے لائق) ہے؟

توجہ = جب واحدانیت ثابت ہو جاتی ہے تو الوہیت خودبخود ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ ہے۔ لہٰذا اب ہم واحدانیت غائب کے بارے میں غور فکر کرتے ہیں۔

ایمان (یقین) کا تعلق عقل سے ہے کہ عقل تسلیم کرلے اور عقل تسلیم کرنے کے لئے دلیل مانگتی ہے اور دلیل کے بغیر عقل ایمان (یقین) کو کبھی بھی تسلیم نہ کرے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کوئی بات یا واقعہ کسی فرد یا لوگوں کی غیر موجودگی (غائب) میں ہوا ہو اور لوگوں اور فرد نے اس واقعہ بات کو دل سے تسلیم کرلیا ہو۔

جواب۔ جی ہاں کوئی بھی جج کسی ملزم کو مجرم ٹھرانے سے پہلے گواہوں کے بیان کے مطابق شواہد آلہ جرم یا کپڑے جوتے وغیرہ کا وہاں موجود ہونا یا نہ ہونا اور دلیلیں جج کو یقین دلا دیتی ہیں کہ اس ملزم نے جرم کیا ہے یا نہیں حالانکہ وہ جج اس واقعہ کے وقت وہاں حاضر نہیں ہوتا اور وہ واقعہ اس سے غائب میں واقع ہوتا ہے۔

اب ہمارے پاس واحدانیت پر غور کرنے کے لئے (۱) گواہ= بہت سے نبی ہوئے ہیں (۲) مشاہدے کے لئے موجودات (دنیا اور کائنات) ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی کتابیں تورات۔ انجیل مقدس۔ قرآن پاک۔ اور قرآن پاک کی تفسیر (۴) احادیث مبارکہ ہیں۔

واحدانیت

تحقیق کے کام کی ابتداء سب سے پہلے ہم اپنی ذات سے شروع کرتے ہیں یعنی انسان سے کہ انسان جیسی کوئی اور دوسری مخلوق ہے انسان اور حیوانات میں بہت مماثلت نظر آتی ہیں۔

آیئے انسان اور حیوان میں مماثلت تلاش کریں۔

۱۔ یہ کہ سب نر مادہ کے ملاپ (جما ہوا لہو بھی درمیان میں آگیا) سے پیدا ہوتے ہیں۔
۲۔ تمام انسان چوپائے اور پرندے پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔
۳۔ تمام انسان چوپائے اور پرندے سانس لئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔
۴۔ ان تمام کی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔
۵۔ ان تمام کے وجود میں ایک دل ہوتا ہے۔
۶۔ ان تمام کے وجود میں پھیپھڑے کلیجی وغیرہ ہوتے ہے۔
۷۔ ان تمام کے وجود میں خون ہوتا ہے۔
۸۔ ان تمام کے وجود میں گوشت ہوتا ہے۔
۹۔ ان تمام کے وجود میں ہڈیاں اور رگیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح انسان اور حیوانات کی مماثلت کی بہت بڑی فہرست بن سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان تمام تخلیق ہی ایک جیسا نظام اور انتظام ہے جو کہ عقلی دلیل کے طور پر ثابت کر رہا ہے کہ ہمارا بنانے والا ایک ہے۔ اور ساتھ ہی ان چوپاؤں اور پرندوں کے مختلف ماڈل یہ بات بھی ثابت کر رہے ہیں کہ وہ بنانے والا قادر مطلق بھی ہے چاہے جیسے ماڈل کا جانور یا پرندہ بنا دے اور وہ بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے اپنے بندوں کو اپنا کلام پاک دیا کہ جس سے ہم رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ جو بھی ہم انسان اور حیوانات کے بارے میں لکھ کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے صرف قران پاک کی ایک آیت میں اس کا اشارہ کر دیا "اور بیچ پیدائش تمہاری کے اور اس چیز سے کہ پھیلاتا ہے جانوروں سے نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں" (۴۵-۴)

عالم دنیا میں تین چیزیں ہیں۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔

اب اس سے آگے ہمیں کچھ اور بھی غور کرنا چاہیے یعنی حیوانات اور نباتات میں مماثلت۔

آیئے حیوانات اور نباتات میں مماثلت تلاش کرتے ہیں۔

(۱) حیوانات اور نباتات دونوں میں زندگی ہے۔
(۲) حیوانات اور نباتات دونوں سانس لیتے ہیں۔
(۳) حیوانات اور نباتات دونوں کو زندہ رہنے کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔
(۴) حیوانات اور نباتات عمر کے ساتھ بوڑھے ہوتے ہیں۔
(۵) حیوانات اور نباتات پر دونوں میں آگے نسل چلنے کا انتظام موجود ہے۔
(۶) حیوانات اور نباتات اپنی طبعی عمر پانے کے بعد فوت ہو جاتے ہیں۔
(۷) حیوانات اور نباتات دونوں سوتے ہیں (مشاہدے کے لئے دیکھئے کہ سرس کے پتے رات کو بند ہو جاتے ہیں اور صبح کو جاگ کر کھل جاتے ہیں سرس کے پتوں کی طرح کے ہر قسم کے پودے رات کو بند اور صبح کو کھل جاتے ہیں۔ جیسے چھوئی موئی (ٹچ می ناٹ) کا پودا۔ تھے جو کہ ستمبر میں پھول دیتا ہے بڑے بڑے پتوں والا' گل شرفی کا پھول بھی رات کو بند اور صبح کو کھل جاتا ہے۔ یہ بند ہونا ان کی نیند ہے۔
(۸) حیوانات میں پرندے سانپ اور انسان کی سال میں ایک دفعہ جلد (کھال) اور پر جھڑ کر دوبارہ پیدا ہوتے ہیں۔ سانپ اپنی پوری کھال اتار دیتا ہے جس کو کینچلی کہتے ہیں انسانوں کو گرمیوں کے بعد گرمی دانے نکلنے سے پرانی جلد آہستہ آہستہ اتر جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں پر گرمی دانے نکلنے کے بعد اس کا اچھی طرح مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح پرندوں کے سال میں ایک دفعہ پر جھڑ کر نئے آجاتے ہیں جیسے لوگ پرندوں کا کوریز کھانا کہتے ہیں۔ مرغ باز۔ بٹیرباز۔ کبوتر باز جوان کے قریب رہتے ہیں۔ اچھی طرح مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح نباتات کے بھی سال میں ایک دفعہ پتے جھڑ کر (پت جھڑ میں) نئے پتے آجاتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ درختوں اور پرندوں وغیرہ کے کپڑے تبدیل کر دیتا ہے۔ ورنہ کچھ سالوں میں ایسے بوسیدہ اور میلے ہو جاتے کہ ان کے رنگ بھی نظر نہ آتے اور ان کا حسن ختم ہو جاتا۔
لہٰذا ان مشاہدات سے ثابت ہوا کہ حیوانات اور نباتات ایک ہی ہستی (ذات) کے بنائے ہوئے ہیں جس کا ذاتی نام اللہ ہے۔
اب توجہ کرتے ہیں۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کی طرف کہ کیا مماثلت ہے۔
(۱) ان تینوں میں ایک چیز خوب مشترک نظر آتی ہے کہ تینوں میں مختلف رنگ بھی ہیں اور حسن بھی جیسے حیوانات میں چوپائے اور پرندوں کے مختلف رنگ جیسے نباتات میں پتوں پھلوں اور پھولوں کے مختلف رنگ جیسے جمادات میں دھاتوں اور پتھروں (جواہرات) کے مختلف رنگ ایمان لانے والے کے لئے یہ ایک ہی دلیل بہت بڑی اور مضبوط ہے کہ یہ تینوں چیزیں ایک ہی ذات کی بنائی ہوئی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں قرآن پاک میں بہت واضح لکھا گیا ہے۔ القرآن "اور جو کچھ پھیلا دیا ہے واسطے تمہارے بیچ زمین کے مختلف ہیں رنگ ان کے تحقیق بیچ اس کے نشانی (دلیل) ہے واسطے اس قوم کے کہ نصیحت پکڑتے ہیں" (۱۳:۱۶)
یہ بندہ جو ترجمہ لکھ رہا ہے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا لکھا ہوا ہے۔ لفظی ترجمہ قرآن پاک میں اور وضاحت بھی رنگوں کے بارے میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔
القرآن "کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پس نکالے ہم نے ساتھ اس کے میوے (پھل) کہ مختلف ہیں رنگ ان کے اور پہاڑوں سے ٹکڑے ہیں سفید اور سرخ کہ مختلف ہیں رنگ ان کے اور بھجنگ ہیں کالے" (۳۵ - ۲۷) اس آیت میں نباتات اور جمادات میں رنگوں کی طرف اشارہ ہے اگلی آیت میں حیوانات میں رنگوں کی طرف اشارہ ہے۔
القرآن "اور لوگوں سے جانوروں سے اور چوپایوں سے مختلف ہیں رنگ ان کے اسی طرح سے سوائے اس کے نہیں ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بندوں اس کے میں سے عالم تحقیق اللہ غالب ہے بخشنے والا" (۳۵:۲۸) اس کے علاوہ بھی کچھ باتیں مشترک نظر آتی ہیں۔
(۲) ان تینوں سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ حیوانات میں ہڈی (فاسفورس) سے۔ نباتات میں لکڑی سے جمادات میں پتھر سے (پتھر کا کوئلہ وغیرہ اور چونا پکانے کے بعد پانی ڈالنے سے۔
(۳) ان تینوں کا تعلق پانی سے ہے۔ حیوانات اور نباتات تو ظاہر ہے کہ ان کا تعلق پانی سے ہے بلکہ ان کی زندگی کا دارمدار ہی پانی پر ہے۔ اسی طرح جمادات میں اگر دھاتوں کو گرم کیا جائے تو پانی کی طرح بہنے لگتی ہیں۔ بہت زیادہ آگ دی جائے تو راکھ بن جاتی ہے جسے حکیم لوگ کشتہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دھات کا پانی اڑ گیا۔ اسی طرح جواہرات کے بھی کشتے بن جاتے ہیں۔
(۴) ان تینوں میں رگیں ہیں۔ حیوانات کی رگیں ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں نباتات میں لکڑی کی رگیں۔ لکڑی پھاڑنے والے اور لکڑی کا کام کرنے والے خوب جانتے ہیں اور جمادات میں پتھر کی رگیں پتھر توڑنے والے خوب جانتے ہیں اور یہ بندہ بھی جانتا ہے۔

لهذا ثابت ہوا کہ حیوانات نباتات اور جماوات ایک ہی ہستی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں۔
اب جماوات اور کائنات میں مماثلت تلاش کرتے ہیں۔

(۱) کائنات کی ہر ہر چیز میں مماثلت نظر آتی ہے مثلاً۔ زمین چاند سورج ستارے سیارے تمام گول ہیں حیوانات میں پنڈلی کلائی آنکھوں کی پتلی وغیرہ سب گول ہیں اور نباتات میں درختوں کے تنے پھول وغیرہ سب گول ہیں۔

(۲) اگر کسی کمرے میں روشندان سے دھوپ آئے تو اس دھوپ کی روشنی میں خاکی ذرات اڑتے تیرتے نظر آتے ہیں اسی طرح اجرام فلکی زمین چاند ستارے سیارے سورج بھی اڑتے تیرتے نظر آتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ خاکی ذرات اور اجرام فلکی بنانے والی ایک ہی ذات اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

(۳) ریت کے ذرے کی چمک اور ستاروں کی اور سیاروں کی چمک ظاہر کر رہی ہے کہ ہمارا بنانے والا ایک ہے۔

(۴) خلائی تحقیق سے ثابت ہے کہ زمین پر اور دوسرے سیاروں پر بھی پتھر ہیں۔

(۵) زمین پر بھی بادل ہیں اور دوسرے سیارے پر بھی بادل ہیں۔

(۶) زمین پر بھی آتش فشاں پہاڑ ہیں اور دوسرے سیارے پر بھی۔

(۷) امریکی خلائی ادارے نے چاند کی پتھریلی مٹی میں مٹر کے پودے اگائے اور روس کے خلائی کمپنی کو کچھ دانے بھیجے جس سے ثابت ہوا کہ سیاروں میں نباتات اگانے کی صلاحیت موجود ہے۔ سورج کو کائنات روشن کرنے کے لئے چراغ بنایا۔ (۲۳:۵)
یہ ایک بہت بڑا شہکار ہے اور عظمت کی دلیل

لهذا ثابت ہوا کہ حیوانات۔ نباتات۔ جماوات۔ کائنات ایک ہستی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے جس نے بنایا اسی کی ان میں بادشاہت ہے اور اسی کے کنٹرول میں ہیں اور یہ کہ کوئی اس کا شریک نہیں کہ اکیلا نے ہی بنائی جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے ان کے بنانے کا دعوٰی ہی نہیں کیا۔

ڈھونڈنے سے اور بھی بہت سے ثبوت (دلیل) مل سکتے ہیں لیکن یہ بہت ہیں ان چیزوں میں مماثلت اور مشابہت رکھ کر اللہ تعالیٰ نے نشانی کے طور پر دکھلا دیا ہے کہ میرا بندہ مجھے بن دیکھے (حالت غائب میں) پہچان لے۔

حیوانات۔ نباتات۔ جماوات اور کائنات کے بارے میں مشاہدے کرنے کے لئے یوں کریں کہ حیوانات کو دیکھنے کے لئے چڑیا گھر میں رنگ برنگے جانور اور پرندے۔ نباتات۔ نباتات کو دیکھنے کے لئے پھولوں اور پودوں کی نمائش کہ پھول اور پودے رنگ برنگے۔ جماوات۔ جماوات کا حسن دیکھنے کے لیے جواہرات کی نمائش کے پتھر رنگ برنگے۔

کائنات۔ کائنات کا مشاہدہ کرنے کے لئے ٹی وی پر کائنات کے بارے میں پروگرام دیکھیے ان کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کو دیکھنے کا حق بھی ادا کرتے رہو یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح پھولو کا شوقین تمام زندگی بہار میں رہتا ہے۔ کہ اس کی نگاہ ہر موسم کے پھولوں پر پڑتی ہے۔

دنیا اور کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے جیسا کہ پیچھے ثابت کر چکے ہیں۔ اسی بات کا ثبوت قرآن پاک کی آیات سے بھی ملتا ہے۔ ایک آیت

"تحقیق بیچ آنے جانے رات کے اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے نشانیاں (ثبوت اور دلیلیں) ہیں واسطے قوم کے ڈرتے ہیں"

رات اور دن

رات اور دن کو بھی اللہ تعالیٰ نے نشانی (دلیل) فرمایا ہے آیئے غور کریں۔ اگر یہ زمین ایک جگہ کھڑی رہتی تو اس کے آدھے حصے پر ہمیشہ کے لئے دن رہتا اور آدھے حصے پر ہمیشہ کے لئے رات ہوتی۔ ترجمہ سورۃ القصص آیت نمبر ۷۱، ۷۲ کہہ کیا دیکھا تم نے اگر کر دیوے اللہ تمہارے اوپر رات کو ہمیشہ تا روز قیامت کون ہے معبود سوائے اللہ کے کر لے آوے تمہارے پاس روشنی کیا پس انہیں سنتے تم O کہہ کیا دیکھا تم نے اگر کر دیوے اللہ اوپر تمہارے دن ہمیشہ دن قیامت تک کون ہے معبود سوائے اللہ کے کر لے آوے تمہارے پاس رات کو کہ آرام پکڑو بیچ اسکے کیا پس نہیں دیکھتے O لیکن زمین اپنے محور کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ جس سے رات اور دن بن رہے ہیں۔ اور اسی رات اور دن بننے کو نشانی کہا گیا ہے۔ غور کرو تو حیران رہ جاؤ گے کہ وہ کون سی ہستی ہے جو اس زمین کو اس کے محور کے گرد گھما (چکر دے) رہی ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہے۔ ورنہ زمین کے اندر گھڑی کی طرح کی غراری لگی ہوئی نہیں ہیں۔ اس بات پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ کہ بس یہ زمین گھومنے لگ گئی اور بس اور اگر یہ زمین سورج سے دور ہونے لگ جاتی تو یہ انتہائی سرد ہو جاتی۔ یا سورج کے قریب ہونے لگ جاتی تو انتہائی گرم ہو جاتی اور ان دونوں صورتوں میں زمین پر سے زندگی ختم ہو جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ اعتراض لگانے کا موقع بھی نہ دیا اور زمین کو

سورج کے گرد چکر لگانے میں کبھی سورج کے قریب اور کبھی سورج سے دور جانے کا موقع دیا ۔ لیکن ایک حد تک کہ زمین پر سے زندگی ختم نہ ہو جائے اور اس سے موسم بنتے ہیں جو انسان کو خوش کرتے ہیں ۔ اور دن چھوٹے بڑے ہوتے ہیں ۔ اور ترجمہ ۔ [illegible] ۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سارا کام ایک منصوبے کے تحت ہو رہا ہے جس کا انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ۔ اس بارے میں قرآن پاک کی طرف توجہ کریں "کیا نہیں دیکھا تو نے طرف رب اپنے کی کیونکہ پھیلایا ہے سایہ کو اور اگر چاہتا البتہ کر دیتا اس کو ٹھہرا ہوا پھر کیا ہم نے سورج کو اوپر اس کے نشانی (دلیل)" (۴۵:۲۵)

"کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے اور حکم اپنے میں لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو ہرایک چلتا ہے وقت مقرر تک اور یہ کہ اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے" = دیکھا آپ نے کہ ان آیتوں میں یہ تمام باتیں کس طرح سمجھا دی گئیں ہیں ۔ انتظام ہونا دلیل ہے کہ انتظام کرنے والا ہے ۔ یعنی اللہ ذی الجلال والاکرام ۔

تجدید ایمان کے لئے اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں ۔ جن کا اشارہ قرآن پاک میں بھی موجود ہے ۔ "شتاب دکھلا دیں گے ہم ان کو نشانیاں اپنی بیچ ملکوں کے اور بیچ جانوں ان کی کے یہاں تک کہ ظاہر ہو گا واسطے ان کے کہ تحقیق یہ حق آیا کفایت نہیں رب تیرے کو کہ وہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے"(۴۱:۵۳) ۔ اس آیت میں یہ بندہ محسوس کرتا ہے کہ انسانوں اور نباتات کے جزوں میں مشابہت کی طرف اشارہ ہے کہ ان پر غور کرو اور حق بات یعنی دین اسلام پر یقین کر لو ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے ۔

مشاہدے ۔ انسان اور نباتات کے جزوں میں مشابہت

۱ ۔ انسان اور ناریل (کھوپرا) میں مشابہت ۔ غور کرو تو انسانی سر اور ناریل میں بہت زیادہ مشابہت ہے ۔ انسان کے سر پر بھی بال ہیں اور ناریل کے اوپر بھی بال ہیں ۔ سر پر بالوں کے نیچے سخت ہڈی ہے ۔ اسی طرح ناریل میں بالوں کے نیچے بھی سخت ہڈی کی طرح ہے اور یہ مشابہت ثابت کر رہی ہے ۔ کہ انسان اور ناریل کا بنانے والا ایک ہی ذات اللہ تعالیٰ ہے ۔

۲ ۔ انسانی مغز (بھیجا) اور اخروٹ کی گری میں مشابہت ۔ ان دونوں کو غور سے دیکھو تو ان دونوں میں بھی بہت زیادہ مشابہت ہے ۔ بالکل ایک جیسے مغز ۔ جیسے مغز پہ لکیریں ہوتی ہیں اسی طرح اخروٹ کی گری ۔ بھی لکیریں ہوتی ہیں ۔ جیسے انسانی مغز پہلے اندر کی ہڈی اور پھر اس کے اوپر انسانی سر کی ہڈی نے محفوظ کیا ہوا ہے ۔ اسی طرح آخروٹ کی گری کے اوپر کی لکڑی جو کہ تمام لوگ دیکھ رہے اس کے اوپر بھی گری کو مضبوطی سے محفوظ کرنے کے لئے بہت موٹا چھلکا ہوتا ہے اگر کسی نے اخروٹ کے درخت سے کچا اخروٹ توڑا ہوا دیکھا ہو یا درخت کو لگا ہوا دیکھا ہوا ۔ یہ بھی ثابت کر رہے ہیں کہ ہمارے بنانے والا اللہ تعالیٰ واحدہ لاشریک ہے ۔

۳ ۔ انسان کا دل ۔ آم ۔ لیچی ۔ املے کی املی ۔ پستہ چھلکے سمیت ۔ غور کرو تو ان میں بہت مشابہت ہے ۔ اور یہ بات ثابت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بنانے پر قادر ہے ۔

۴ ۔ انسان کی جلد کے مسام اور مالٹے ۔ سنگترہ ۔ لیموں اور میٹھے وغیرہ کے چھلکوں (جلد) کے مسام ثابت کر رہے ہیں کہ ہمارا بنانے والا ایک ہی ذات اللہ تعالیٰ ہے ۔

۵ ۔ اسی طرح بھیڑ یا دنبہ کی اون اور کپاس میں مشابہت ۔

۶ ۔ انسان کا چہرہ اور آدمی چہرہ پھول ۔

۷ ۔ انسان کے پھیپھڑے اور ٹماٹر کا اندرونی حصہ ۔

۸ ۔ بینگن کے ابالنے کے بعد بینگن کا اندرونی حصہ اور اوجھڑی ۔

۹ ۔ اسی طرح انسانی بال اور ہیرڑی پودا (یہ عجیب وغریب پودوں میں پڑھا ہے) وغیرہ ۔

ترجمہ آیت نمبر (۵۱:۲۰،۲۱) اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کو تمہارے اندر خود کیا سوچتے نہیں۔

تجدید ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کے ثبوت

۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے خشکی پر دو قسم کے جاندار چوپائے اور پرندے پیدا کر کے دکھلا دیے ۔

۲ ۔ چوپائے اور پرندے کی طرز پر چیونٹی کوڑے اور مچھر بنائے ۔ چوپایوں کی طرز پر چیونٹی اور کوڑے بنائے اور پرندوں پر مچھر ۔

۳ ۔ خشکی اور پانی میں زندگی پیدا کر کے دکھلا دی ۔

۴ ۔ چوپایوں کے پیٹ اور پرندوں کے انڈوں سے پیدائش کر کے دکھلا دی ۔

۵۔ نباتات بھی دو طرح سے بیج (گٹھلی) اور قلم کے ذریعے سے پیدائش۔
۶۔ پانی۔ بارش اور سیلاب سے۔
۷۔ میٹھا۔ گنے کے پودے اور شہد کی مکھی سے بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

طب اللہ

یہ جو ابھی آپ نے پڑھا ہے مشاہدے۔ انسان اور نباتات کے جزوں میں مشابہت اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی حکمت نظر آتی ہے یعنی طب اللہ۔

یہ کہ کھوپرا کھانے سے انسان کے سر کو طب کے لحاظ سے فائدہ پہنچے گا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں سر درد کے لئے کھوپرا کوٹ کر پھر دودھ میں پکا کر میٹھا ڈال کر کھاتی ہیں اور اس کو شلا کہا جاتا ہے اور یہ سر درد کو فائدہ دیتا ہے۔ اگر اس میں اخروٹ کی گری بھی ڈال لی جائے تو خوب فائدہ ہوگا۔ اور بالوں کو بھی۔

اسی طرح دل کو طاقت دینے کے لئے آم کی پستہ کھانا چاہیے کہ دل کو فائدہ ہو کہ ان شکل کی دل سے ملتی ہے ہیں۔ تربوز خربوزہ انسان کی اوجھڑی کی طرح ہے یہ پیٹ کو فائدہ دے گا۔

جلد کی بیماریوں کے لئے مالٹے سنگترے لیموں مٹھے وغیرہ کھائیں کہ ان کے چھلکوں پر جلد کی طرح کے مسام ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے ثبوت کہ عورت کہ جن کے چہرے پر چھائیاں پڑ جائیں۔ لیموں یا مالٹے سنگترے کے چھلکوں کے مسام کا پانی اپنے چہرے پر لگاتی ہیں کہ جس سے چھائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کھانے سے بھی فائدہ ہوگا۔ ٹماٹر (ٹمپھرٹے) کو اور (بیگن) پیٹ کے امراض میں فائدہ دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا میں جو بھی کچھ انسان کے لئے بنایا ہے۔ ان کے کھانے سے انسان کے بدن میں کہیں نہ کہیں ضرور فائدہ ہوگا خواہ ہم کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ لہٰذا ہمیں تمام اقسام کے اناج کھانے چاہئیں۔ گندم، چاول، باجرہ، جوار، مکئی، چنا، کنگنی، سامک وغیرہ تاکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تمام چیزوں کی تاثیر کا فائدہ انسان کو پہنچے۔ پہلے وقتوں کے لوگ ہر قسم کے اناج کھاتے تھے۔ بوتے تھے۔ ان کی صحت بہت اچھی ہوتی تھی۔ اسی طرح ہمیں تمام قسم کی دالیں اور تمام قسم کی سبزیاں کھانی چاہئیں۔ کہ تمام سبزیوں کا طبی فائدہ ہمارے بدن میں پہنچے۔ اسی طرح تمام قسم کے پھل اور تمام حلال جانوروں کا گوشت کھانا چاہیے کہ ان کے طبی خواص کا فائدہ انسانی بدن کو ہو۔

بیل گائے بھینس وغیرہ کی پو نچھڑ (دم) میں ہڈی اس قسم کی ہوتی ہیں جیسے انسان کی ریڑھ کی ہڈی اس لئے بیل گائے وغیرہ کی پو نچھڑ (دم) کا گوشت کھانے سے انسان کی ریڑھ کی ہڈی کو فائدہ پہنچے گا۔ اسی طرح کلیجی دل وغیرہ کھانے سے انسان کی کلیجی دل کو فائدہ ہوگا۔ حکیم کے مشورے سے کسی بھی جانور اور پرندے کے گوشت کھانے سے انسان کو فائدہ ہوگا۔ ان کی تاثیر کی وجہ سے۔ بعض لوگ قوت باہ کے لئے چڑا چڑیا پکڑ کر ذبح کر کے کھاتے ہیں کہ ان میں قوت باہ زیادہ ہوتی ہے۔

اسی طرح کسی بھی چیز کی صحبت کا بھی انسان پر بہترین اثر پڑتا ہے۔ عام دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بھینسوں کی صحبت میں رہنے والا اور بھینس کا دودھ مکھن کھانے والا بھینس کی طرح کا موٹا اور پیٹلا ہو جاتا ہے۔ گھوڑوں میں رہنے والا = گھوڑوں کی طرح چاک و چوبند ہو جاتا ہے۔ صدف کی سیپ کی شکل انسانی کان جیسی ہے لہٰذا سچے موتی اور سیپ کی دوائی کان کو فائدہ دے گی۔

جس کسی نے کئی عورتوں سے نکاح کر رکھے ہوں وہ دیسی مرغے جوان نر کا گوشت کھائے کہ مرغے میں ایک وقت میں کئی مرغیوں کے ساتھ رہنے کی طاقت اور قوت ہے۔ حضور پاک نر جوان مرغے کا گوشت خوب شوق سے کھاتے تھے۔ اور جو ایک نکاح کے بعد دوسرا نکاح نہ کرنا چاہے وہ کبوتر کا گوشت کھائے وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی طب اللہ کو قرآن پاک میں صرف دو آیات میں سمو دیا ہے۔

"اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کئے باغ ٹہنیوں پر چڑھائے ہوئے اور بغیر چڑھائے ہوئے اور کھجوریں اور کھیتیاں مختلف ہیں کھانے کی چیزیں ان میں کی زیتون اور انار یکساں اور غیر یکساں کھاؤ پھل اس کے سے جبکہ پھل لادے اور دو حق اسکا دن کاٹنے

اسکے کے اور مت بے جا خرچ کرو تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا بے جا خرچ کرنے والوں کو انعام (۱۴۲:۶) پوری آیت کا ترجمہ نہیں کیا اس آیت میں بوجھ اٹھانے والے اور زمین کو لگے جانوروں کے گوشت کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بوجھ اٹھانے والے گدھے گھوڑے اور اونٹ بیل وغیرہ وغیرہ کو یہ بہت سخت جان کے مالک ہوتے ہیں تاکہ ان کی تاثیر انسان میں پہنچے اور زمین کو لگے ہوئے میں سانپ، گوہ، سانڈہ، نیولا، گلہری، وغیرہ ان میں بھی انسانی صحت کے لئے طبی خواص موجود ہوتے ہیں اس لے ان کو خاص طور پر کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے کہ خوب غور کرنے سے سمجھ میں آ جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ سمجھ دے حجاج بن یوسف نے ایک حکیم سے اپنے لئے مشورہ مانگا تھا تو اس نے کہا تھا کہ جو بھی گوشت کھاؤ جوان اور صحت مند جانور یا پرندہ کا ہو اور جو پھل کھاؤ صحت مند اور بے داغ ہو۔ اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی نے لکھا ہے کہ دیسی گھی بے شمار بیماریوں کا علاج ہے۔ اور پنجابی میں مشہور کہاوت ہے کہ سو چاہے ایک پیو (باپ) سو دارو (دوائیاں) ایک گھیو۔ مطلب یہ کہ جو حفاظت محبت باپ اپنے بیٹے سے کرے گا وہ سو چاچے بھی نہ کر سکیں گے اور انسانی بدن کو جو فائدہ دیسی گھی پہنچائے گا وہ سو دوائیاں بھی نہ پہنچائیں گی۔ لیکن یہ سب باتیں کھانے صحت مندی کے دوران فائدہ دیں گے کہ جب انسان محنت مشقت سے پسینہ بھی نکلتا ہو۔ بیماری کی صورت میں اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

تجدید ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے انتظام کرنے کے چند ثبوت۔

۱۔ ماں کے پیٹ کے اندر بچہ بہت محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن غور کرو کہ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ کہ جن کے پاؤں زیادہ نوکیلے ہوتے ہیں۔ اگر اس نوکیلی حالت میں بچہ کے پاؤں ماں کے پیٹ میں ہوں تو بچہ ماں کے پیٹ کو بری طرح زخمی کر دے کہ موت واقع ہو جائے۔ جس سے ماں اور بچہ دونوں ہی مر جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کو ماں کے پیٹ کے اندر پاؤں کے آگے سفید گولائی لگا دی جس سے ماں کے پیٹ کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور پیدا ہونے کے بعد وہ سفید گولائی خود بخود جھڑ جانے کا انتظام کر دیا۔ جس سے کہ بچہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔

۲۔ اسی طرح انڈے سے پیدا ہوتے وقت بچے کی چونچ پر انڈا کاٹنے یا توڑنے کے لئے کنڑ لگا ہوتا ہے جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد سوکھ کر جھڑ جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا شان انتظام اور باریک بینی ہے۔

۳۔ پہاڑوں پر برف کا جم جانا اور سارا سال دریاؤں کو پانی کی سپلائی کا انتظام۔

۴۔ نباتات میں انسان اور چرندوں کے لئے خوراک کا انتظام۔ مثلاً گندم جوار باجرہ کہ انسانوں کے لئے اور گھاس اور بھوسہ جانوروں کے لئے۔ اسی طرح بہت تفصیل لکھی جا سکتی ہے۔

۵۔ بچوں کے لئے ماں کے وجود میں دودھ کا آ جانا اور ماں کے وجود میں بچہ کے لئے لگن تڑپ اور محبت آ جانا۔ غور کرنے کے لئے بہت کچھ مل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا گھر

اللہ، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور دوسرے بے شمار صفاتی نام ہیں۔ اصل یہ کہ ذات ہے تو صفات ہیں۔ ذات نہ ہوتی تو صفات نہ ہوتیں۔ سوال پیدا ہوا کہ کیا اس ذات نے اپنے رہنے کے لئے مکان یا گھر بنایا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر مکان بنایا ہے تو اس کا نقشہ کس طرح کا ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں خوب تفصیل موجود ہے۔ سورۃ یونس آیت نمبر ۳۔ "تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دنوں کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی......" قرار پکڑا عرش پر۔ اس ایت سے ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایک ہی جگہ قائم ہے اسی جگہ کا نام عرش ہے اور وہاں سے ہی سارے حکم احکام جاری کیے جاتے ہیں۔ عرش کو ہم دنیاوی فرش سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ لہذا اتنا تو ثابت ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ رہتا ہے وہاں فرش ہے۔ اب آیئے قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ آیت الکرسی کی طرف۔

"اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند واسطے اسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کون ہے وہ جو سفارش کرے نزدیک اس کے مگر ساتھ حکم اسکے کے جانتا ہے جو کچھ آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے اور نہیں گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اسکے سے مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سما لیا ہے کرسی اس کی نے آسمانوں اور زمین کو نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی اور وہ ہے بلند مرتبہ بڑا" (۲۵۵:۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص تعارف کرایا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے قائم ہے یعنی ہمیشہ قائم رہے گی۔ وسعت ہے کرسی اس کی کو کہ سما لیا آسمانوں اور زمین کو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرار پکڑنے کی جگہ کو کرسی کہا۔ کرسی کا تو ایک نقشہ ہوتا ہے کہ اس میں فرش بھی ہوتا ہے اور ٹانگیں بھی ہوتی ہیں اور فرش سے اوپر بازو اور پیچھے ٹیک لگانے کا حصہ۔ اب صاف محسوس ہو چکا ہے کہ اللہ کے گھر کا نقشہ کرسی جیسا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کیا اس کرسی کا نقشہ ہماری کرسی کی طرح کا ہے یا وہ کسی اور قسم کی کرسی ہے۔ اس کا جواب ہمیں سورۃ نور کی آیت نمبر۳۵ میں تفصیل سے ملتا ہے۔ ترجمہ سورۃ نور کی آیت نمبر۳۵۔ "اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین مثل نور اس کے مانند طاق کی ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو وہ چراغ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے۔ اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے" (۳۵:۲۴)

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ کرسی کے فرش کے اوپر طاق بنی ہے۔ طاق ایسی چیز کا نام ہے کہ جس کے سامنے کے حصے کو دروازہ دائیں بائیں اور پیچھے دیواریں اور ان دیواروں کے اوپر دیواروں سے ہی محراب نما چھت ہوتی ہے۔ اس طاق کی مثال یہ بندہ مسجدوں کی محراب سے دے سکتا ہے کہ جس میں کھڑا ہو کر امام نماز کی امامت کراتا ہے۔ یہ محراب طاق کا نقشہ ہوتی ہے اور ہر مسجد میں یہ طاق ہوتی ہے اس لیے مسجد کو اللہ کا گھر کہتے ہیں کہ مسجد میں بھی اللہ کے گھر کی طاق کی مانند طاق ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر مسجد میں طاق نما محراب ضرور بنانی چاہیے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ طاق کے اندر فرش (عرش) پر شیشے کا قندیل ہے۔ اور اسی قندیل کے اندر اللہ تعالیٰ نے قرار پکڑا ہوا ہے۔ یہ قندیل خوبصورتی اور حجاب کا کام دے رہی ہے۔ اور اللہ کے گھر میں روشنی کا یہ عالم ہے کہ روشنی کے اوپر روشنی ہے مطلب یہ کہ زیادہ روشنی ہے۔ یہ روشنی زیتون کے مبارک درخت سے حاصل کی گئی ہے کہ جو اس دنیا کی مشرق اور مغرب میں نہیں ہے بلکہ کسی اور جہان میں ہے جسے حضور پاک حضرت محمد ﷺ نے معراج کے موقع پر ایک جگہ (سدرۃ المنتہیٰ) بیری کا درخت دیکھا تھا اس مبارک درخت کے تیل کو آگ سے جلا کر روشنی حاصل نہیں کی کہ جیسے ہم اپنے گھروں میں سرسوں کے تیل یا گھی کا دیا جلا کر روشنی حاصل کرتے ہیں بلکہ وہ تیل بغیر آگ دکھلائے چمک رہا ہے روشنی دے رہا ہے شاید وہ تیل گھی کی طرح جم جاتا ہو اور الماس (ہیرا پتھر) کی طرح خود بخود روشنی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جس نے سورج سے روشنی پیدا کی اس نے اپنے گھر کے لئے کتنی خوبصورت روشنی بنائی ہو گی۔

اب ایک سوال پیدا ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے گھر کا نقشہ کرسی جیسا ہے تو کرسی تو ایسی چیز ہے کہ جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ جی ہاں ایک بار تو اللہ کا گھر کرسی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو چکی ہے کہ جب آسمان بنائے تھے۔

ترجمہ۔ القرآن۔ "اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو بیچ چھ دن کے اور تھا عرش اس کا اوپر پانی کے ہوئے" (۷:۱۱) ایک بار اور منتقلی کا ذکر ملتا ہے قیامت کے بعد یوم جزا کے موقع پر "اور فرشتے ہونگے اوپر کناروں اسکے کے اور اٹھاویں گے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اس دن آٹھ شخص" (۱۷:۶۹)

اس آٹھ کے لفظ سے ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کرسی کی آٹھ ٹانگیں ہیں اور وہ کرسی ہشت پہلو ہے۔ اصل اللہ کے راز اللہ جانے۔

اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہمیں اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ جیسے آجکل ہم اپنے گھر میں بیٹھے ٹی وی پر براہ راست پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی حرکات دیکھ سکتے ہیں اور آواز بھی سن سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہماری آواز سن سکتے ہیں بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری آواز سن رہا ہے دیکھ رہا ہے کہ اس کے لئے فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں لیکن ہم لوگ نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی آواز سن سکتے ہیں خواہ ہمیں جواب دے۔ اور یوں بھی اللہ تعالیٰ بجا طور پر ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے سمجھو کہ جیسے تم دو ہو تو تیسرا میں اور تم تین ہو تو چوتھا میں وغیرہ۔ ترجمہ (۷:۵۸)

اس کے علاوہ ہمیں بائبل سے بھی ثبوت ملتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا گھر (مکان) ہے۔

۱۔ سلاطین۔ "بلکہ تو آسمان پر سے جو تیری سکونت گاہ ہے سن لینا اور سن کر معاف کر دینا" (۳۰:۸)

۲۔ تواریخ۔ "کیونکہ ہمارا خدا سب معبودوں سے عظیم ہے۔ لیکن کون اس کے لئے گھر بنانے کے قابل ہے؟ جس حال کے آسمان میں بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی سما نہیں سکتا۔۔۔" (۶:۲)

زبور۔ "خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے۔ خداوند کا تخت آسمان پر ہے۔ اس کی آنکھیں بنی آدم کو دیکھتی ہیں اور اس کی پلکیں ان کو جانچتی ہیں۔ خداوند صادق کو پرکھتا ہے۔ (۱۱:۴) "اور ان کی دعا اسکے مقدس مکان آسمان تک پہنچی" (۲:۳۰:۲۷)

زبور - خداوند آسمان پر سے دیکھتا ہے - سب بنی آدم پر اس کی نگاہ ہے - اپنی سکونت گاہ سے وہ زمین کے سب باشندوں کو دیکھتا ہے - (۳۳:۱۳،۱۴) استثناء "آسمان پر سے جو تیرا مقدس مسکن ہے نظر کر" (۲۶:۱۵)
زبور - باب ۱۲۱ معلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت تمام باب لکھا جا رہا ہے -
میں اپنی آنکھیں پہاڑوں کی طرف اٹھاؤں گا میری کمک کہاں سے آئے گی؟ میری کمک خداوند سے ہے - جس نے آسمان اور زمین کو بنایا - وہ تیرے پاؤں کو پھسلنے نہ دیگا - تیرا محافظ اونگھنے کا نہیں - دیکھ اسرائیل کا محافظ نہ اونگھے گا نہ سوئے گا - خداوند تیرا محافظ ہے - خداوند تیرے دہنے ہاتھ پر سائبان ہے - نہ آفتاب دن کو تجھے ضرر پہنچائے گا - نہ مہتاب رات کو - خداوند ہر بلا سے تجھے محفوظ رکھے گا - وہ تیری جان کو محفوظ رکھے گا - خداوند تیری آمدرفت میں اب سے ہمیشہ تک تیری حفاظت کرے گا -
زبور - "تو جو آسمان پر تخت نشین ہے میں اپنی آنکھیں تیری طرف اٹھاتا ہوں" (۱۲۳)
یوحنا - کہ خدا نور ہے اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں" (۱:۵)
بائبل کی اس تحریر سے بھی صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تخت پر اپنی سکونت گاہ بنائی ہوئی ہے مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرار پکڑا ہوا ہے - اور یہ اللہ تعالیٰ کے مکان کا نقشہ کرسی کی طرح کا ہے - مکان مکیں سے بڑا ہوتا ہے لیکن بہت بڑے مکان کا مکیں بھی تو بہت بڑا ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ اکبر ہے اور وہ مکان تو اتنا بڑا ہے کہ اس کی وسعت میں زمین و آسمان سما جائیں اور وہ بہت بلندی پر ہے لہٰذا اس مکان کا مکیں بھی بلندی پر ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ (بہت بلند) ہے - اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے (قرار پکڑے ہوئے) ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے گھیرے ہوئے ہے -

اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے جیسے کوئی انسان اپنی زمین یا پلاٹ کو دیواروں کے ذریعے یا سرکنڈوں لکڑی کے ذریعے احاطہ دے کر گھیر لیتا ہے - تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلاں زمین یا پلاٹ کو فلاں شخص نے احاطہ دیا ہوا ہے یا گھیرے ہوئے ہے مطلب یہ وہ زمین فلاں شخص کی قبضہ اور ملکیت میں ہے -
اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مکان میں قرار پکڑے ہوئے ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے گھیرے ہوئے ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور قبضہ میں ہے زمین و آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے -

اللہ تعالیٰ کا حلیہ

القرآن "..... نہیں مانند اس کی کوئی چیز (کائنات) اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے" (۴۲:۱۱)
توریت - پیدائش (۱:۲۷) "..... خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہے"
توریت کے ان الفاظ سے کئی لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ خدا کا حلیہ انسان کے حلیے جیسا ہے - اس لئے بت پرستوں نے انسانی حلیہ کے بت بنا کر بت پرستی بھی کی کہ یہ خدا کی مانند ہیں - یہ بالکل غلط ہے - خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا سے مراد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میں دیکھنے کی صلاحیت ہے وہی صلاحیت آنکھ کے ذریعے انسان کو دی - اللہ تعالیٰ میں سننے کی صلاحیت ہے وہی انسان کو بھی کان کے ذریعے دی - اللہ تعالیٰ عقل والا ہے انسان کو عقل دی وغیرہ ورنہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی آنکھ نہ کان نہ زبان وغیرہ
حضور پاک حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے حلیہ کے بارے میں سوچنے اور غور کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو بھی ایسا گمان کرے گا وہ غلط ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان بہت بڑا گناہ ہوگا - میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ تمام چوپائے اور پرندے انسان کی صورت پر بنائے گئے کہ ان میں بہت مماثلت ہے جیسا کہ پیچھے بحث کر آئے ہیں کہ سب کو آنکھ ناک کان وغیرہ ہیں کیا سب کا حلیہ ایک ہے - بالکل نہیں - اس سے ثابت ہوا کہ یہ کہنے سے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا تو اللہ تعالیٰ کا حلیہ انسان جیسا ہوگا - غلط ہے - میری بیٹی سکول میں کسی لڑکی سے یہ سن کر آئی کہ اللہ تعالیٰ کا حلیہ دودھ کے بلبلے جیسا ہے روشن -

سورۃ فاتحہ -

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنے والا مہربان کے -

سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا -

بخشش کرنے والا مہربان -

بادشاہ دن دین کے کا (یوم جزا)

تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔

دکھا ہم کو راہ سیدھی۔

راہ ان لوگوں کی کے نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے۔

نہ کہ ان کے جو غصہ کیا گیا ہے۔ اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ الحمدللہ رب العلمین۔ یہ آیت انسانوں کو سکھلا رہی ہے کہ دعا میں دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف ضرور کرنی چاہیے اور خالی تعریف ہی نہیں تعریف بیان کرنے کا جواز بھی ضرور بیان کرنا چاہیے۔ جیساکہ اس آیت میں جواز بیان کیا گیا رب العلمین بہت بڑا جواز ہے تعریف کا۔ رب پروردگار پالنے والے توجہ کہ انسانوں کے پالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کچھ انتظام کیا ہے۔ ہوا پانی روشنی خوراک رحمت کرم فضل کہ جن کو ہم جانتے ہیں اور نہیں بھی جانتے۔ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام رب بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن پاک میں اس کی تشریح تفسیر بار بار آئی ہے کہ ارض وسموات بنائے تخلیقات گیس اور پانی اور خوراک کے بارے میں۔

اس آیت کی تسبیح پڑھنے سے انشاء اللہ بندے کا رزق ضرور بڑھے گا اور اللہ کی رحمت احسان اور کرم و فضل ضرور ہوگا۔ انسان کو اپنے اوپر لازم کرلینا چاہیے کہ کھانا کھانے اور پانی پینے کے بعد شکر کے ساتھ اس آیت کو ضرور پڑھے۔

۲۔ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نام اور بہت اچھے بتلائے کہ جن کے بتلانے کا شکر بھی انسان ادا نہیں کر سکتا۔ نام الرحمٰن کے تشریح اور تفسیر تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سورۃ الرحمٰن کی صورت میں کر دی ہے لیکن کہتے ہیں کہ نام الرحیم کی رحمت کا مظاہرہ آخرت میں اللہ تعالیٰ دکھلائے گا۔

۳۔ مالک یوم الدین۔ مالک دن دین کے کا یا بادشاہ دن جزا کا (حساب)۔ اس آیت سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ قیامت کے بعد ایک خاص دن آئے گا اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کا۔ لیکن ہمیں تو یہ خوب معلوم ہے کہ یہ دنیا اور کائنات اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور اب بھی اس میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہی چل رہی ہے۔ پھر اس ایک دن کی بادشاہی کا ذکر کیوں؟۔ جی ہاں اس دنیا کی بادشاہی اور اس دن ایک دن کی بادشاہت میں دو باتوں کا خاص فرق ہے۔ ۱۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہی بھی ہے اور دوسرے انسانوں کی بادشاہیاں بھی نظر آتی ہیں لیکن اس دن صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہوگی اور دوسرے کسی کی نہیں۔ ۲۔ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہی باطنی طور پر ہے جبکہ اس دن اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ظاہری طور پر سامنے ہوگی۔ اس آیت کی تشریح کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "۔۔۔۔واسطے کس کے ہے بادشاہی اس دن واسطے اللہ اکیلے غالب کے" (۴۰:۱۶)

۴۔ ایاک نعبدو وایاک نستعین۔ تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ اس آیت میں سبق دیا جا رہا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے عبادت ضرور کرنی چاہیے اس بات کا واضح ثبوت آیت نمبر (۲:۴۵) میں بھی ملتا ہے۔ "مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے اور بے شک وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے"

۵۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ دکھا (چلا) ہم کو راہ سیدھی۔ اس آیت کی تشریح اس سورت کی اگلی آیتیں ہیں۔

۶۔ ۷۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین۔ "راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے" نہ کہ ان کی جو غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کا"

یہ تین آیتیں ہمیں سبق دے رہی ہیں کہ دعا ایسے اور مکمل ٹھوس ہو کہ جو مانگنا ہے وہ مانگو اور جو نہیں مانگنا وہ بھی دعا میں ضرور کہو تاکہ برائی ٹلے۔ ان تین آیتوں کی تشریح میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اچھے لوگوں کی ایک اور دعا بھی تحریر کی ہے۔ "اے ہمارے رب عطا فرما ہم کو دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بھلائی اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے" (۲:۲۰۱)

یہ سورت ایک مکمل دعا اور حجت اتمام ہے اگر قبول ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان آخرت میں بخشا نہ جائے۔

ایک تجربہ۔ میرا کئی سالوں سے یہ کتاب لکھنے کا ارادہ تھا آخر ایک دن یہ بندہ رف کاپی اور قلم خرید لایا۔ رف کاپی پر

سرکنڈے کی قلم سے اللہ اللہ لکھا پھر پین سے لکھنے کی کوشش کی تو آپ حیران ہوں گے کہ بندہ کچھ بھی نہ لکھ سکا۔ جیسے کہ عقل کو (بند) لگ گیا ہو۔ بہت دیر گزری کئی لکھنے پر ہاتھ ہی نہ اٹھے۔ بہت حیران پریشان ہوا اور گھبرایا کہ یہ کیا کہ میں ایک صفحہ بھی نہ لکھ پایا اور کتاب تو دور کی بات ہے۔ پھر میں نے سورۃ فاتحہ عربی میں ہی لکھنی شروع کر دی پھر کلمہ طیبہ سورۃ اخلاص اور لاحول قوۃ آیت کرسی کا ترجمہ اردو میں لکھا۔ اس طرح عقل (کھلتا) شروع ہوئی سورۃ فاتحہ کی برکت سے۔

حروف مقطعات

سورۃ البقرہ۔ الم۔ اللہ تعالیٰ نے کئی سورتوں کے شروع میں حروف ابجد تحریر کیے ہیں جیسے کہ الم۔ الر۔۔۔۔۔ حم عسق۔ ان حرف کو حرف مقطعات کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں مشہور ہے کہ تمام علوم کا ذکر ہے اور یہ سچ ہے۔ اس لحاظ سے یہ حروف مقطعات کا علم پہیلی کا علم معلوم ہوتا ہے۔ (کہ بوجھو تو جانے) حضور پاکؐ نے بھی ان حروف کے معنی اور مفہوم کے بارے میں نہیں بتلایا۔ اگر حضور پاکؐ ان الفاظ کے معنی اور مفہوم بیان کر دیتے تو پہیلی کا علم نہ رہتا اور پھر کسی کو بھی ان پر غور کرنے کی ضرورت نہ رہتی۔ قرآن پاک میں ان حروف کا استعمال ہونا ظاہر کر رہا ہے کہ ان حروف کے کچھ نہ کچھ معنی مطلب یا تاثر ضرور ہے۔

اب اگر اللہ تعالیٰ پہیلی بوجھے تو کسی انسان کی کیا مجال کہ اسکا صحیح اور مکمل جواب دے سکے۔ کیونکہ ان حروف مقطعات کے معنی مفہوم مطلب اور تاثیر کی کئی کئی شاخیں نکلتی ہوں گی۔ کہ انسان ان کو اپنے علم کے احاطہ میں لا سکتا۔ دو شاخیں اعداد اور تاثر کی لوگوں میں مشہور ہیں۔ اکثر علماء نے ان حروف مقطعات کے معنی اور مفہوم لکھنے کی جرات نہ کی ہے۔ اور لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن کچھ علماء نے ان حروف کے مطلب بھی نکالے ہیں۔ جیسے (الف) سے اللہ (ل) سے جبرائیل اور (م) سے محمد۔ کیونکہ یہ حروف قرآن پاک میں انسان کے لئے اتارے ہیں۔ اس لیے ان حروف سے چشم پوشی بھی نامناسب ہے۔ لہٰذا کچھ لکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو ان حروف کے بارے کچھ لکھنے کی توفیق دی ہے۔ پہیلی بوجھنے کے لئے کچھ اشارے بھی دے دیے جاتے ہیں اس بارے میں حدیث میں مجھے دو اشارے معلوم ہوتے ہیں۔

ا۔ کیونکہ یہ حروف ابجد میں سے ہیں تو ان حروف ابجد کے بارے میں ایک اشارہ یہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے حضور پاکؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ رحمٰن اور رحیم سے پہلے کیا ال لکھنا ضروری ہے جیسے لکھتے ہیں الرحمٰن الرحیم۔ تو حضور پاکؐ نے فرمایا ہاں لکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہی حروف تو جدالابجاد ہیں۔

۲۔ دوسرا اشارہ ایک اور جگہ ملتا ہے کہ یہودی حضور پاکؐ سے پوچھنے آئے کہ آپ کی نبوت کتنے سالوں کے لئے ہے۔ تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ میرے اوپر الم اترا۔ تو یہودیوں نے الم کے اعداد اکٹھے کرنا شروع کر دیے۔ شاید اکتیس ۳۱ بنتے تھے۔ تو آپ سے کہنے لگے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ کی نبوت کی معیاد اکتیس ۳۱ سال ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ مجھ پر الرا اترا پھر انہوں نے اس کے اعداد اکٹھے کیے اور پھر کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ کی نبوت کی معیاد اکہتر ۷۱ سال ہے۔ اس آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر المص۔ کھ ی عص۔ حم۔ عسق۔ ن۔ ق وغیرہ وغیرہ اترے۔ اگر ان حروف وغیرہ کے اعداد بنائے جاتے تو وہ ہزاروں پر پہنچ جاتے اس پر ان یہودیوں نے کہا کہ آپؐ کی باتیں ہماری سمجھ نہیں آتیں اور چلے گئے۔

عربی زبان سردار زبان ہے۔ اس لیئے وہ لوگ دوسروں کو عجمی (ان پڑھ) کہتے تھے۔ اور وہ لوگ بات فصاحت۔ بلاغت۔ اشارہ۔ کنعیہ اور رمزوں میں کرتے تھے۔ اس وجہ سے حضور پاکؐ نے جواب میں پہلی دفعہ الم کہا تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے سوال گندم اور آپنے جواب چنا دے دیا ہے بلکہ سمجھ گئے کہ جواب اشاروں میں دیا جا رہا ہے اور اعداد کی طرف چل پڑے۔

قارئین سے التماس ہے کہ اس پس منظر کو ذہن نشین رکھیں۔

حروف ابجد

حدیث ہے کہ ال حروف جدالابجاد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام حروف ال سے بنے۔ اللہ تعالیٰ نے سب پہلے حرف ا (الف) بنایا پھر ا کو لمبا کھینچا ل بنایا۔ پھر ان کی ا اور ل کی شکلیں تبدیل کرنے سے تمام حروف ابجد بنے۔ مثلاً ا کو اوپر سے دائیں طرف خم دیا تو م۔۔۔۔(میم) بن گیا پھر ا کو نیچے سے بائیں طرف خم دیا تو ر۔۔۔۔ بن گیا۔ پھر ا کو اوپر نیچے سے بائیں طرف خم دیا تو د۔۔۔۔ بن گیا اسی طرح ل کے اوپر والے سرے کی شکلیں تبدیل کرنے سے صرف ن۔۔۔۔ ص۔۔۔۔۔ ح۔۔۔۔ ع۔۔۔۔ بن گئے۔ تمام بڑے پیٹ والے حروف ظاہر ہے کہ ل سے بنے۔

پھر ا (الف) کو نیچے لٹا دیا۔ ب۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کے نیچے نقطہ لگا دیا تو صرف ب وجود میں آیا اور اس طرح نقطے والے حروف بنے۔ اس ب میں بہت برکت ہے۔ کہ صفاتی نام رب (پروردگار) میں آیا حروف ابجد سے متعلق مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے ان الفاظ کو عرش عظیم کے چاروں طرف لکھا ہوا ہے۔

حروف مقطعات

تمام تحریریں حروف ابجد سے بنتی ہیں اور لکھی جاتی تھیں۔ اور تمام حروف ابجد ا سے ل اور ا سے م بنے۔ لہٰذا الم حروف ابجد کے معتبر حروف ٹھہرے۔

تحریریں لکھتے وقت ان حروف ابجد سے چشم پوشی کرنا بھی ان حروف کے ساتھ ناانصافی ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بھی معاملے میں کسی بھی چیز کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن پاک کی تحریر میں حروف ابجد کا استعمال کیا اور کتاب کے شروع میں حروف ابجد کے معتبر حروف کا حق بنتا ہے اور الم سب سے معتبر اور بزرگ حروف ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن شریف کے شروع میں الم کا استعمال کیا۔ جیسے جیسے قرآن شریف میں علم کی بات بڑھتی گئی اللہ تعالیٰ دوسرے حروف کو بھی قرآن مجید میں جگہ دی

الم کے متعلق ایک خوبصورت خیال

یہودیوں کے اس سوال کے بارے میں کہ آپ کی نبوت کی مدت کتنے سالوں کے لئے ہے۔ حضور پاکؐ نے جواب دیا کہ مجھ پر الم اترا۔ ایک مکمل جواب تھا۔ کیونکہ حضور پاکؐ نے کسی اور رمز میں اشارہ میں کہا تھا جو یہودی نہ سمجھ سکے اور اعداد کی طرف چل پڑے کہ حضور پاکؐ کو بھی تمام حروف مقطعات بتلانے پڑے کہ اعداد کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ الم ایک مکمل جواب اس طرح بنتا ہے کہ مجھ پر الم اترا جو کہ حروف ابجد کی بنیاد ہیں۔ یہ علم کی بنیاد تو میرے اوپر آنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن علم کی انتہا کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ علم لامحدود ہے۔ اسی طرح میری نبوت کی مدت بھی لا محدود ہے۔

حروف مقطعات کر بارے میں ایک اور حسن کی بات۔

خیال۔ جیسے کہ تمام حروف مقطعات ایک درخت ہے۔ الم اس کی جڑیں ہیں۔ المص اس کے اوپر کا تنا۔ پھر الر اس کے اوپر کا تنا المر سے پھر اوپر کی شاخیں ابھریں۔

کہیعص اس کی پتلی شاخیں۔ طس۔ طسم اس کے پتے ہیں۔ پھر دوبارہ قرآن پاکؐ میں الم شروع ہوا ہے جو کہ پھل دینے والی شاخیں ہیں۔ یس اور ص اس کے پھل کے لئے بور اور پھول ہیں۔ حم اس کا مکمل پھل ہے۔ عسق اس پھل کی رنگت ہے اور ق اس کا ذائقہ ہے اور ن اس پھل کی خوشبو ہے۔

یہ حم ایسے ہے جیسے تیار پھل میوے زرعی اجناس سبزیاں جو ان چوپائے اور پرند حلال۔ جو کہ انسانوں کے کھانے کے کام آتے ہیں۔ جن سے کہ انسان زندہ ہے۔ جو کہ رب العلمین کے پرورش کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس حم پر غور کرو۔

رحم۔ رحمت۔ الرحمٰن الرحیم ان سب الفاظ میں حم موجود ہے۔ ہمارے نبی پاک حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لے رحمت بنا کر بھیجا(......) اس لے ان کا نام محمدؐ اور احمد رکھا۔ یعنی مکمل نبی اور مکمل رسول یعنی خاتم النبیین (....) کیونکہ ان ناموں کے درمیان میں لفظ حم موجود ہے۔ یہ حم ان الفاظ کا مغز ہے۔

بھوکے انسان پر جب اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے تو کھانے کو دیتا ہے اور زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کسی نیک عمل کی وجہ سے تو زیادہ رزق دیتا ہے۔ تو یہ رحمت بن جاتی ہے جب انسان پر رحمت کے دروازے کھولتا ہے تو الرحمٰن بن جاتا ہے آخرت میں بخش دے گا تو الرحیم بن جائے گا۔ اس پس منظر سے۔

الحمدللہ رب العلمین

کا ترجمہ یوں ہوا کہ تمام حم کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس سے تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے کیونکہ الحمد میں بھی حم ہے۔ یوں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں کہ تمام رزق کے خزانے کا مالک اللہ ہے جس سے تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے۔

اللہ

خیال۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شئے کی خالق ہے اور علم کی ابتداء حروف جدالابجاو ال ہیں یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئے۔ کہ جیسے میں نے ہر شئے کو تخلیق کیا اسی طرح تمام تحریریں۔ ال سے وجود میں آئیں۔ ان حروف جدالابجاو میں اپنی ہی ایک صفت کا عکس نظر آیا۔ اس لے ان حروف کو اپنے ذاتی نام کے لئے پسند کر لیا۔ اور ان کو اپنے نام میں دو دفعہ رکھا۔ تیسرا حرف ہ جو ل بڑھانے سے جیسے بنتا ہے بن گیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔ کیونکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت موجود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے میں لے رکھا ہے (....) اور ہ کو بھی جتنا بڑا کر کے لکھا جائے۔ تو یہ تمام چیزوں کو گھیر سکتی ہے۔ یہ حروف تین ہیں۔ اس طرح لکھنے میں یہ پانچ بن گئے کیونکہ ال کو فضیلت کے طور پر دو دفعہ رکھا۔ اور لکھنے میں یوں بنا

پھر اللہ
ال ل اف...... پھر ان کو اور قریب کیا اللہ اور پھر اللہ۔ پھر ال کو فضیلت بخشی کہ ال اللہ تعالیٰ کے خواہ ذاتی ہو یا صفاتی نام ہو کے پہلے ضرور لکھا جائے گا۔ ا ضرور بولا جائے گا اور ل چاہے نہ بولا جائے لیکن لکھا ضرور جائے گا جیسے۔
الرحمٰن۔ الرحیم۔ اس طرح اللہ کا پہلا ل لکھا جاتا ہے بولا نہیں جاتا اور شد (ّ) لکھ کر اسکے اوپر ا (الف) لکھ دیا جاتا ہے۔

اجکل اللہ لکھتے ہوئے کچھ لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ جو گناہ بھی ہو گا۔
۱۔ اللہ ۔ اس طرح لکھنا بالکل غلط ہے یہ تو آخر میں دین جاتا گیا۔
۲۔ اللہ ۔ اس طرح لکھنا بھی غلط ہے کیونکہ اصل اللہ گھیرنے والی بات ہوتی ہے۔
۳۔ اللہ ۔ یہ بھی غلط لکھنا ہے لا کو اصل طریقہ پر لکھو مثلاً ایسے۔
اللہ اللّٰہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک دفعہ ایک کاتب نے س کو اس طرح لکھ دیا تھا سـ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کاتب کو ڈانٹا تھا۔ اور شاید درے بھی مارے تھے جب اللہ تعالیٰ نے س میں یا کے حروف میں دندانے بنائے ہیں۔ تو تو نے ان کو ختم کیوں کیا۔ ایسے ہی لکھا کر جیسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ دندانے کے ساتھ۔ س
اللہ

اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اللہ کے معنی پر غور کرتے ہیں۔ اللہ بولنے میں اس طرح بولا جاتا ہے۔ ال' لاہ' ال کے معنی ہیں۔ سب کچھ تمام۔ جبکہ اس ال کو اگر الٹا لکھا جائے تو اس کے معنی بھی الٹ جاتے ہیں۔ یعنی لا۔ لا کے معنی ہیں کچھ بھی نہیں اور اس لا کے ساتھ لاہ۔ ل جائے تو پھر معنی تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ لفظ لا...بن جاتا ہے۔ تو اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اللہ کے معنی اس طرح بنتے ہیں۔

اللہ

ال۔ وہ سب کچھ تمام یعنی ہر چیز کا خالق مالک قادر مطلق
لا... نہیں گھیر سکتی اس کو کوئی چیز اور وہ گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو اپنے علم سے (......)
لا... کا ایک معنی اونچا اور بہت بلند بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت بلندی پر عرش پر قرار پکڑا ہوا ہے۔ عربی میں آیا لاحت الشمس۔ سورج بلند ہوا۔ تو لا... کا ایک مطلب اونچا اور بلند ہے۔ اس طرح لفظ لا... کا معنی اور مطلب یہ ہوا کہ۔
لا...۔ ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوء (.....) کہ بھی بہت اونچائی اور بلندی پر ہے (عرش پر)
انہیں تین حروف ال... کا حسن دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پیغام میں انہی کا استعمال کیا ہے۔
لا الہ الا اللہ
نہیں کوئی معبود مگر اللہ
اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کا ترجمہ ہر زبان میں اللہ ہی رہے گا نہ کہ خدا God یا رام وغیرہ۔

فرشتے

اللہ تعالیٰ نے قرار پکڑا ہوا ہے اوپر عرش کے اور تدبیر کرتا ہے کام کی (.........) وہ اپنا سارا کام فرشتوں کے ذریعے چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بے شمار تعداد میں بنایا ہوا ہے اور ان کو الگ الگ ان کے کام کی نوعیت اور اصول سمجھا دیے ہیں۔ مثلاً ایک اصول کہ میری بنائی ہوئی چیز کا جو بندہ شکر گزار اور قدردان ہو۔ اس پر میری نعمتیں زیادہ کردو۔ اس لئے بندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی نعمتوں کی عزت اور قدر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کسی بھی نعمت کو حقیر نہ جانے۔ دیکھو ایک معمولی پودا کوندر جو گندے پانی میں خودرو پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مقدر دیکھو کہ اس سے مسجدوں کی صفیں بنتی ہیں۔ ایک اچھا واقعہ والد صاحب نے سنایا تھا۔ کہ ہمارے ایک بزرگ کے سامنے کسی نے کانے (سرکنڈے) کے موڑھے (کرسی) کو بغیر کسی وجہ کے پاؤں سے ٹھوکر مار کر گرا دیا۔ تو ہمارے بزرگ اس آدمی پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا داروغہ (فرشتہ) بنا رکھا ہے۔ اگر وہ داروغہ کسی آدمی سے ناراض ہو جائے تو وہ اپنی ملکیتی چیز اس آدمی کو ساری زندگی حاصل نہیں ہونے دیتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سرکنڈے کا داروغہ (فرشتہ) بھی ضرور بنا رکھا ہے۔ اگر وہ ناراض ہو گیا تو تجھے ساری زندگی سرکنڈے کی کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ سرکنڈے کا داروغہ (فرشتہ) دولت کے فرشتے کو روک دے گا کہ اس شخص کے پاس دولت نہ آنے دینا کہ یہ سرکنڈے کی موڑھا خرید لے کہ اس نے سرکنڈے کے موڑے (کرسی) کی بے حرمتی کی ہے۔ اور سمجھا دیا کہ اس موڑے کو عزت سے جھاڑ کر سیدھا کھڑا کر دے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ غائب ہے اور اپنی نشانیاں ظاہر کر دیں ہیں ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر غائب چیز کی نشانیاں ظاہر کر دیں ہیں ۔
ہر نبی اور رسول کو فرشتہ جبرائیل نظر آ جاتا تھا اس لئے ان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر پکا اور مضبوط ہو جاتا تھا ۔ ہر انسان پر ایسا وقت آتا ہے کہ اسے فرشتے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ یعنی موت کے وقت موت سے کچھ دن پہلے ۔ مرنے سے پہلے انسان گھر والوں اور دوسروں کو بتلانا شروع کر دیتا ہے ۔ کہ مجھے کچھ آدمی نظر آ رہے ہیں ۔ جسے عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ مریض کو مردے نظر آنا شروع ہو گئے ہیں ۔ یہ اب نہیں بچے گا ۔ حالانکہ وہ مردے نہیں ہوتے مردوں کے روپ میں فرشتے ہوتے ہیں ۔
اس بارے میں یہ بندہ کچھ واقعات لکھتا ہے ۔ اس بندہ کے والد صاحب کو بھی فوت ہونے سے پہلے فرشتے نظر آنا شروع ہوئے تو اس بندہ نے سمجھ لیا تھا کہ والد صاحب کی فوتگی کے دن اب قریب آ گئے ہیں اور گھر میں بھی اور دوستوں کو بھی یہ بات کہہ دی تھی کہ اب موت کے دن قریب ہے ۔ کیونکہ بندہ نے کتاب مشکواۃ شریف میں اس قسم کی حدیثیں پڑھیں ہوئیں تھی ۔
والد صاحب کو فرشتے صبح فجر کے وقت یا مغرب کے بعد نظر آئے ۔ والد صاحب فوتگی سے تقریباً آٹھ سال پہلے سخت بیمار ہوئے تھے شوگر کی وجہ سے دونوں پاؤں فوتگی سے آٹھ سال پہلے ہی جڑ گئے تھے اور دونوں پاؤں سے اپاہج ہو گئے تھے ۔ ٹی پیشاب بھی چارپائی پر ہی کرتے تھے ۔ یہ بندہ بھائیوں میں سب سے چھوٹا بھائی ہے ۔ اپاہج ہونے پر والد صاحب نے تعلیم چھوڑوا دی کہ اب تو ایک آدمی میرے ساتھ ہر وقت ضروری ہے ۔ گھر سے باہر آنے جانے کے لئے پہیوں والی کرسی بنوائی تھی ۔ بیماری کے آٹھ سال تک یہ بندہ اپنے والد صاحب کے ساتھ سائے کی طرح لگا رہا ہے کہ رات کو سوتے وقت بھی اس بندہ کی چارپائی والد صاحب کے ساتھ ہوتی تھی کہ رات کو کسی بھی وقت کسی کام ٹی پیشاب کے لئے آواز دیتے تو فوراً آنکھ کھل جاتی تھی ۔ والد صاحب کو وضو ماہ رمضان کے جمعہ کی نماز عید کی نماز مسجد میں کرسی پر بیٹھے بیٹھے لے جاتا اور پڑھوا آتا ۔ روزانہ صبح گھر سے باہر ڈیرہ پر لے جاتا وہاں ساتھ اور شام کو واپس گھر لے آتا ۔ اللہ کی رحمت سے والد صاحب کو کبھی نہ محسوس ہونے دیا کہ وہ اپاہج ہیں ۔
ان آٹھ سالوں کے درمیان بڑے سخت سخت بیمار بھی ہوئے لیکن کبھی نظر کچھ نہ آیا ۔
مرنے کے قریب فرشتے نظر آنا شروع ہوئے صبح فجر کا وقت تھا کہ والد صاحب نے کہا کہ ابھی کمرے میں سے باہر کون گیا ہے ۔ میں نے کہا کوئی بھی نہیں ۔ کہنے لگے کہ نہیں گیا ہے میں نے خود دیکھا ہے ۔ سردی کی وجہ سے کمرے کے دروازے بند تھے ۔ میں نے کہا کمرے کے دروازہ بند ہیں بھلا بند دروازوں میں سے کون جا سکتا ہے ۔ دیکھو تو کہنے لگے بند دروازوں میں ہی کوئی باہر نکل گیا ۔ یہ نہیں کہ ہوش حواس میں فرق پڑا ہوا تھا ۔ کیونکہ دن کے وقت بالکل ٹھیک اور ہوش و حواس میں رہتے تھے ۔ پھر ایک صبح چارپائی پر بیٹھنے لگے اور بیٹھ کر کہا کہاں گیا میں نے کہا کون کہنے لگے ابھی ایک آدمی مجھے جھنجھر کی بوتل پینے کو دے رہا تھا یہ جھنجھر کا لفظ میری سمجھ میں نہ آیا اور خیال گزرا کہ کہیں شراب کے مختلف نام ہیں ۔ برانڈی ۔ اور بج وغیرہ کسی شراب کا نام جھنجھر نہ ہو ۔ میں نے پوچھ لیا شراب کی بوتل دے رہا تھا ۔ تو غصے سے جھڑکا ۔ حالانکہ مجھے بھی معلوم تھا کہ ساری زندگی شراب کبھی نہیں پی اور شراب کو گھوڑے کا پیشاب کہتے تھے ۔ پھر مجھے سمجھایا کہ سوڈے کی بوتل پرانی طرز کی گولی والی جس کو آجکل لیمن سوڈا کہتے ہیں ۔ پہلے جھنجھر سوڈا کہتے تھے ۔ پھر ایک دن دودھ کا گلاس ساتھ میز پر رکھا تھا نظر آیا اور غائب ۔ ہم سمجھ گئے کہ فرشتے نظر آنے شروع ہو گئے ہیں اب موت کے دن قریب ہیں ۔ پھر ایک دن ڈاکٹر (جو کہ زندہ تھا اور ہے) کے روپ میں نظر آئے چارپائی کے پاؤں کی طرف مجھ سے پوچھا یہ ڈاکٹر (نام لیا) میرا پیشاب وغیرہ ٹسٹ کر رہے ہیں ۔ اگر میں انکار کرتا تو کہتے کہ نہیں تجھے نظر آ رہا ہے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے ایسے ہی کہہ دیا کہ ہاں ڈاکٹر صاحب ٹسٹ کر رہے ہیں کہنے لگے کیا رپورٹ ہے ۔ میں نے کہا آپ پر بھی اور مجھ پر بھی اور ہم سب پر اللہ کی رحمت ہے ۔ پھر کچھ دن کے بعد فوت ہو گئے ۔
ایک اور موت کا واقعہ ہمارے عزیز تھے ۔ صحت مند ملازمت پر ڈیوٹی دے رہے تھے کہ بخار ہوا سخت ۔ بخار کے دوران کہنے لگے کہ دیوار میں سے آدمی نکل آیا ۔ دیوار میں آدمی گھس کر چلا گیا ۔ تیمارداروں نے سب نے کہا کہ بخار سخت ہے جس کی وجہ سے بہک گیا ہے ۔ بخار اترا گیا اور ملازمت کی ڈیوٹی پر جانے لگے ۔ اس وقت انہیں بتلایا کہ آپ بخار میں بہک کر ایسی باتیں کرتے تھے دیوار میں سے آدمی نکل آیا دیوار میں آدمی گھس کر چلا گیا ۔ کہنے لگے بخار میں بہکا ہوا آدمی جب بخار اتر جاتا ہے اسے کچھ بھی یاد نہیں ہوتا کہ بخار میں میں نے کیا کیا کچھ کہا تھا لیکن مجھے اب بھی اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے آدمیوں کو دیوار میں سے نکلتے اور گھستے دیکھا ۔ اب نظر نہیں آ رہے ۔ تقریباً ایک ہفتے بعد صحت مند تھے اچانک وفات پا گئے اور ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ انہیں فرشتے نظر آ رہے تھے ۔ موت کے وقت فرشتوں کا نظر آنا قرآن پاک کی ان آیات سے ثابت ہے "آگئی بے ہوشی موت کی ....(۱۹:۵۰) اور بس نظر آج تیری تیز ہے (۲۲:۵۰) نظر کی تیزی ہوتی ہے کہ فرشتے نظر آنے لگتے ہیں کچھ لوگوں کو فرشتے خطرناک جانوروں کی صورت میں بھی نظر آتے ہیں ۔ اور فرشتوں میں یہ صلاحیت بھی نظر آئی کہ وہ کبھی بڑے قد کاٹھ کے بن جاتے ہیں اور کبھی چھوٹے بات ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ سارا کام فرشتوں کے ذریعے سے کرواتے ہیں ۔ کچھ فرشتے اکیلے ہی اپنا کام سرانجام

دیتے ہیں اور کچھ کی ماتحتی میں اور ہزاروں فرشتے بھی دے رکھے ہیں۔ چار فرشتے تو مشہور ہیں۔ ۱۔ جبرائیل۔ وحی پہنچانے والا نبیوں پر۔ ۲۔ میکائیل۔ بارش یا روزی رزق کا۔ ۳۔ اسرافیل = صور پھونکنے والا۔ ۴۔ عزرائیل موت کا فرشتہ۔
دین اسلام سے باہر کے مذہب میں ایک ایسا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا بغیر انسانوں کے اپنا نظام حکومت نہیں چلا سکتا لہذا وہ کچھ بادشاہی خفیہ طور پر انسانوں کو دے دیتا ہے۔ کہ انسان غیبی طور پر وہ کام کرتے ہیں کہ کسی کے علم میں نہیں آتا کہ یہ کام کس نے کیا وغیرہ۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان باطل نظریات کا کچھ مسلمانوں نے بھی یقین کر لیا۔ اور کہنے لگے کہ مسلمانوں میں غوث قطب قلندر وغیرہ ہوتے ہیں جو غیبی طور پر حکومت کر رہے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور دھوکہ بازوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو عالم انسانی ہے وہ غوث اور قطب کا کردار یوں ادا کر سکتا ہے۔ غوث ۔ تسکین دینے والا۔ جب کوئی پریشان آدمی عالم کے پاس آئے تو اسے قرآن اور حدیث کے حوالے سے تسکین دے کر صبر کرو اللہ آپ سے بھلائی کرے۔ قطب۔ چکی کے درمیان کی کلی کو کہتے ہیں کہ جس کے گرد تمام پاٹ گھومتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی عالم کے پاس بہت سے لوگ مسئلے مسائل پوچھنے آتے جاتے رہتے ہوں تو وہ عالم قطب ہوا کہ لوگ اس کے گرد چکر لگا رہے ہیں ۔ قلندر نچانے والا۔ خواہ بندر یا انسان۔ کہ جس کا حکم مانا جائے ا غیبی یا مافوق لفطرت طاقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

شیطان

اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن پاک میں ذکر کیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ان مردودوں شیطانوں سے اپنی پناہ میں رکھے آمین ثمہ آمین یا رب العلمین۔ ان کے خطرناک ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن انسانوں کو نظر نہیں آتے۔ ان کے وسوسے کو محسوس کرنے کے لئے سورۃ الناس بار بار پڑھنی چاہیے۔ ان سے بچنے کے لئے ان کو پہچان لینا بھی ضروری ہی۔ جیسے ریاکاری (کہ اپنی نیکی کا عمل اللہ تعالیٰ کے سوا اور دوسروں کو دکھانا) جب کسی انسان کو ریاکاری کی بیماری کا علم ہی نہ ہو گا وہ اس سے بچنے کی کوشش ہی نہ کر سکے گا۔ اسی طرح شیطانوں سے بچنے کے لئے ان کو پہچان لینا ضروری ہے۔ آیئے آپ کو ان کے بارے میں سمجھاتے ہیں۔

۱۔ ابلیس۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کا پیدا ہوا ہے۔ اور کروڑوں انسانوں کو ورغلانے اور خراب کرنے کا تجربہ رکھتا ہے۔ اور خراب کرنے کے ہزاروں لاکھوں طریقے جانتا ہے۔ اس کی عمر (جو کہ قیامت تک زندہ رہے گا) تجربے اور طریقے کے سامنے ایک انسان جو دنیا میں چند سال کے لئے آتا ہے تو بھلا انسان اس کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ مردود انسان کو ایک سیکنڈ میں پچھاڑ کر رکھ دے گا۔ اور اس کے داؤ وار سے بچنا ناممکن نظر آتا ہے۔ اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے انسان اس سے کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا "....اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور مہربانی اس کی۔ البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی مگر تھوڑے۔(.....)

۲۔ ہمزات شیطان۔ یہ بھی انتہائی خطرناک ہے اور خاص ہے۔ جس کا اندازہ قرآن پاک میں آیت نمبر (۲۳:۹۷) اور (۲۳:۹۸) سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے کہ اس شیطان سے بچنے کے لئے مجھ سے خاص طور پر پناہ مانگو۔ ترجمہ۔ "اور کہ اے پروردگار میرے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے سے" (۲۳:۹۷) "پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اے رب میرے اس سے کہ حاضر ہوں میرے پاس" (۲۳:۹۸)

یہ ہمزات شیطان ایک انسان کے دل کی خفیہ بات دوسرے کے دل میں بڑے آرام سے پہنچا دیتے ہیں۔ کہ ہمزات شیطان ایک انسان کے دل کی بات دوسرے انسان کے ہمزات سے کہ کر اس کے دل میں ڈالوا دیتا ہے۔ آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ کبھی کوئی دوسرا بات کرتا ہے تو ساتھ والا کہتا ہے کہ ابھی ابھی یہی بات میرے دل میں بھی آئی تھی۔

تنہائی میں یہ ہر انسان سے باتیں کرنے لگتا ہے' جرائم پیشہ افراد کسی کو دیکھتے ہی تاڑ لیتے ہیں کہ اس آدمی پر ہماری واردات کامیاب ہو جائے گی جیسے مشہور ہے کہ جیب کترے کو خود بخود پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں آدمی کے پاس رقم ہے۔ اور وہ اندازہ بالکل صحیح نکلتا ہے اور جرائم پیشہ فرد یا جیب کترا کہتا ہے کہ میری پرکھ (جج منٹ) اتنی تیز ہے کہ میں انسان کو دیکھ کر فوراً پہچان لیتا ہوں کہ اس کے پاس کچھ ہے اور یہ شکار بن جائے گا۔ حالانکہ یہ اس کی پرکھ (جج منٹ) کا کمال نہیں ہوتا ہمزات شیطان اس کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ فلاں کے پاس رقم ہے وغیرہ اور وہ جرائم پیشہ فرد یا جیب کترا (اکثر) جانتے بھی نہیں کہ یہ ان کے ہمزات شیطان کا کمال ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے چھٹی حس کا نام دیا ہے۔ یہ چھٹی حس ہمزات شیطان یا ضمیر کا کہنا ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ انسان کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی شیطان ہے جو انسان کے خون میں شامل ہو کر سارے بدن میں دوڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اسی سے مقابلے کے لئے انسان ایسے سمجھے کہ اس کا مقابلہ ایک آزاد خطرناک ریچھ سے ہے۔ یہ انسان کے دماغ میں منفی سوچ پیدا کرتا ہے۔ منفی کام کی ابتداء منفی سوچ سے ہوتی ہے۔ سمجھ دار انسان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کے ساتھ لگنے (منفی سوچ پیدا ہونے سے) سے فوراً پہچان جاتا ہے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے لگتا ہے۔ شیطان کا مس کرنا یہی منفی سوچ کا پیدا کرنا ہے۔

یہ نامراد نماز اور قرآن کی تلاوت کے دوران بھی حملہ کرنے سے باز نہیں آتا۔ انسان کے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے سے یہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ اس کا سب سے بڑا حملہ یہ ہے کہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں مرتد (بے دین) کرنا چاہتا ہے اس بندہ کو بھی بچپن سے بہت پریشان کیا۔ لیکن بندہ پر اللہ کی رحمت فضل وکرم اور مہربانی کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا۔

منفی سوچ۔ القرآن۔ "اور کہے گا شیطان (قیامت میں) جب فیصلہ کیا گیا بے شک اللہ نے وعدہ دیا تھا تمکو وعدہ سچا اور وعدہ دیا تھا میں نے تمکو پس خلاف وعدہ کیا تھا میں نے تم سے اور نہیں تھا واسطے میرے اوپر تمہارے کچھ غلبہ یعنی زور مگر یہ کہ پکارا تھا میں نے تم کو پس قبول کر لیا تم نے واسطے میرے پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے تئیں....." (۱۴:۲۲)

ہمزات اور دوسرے شیطان کہیں گے کہ میں نے تو صرف منفی سوچ ڈالی تھی یا آواز دی تھی تمہارے ہاتھ پاؤں سے زبردستی

تو برا عمل نہ کرا سکتا تھا۔ لہٰذا میری بجائے اپنے آپ کو ملامت کرو۔

۳۔ ستون شیطان۔ یہ وہ ہے جس کو حج کے موقعہ پر پتھر مارے جاتے ہیں۔ اس سے اس بندہ نے چوٹ کھائی۔ ایک دفعہ کئی سال پہلے بندہ کے دماغ میں شیطان نے خیال (منفی سوچ) ڈال دیا کہ ستون شیطان بھلا انسان کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بھلا پھر ان کو حج کے موقعہ پر پتھر کیوں مارے جاتے ہیں۔ یا پتھر مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی کے بتائی ہوئی حدوں کے خلاف سوچنا۔ استغفراللہ۔ اعوذباللہ من الشیطٰن الراجیم۔ ہوا یوں کہ سوتے ہوئے خواب میں میرے دماغ میں بہت زور کا دھماکہ ہوا جیسے بم پھٹ گیا ہو۔ اور میں سکتا اور سناٹے کی حالت میں ہو گیا۔ جیسے میرے دماغ کے پرخچے اڑ گئے ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ حج کا طواف کر لے۔ اور آدمی نے سہارا دے کر طواف کرانا شروع کر دیتا ہے۔ کیوں کہ مجھے کہا گیا تھا کہ حج کا طواف کر لے۔ میں نے طواف کرتے ہوئے کہ نیک کام کر رہا ہوں۔ کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ یہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی شروع سے ہے کہ خواب میں دب جانے کی صورت میں بھی یہ بندہ خواب میں کلمہ طیبہ کا ورد شروع کرا دیتے۔ طواف کے دوران مجھے کسی نے ہاتھ پکڑ کر باتوں میں الجھانا چاہا کہ بندہ کو کلمہ طیبہ سے روک سکے۔ لیکن میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا طواف کرتا رہا کہ میں نیکی کا کام کر رہا ہوں۔ حالانکہ میں خواب میں ستون شیطان کا طواف کر رہا تھا۔ جو کہ جاگ جانے کے بعد بھی مجھے اچھی طرح یاد آیا۔ خواب کے شروع میں جو دھماکہ ہوا تھا۔ خواب میں میں اس کی وجہ سے صحیح ہوش حواس میں نہ تھا۔ پھر مجھے خواب میں کہا گیا کہ حجر اسود چوم لے اور ایک آدمی مجھے ستون شیطان کی طرف سہارا دے کر لے چلا اور میرے لئے راستہ بنواتا رہا۔ کیونکہ وہاں اور بھی بہت سے آدمی تھے۔ حالانکہ میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ مجھے ستون شیطان کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ لیکن دماغ (عقل) نے کوئی کام نہ کیا اور اس خیال سے کہ میں حجراسود کو چوم رہا ہوں۔ میں نے ستون شیطان کو چوما۔ میرے ہونٹ ستون شیطان کو لگنے تھے کہ پھر میرے دماغ میں وہی دھماکہ ہوا۔ جو خواب کے شروع میں ہوا تھا۔ اور پھر میں نے خود کو سکتے کی حالت میں محسوس کیا کہ مجھ میں ہلنے کی طاقت بھی باقی نہ رہی۔ اور وجود کی جو کیفیت ہوئی وہ میں لکھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے۔ میرے خیال میں شیطانوں نے اس ستون شیطان کو اپنے طواف کی جگہ بنا رکھا ہے۔ اس لئے ان کو حج کے موقعہ پر پتھر مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ انسانوں میں۔ انسانوں میں چور ڈاکو جو بھی انسانوں کو پریشان کریں۔ جو انسانوں کو غلط راستے پر ڈالیں شریعت اسلام کے خلاف۔ یہ سب انسانوں کے روپ میں شیطان ہیں۔ اور میرے خیال میں رشوت خور انسانی شیطان بھی بہت بڑا اور بڑا شیطان ہے کہ یہ دوسرے انسان شیطان سے رشوت لے کر ان کی پشت پناہی کرتا ہے۔

۵۔ جنوں میں۔ جنوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔ نظر نہ آنے کی وجہ سے یہ بھی انسان کو پریشان کر دیتے ہیں۔ انسانوں کے نوزائیدہ پیدا ہوئے بچے کے اگر یہ قریب بھی آ جائیں تو قریب آنے کی تاثیر سے ہی (شاید) بچہ نیلا پیلا پڑ جاتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے۔ یہ صرف اس طرح نظر آتے ہیں جیسے کہ سایہ سا ہو اور وہ سایہ ایک طرف چلتا بھی خوب اچھی طرح محسوس ہوتا ہے۔

۶۔ حیوانات میں۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سواری کے لئے ایک گھوڑا دیا گیا آپ اس پر سوار ہوئے اس نے ناچنا یا بدکنا شروع کر دیا اور حضرت عمر کی لگام چلانے کے اشارے پر نہ چلا تو آپ نے فرمایا یہ مجھے کس شیطان پر بٹھلا دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حیوانات میں بھی شیطان ہوتا ہے۔ مثلاً مرغ باز کے لئے زیادہ اچھا لڑنے والا مرغ ہاتھ لگ جائے جس سے مرغ بازی کا شوق بڑھ جائے۔ تو وہ مرغ شیطان کا کام کر جاتا ہے۔ اسی طرح کتا تیتر بٹیر وغیرہ میں بھی۔ سانپ بچھو۔ شیر چیتا جو کہ انسان کو نقصان پہنچا دیں۔ شیطان ہوئے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ موذی کو ایذا دینے سے قبل ہی قتل کر دو۔ اس لئے نہ کہ یہ شیطان ہیں۔ سور شیطان جانور ہے۔

۷۔ نباتات میں۔ نباتات میں خبیث بوٹیاں پودے شیطان نباتات ہیں۔ نباتات میں سب سے زیادہ خطرناک پودا جو آجکل بنا ہوا ہے وہ پوست ہے۔ کہ تمام حکومتوں نے پوست کی کاشت پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ اس میں شیطانی خواص کی وجہ سے کہ اس سے ہیروئین اور افیون بنتی ہے۔ اس کے علاوہ بھنگ کا پودا۔ دھتورا اور وہ پودا جس سے حشیش بنتی ہے نام یاد نہیں۔ لوت کہ جو درخت پر ڈال دو تو درخت کا خون چوس کر بڑھے پیلے رنگ کی۔

۸۔ جملوات میں۔ سنکھیا۔ پارہ وغیرہ کہ جن کو کھا کر بہت سے انسان نقصان اٹھا چکے ہیں کہ جن کے فروخت کرنے کی حکومت نے پابندی لگا رکھی ہے۔

۹۔ خواب میں شیطان۔ حضور پاکؐ نے فرمایا خواب میں میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا اور ہر کسی کی شکل میں آ سکتا ہے۔

ایک مشاہدہ مجھے ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے والد صاحب ڈیرہ میں حجام سے حجامت بنوا رہے ہیں حجام نے اپنا کپڑا کہ

بلکہ گریں بدن پر ڈال رکھا ہے۔ اس خواب کے وقت والد صاحب فوت ہو چکے تھے۔ میں نے خواب میں ہی محسوس کیا کہ حجام کے کپڑے کے علاوہ بدن پر کوئی کپڑا نہیں پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ خواب میں مجھے خوب اچھی طرح یاد کہ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ میں نے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ حیرانی کی بات کہ خواب میں یکدم اندھیرا چھا گیا۔ اور مجھ سے ہاتھ چھڑوا لیا طاقت سے جیسے کہ ان کا ہاتھ دھواں بن کر میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اکثر یہ شیطان کے جن کے والدین تازہ فوت ہوئے ہوں آ کر ان کے والدین کے روپ میں ننگا نظر آتا ہے تاکہ لوگ کپڑے خیرات کریں کہ وہ کپڑے ان کے والدین کے پاس پہنچ جائیں۔ اس شیطان نے خواب میں اس طرح آکر یہ بدعت بنوا دی ہے۔ ورنہ کپڑے بھلا مرے ہوئے کے پاس کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

لاحول ولا قوت الاباللہ علی العظیم

حضور پاک نے فرمایا۔ مفہوم۔ کہ جب تمہیں شیطان مس کرے (یعنی تمہارے ذہن میں منفی سوچ ڈالے) تو تم یہ آیت پڑھو۔ لاحول ولاقوت الاباللہ علی العظیم۔ تو شیطان تم سے دور بھاگ جائے گا۔ آیئے اس آیت پر غور کرتے ہیں کہ اس میں کیا راز ہے کہ اس کے پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ کا ترجمہ عام طور پر یوں لکھا ہوتا ہے۔ نہیں بچنا (گناہوں سے) اور نہیں قوت (نیکی کی) مگر ساتھ (توفیق) اللہ تعالیٰ کے جو بڑی شان والا اور عظمت والا ہے۔ میرے خیال میں یہ اس آیت کا صحیح ترجمہ اور مفہوم نہیں ہے۔

اس کا صحیح لفظی ترجمہ ہے۔

"نہیں کوئی حرکت اور نہیں کوئی قوت مگر واسطے اللہ کے سے جو بلند اور عظیم ہے"

ان دونوں ترجموں پر غور کرو تو پہلے ترجمہ کے مطابق اس آیت کے مطلب اور معنی صرف گناہوں سے بچنے اور نیکی کی توفیق ملنے تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ جو انسان اس آیت کے معنی محدود سمجھ کر پڑھے گا تو ثواب بھی اس کو محدود ملے گا۔ جو کہ اس آیت ساتھ بھی ناانصافی ہوگی۔ تو آیئے اس کے مطلب اور معنی پر غور کریں۔ "نہیں کوئی حرکت اور نہیں کوئی قوت مگر واسطے اللہ کے بلند اور عظیم ہے۔

یہ آیت حجت اتمام ہے کہ ہر حرکت اور قوت رکھنے والی چیز (حیوانات۔ نباتات۔ جمادات اور کائنات) اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ کائنات کی چیز حرکت اور قوت رکھتی ہے۔

یہ کہ اس آیت کے پڑھنے والے کو ہر چیز کی حرکت کرنے اور قوت رکھنے کا ثواب انسان کو ملنے لگتا ہے۔ اور یہ حرکت رکھنے اور قوت رکھنے والی چیزیں حرکت اور قوت میں آ کر انسان کے لئے ثواب بنانا شروع کر دیتی ہیں۔ مثلاً کتنا ثواب۔ غور کرو تم انسانوں چوپائیوں پرندوں کی حرکت نباتات کے وجود میں آنے کی حرکت پانی کی حرکت وقوت۔ پانی میں موجود جانداروں کی اور نباتات کی حرکت وقوت۔ زمین چاند سورج اور تمام ستاروں سیاروں کی حرکت وقوت۔ ان کے طبعی خواص کی قوت۔ جنت دوزخ کی حرکت قوت۔ فرشتوں جنات شیطانوں کی حرکت وقوت۔

تو جناب والا یہ ثواب اتنا اکٹھا ہوتا ہے کہ اس ثواب سے زمین و آسمان اور ساری کائنات بھر جاتی ہے۔ اور یہ بلندی میں اللہ تعالیٰ عظیم تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بندہ کو جنت کا حقدار بنالیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان انسان کے اس آیت کے پڑھنے سے اور بھاگتا ہے۔ کہ یہ آدمی تو جنت کا حقدار ہو چکا۔

جس دن میں نے یہ تشریح رف کاپی پر لکھی تھی میں بہت خوش تھا کہ آج میں نے شیطان کی کمر توڑ دی۔ اس رات خواب میں میں نے دیکھا کہ میری ایک ریچھ سے لڑائی ہو رہی ہے اس کی نکیل میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ میرے برابر کھڑا ہے دو پاؤں پر۔ میں نکیل کو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو ریچھ کے حملے سے بچا رہا ہوں۔ ریچھ کی آنکھیں سرخ اور خوفناک تھیں کہ مجھے وحشت ہو رہی تھی۔ کہ میرے وجود میں سے مشورہ دیا گیا (ضمیر نے) کہ اس کی آنکھوں کی طرف مت دیکھ۔ میں نے اس سے آنکھیں پھر کر جھٹکے دیے تو وہ نیچے ہو گیا چاروں پاؤں پر پھر میں جلدی سے اس کی کمر پر بیٹھ گیا تو یہ ہوا کہ وہ میرے وزن سے پچک گیا اور اس کا پیٹ بھی زمین پر لگ گیا اور میں نے محسوس کیا کہ یہ تو کمزور بکری سے بھی زیادہ کمزور ہے۔

مرض

"بیچ دلوں ان کے بیماری ہے۔ پس بڑھائی اللہ نے ان کی بیماری اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا۔ بسبب اس کے تھے جھوٹ بولتے۔ اور جب کہا جاتا ہے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں۔ خبردار تحقیق وہی فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے۔ اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف خبردار ہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے۔۔۔۔۔ اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے اور کھینچتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بہکتے ہیں" ترجمہ آیت نمبر ۲:۱۰ تا ۱۵=

بیچ دلوں ان کے بیماری ہے پس بڑھائی اللہ نے بیماری "توجہ ایسے لوگ کہ جن کے دل میں پہلے سے بیماری موجود تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بڑھائی۔ جن کے دل میں کوئی بیماری نہیں ان کے ساتھ اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ بیماری (مرض) ہے کیا؟ شریعت دین اسلام کی نگاہ میں جو بھی برے کام ہیں وہ مرض ہیں۔ یہ بیماری کس طریقے سے بڑھائی جاتی ہے اس کی تفصیل قرآن پاک میں خوب موجود ہے۔

مرض کی محبت ڈال دی جاتی ہے کہ جس کا ثبوت قرآن پاک سے یوں ملتا ہے کہ۔

بنی اسرائیل نے جب حضرت موسیٰ علیہ اسلام کوہ طور پر گئے تختیاں لینے تو پیچھے سے بچھڑے کی عبادت پوجا شروع کر دی جو کہ سامری نے بنا کر دیا تھا۔ یعنی ایک مرض اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا یہ کیا کہ وہ لوگ جو بچھڑے کی عبادت کرنے لگے تھے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی (۲:۹۳) توجہ کہ مرض انہوں نے خود قبول کیا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی کہ وہ لوگ بچھڑے کی عبادت کرنا چھوڑنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بمطابق قرآن پاک کے ایک اور سلوک بھی ہوتا ہے کہ

"ظالم کا دوست ظالم کر دیا جاتا ہے" (۶:۱۳۰) مثلاً کفر کی ذہنیت رکھنے والے کا کفر کی ذہنیت رکھنے والا دوست کر دیا جائے گا۔ گناہ کرنے والے کا گناہ کرنے والا دوست بنا دیا جاتا ہے۔ (۶:۱۲۰) مثلاً دین اسلام میں جوا کھیلنا منع ہے جو کوئی باغی ہوتا ہے تو اس کا کوئی جواری دوست اللہ کے حکم سے بن جاتا ہے جو کہ اسے اور بھی بڑے بڑے جوا خانوں تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے دل میں جوا کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔ مشہور بات اور تجربہ ہے کہ جواری کے پاس کھیلنے کی رقم نہ بھی ہو تو بھی وہ جوا خانے میں جا بیٹھتا ہے۔ محبت ڈال دینے کی وجہ سے کہ اسے جوا خانے کے سوا کہیں بیٹھنے میں مزا یا سکون نہ آئے گا۔ اس طرح کسی چور کی چور سے فوراً دوستی ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ

بمطابق قرآن پاک کے ان کو مرض بڑھانے یا گڑھے میں دھکیلنے کے لئے ایک درجہ اور بڑھانے کے لئے ان پر شیطان مسلط کر دیئے جاتے ہیں (۴۳:۳۶) اور وہ شیطان انہیں بہکاتے ہیں ([illegible]) کہ وہ انہیں الٹے الٹے مشورے دیتے ہیں یہ ہوتا ہے بہکانہ۔ بری مت دینا برا مشورہ دینا اور ان کے برے عملوں کو اچھا کر کے دکھلاتے ہیں (۲۹:۳۸)

ترجمہ۔ کیا تو نے یہ کہ بھیجا شیطانوں کو اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں ان کو بہکانہ کر ([illegible])

یعنی واضح بات ہے کہ شیطانوں کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے تاکہ اور مرض بڑھے۔ کافر باغی میں آتا ہے اور گناہ گار بھی لہذا گناہ گار پر بھی۔

مثلاً چھپی یاری کو اللہ تعالیٰ نے برا کہا پھر اگر کوئی چھپی یاری کرے مرض میں مبتلا ہو تو وہ مرض بڑھے گا ملنے کا شوق بڑھے گا پھر کوئی الٹے الٹے مشورے دینے والا بھی مل جائے گا یہ اللہ کی طرف سے شیطان بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی پرندے باز مثلاً کبوتر باز۔ بٹیرباز۔ مرغ باز کا استاد بنانا= یہ استاد اللہ کی طرف سے مسلط ہوتا ہے کہ اور شوق بڑھائے۔ تاکہ مرض بڑھے۔ چور کی ڈاکو سے دوستی ہو جانی۔ اسی طرح ہر گناہ میں کسی پرانے گناہ گار سے دوستی محبت ہو جانا۔ اکثر برائی کے کام کے دو دوست ایک دوسرے پر شیطان مسلط ہوتے ہیں۔

اور یہ کام ایسے خفیہ طریقے سے سرانجام پاتا ہے کہ مرض کے مریض کو یہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے۔ "گمراہ کرتے ہیں ان کو بغیر علم کے"۔ (۱۶:۲۵) کا حصہ۔ یہ گمراہ کرنے والے شیطان اور گمراہ ہونے والا۔ اس کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا۔

آگ کا مرض

کچھ لوگ جب آگ کے مرض کے قریب لگ کر سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں تو یہ مرض ان کو اس طرح بڑھتا ہے کہ

ان کو سگریٹ پینے کی طلب بڑھ جاتی ہے پھر جب ان لوگوں میں سے کچھ لوگ آگ کا نشہ چرس پینا شروع کرتے ہیں تو مرض بڑھتا ہے اور یہ لوگ ہیروئین پینا شروع کر دیتے ہیں۔

حرام کھانے کا مرض

دوسروں کا مال حرام کھانے کا مرض اتنا بڑھ جائے گا کہ آدمی اپنے حقیقی بھائی اور والدہ کا مال بھی حرام طریقے سے کھائے گا۔

بت پرستی کا مرض

یہ مرض بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑھتا جاتا ہے۔ عقل پر زور دے کر سوچیں تو ہر بات صاف طور پر عیاں ہے ایک انسان کا بنایا ہوا چار دن پہلے کا بت یا سنگ تراش کا تراشا ہوا چار دن چار ماہ چار سال یا چار سو سال کا تراشا ہوا بت میں چار دن یا چار سو سال میں کوئی ایسی خاصیت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ سننے لگے یا دیکھنے لگے یا بولنے لگے وغیرہ وغیرہ بالکل نہیں لیکن پھر بھی حیرانی کی بات ہے کہ اس بت سے بت کے سامنے مانگی ہوئی منت مراد۔ پوری ہو جاتی ہے۔ جس سے کہ بت پرست کا اعتقاد بت پرستی پر اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ جناب والا یہ بت چاہے گائے کی شکل کا ہو یا انسان کی بت پرست کی منت مراد پوری کر سکتا ہے۔ بالکل نہیں۔ لیکن پھر بھی کیا وجہ ہے کہ یہ منت یا مراد پوری ہو جاتی ہے۔ جی ہاں یہ منت یا مراد اس بت پرست کی اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے تاکہ اس بت پرست کا مرض۔ اعتقاد اس بت پر اور بڑھے۔ مرض کو بڑھانے کے لئے پھر اس کا دوست بھی آکر بتلانے لگتا ہے کہ میں نے اپنے بت سے ایک منت اور مراد مانگی تھی پوری ہوئی۔

یہ بات بت پرست بھی خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی غیبی طاقت ایسی ہے کہ جو ہماری مراد پوری کر دیتی ہے۔ اس مراد کا پورا ہونا انہوں نے دلیل بنا لیا ہے کہ وہ غیبی طاقت ذات بت کی پرستش کرنے سے خوش ہوتی ہے اس لئے مراد پوری کر دیتی ہے۔ خوش نہ ہوتی تو مراد پوری نہ کرتی۔

لیکن ہمیں آیت نمبر ۲:۱۰ سے پتہ چلتا ہے کہ بت پرست کی مراد اللہ تعالیٰ بت پرست سے ناراضگی کی وجہ سے پوری کرتا ہے تاکہ اس کا مرض بڑھے۔

آیئے اب انجیل مقدس میں پڑھتے ہیں۔ اعمال ۱۷: ۲۲ تا ۳۱۔

"اتھنے والو! میں دیکھتا ہوں کہ تم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی قربان گاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا کہ

نامعلوم خدا کے لئے

پس جس کو تم بغیر معلوم کئے پوجتے ہو میں تم کو اسی کی خبر دیتا ہوں۔ جس خدا نے دنیا اور اسکی سب چیزوں کو پیدا کیا۔ اور آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے کیونکہ وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے اور اس نے ایک اصل (حضرت آدم) سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اور ان کی معیادیں (عمریں) اور سکونت کی حدیں مقرر کیں۔ تاکہ خدا کو ڈھونڈیں (عقل اور فکر سے معرفت کی پہچان حاصل کریں غیب ذات کی)۔ شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں (عقل لڑا کر غور کرو) ہر چند وہ ہم میں سے کسی سے دور نہیں............پس خدا کی نسل (تخلیق) ہو کر ہم کو خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذات الٰہی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے (بت سونے یا پتھر کا) جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہوں۔ پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ بت پرست بھی اس بات کے قائل تھے کہ ہمارے بتوں کے پیچھے کوئی نامعلوم غیبی طاقت کارفرما ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انجیل مقدس میں بھی بت پرستوں کو حکم دے دیا تھا کہ توبہ کریں۔

خواہ کتنا بھی بڑا بت پرست ہو آج کل بھی اوپر والا کہہ کر انگلی آسمان کی طرف کر دیتا ہے۔

اب آیئے قرآن پاک کی طرف کہ بت پرستوں کے بارے میں کیا کہا گیا۔

القرآن۔ اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں ضرر دیتی انکو اور نہ نفع دیتی ہے ان کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت کرنے والے ہیں ہماری نزدیک اللہ کے......... شریک مقرر کرتے ہیں (۱۰:۱۸)

توجہ۔ یہ کہ وہ بت پرست بھی جانتے تھے کہ اصل طاقت تو اللہ تعالیٰ ہے یہ ان کا گمان ہے کہ یہ بت اللہ کے پاس ہماری شفاعت کرتے ہیں۔ اس شرک سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔

ستارہ پرستی کا مرض

اسی طرح اللہ تعالیٰ ستارہ پرست کے ستارہ پرستی کا مرض بڑھانے کے لئے ستارہ پرست کا گمان پورا کر دیتا ہے۔ یہ بحث دنیا میں خوب چلی ہے کہ ستارہ پرست کہتا ہے کہ سب کچھ ستاروں کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں مانتے۔ ستارہ پرست اپنے تجربہ کی وجہ سے ستارہ پرستی کے مرض پر اعتقاد رکھتا ہے اور اس کا اعتقاد بڑھتا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک ستارہ پرست نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فلاں ستارہ نظر آیا ہے آٹھ دن بعد بارش ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل کے طور پر کہا کہ زمین اور سورج کی گردش ایک سال میں مکمل ہوتی ہے تو بعض ستارے سال میں ایک دفعہ نظر آتے ہیں۔ لیکن پھر ایسے سال بھی گزر جاتے ہیں کہ جن میں بالکل بارش نہیں ہوتی۔ بہت اچھی دلیل دی لیکن ہوا یہ کہ آٹھ دن بعد یا اندر بارش ہوئی۔ اس ستارہ پرست کا اعتقاد اور بڑھا۔ میرے خیال میں وہ ستارہ موسون کی ہوائیں اٹھنے کے دنوں میں نظر آتا ہوگا کہ پھر بارشیں شروع ہو جاتیں ہیں۔ لیکن ان دنوں میں مون سون ہواؤں کی طرف اس اس ستارہ شناس کا دھیان بھی نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ بہتر اطلاع تو آج کل محکمہ موسمیات والے بتلاتے ہیں۔

یہ اب تک جو آیت نمبر ۲:۱۰ کی تفسیر کی گئی ہے اس میں جان بھرنے کے لئے قرآن پاک کی کچھ آیتوں کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ "جو شخص باوجود ھدایت کی وضاحت ہو جانے کے بھی رسول کے خلاف چلے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے۔ ہم اسے ادھر ہی پھیریں گے جدھر خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی بری جگہ ہے پہنچنے کی (۴:۱۱۵ مرض کی طرف متوجہ کرنا یا بڑھانا۔

"اور اس پر جو لوگ کہ بیچ دلوں ان کے لیے بیماری ہے پس زیادہ کی نجاست ساتھ نجاست ان کی کے۔۔۔"(۹:۱۲۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خاص۔ "پس چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو جھٹلاتا ہے۔ اس بات کو (قرآن کی آیت) شتاب آہستہ آہستہ کھینچیں گے ہم ان کو اس طرح سے نہیں جانتے" (۶۸:۴۴)

مرض کو اس طرح بڑھایا جاتا ہے کہ مریض کو مرض بڑھنے کا علم بھی نہیں ہوتا۔ اس آیت (۶۸:۴۴) کی طرف غور کرو اس کی رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جاہل کو اپنی جہالت میں بڑھنے کا بھی علم نہیں ہوتا۔

اس آیت کی نمبر(۲:۱۰) ۔۔۔۔ بیماری ہے پس بڑھائی ان کی بیماری اللہ نے۔۔۔ "کے حصے کے معنی اور مفہوم کا ایک رخ یہ بھی بنتا ہے کہ جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے ان کو جسمانی بیماری میں بھی تکلیف بڑھا دیتا ہے"۔

یہ تو باتیں خوب ہیں پس ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ شریعت اسلام میں یا خلاف سب سے بڑا مرض ہے (بیماری) کون سی ہے۔ کہ جو شریعت دین اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے یا دین اسلام کے پیروکاروں کو تباہ کر سکتی ہے۔ اس پر غور کریں تاکہ ہم اس مرض اور بیماری سے بچیں۔

جناب والا۔

دین اسلام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک مرض یا بیماری وہ ہے جو دین اسلام میں دراڑیں ڈال دیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایمان میں خلل ڈال دیں۔ وہ کیا ہو سکتی ہیں اس پر غور کرتے ہیں۔

۱۔ دین اسلام کی شریعت ایک ہی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے ہم اسے اللہ کی رضا کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس ایک رضا میں سے کئی فقہ بنا لئے جائیں جن میں کہ آپس میں تضاد ہو۔ یعنی اس ایک فقہ سے کئی فرقے بنا لئے جائیں جس سے خوب تفرقہ (فتنہ فساد) پھیلے کہ ایک فرقے والے کہیں کہ ہم حق پر ہیں اور دوسرے غلط اور دوسرے کہیں کہ ہم حق پر ہیں اور دوسرے غلط دین اسلام میں ایسی ایسی نئی بدعت نکال لینا کہ ظاہری طور پر تو نیکی اور ثواب کا کام لگیں لیکن باطنی طور پر وہ کام (بدعت) اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کے حکام کے خلاف ہوں۔ ترجمہ۔ اور گمان کرتے ہیں یہ کہ وہ کرتے ہیں اچھا کام (۱۸:۱۰۴) نہ قائم کریں گے ہم دن قیامت کے ان کے لئے تول۔ یہ ہے بدلہ دوزخ" (۱۸:۱۰۵٬۱۰۶)

۲۔ یہ کہ یہ سب سے زیادہ خطرناک قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہی مختلف قسم کی قیاس آرائیاں گھڑ لینا۔ جس سے کہ کئی آدمیوں کے دل میں دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایمان میں خلل پڑ جائے۔

ان سب قسموں کی بیماری سے بچنے کے لئے ہمارے پاس حل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک کو خوب غور سے پڑھیں اور سمجھیں اور اپنے خیالات قرآن پاک کی آیتوں کی حدود میں رکھیں۔
بس
ایک حدیث میں حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایسا وقت آئے گا کہ ۷۲ فرقے بن جائیں گے ان میں صحیح راستے پر وہ ہونگے جو کہ جو کتاب میں لایا ہوں اس پر قائم رہیں جس پر کہ میں قائم ہوں اور میرے صحابہ کرام۔
فرقے اور فتوں کے بارے میں نہ میں نے کتابیں پڑھیں ہیں نہ پڑھوں گا۔ مجھے قرآن پاک کی آیتوں کی جو سمجھ اللہ تعالیٰ دے گا لکھ دوں گا۔ فتوں اور فرقوں کے بارے میں لکھنے کو بھی میں ایک فساد اور فتنہ سمجھتا ہوں۔ لیکن دوسری قسم جو لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں قیاس آرائیاں اس کے بارے میں ضرور لکھوں گا کہ میری کتاب کا نام اللہ ہے۔ تاکہ میں دلیلوں سے لوگوں تک اس بارے میں ھدایت پہنچا سکوں۔
اس دوسری قسم میں آتا ہے غلط نظریہ ہمہ اوست۔
غلط نظریہ۔ ہمہ اوست مطلب یہ کہ ہر شئے اللہ ہے۔
صحیح نظریہ۔ ہمہ از اوست۔ ہر شئے اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔
دلیل نمبر۱۔
ترجمہ۔ اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اس سے جوڑا اس کا اور پھیلائے ان دونوں سے مرد بہت اور عورتیں بہت۔۔۔ (۴:۱) خاص بات کی تخلیق کئے انسان۔
۲۔ اس طرح آیت نمبر ۲:۱۱۷ میں تخلیق کرنے کا ذکر کیا آسمانوں اور زمینوں کو۔
۳۔ اسی طرح آیت نمبر ۲۵:۲ میں ذکر کیا گیا پیدا کیا ہر چیز کو۔۔۔ تمام کچھ تخلیق کی ہوئی اللہ تعالیٰ کی۔
اگر غلط نظریہ ہم اوست یعنی ہر شئے (چیز) وہی اللہ ہے۔
تو پھر نہ تو کوئی خالق رہا اور نہ کوئی تخلیق۔ یہ نظریہ جب خالق اور تخلیق تسلیم نہیں کرتا تو ثابت ہوا کہ یہ نظریہ باطل ہے دین اسلام کی رو سے قرآن پاک کی رو سے۔
دلیل نمبر۲۔
القرآن۔ نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو۔ (۶:۱۰۳)
قرآن پاک کی رو سے اس آیت میں واضح طور پر اور حجت اتمام کے طور پر فرمایا گیا کہ انسان کو جو کچھ بھی چیزیں نظر آرہی ہیں ان میں سے ساری یا کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں ہے۔ اس آیت کی تشریح ہونے کے بعد کیا کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ انسان کسی بھی نظر آنے والی چیز کو اللہ کہے۔
دلیل نمبر۳۔
القرآن۔ ایت نمبر (۲:۲۵۵) میں فرمایا۔۔۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔۔۔ 'لہٰذا ثابت ہوا کہ جس چیز یا وجود کو نیند یا اونگھ آئے وہ اللہ تعالیٰ نہیں۔ حیوانات اور نباتات میں ہم خوب ثابت کر آئے ہیں کہ ان کو خوب نیند آتی ہے۔ لہٰذا یہ نظریہ ہمہ اوست باطل ہوا۔
دلیل نمبر۴۔
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سورۃ اخلاص میں بھی اپنا خوب تعارف کرایا ہے اور فرمایا کہ وہ بے احتیاج ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں جبکہ انسان' نباتات سب ہوا اور پانی کی محتاج ہے۔
دلیل نمبر۵۔
القرآن۔ نہیں مانند اس کے (کائنات کی) کوئی چیز اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (۴۲:۱۱)
ان دلیلوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ایسی کوئی بھی شئے (چیز) جو ہمیں نظر آرہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں ہے۔
لیکن یہ باطل نظریہ ہمہ اوست کے حامی لوگ ان دلیلوں اور آیات کی طرف توجہ نہ دیں گے کیونکہ ان لوگوں کے دلوں میں کجی (ٹیڑھے پن) کا مرض گھر کر چکا ہے اور آیت نمبر ۲:۱۰ کی تشریح کے مطابق وہ مرض بڑھتا جائے گا۔ جب تک کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے رجوع نہ کریں۔
آیئے اب ہمہ اوست کے مرض پر بات کرتے ہیں جب تک کسی بیماری مرض کے بارے میں علم اور معلومات نہ ہوں

کہیں کوئی انسان اس مرض سے بچ نہ سکے گا مثلاً اگر کسی کو ریا کاری کے مرض کے بارے میں علم ہی نہ ہو کہ کیا ہے کوئی اس سے کیا بچے گا۔ ریا کاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ دنیا والوں کو دکھلانے کے لئے نماز روزہ حج اور ثواب کے کام کرنا تاکہ لوگ ریاکار کی عزت کریں کہ یہ بہت نیک انسان ہے وغیرہ۔ اسی طرح ہمیں ہمہ اوست بیماری سے بھی خبردار رہنا چاہیے کہ کل کوئی ان کے دلائل میں پھنس کر گمراہ نہ ہو جائے۔

آج کل۔ بندہ محسوس کر رہا ہے کہ یہ لوگ دو قسم میں تقسیم ہیں کہ ایک تو وہ جو بات خفیہ طور پر کرتے ہیں جیسے کہ "ہر شئے عین باری تعالیٰ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر شئے اللہ ہے یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ کوا سفید ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوے کا رنگ سفید ہے۔

دوسری قسم کھلم کھلا کہتی ہے کہ ہر شئے اللہ ہے لہٰذا ہمارا وجود ہر انسان اللہ ہوا۔ اور کوئی بھی شخص اگر یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا میں اللہ ہوں تو وہ حق پر ہے۔

یہ دونوں قسم کے لوگ مشترک طور پر کہتے ہیں کہ ہم ہمہ اوست نظریات کے حامی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ ایک ہی قسم کے لوگ ہیں۔ یعنی منصور حلاج کے پیروکار۔

یہ لوگ باتوں میں عام طور پر کہتے ہیں کہ ہماری باتیں اور ہمارے علماء کی کتابیں صرف اہل دانش لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور یہ باتیں اور کتابیں عام سمجھ سے بالا تر ہیں۔ ان کا کہنا کہ عام سمجھ سے بالا تر ہیں باطنی طور پر یہ کہہ دینا ہے کہ ہمارے سوا دوسرے لوگ بے وقوف ہیں کہ بات سمجھ نہیں سکتے۔ بات وہیں آ گئی آیت نمبر (۲: ۱۳) پر کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خبردار رہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے" (۲: ۱۳) حضور پاک ﷺ نے ایک دفعہ میں تین بار فرمایا دین آسان ہے ۔ دین آسان ہے۔ دین آسان ہے۔ مطلب یہ کہ آسانی سے سمجھ میں آنے والا۔

ان لوگوں کا مطالعہ کرنا ہو تو پہلے بلھے شاہ کی شاعری پڑھ لیں۔ رف میں تو میں نے بہت کچھ لکھا تھا۔ لیکن تعارف کے لئے کلیات بلھے شاہ از ڈاکٹر فقیر محمد سے ایک شعر خدمت میں پیش ہے۔

۶۰ میں لکھتا ہے آخری بند ہے۔

ہابیل قابیل آدم دے جائے آدم کس دا جایا
بلھا انہا توں بھی اگے آپا دادا گود کھڈایا

مفہوم۔ یہ کہ ہابیل و قابیل تو حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے۔ آدم کہاں سے پیدا ہوا۔ پھر خود ہی جواب دیتا ہے۔ کہ میرا وجود اس وقت سے بھی پہلے کا ہے میں نے ہی آدم علیہ السلام کو بنایا اور پیدا کیا تھا اور میں نے گود کھلایا تھا یعنی پرورش کی تھی مطلب یہ کہ اللہ میں ہی ہوں۔

صرف کلیات بلھے شاہ میں سے صرف اتنا ہی لکھنے سے ان کے تمام نظریات میرے قارئین کے سامنے آ گئے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے کچھ احادیث اور آیات کا غلط مطلب نکال کر لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ایک حدیث کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔

جواب۔ یہ لوگ اس سما جانے سے ذاتی طور پر گھر بسا لیتا لیتے ہیں۔ سما جانے کا مطلب اس فلمی گانے سے خوب لیا جا سکتا ہے کہ۔ میرے نینوں کو بھایا میرے من میں سمایا تو جیسا بھی ہے سانوریا۔ تو من میں سما جانے کا مطلب یہ ہوا کہ سانوریا کی محبت سے دل بھر جانا نہ کہ سانوریا کا ذاتی طور پر دل میں گھس کر بیٹھ جانا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سما جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بھر جانا کہ شیطان بھی دل میں داخل ہونے کا خیال نہ کرے۔

۲۔ حدیث۔ زمانے کو برا مت کہو کہ زمانہ اللہ ہے۔

جواب۔ یہ حدیث نامکمل ہے یہ مکمل اس طرح ہے کہ زمانے کو برا مت کہو کہ زمانہ اللہ نے بنایا ہے۔ کسی بھی فعل کو برا کہنا اسکے فاعل کو برا کہنا ہوتا ہے جیسے کوئی کہے یہ چارپائی غلط بنی ہوئی ہے تو باطنی طور پر یہ کہا گیا کہ اس چارپائی بنانے والے مستری نے غلط بنائی ہے۔ اسی طرح زمانہ کائنات بنانا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے۔ کہ زمانے کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا زمانے کو برا مت کہو فرما دیا۔

ایک حدیث کا مفہوم اس طرح بھی ہے اگر تم محسوس کرو کہ کوئی غلط بات مجھ سے منسوب کی گئی ہے تو سمجھ لو میں اس

سے بھی دور ہوں اس بات سے جتنا تم۔
۔ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو سے مطلب لیتے ہیں کہ ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں (نعوذباللہ) اس لئے بلھے شاہ نے کہا
احد احمد وچ فرق نہ کوئی ۔(۹)
ایک آیت ۔ اللہ نورالسموات والارض
اس کا مطلب یوں لیتے ہیں ترجمہ ۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا ۔ کیونکہ تمام کائنات میں نور ہے اس لئے ہر چیز اللہ ہے (نعوذباللہ)
جواب ۔ قرآن پاک میں متشابہ آیات میں سے یہ ایک متشابہ آیت ہے کہ جن کو چھوڑ دینے کی ہدائت کی گئی ہے لیکن یہ لوگ انہیں آیت کو خاص طور پر پکڑ لیتے ہیں ۔ ایسی آیات کے مطلب اگر محکم آیات کے تابع بنتے ہوں تو صحیح ہے ۔ اگر محکم آیات کے خلاف بنیں تو سمجھ لو شیطان مشورہ دے رہا ہے ۔ آیئے اس آیت پر غور کرتے ہیں جواب دینے کے لئے ۔
اللہ نورالسموات والارض ۔
یہ آیت متشابہ آیت ہے اس میں مخفی الفاظ ڈالنے سے مفہوم واضح سمجھ آئے گا اور قرآن پاک کی اس آیت کے معنی سے بھی اس آیت کے معنی کھل جائیں گے کہ فرمایا "اور جس کو اللہ نے نہ دیا نور (روشنی) اس کو کہیں نور نہیں" (۲۴: ۴۰) ترجمہ از شاہ عبدالقادر ۔
یہ لفظ نور اصل میں بہت سے متشابہ معنی رکھتا ہے جیسے کہ آگے لفظ اردو میں چاک کی مثال دی ۔ یہ ہر فقرہ میں ایک الگ معنی رکھتے ہیں جو کہ فقرہ کی عبارت سے معلوم ہوتے ہیں ۔
اسی طرح نور کہا جارہا ہے دین اسلام کو (۶۱: ۸) نور کہا جارہا ہے قرآن پاک کو (۶۴: ۸) نور کہا گیا دن کی روشنی کو (۶: ۱) من الظلمت الی النور ۔ ظلم کے متضاد معنی بنے ۔ امن ۔ نور کہا گیا امن کو ۔ ایک جگہ پڑھا کہ نور کے معنی عقل ہے ۔ اللہ پر ایمان نور (۲: ۲۵۷) دودھ کو بھی نور کہتے ہیں ۔ نور کہا ہدائت کو (۱۴: ۱)
اس آیت اللہ نورالسموات والارض کے حقیقی معنی سمجھنے کے لئے جو کہ محکم آیات کے تابع آ جائیں واضح طور پر یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک انداز بیان ایسا بھی ہے کہ درمیان میں کچھ الفاظ یا آیات چھوڑ دیے جاتے ہیں جیسے کہ عنوان قرآن پاک کا سمجھنا ہیں ہم ان کو مخفی آیات یا الفاظ کا نام دیا ہے اس لفظ اللہ اور نور کے درمیان مخفی الفاظ میں جس سے کہ اس آیت کا مفہوم واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے ۔ جس سے کہ آیت کا مفہوم اس طرح بنے گا ۔ اللہ نورالسموات والارض مفہوم یوں بنا ۔ ۱ ۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے کہ جس کے دم سے روشنی ہے آسمانوں اور زمین میں ۔ ۲ ۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس کے دم سے امن آسمانوں اور زمین میں (کہ ٹکرا نہیں جاتے) ۳ ۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو مالک ہے رحمت کے خزانوں کا آسمانوں اور زمین میں ۔
۴ ۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو پہنچاتا ہے رزق روزی آسمانوں اور زمین میں ۔
اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام الظاہروباطن کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ان ناموں سے ثابت ہے کہ دنیا اور کائنات کی ہر ظاہر اور باطن چیز اللہ ہے ۔ (نعوذباللہ)
جواب ۔ ۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اپنے ہونے کی نشانیاں ظاہر کردیں لیکن اپنی ذات کو باطن رکھا ۔ اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے نام الظاہر الباطن صحیح ہوئے ۔
۲ ۔ اللہ تعالیٰ انسان کے ظاہر وباطن سے واقف ہے اس مناسبت سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام الظاہر الباطن ہیں ۔
۳ ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا (۳۱: ۲۰) اس مناسبت سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام الظاہر الباطن درست ہیں ۔
اصل خاص سب سے اچھی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور باطن اور صفاتی طور پر ظاہر ہے ۔ اس لے اللہ تعالیٰ کے دو نام الظاہر الباطن ہوئے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر غائب اور صفاتی طور پر حاضر ہے ۔
ایک آیت "۔۔۔۔۔ پھونکی بیچ اس کے روح اپنی ۔۔۔۔" (۹:۲۳)
اس آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اپنی روح میں سے پھونکا ۔ یعنی مطلب یہ کہ اپنی ذات کے حصے میں سے حصہ ڈال دیا ۔ اس لئے حضرت آدم اور تمام انسان اللہ تعالیٰ کے وجود کا حصہ ہوئے اور انسان کہہ سکتا ہے کہ

میں خدا ہوں یا میں اللہ ہوں اور کہنے میں وہ حق پر ہیں (نعوذ باللہ)
جواب - قرآن پاک کی آیت نمبر(۳: ۵۹) میں ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت آدم کی مثال ایک جیسی - اسی آیت کی عام تشریح یہ ملتی ہے کہ دونوں بغیر باپ کے تھے - لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو اس آیت کی تشریح کا ایک اور پہلو بھی سمجھایا جو کہ ان لوگوں کی دلیل کا جواب بن جاتا ہے -
اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی اور حضرت عیسیٰ کے ذریعے لوگوں کو مشاہدہ دکھلایا روح پھونکنے کا (مثال ایک جیسی) یعنی حضرت عیسیٰ مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارتے تھے تو اڑنے لگتے تھے (۳: ۴۹) اس پھونک مارنے سے وہ پرندے حضرت عیسیٰ کے وجود کا حصہ نہیں بن جاتے تھے بلکہ یہ حضرت عیسیٰ کی پھونک مارنے کی تاثیر کا اثر تھا - اسی طرح جب سامری جادوگر نے جبرائیل کے پاؤں کی مٹی بچھڑے میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا اسی طرح وہ بچھڑا جبرائیل علیہ السلام کے وجود کا حصہ نہ بن گیا تھا - یہ مٹی کو حضرت جبرائیل کے مس ہونے کی تاثیر تھی - اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پھونک مارنے کی تاثیر سے حضرت آدم میں زندگی آئی -
۷ - ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ نے باتیں کیں تو جھاڑی میں سے آواز آئی لہٰذا جھاڑی اللہ ہوئی - (نعوذ باللہ)
جواب - یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ چاہے جس چیز سے کام کرائے آواز جھاڑی سے نہیں جھاڑی کے پیچھے سے آتی تھی کہ وحی کا ایک انداز پردے کے پیچھے (۴۲: ۵۱) سے ہے - جھاڑی پردہ تھا - اس آیت کو تو پکڑ لیا کہ جس میں شبہ ہے - اس آیت پر غور کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا - (۷ : ۱۴۳) اس آیت کی تشریح کیوں نہیں کرتے؟
۸ - قل ھو اللہ احد کا غلط مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں (نعوذ باللہ)
کہ وہ اللہ ایک ہے ایک ذات ہے اور ایک ذات کے سوا کوئی دوسری ذات ہے ہی نہیں - یہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے اسی ذات کا حصہ ہے - اگر اس اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی دوسرا وجود ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا شریک بن جاتا جبکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے - سب کچھ ایک وجود ہے یہ ہمہ اوست کا دوسرا نام ہے اسی کا نام انہوں نے وحدت وجود رکھ لیا ہے (نعوذ باللہ)
جواب میں اسی دلیل کے بعد بندہ سلام کہہ کر پیچھے ہٹتا ہے لیکن قرآن پاک کی کچھ آیات لکھتا ہے اور ان کی تشریح کرتا ہے -
۱ - "نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو وہ باریک دیکھنے والا ہے (۶ : ۱۰۴) اس محکم آیت سے ثابت ہے کہ انسان کو جو بھی چیزیں نظر آتیں رہی ہیں وہ اللہ نہیں ہیں لیکن وہ لوگ دلوں میں کجی کی وجہ سے ایسی آیتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے - صرف خامی تلاش کرتے ہوئے خود گمراہ ہو جاتے ہیں -
۲ - سورۃ اخلاص کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت کا تعارف کرایا کہ وہ بے احتیاج ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں جبکہ حیوانات اور نباتات ہوا اور پانی کے محتاج ہیں یہی بات قرآن پاک میں ایک اور جگہ ملتی ہے کہ جب نصارا کے فرقے والوں نے یہ کہا حضرت عیسیٰ مریم کا بیٹا ہی اللہ ہے (۵ : ۷۲) تو بھی جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دونوں کھاتے تھے کھانا - - - " (۵:۷۵)
۳ - سورۃ اخلاص کی تیسری آیت میں فرمایا کہ " نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا" جبکہ حیوانات اور نباتات جنم سے پیدا ہو رہے ہیں - حیوانات پیٹ اور انڈے سے اور نباتات بیج اور قلم سے -
۴ - توجہ کریں آیت ۲: ۲۵۸ پر جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ بادشاہ وقت کے ساتھ 'جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا - تو حضرت ابراہیم نے فرمایا "پس لاتا ہے اللہ سورج کو مشرق سے پس لے آتو اس کو مغرب سے - - "
ہم ہمہ اوست والوں سے ہی سوال کرتے ہیں کہ تم حصہ کہتے ہو چار یا زیادہ مل کر جو کچھ کہتے ہو کہ تم ہو تو ذرا سورج کو مغرب سے نکال لاؤ اگر تم سچے ہو -
یہ بندہ یہ سوچ کر حیران رہ جاتا ہے کہ پہلے وقتوں میں بادشاہ جو ملکوں کے مالک فوجوں کے مالک مال و دولت کے مالک اختیارات کے مالک ہونے کی صورت میں خدائی دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن شیطان کی کمال فنکاری دیکھیے کہ نظریہ ہمہ اوست

کے ذریعے کیسے ایک عام مفلس کمزور کہ جس کے پاس کسی قسم کا اختیار بھی نہیں خدائی دعویٰ کرنے لگ جاتا ہے۔
اور یہ کہ پہلے صرف بت بنا کر انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جاتا تھا لیکن اس غلط نظریہ کے ذریعے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا گیا ہے۔

اب قرآن پاک میں سے کچھ آیتیں لکھتا ہوں کہ جنہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ آیتیں ہمہ اوست کے حامل لوگوں پر پوری اترتی ہیں۔

ا۔ شیطان کی مرضی۔ "سوائے اس کے نہیں کہ حکم کرتا ہے تم کو ساتھ برائی کے اور بے حیائی کے اور یہ کہ کہو تم اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم" (۲:۱۶۹)

۲۔ "پس مت بیان کرو واسطے اللہ کے مثالیں تحقیق اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۶:۷۴)

۳۔ "اور جو لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ اللہ کے (اللہ کے بارے میں) پیچھے اس کے قبول کیا گیا ہے۔(یعنی اللہ پر ایمان بھی لے آئے ہیں) واسطے اس کے دلیل ان کی بحثی ہوئی ہے نزدیک پروردگار ان کے اوپر ان کے غصہ ہے اور واسطے ان کے عذاب ہے سخت۔

اے اللہ سب کو صحیح ایمان کی توفیق دے آمین ثم آمین۔ یارب العلمین اے اللہ تعالیٰ سب کو غلط ایمان سے پناہ میں رکھ۔ آمین ثم آمین یارب العلمین۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لئے آخری مقدس کتاب ہے۔ یہ کتاب کوئی ناول یا شاعری کی کتاب نہیں ہے کہ بس اس کی آیات کی تفسیر کو پڑھ لیا جائے یا اس کی آیات کی تشریح اور تفسیر لکھ دی جائے یہ کتاب انسانوں کے لئے ہدایت ہے کہ اس سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ رہنمائی حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ بنتا ہے کہ اس قرآن پاک کی آیتوں کا ترجمہ یا تفسیر پڑھ کر اپنی ذاتی زندگی کا جائزہ اور دوسروں کی زندگی کا جائزہ لیا جائے کہ جن باتوں کو قرآن پاک برا کہتا ہے وہ باتیں ہم میں تو نہیں اگر وہ بری باتیں ہم میں ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ان بری باتوں سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں بری باتوں سے اپنی پناہ میں رکھ۔

اس آیت نمبر ۲:۱۰ تا ۱۶ میں ہمیں جو بات ملی ہے وہ یہ کہ مرض۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ ہم کہیں کسی مرض میں مبتلا تو نہیں ہیں۔ سب سے پہلے تو اس بندہ کا حق بنتا ہے اپنی زندگی کا جائزہ لے کہ تفسیر لکھ رہا ہوں۔ نمونے کے طور پر اور یہ بندہ اپنی اس کتاب میں اپنا تعارف بھی کرا دے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن پاک میں اپنا تعارف کرایا ہے۔

جی ہاں یہ بندہ (راقم) بھی ایک مرض کا مریض۔۔۔

بٹیربازی کا مرض اور بٹیربازی کا مرض جو کہ تقریباً نو سال کی عمر سے لگا تھا۔ شروع سے اپنے سارے حالات و کیفیات لکھتا ہوں۔ چھ سات سال کی عمر ہو گی کہ ایک بٹیرباز بٹیروں کو دانہ کھلا رہا تھا دیکھا۔ بٹیرے جمپنٹ جمپنٹ کر دانہ کھاتے تھے۔ ہاتھوں سے لڑتے تھے بہت پیارے اور اچھے لگتے تھے۔ بس جب شام کو دانہ کھلانے کا وقت ہوتا ہم کچھ بچے دانہ کھلانے اور کھانے کا منظر دیکھنے کے لئے پہنچ جاتے مشہور مقولہ ہے کسی بھی برائی کا آغاز دیکھنے سے شروع ہوتا ہے۔

یہاں سے بٹیربازی کی ابتداء شروع ہوئی پھر گھر میں رو پیٹ کر بٹیرا خریدنے کی فرمائش کی آخر بڑے بھائی کو ساتھ بھیجا کہ ایک بٹیرا دلوا لاؤ۔ خود بازار جا کر بٹیر خریدنے کے قابل نہ تھے یاد رہے کہ یہ بندہ عام گلی محلے میں پیدا ہوا کہ جس میں ہماری برادری بھی رہتی ہے۔ عام ماحول ہے۔ کہ بچپن میں گولیاں کھیلنا۔ لٹو چلانے پتنگ وغیرہ اڑانا۔ بٹیروں کا موسم سال میں ایک دفعہ زور کا آتا ہے ستمبر کے مہینے میں۔ بس پھر ہر سال ستمبر کے مہینے میں بٹیرے خریدنا ضروری ہو گیا۔ جوں جوں عمر بڑھتی گئی بٹیرے لڑانے کا شوق بڑھتا چلا گیا اور ایک ضد اٹھی کہ یہ علم یا استادی مکمل طور پر تحقیق کروں گا کہ بٹیروں کو کیا کچھ کھلانے اور حکمت کرنے سے بٹیرے زیادہ لڑتے ہیں۔ کچھ بڑا ہونے پر گھر میں سختی ہوئی کہ سکول پڑھنے والے بچوں کے یہ کام نہیں ہوتے تو بھی گھر سے باہر دوستوں کے پاس بٹیرے خرید کر کے کھڑے کر دیتا تھا۔ بٹیروں کے موسم میں۔ پھر ایسے حالات ہوئے کہ تعلیم چھوڑنی پڑی اور والد صاحب کے ساتھ رہنا پڑا ہر وقت کہ والد صاحب پاؤں سے معذور ہو گئے تھے۔ پھر مجھے فرصت ہی فرصت تھی کہ بس یہی کام تھا کہ والد صاحب کو پہیے والی کرسی پر بٹھا کر ڈیرے تک صبح لے جانا۔ حقہ وغیرہ بھر دینا شام کو واپس گھر لے آنا۔ پھر میں نے خوب بٹیر پالے اور خوب کبوتر اڑائے دیسی گھی کھلا کھلا کر۔ پھر والد صاحب نے کاروبار

کرا دیا تو کاروبار کے ساتھ ساتھ بٹیرے فروخت کرنے کا کاروبار بھی ضرور کرتا اور کہتا کہ منافع کے لئے کاروبار کرتا ہوں اس طرح بٹیروں سے کھیلنے کی آزادی مل گئی۔ یہ بٹیروں کا کاروبار سال میں صرف دو ماہ کے لئے ہوتا تھا کہ اس کے بعد موسم ختم ہو جاتا تھا۔ اس طرح آس پاس کے تمام بٹیروں کے شکاریوں سے رابطہ ہو گیا۔
یہ بندہ کی رہائش مظفرگڑھ میں ہے۔ کاروبار کی خریداری کے سلسلے میں ملتان جاتا تو جان بوجھ کر اتوار کے دن جاتا کہ اتوار کے دن ملتان میں بٹیرے لڑتے تھے تقریباً ہر اتوار بٹیروں کی لڑائی ضرور دیکھتا۔ ایک بات کی تسلی میری طرف سے گھر والوں کو یہ تھی کہ میں بٹیروں کی لڑائی پر رقم بطور جوا کے نہیں لگاتا تھا اور یہ حقیقت تھی۔ تقریباً تیرہ چودہ سال کی عمر میں گلی کے بچوں کے ساتھ تاش میں جوا کھیلتے تھے چھپ کر۔ جوا کھیلنے کے لئے اس وقت ہر بچے کے پاس تقریباً ایک روپیہ یا دس بارہ آنے ہوتے تھے۔ اس بندہ نے اس وقت توبہ کی تھی اس کے بعد کسی بھی بات وغیرہ پر جوا بھی نہیں کھیلا یا لگایا کوئی لنو کی شرط وغیرہ لگائی بھی چھوڑ دی تھی کہ جوا سے توبہ ہے تو ہر جوا سے توبہ اور اللہ کی رحمت سے اس بات پر پورا رہا۔
یہ بندہ ۱۹۵۴ء کی پیدائش ہے ۱۹۸۰ء میں والد صاحب فوت ہو گئے۔ آزادی بڑھی پھر والد صاحب کا ڈیرہ کہ جس میں بوڑھے لوگ بیٹھتے تھے۔ میری دکان اور بٹیربازوں کا اڈا بن گیا۔ کہ پانچ دس پندرہ بیس بٹیرباز سارا دن میرے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ کہ خوب دل لگا رہتا۔
توجہ کریں کہ کس طرح مرض بڑھتا جا رہا تھا۔
خاص واقعہ۔ میرا بڑا بھائی کراچی میں رہائش پذیر ہے۔ کراچی سے مظفرگڑھ آیا تو والدہ صاحبہ نے شکایت کی کہ سارا دن بٹیرے ہاتھ میں اٹھائے رکھتا ہے کہ روٹی کھاتے وقت بھی ایک ہاتھ میں بٹیرا اور ایک ہاتھ سے روٹی کھاتا ہے۔ اور بٹیرے پالنے نہیں چھوڑتا یہ دیکھ لو گھر میں بٹیرے ٹنگے ہوئے ہیں۔ میرا جواب وہی کہ میں تو بٹیروں کا کاروبار کرتا ہوں پھر بٹیرے تو گھر میں ہونگے۔ لیکن اس وقت کاروبار کا موسم بھی ختم تھا کہ وہ میرے شوقیہ بٹیرے تھے۔ والدہ صاحبہ نے بتلایا کہ اس وقت بٹیروں کا کوئی کاروبار نہیں۔
یوں بھی سمجھا لیا کہ اچھا تو بٹیروں کا کاروبار نہ کر۔ پہلے تو چلو تو بچہ تھا اب تو خود بال بچوں والا ہے۔ یاد رہے کہ والد صاحب فوت ہونے سے پہلے میری شادی کر گئے تھے۔
میرے بھائی نے کہا میں ابھی اس کی بٹیربازی چھڑوا دیتا ہوں۔ سارے بٹیرے ذبح کر کے ابھی ہانڈی پکا لیتے ہیں اور ایک بٹیرے کی پنجری اتار لی۔ میں نے کہا۔ خبردار جو بٹیروں کو ہاتھ لگایا تو ہنگامہ کروں گا۔ پانی کے گھڑے بھرے رکھے تھے ان میں سے ایک گھڑا اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ سارے گھڑے پھوڑ دوں گا اور سارے برتن توڑ دوں گا (توبہ توبہ) ایک گھڑا پھوڑنے کا تماشا تو میرا بھائی اور والدہ دیکھ چکے تھے۔ میری والدہ نے میرے بھائی سے کہا بس اسے کچھ نہ کہو ہمارا کام تو اسے سمجھانا تھا۔ سمجھا دیا اب یہ نہ مانے تو اس کی مرضی یہ جانے اور اس کا کام۔ بٹیرا واپس دیوار پر ٹانگ دیا۔ اور بس خاموشی۔ بہن بھائیوں میں یہ بندہ سب سے چھوٹا ہے۔
کبھی آپ نے (قارئین) سرکشی کی حد۔ آیت نمبر ۲: ۱۵ "کھینچتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے۔۔۔" (۱: ۱۵) یہ آیت اس وقت مجھ پر پوری اتری اور یہ میں اتنا سرکش کیوں ہو گیا تھا کہ آیت نمبر ۲: ۹۳ کے مطابق پیچھے لکھ آئے ہیں کہ کسی بھی مرض کے مریض کو اس مرض کی محبت پلا دی جاتی ہے یعنی دل میں محبت ڈال دی جاتی ہے۔ لہٰذا میرے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بٹیروں کی محبت ڈالی جا چکی تھی۔ یہ محبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی بٹیرباز خود بیمار ہو جائے تو اتنا پریشان نہیں ہوتا جتنا بٹیرے کے بیمار ہونے سے ہوتا ہے۔
بٹیروں کی ٹولی (گروپ) تو بن چکا تھا۔ بمطابق آیت نمبر (۶: ۱۳۰) (۴۳: ۳۶) (۱۹: ۸۳) یہ سب حدیں تو پوری ہو گئیں لیکن ان کے علاوہ جو کچھ ہونے لگا۔ بٹیربازی کے لئے اصل چیز تو رات دن فرصت ہے ہاتھ میں بٹیرے اٹھائے پھرتا ہے۔ پھر یہ ہوا کہ کاروبار میں نقصان ہونے لگا کئی کاروبار بدلے بے سود بٹیربازی کا ڈیرہ ہر سال جمتا تھا۔ آخر والدہ صاحبہ نے تنگ آکر کہا تو کوئی کاروبار نہ کر ہر کاروبار میں نقصان کرتا ہے اور بس گھر بیٹھ جا۔ والد صاحب اتنی جائیداد چھوڑ گئے تھے کہ اس کے کرایہ کی آمدنی سے گھر کا خرچ چل جاتا ہے۔
بس پھر تو سال میں دس ماہ تکما اور دو ماہ بٹیربازی کا کاروبار ضرور کرتا ڈیرہ جمانے کے لئے تقریباً ہر رات خواب میں بٹیرے نظر آتے۔

ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا یرقان ہوا کے تقریباً چھ ماہ چارپائی پر پڑا رہا کہ بچنے کی امید بھی نہ تھی۔ گھر والوں کو میرا فکر اور مجھے رات دن بٹیروں کے خیال خواب میں بھی بٹیرے لڑاتا۔ ایک دن اسی بیماری کا نہیں بھولتا کہ صبح کے وقت میرے سامنے چڑیا کے بچوں نے پر جھاڑے گرمی کا موسم تھا۔ صحن میں لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے ایسی ہوک اٹھی کہ چارپائی پر بیٹھ گیا کہ جنگل میں بٹیروں کے بچے بھی پر جھاڑ رہے ہونگے۔ جون جولائی کا مہینہ بڑے سخت انتظار میں گذرتا۔ اداس رہتا۔ ایک دن والدہ نے کہا کہ نہ تو تجھے کام نہ کاج سارا دن فارغ۔ پھر بھی اداس رہتا ہے۔ میں نے صاف کہا کہ میں اپنے گھر میں رہ رہا ہوں اور مجھے کوئی کام کاج بھی نہیں پھر بھی میں ایسے دن گزار رہا ہوں کہ جیسے کوئی قیدی جیل میں اپنے آزاد ہونے کے لئے ایک ایک دن گزارتا ہے۔ میں بٹیروں کے موسم کے لئے اگست کے آخری دنوں کی انتظار میں ایسے گزارتا ہوں کہ ایک دن مشکل سے گزرتا تھا۔ جی ہاں تبھی انتظار کرتے ہیں بٹیروں کی بہار (موسم۔ ستمبر) کا۔

اور سنو (پڑھو)۔ رمضان کے مہینے میں جب روزہ کھولنے کا وقت ہوتا میں اپنی والدہ سے ضد کرکے یہ دعا منگوایا کرتا تھا کہ دعا مانگ کہ اس سال بٹیرے زیادہ آئیں یہ دعا تو نہیں منگوانا چاہتا کہ لڑنے والے بٹیرے زیادہ آئیں کہ والدہ بھی گنہگار ہو۔ اس لئے یوں دعا منگویا کرتا تھا کہ بٹیرے زیادہ آئیں کہ ان میں لڑنے والے بٹیرے خود ہی زیادہ آجائیں گے۔ روزہ کھولنے سے پہلے دعا مانگا کرتے تھے۔ جب والدہ دعا مانگ چکتی تو پوچھتا کہ دعا مانگی ہے یا نہیں۔ جواب ملتا کہ مانگی ہے۔ کئی سال یہ سلسلہ رہا پھر ایک سال بٹیروں میں خوب نقصان ہوا زیادہ آئے سوکڑے سے مرنے کی وجہ سے اس کے بعد پھر دعا منگوانی چھوڑ دی۔ اس بندہ نے اپنی والدہ سے اس دعا کے علاوہ کسی دوسری دعا کا مطالبہ نہ کیا ساری زندگی۔ اب اندازہ لگائیں کہ میرے دل میں کتنی محبت ڈال دی گئی تھی۔

بٹیروں کی آمد کے دنوں میں ڈیرہ جمائے ہوئے دنوں میں اتنا مدہوش ہوتا تھا کہ دوپہر کی روٹی کھانی بھول جاتا تھا۔ صبح کو جلدی میں گھر سے بغیر کھائے دکان پر نکل جاتا۔ دوپہر کو روٹی کھانا بھول جاتا۔ دوپہر کو بارہ ایک بجے گھر سے خود روٹی لینے جاتا دوکان پر کھاتا تھا۔ جب دو یا دو سے اوپر گھڑی میں بج جاتے والدہ سمجھ جاتی کہ آج پھر روٹی کھانی بھول گیا ہے۔ اور روٹی میرے پاس خود دوکان پر پہنچانے آتی کہتی کہ آج پھر بھول گیا اور یہ حقیقت تھی کہ کچھ تو سارا دن دوستوں میں باربار چائے پینے کی وجہ سے اور کچھ بٹیروں میں باتیں کرنے میں روٹی کھانا اکثر بھول جاتا تھا۔ حالانکہ روٹی کھائے ہوئے ۲۰ یا ۲۱ گھنٹے گزر جاتے تھے۔

پھر میرے ساتھ ایک انتہا ہونے لگی کہ کسی اور بٹیرباز کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی کہ تنہائی میں پھرتے ہوئے میرے منہ سے بٹیرا بٹیرا کا ورد غیر ارادی طور پر آواز کی صورت میں نکلنے لگا۔ کئی دفعہ سر کو جھٹکے دیئے کہ یہ بات ذہن سے نکل جائے لیکن بے سود پھر یہ بندہ سمجھ گیا کہ بس اب آخری منزل تجھ پر یہ آنے والی ہے کہ تو پاگل ہوا سڑکوں پر پھرے گا اور تیری زبان سے لفظ بٹیرا بٹیرا نکلے گا۔ گھر آکر کمرے میں تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو صرف سجدہ کیا کہ یا اللہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں پاگل ہو گیا تو تباہی ہو جائے گی۔ مجھے بچا حالانکہ میں نماز وغیرہ نہ پڑھتا تھا۔ میں تو بٹیربازی نہ چھوڑ سکوں گا تو مجھ سے چھڑوا۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر میں نے توبہ کی تو کبھی بھی توبہ پر پورا نہ اتر سکوں گا۔ اس لئے بٹیربازی سے توبہ نہ کی اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا مانگتا رہا یا اللہ تو مجھ سے بٹیربازی چھڑوا۔ اس کے بعد ہر سال تہیہ کرتا کہ آئندہ سال بٹیروں کا کاروبار نہ کروں گا۔ لیکن جب بٹیروں کا موسم آتا وہی ہوک اور بے چینی شروع ہو جاتی اور پھر ڈیرہ جمالیتا۔ پھر تہیہ کرتا کہ آئندہ سال کاروبار نہ کروں گا۔ تہیہ کا یہ مطلب نہیں کہ زبان سے کہہ دیتا۔ تہیہ بھی دل سے کرتا اور ثبوت کے طور پر بٹیروں کے تمام پنجرے لکڑی کے کھوڑے وغیرہ فروخت کردیتا تھا کہ یہ نہ گھر میں ہونگے نہ کاروبار کروں گا لیکن موسم پر پھر مجبور ہو کر ترکھان سے نیا پنجرہ یا کھوڑا بنوا لیتا۔ کئی سال ایسا ہوا۔ حالت یہ تھی کہ میں کمبل کو چھوڑتا ہوں کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔ اس وقت جبکہ یہ بندہ یہ رف تحریر لکھ رہا ہے۔ میرے پاس گھر میں بٹیرے کھڑے ہیں۔ عجیب کیفیت سی ہوتی ہے بے چینی کی اگر گھر میں بٹیرے نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس مرض میں اب اللہ کی رحمت سے بہت افاقہ ہو چکا ہے۔۔ والدہ ۱۹۹۱ء میں فوت ہو گئی تھی۔

جی ہاں اس آیت نمبت ۲ : ۱۰ کی سچائی کا عملی مشاہدہ تجربہ اس بندہ کے بدن وجود میں سے ہو کر گزرا۔ اس عملی مشاہدے اور تجربے سے میں یہ فقرہ لکھتا ہوں کہ

کوئی بھی برائی (مرض) شروع میں دلگی ہوتی ہے پھر شوق بن جاتی ہے پھر بڑھ کر عشق بن جاتی ہے۔ پھر جنون کی منزل پر

پہنچ جاتی ہے۔
اس آیت نمبر ۲:۱۰ کے ترجمہ اور تفسیر سے ہمیں سبق یہ ملا کہ کسی بھی مرض کو چھوٹا نہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے حکم سے بڑا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جیسے کہ مرض نہیں سانپ کا بچہ پال لیا ہو یا یہ کہ چھوٹا مرض چھوٹا سانپ اور بڑا مرض بڑا سانپ کہ دونوں طرح کے ڈسنے سے انسان فوت ہو جاتا ہے۔ پھر کیا چھوٹے کا فرق ہوا کیا بڑے کا کہ دونوں ہی موت سے ہمکنار کر دیتے ہیں لہٰذا ہر قسم کے مرض سے بچنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے مرض سے بچنے کی توفیق دے۔ جب اللہ کے حکم سے کسی کا مرض بڑھ جائے تو پھر کسی کی نصیحت مریض کو فائدہ نہیں دیتی۔
کسی بھی مرض کا مریض اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ شفا دینے والا مہربان ہے۔
شکر الحمدوللہ رب العلمین کہ آیت نمبر ۲:۱۰ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

مثال

ترجمہ۔ مثال ان کی جیسے مثال اس شخص کی ہے جو جلاوے آگ پس جب روشن کیا جو کچھ گرد اسکے تھا لے گیا اللہ روشنی ان کی اور چھوڑ دیا ان کو بیچ اندھیروں کے نہیں دیکھتے بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں پھر آتے۔ یا مانند مینہ (بارش) کی آسمان سے بیچ اسکے اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی کرتے ہیں انگلیاں اپنی بیچ کانوں اپنے کے کڑک سے ڈر موت کے سے اور اللہ گھیرنے والا ہے کافروں کو نزدیک ہے بجلی اچک لے جاوئے آنکھیں ان کی جب روشنی دیتی ہے ان کو چلتے ہیں اسکے اور جب اندھیرا کرتی ہے اوپر ان کے کھڑے ہو رہتے ہیں اور اگر چاہے اللہ لے جاوئے کان ان کے اور آنکھیں ان کی تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے" (۲:۱۷ تا ۲۰)
"مثال ان کی جیسے اس شخص کی ہے۔ جو جلاوے آگ کو پس جب روشن ہو گیا۔۔۔۔" کیونکہ پیچھے مرض کے مریضوں کا ذکر ہے اس لئے یہ مثال مریضوں کے لے دی گئی ہے۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم اور اکثر لوگ دولت اور عزت حاصل کرنے کے لئے کسی بھی مرض کے مریض بن جاتے ہیں۔ "جو جلاوے آگ" وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں شریعت اسلام کے خلاف عمل کر کے عزت بنائی دولت بنائی۔ جائیداد میں باغ پلاٹ رشوت وغیرہ سے شریعت دین اسلام کے خلاف عمل کر کے دنیا میں یہ سب کچھ بنانا۔ اس شخص کے لئے دوزخ میں اپنے لئے آگ جلانا ہے۔
"پس جب روشن کیا جو گرد اس کے تھا" یہ روشن کرنا یہ ہے کہ حرام کی دولت حاصل کی اور اس سے نئے گھر بار تیار کر لئے باغ وغیرہ خرید لئے یا اس کی عزت شہرت عروج پر پہنچنے لگی اور اسے دنیا میں زندگی گزارنے کا مزا آنے لگا۔
"لے گیا اللہ روشنی ان کی کو" یہاں لفظ نور (روشنی) سے مراد زندگی ہے یعنی روح مطلب یہ کہ اس کی موت آ گئی۔
"چھوڑ دیا ان کو بیچ اندھیروں کے نہیں دیکھتے بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں"
جب انسان کو موت آ جاتی ہے تو انسان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ یہ کہ صرف اندھیرا ہی نہیں چھا جاتا۔ بہرا ہو جاتا ہے کہ سن نہیں سکتا۔ گونگا ہو جاتا ہے کہ بول نہیں سکتا اور اندھا ہو جاتا ہے کہ دیکھ نہیں سکتا۔ مطلب یہ کہ موت (زندگی کا نور چھین جانا) ایک ایسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے انسان بہرا گونگا اور اندھا ہو جاتا ہے۔
"پس وہ نہیں پھر آتے" جب موت آ جاتی ہے تو پھر ان لوگوں کو قبروں میں دفنا دیا جاتا ہے یا آگ میں جلا دیا جاتا ہے جنگل یا پانی میں اسے جانور کھا جاتے ہیں۔ موت کے بعد وہ شخص قبر وغیرہ میں سے اپنے مکان یا جائیداد یا شہر وغیرہ میں واپس نہیں آ سکتا کہ اپنی بنائی ہوئی جائیداد وغیرہ کو دیکھ سکے۔ اس آیت نمبر ۲:۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے برے مرض کے مریضوں کا روشن پہلو بتلا کر ان کا خراب انجام بتلا دیا پھر یہ کہہ کر ایک مثال دی اگر موت نہیں آتی ایسے حالات ہوتے ہیں کہ وہ شخص زندگی میں ایسے پریشان رہتا ہے جیسے کہ بارش میں جیسے کوئی پوٹھوہار کے علاقے میں کھڑا ہو رات کے وقت اور قدم اٹھانے سے بھی ڈرتا ہو کہ گر نہ جاؤں اور مر نہ جاؤں پریشان رہتا ہے۔ وہ یوں کہ مر نہ جاؤں کوئی ڈاکو نہ لوٹ کر لے جائے۔ زیادہ بیمار ہو جائے اور ڈر سے کہ یہ کھانے سے مر نہ جاؤں اور وہ کھانے سے مر نہ جاؤں وغیرہ۔
اس بارش والی مثال کی سمجھ بندہ کو تقریباً چار سال نہ آئی جب بھی قرآن پاک پڑھتا (اکثر دل میں پڑھتا) لیکن اس بارش والی مثال پر آ کر با آواز کہتا کہ یا اللہ مثال کا یہ حصہ سمجھ میں نہیں آیا آخر تقریباً ۴ سال کے بعد یہ سمجھ آئی کہ جو اوپر لکھ دی گئی ہے۔
حالانکہ ایک اور بات اس مثال کے پڑھتے ہی فوراً یاد آتی تھی بچپن کا واقعہ طالب علمی کے دنوں کا۔ کسی نے ایک تعویذ

اعداد کا لکھا ہوا دیا اور بتلایا کہ یہ الفاظ دھتورے کی سیاہی بناکر اور ایسی رات کہ جس میں خوب بارش آ رہی ہو اور خوب گرج چمک ہو رہی ہو تو چمک کی روشنی میں قلم چلاتے ہوئے لکھتا ہے یہ تعویز اور جب چمک ختم ہو جائے تو لکھنا بند کر دینا۔ پھر بجلی چمکے تو لکھنا اور جب چمک بند ہو تو لکھنا بند کر دینا اسی طرح پورا (تعویز) لکھنا۔ اب یہ بندہ جب قرآن پاک میں یہ مثال پڑھتا تو فوراً وہ بات یاد آتی کہ قلم کا چمک میں چلنا اور اندھیرے میں رک جانا۔ اب خیال آتا ہے کہ تعویز بنانے کی ترکیب کسی شیطان کی بنائی ہوئی تھی کہ انسان کو تو ایسی حالت میں نہ چلا سکتا تھا لیکن کسی کے قلم کو ایسی چال چلا دیتا کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ ایک رات اس بندہ نے اس طرح لکھنے کی غلطی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے بتلایا گیا تھا کہ۔ یہ تعویز لکھنے سے (حسن) بڑھے گا دوستوں میں عزت پائے گا وغیرہ

آج کل بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ حکیم دوائی دیتے وقت ساتھ غلط عملیات بھی بتلاتے ہیں کہ ساتھ یوں کرنا کہ کسی ایک جانور کا دودھ متواتر چالیس دن لینا اور اس کو یوں ڈال کر پھاڑ دینا پھر دوائی اس میں ڈالنا وغیرہ۔ دودھ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بہت بھلائی اور دوائی رکھی ہے اور جو دودھ پھٹ جائے تو لوگ اسے پھینک دیتے ہیں۔ یہ حکیم لوگوں کا ایسا عمل بتلانا اللہ کی نعمت دودھ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ (باقاعدہ) چالیس دن یہ عمل کروانا کہ درمیان میں ناغہ نہ ہو اور کہتے ہیں کہ اگر ناغہ ہو گیا تو پچھلی دوائی کام نہ کرے گی۔ وغیرہ ایسے عملیات کہ جن کا عام آدمی کو علم بھی نہیں ہوتا اور شیطان قسم کے لوگ عام لوگوں سے گناہ کرواتے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اللہ سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔

اس آیت نمبر ۲: ۱۷ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ انسان فوت ہونے کے بعد کسی کی کوئی آواز نہیں سن سکتا نہ دیکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی لوگوں سے سنا ہے کہ مردہ سنتا ہے وغیرہ اور دیکھنے میں آیا ہے کہ خاص کر مرنے کے بعد مردے کے کان میں کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ حالانکہ کہنا اللہ تعالیٰ کو چاہیے کہ اے اللہ میرے بارے میں اس مردہ کا قصور میں نے معاف کیا۔

آیئے اس بارے میں ہم خود بھی غور فکر کرتے ہیں۔ دلیلوں کے ساتھ۔

دلیل نمبر۱ تین باتیں ہیں یہ ۱۔ بہرا۔ ۲۔ اندھا۔ ۳۔ گونگا۔ آیئے مردے کا مشاہدہ کریں ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ ۱۔ بول نہیں سکتا ۲۔ دیکھ نہیں سکتا کہ آنکھوں کی پتلیاں ہی پھیل گئی ہیں ۱۔ آنکھ تو جب کام کرے گی کہ پتلیاں سلامت ہوں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ یہ دو سچائیاں تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ آنکھ ناک کان ان کا بہت گہرا تعلق ہے۔ جب آنکھ ناک نے کام کرنا چھوڑ دیا تو صاف ظاہر ہے کہ کان نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا ہوگا۔

دلیل نمبر۲ کوئی انسان ایکسیڈنٹ سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس کا دل نبض وغیرہ خوب کام کر رہی ہوتی ہیں لیکن آنکھ کان زبان بالکل کام نہیں کر رہی ہوتی کہ وہ بے ہوش ہے۔ توجہ ایک ایسا حادثہ (ایکسیڈنٹ) جس سے کہ انسان فوت نہیں ہو جاتا اس حادثہ کی وجہ سے زبان آنکھ کان کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں پھر موت تو بے ہوش کرنے کی نسبت بہت بڑا حادثہ ہے کہ اس میں دل بھی کام چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ موت سے زبان آنکھ اور کان ختم ہو جاتے ہیں۔

دلیل نمبر۳ اسی مثال میں توجہ دیں کہ گرج کی کڑک اور بجلی کی چمک سے انسان کے کان اور آنکھ ضائع ہو سکتے ہیں پھر موت تو بہت بڑا حادثہ ہے کہ جس سے کان آنکھ زبان کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔

دلیل نمبر۴۔ "اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو نزدیک موت ان کی کے اور جو نہیں موئے قبض کر لیتا ہے ان کو بیچ نیند ان کی کے پس بند رکھتا ہے جن کو کہ مقرر کی ہے۔ اوپر ان کے موت اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وقت مقرر تک تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے فکر کرتے ہیں" (۳۹:۴۰)

اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ نیند اور موت ایک ہی طرح کی چیز ہے۔ اسی لئے نیند کو موت کی بہن کہ دیتے ہیں۔ غور کرو کہ جب انسان گہری نیند سو جاتا ہے تو اس انسان کی زبان آنکھ اور کان کچھ بھی کام نہیں کرتے عام مشاہدہ ہے۔ جب عام نیند میں انسان کے آنکھ کان زبان کام نہیں کرتے تو موت کی نیند (فوت ہو جانا) تو بہت بڑی نیند ہے پھر بھلا موت کی نیند میں انسان کے آنکھ کان زبان کیسے کام کر سکتے ہیں۔

دلیل نمبر۵۔ جدید تحقیق سے بھی یہ بات ثابت ہے موت کے بعد چند منٹوں کے اندر آنکھ کان زبان اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں مگر دماغ کہ ۴۸ گھنٹے تک کام کرتا ہے۔ بات ہو رہی ہے صرف آنکھ کان زبان کی۔

دلیلیں تو دی گئیں ہیں تازہ مردہ کے بارے میں جو انسانوں کے پاس پڑا ہوتا ہے۔ پھر جو مردہ زمین میں دفن کر دیا گیا ہو

وہ پھر بھلا انسان کی بات کیسے سن سکتا ہے۔ بہت دور سے ایسا ہوتا کہ مردہ آواز سنے اور بہت دور ہے ایسا ہوتا کہ مردہ آواز سنے۔ توجہ کریں قرآن پاک آیت نمبر(۳۵ : ۲۲) "۔۔۔ اور نہ تو سنانے والا اس شخص کو ہے کہ جو بیچ قبروں کے ہیں" اس آیت سے ثابت ہے کہ قبروں والے عالم دنیا والے زندہ انسانوں کی آوازیں نہیں سنتے۔

ترجمہ۔ تحقیق تو نہیں سناتا مردوں کو اور نہیں سناتا بہروں کو پکارنا جس وقت کے پھر جاویں پیٹھ پھیر کر" (۲۷ : ۸۰) (۳۰ : ۵۲) دنیا کا زندہ بہرہ شخص بھی حضور پاک ﷺ کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ آیت نمبر(۳۵ : ۲۲)(۲۷ : ۸۰)(۳۰ : ۵۲) حجت اتمام ہیں قرآن پاک کی یہ آیات پس ثابت ہوا کہ مردہ تازہ ہو یا قبر میں ہو نہ سن سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ نہ دیکھ سکتا ہے۔

اب آیئے آیت نمبر ۲ : ۷ا کے آخری الفاظ کی طرف کہ وہ واپس نہیں آ سکتا دلیل نمبرا جب تازہ مردہ میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ چل پھر نہیں سکتا تو پھر بھلا قبر میں دفنانے کے بعد وغیرہ کیسے گھر میں آ سکتا ہے۔

دلیل نمبر۲۔ آیت نمبر(۲۳ : ۱۰۰) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قبر کے مردوں اور عالم دنیا کے زندہ انسانوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے برزخ (پردہ) بنایا ہوا ہے پھر بھلا کسی کی کیا مجال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے پردہ کو پھاڑ کر عالم دنیا میں آ جائے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ مردے عالم برزخ (یعنی پردے کے پیچھے کے عالم میں ہیں) میں ہیں۔

دلیل نمبر۳۔ پڑھو آیت نمبر(۱۹ : ۹۸) سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا' حضور پاک ﷺ کو کہ تجھ سے پہلے کفار اور دوسرے میں نے قرن کے قرن یعنی تمام شہر کے شہر اور بستیوں کے لوگ ایک ساتھ ہلاک کر ڈالے تھے۔ کیا مرے ہوئے لوگوں میں کوئی تجھے ملنے آیا ہے یا مرے ہوئے لوگوں سے تجھے کسی قسم کا کھٹکا ہے کہ وہ فوت شدہ لوگ تجھ پر حملہ نہ کر دیں وغیرہ۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ہوا قرآن پاک سے ( )

دلیل نمبر۴۔ اگر فوت شدہ انسان کسی کا کچھ بگاڑ سکتا تو مقتول قاتل کو کبھی چین کی نیند نہ سونے دیتا یا قتل کر دیتا۔

لہٰذا ثابت ہوا مردہ لوٹ کر گھر واپس نہیں آ سکتا۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تازے فوت شدہ گھر میں جن شیطان کھڑکا یا آواز کر کے یہ تاثر دے دے کہ میں مردہ گھر پہنچا ہوا ہوں۔ ایسی حرکت شیطان جن وغیرہ کی ہو سکتی ہے تاکہ لوگوں کا اعتقاد قرآن پاک کی آیت کے برخلاف ہو جائے اور لوگ کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی حد تک گمراہ ہو جائیں ورنہ مردے کا واپس لوٹ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بمطابق قرآن پاک جو کہ حقیقت ہے شیطان سے کسی بھی معاملے میں غافل نہ رہنا چاہیے۔ توجہ آیت نمبر(۶۱ : ۱۳۹) لے لیجئے (گمراہ کئے)

ان مثالوں میں ایک بات اور توجہ طلب ہے وہ یہ کہ اندھیری رات کی بارش میں انسان کو اس طریقہ سے نہ چلنا چاہیے کہ بجلی چمکے تو چل پڑے اور بجلی نہ چمکے تو رک جائے۔ میدانی علاقوں میں تو انسان ایسے حالات میں چلتا ہی رہتا ہے۔ لیکن پوٹھوہار پہاڑی اور جنگل میں اگر ایسے حالات کی بارش آ جائے (عذاب) تو انسان کو چاہیے کہ ایسی چال نہ چلے۔ کیونکہ ایسی چال اللہ تعالیٰ کو نہ پسند ہے خواہ چلنے والا قرآن پاک کی آیات ہی کیوں نہ پڑھتا رہے۔ ایسی چال چلنے سے نقصان ہو سکتا ہے۔

سوال۔ آپ جناب حضرت محمد ﷺ قبرستان کے مردوں کو سلام کیا کرتے تھے اور مشہور ہے کہ مردے آپ کی آواز سنتے تھے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

جواب۔ جب کوئی بات قرآن پاک سے محکم (پکی) ہو جائے تو پھر حدیث کے حوالے سے سوال کرنے کی حجت باقی نہیں رہتی لیکن خیر حضور کریم ﷺ رحمت العالمین ہیں۔ ان کا کام تھا کہ ہر کسی پر اور ہر کسی کے لئے رحمت اور سلامتی کی دعا کرنا۔ زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔ جو لوگ ان کی آواز سنتے ہیں (زندہ) ان کے لئے بھی اور جو ان کی آواز نہ سن سکتے (مردہ) ان کے لئے بھی۔ قبرستان میں ایسے مردے بھی ہوتے ہیں کہ جو سیکڑوں سال پرانے دفن ہیں اور تازے بھی۔ اکثر کو آپ جانتے بھی تھے۔ آپ ان کے لئے بھی سلامتی کی دعا مانگتے کہ جن کو آپ جانتے بھی نہ تھے۔

آپ جناب حضور اکرم ﷺ کا قبر والوں کو سلام کرنا یہ حجت نہیں بنتی کہ مردوں نے آواز سنی اور جب کہ بات قرآن پاک کی محکم آیات کے خلاف جائے۔ یہی سوال اماں عائشہ بی بی سے بھی کیا گیا تھا اور ساتھ یوں بھی بتلایا تھا کہ جنگ بدر کے تین دن بعد آپ جناب نے مشرکین کی لاشوں سے خطاب کیا اور انہیں ڈانٹا اور غیرت دلائی وغیرہ تو جواب میں اماں عائشہ بی بی رضی اللہ عنہا کے مطابق تفسیر ابن کثیر کی آیت نمبر ۳۰ : ۵۲ کی تفسیر کے الفاظ "حضرت عائشہ نے اس واقعہ کو حضرت

عبداللہ بن عمر کی زبانی سن کر فرمایا کہ آپ نے یوں فرمایا ہے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ حق ہے پھر آپ ﷺ نے مردوں کے نا سن سکنے پر اسی آیت سے استدلال کیا"
بعض گھروں میں گائے بھینس جب مالک کو مارنے لگتی ہے تو مالک کہہ دیتا ہے کہ میں تجھے قصابوں سے کٹوا دوں گا حالانکہ کہنے والا جانتا ہے کہ وہ گائے بھینس اس کی بات نہیں سمجھتی لیکن پھر بھی کہہ دیتا ہے۔ انسان میں ایک جذباتی کیفیت ہے کہ نہ سننے والے اور نہ سمجھنے والے سے بھی بولنا پڑتا ہے۔
شکر الحمدوللہ رب العالمین کہ ان مثالوں کی تفسیر مکمل ہوئی۔

ایک مشاہدہ

آیت نمبر ۲: ۲۴ میں کہ "پس ڈرو اس آگ سے کہ ایندھن اس کا انسان ہیں اور پتھر" یہی بات اللہ تعالٰی نے آیت نمبر ۶۶: ۶ میں بھی کی ہے۔ قرآن پاک میں یہ بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ ایک بات کا کم از کم دوبار ذکر ضرور آتا ہے اور زیادہ بار بھی تاکہ انسان بات کی تفصیل سمجھ سکے۔
پتھر کا ایندھن یہ ہے کہ پتھر کا کوئلہ اور چونے کا پتھر چونا بننے کے بعد پانی ڈالا جائے تو پانی کو ایسے ابال دیتا ہے جیسے آگ اور اللہ تعالٰی جانے۔
انسانی ایندھن۔ عجیب بات۔ ۱۔ غصہ کی حالت میں بھی انسان آگ میں جل رہا ہوتا ہے لیکن وہ آگ نظر نہیں آرہی ہوتی لیکن اس جلنے کا اثر بعد میں یہ رہ جاتا ہے کہ انسان کا رنگ کالا پڑ جاتا ہے کچھ دیر کے لئے یا کچھ دن کے لئے اگر کوئی مسلسل غصہ کی حالت میں رہنے لگے تو مستقل رنگ کالا پڑ جاتا ہے۔ مجھے جب غصہ آتا اور رنگ کالا ہوتا تو گھر میں مجھے فوراً پہچان لیتے ہیں کہ آج آپ کا رنگ کالا نظر آرہا ہے میں بتلا دیتا ہوں غصہ کی وجہ سے۔
۲۔ قرآن پاک کی ایک آیت نمبر (۲: ۱۶۷) میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آخرت میں انسان حسرت افسوس کی آگ میں جلے گا۔ پچھتاوے کی آگ۔ یہ آگ بھی آخرت میں انسان کو جلا کر کالا کر دے گی۔
۳۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا بخار بھی ایک آگ میں جلنا ہے کہ انسان کا بدن واضح طور پر گرم محسوس ہوتا ہے۔ یہ بھی انسان کا آگ میں جلنا ہے۔
۴۔ یہ کہ بندہ اپنی ایک حقیقت لکھتا ہے جو بندہ پر گزری۔
وہ یہ کہ بندہ بٹیرباز تھا۔ ہوا یوں کہ ایک بٹیر کا جوڑ کر لیا لڑانے کے لئے لیکن ایک دن پہلے بٹیر نے لڑنے سے جواب دے دیا۔ بہت غصہ آیا۔ اسی غصہ کی حالت میں یہ بندہ رات سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ گریبان میں جو بٹنوں کے درمیان جگہ ہے۔ ان میں سے میرے سینے میں آگ اٹھتی نظر آرہی ہے۔ پانی جیسے رنگ کی۔ آگ کے شعلے کے حصے محسوس کئے جیسے بچے سکول میں موم بتی کے شعلوں کے حصوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جیسے سفید مور کے پروں میں بھی دائرے پہچانے جاسکتے ہیں۔ صبح اٹھ کر اپنی والدہ سے ذکر کیا کہ رات خواب میں سینے میں آگ اٹھتی نظر آئی۔ پس منظر نہ بتلایا تو والدہ صاحبہ نے کہا بہت برا خواب ہے۔ آج تیری کسی سے لڑائی ہوگی اور استغفراللہ زیادہ پڑھو۔ میں نے استغفراللہ کا صبح خوب ورد کیا اور تہیہ کیا کہ آج کسی سے لڑائی نہ ہونے دوں گا خاص طور پر نرمی اختیار کروں گا۔ لیکن وہی ہوا جس کا والدہ کو اندازہ تھا۔ بٹیروں ہی کی بات پر مجھے یکدم اتنا غصہ آیا کہ میں آگ بگولہ ہوگیا۔ لڑنے کے لئے تیار چند سیکنڈ کی بات ہوئی اور بات آئی گئی ہوئی۔ میں خود بہت حیران ہوا کہ یہ کیا میں اتنی جلدی غصہ میں آگیا۔
دنیا میں انسان کو اپنے بدن میں سے آگ نکلتی نظر نہیں آتی لیکن آخرت میں انسان اس قسم کی آگ کو اپنے بدن سے نکلتے ہوئے خوب دیکھ سکے گا۔ اور حضرت موسیٰ نے جھاڑی میں سے آگ کو نکلتے دیکھا لیکن وہ جھاڑی بھسم نہ ہوئی تھی بمطابق توریت " اس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہوئی ہے پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوتی" (خروج) (۳: ۲)
بعض دفعہ غصہ کی حالت میں کانوں کے اوپر سے بھی لو نکلتی محسوس ہوتی ہے۔ نہانے کے عمل سے بدن کی باطنی آگ بجھتی ہے۔ اور پانی پینے کے عمل سے تو غصہ کی آگ بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ نہانے کا عمل نوری عملیات میں سے ایک ہے۔

زندگی

ترجمہ۔ "کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے پس جلایا تم کو پھر مردہ کرے گا تم کو پھر جلاوے گا تم کو پھر طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے" (۲:۲۸)
اس آیت میں چار حالتیں ہیں۔ مردے سے زندہ اور پھر مردے سے زندہ۔

انسان جب وفات پاتا ہے تو زندہ انسان اور (مردہ میں) صرف اتنا فرق ہوتا ہے زندہ سانس لے رہا ہوتا ہے اور کھڑا ہو سکتا ہے جبکہ مردہ سانس نہیں لے رہا ہوتا اور پڑا ہوتا ہے۔ اب آپ چوپائے کے کسی بھی مثلاً بکری کے نوزائیدہ بچے کی پیدائش کے وقت مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ پیدائش کے چند سیکنڈ بعد تک جب وہ زمین پر پڑا ہوتا ہے۔ اور جس جھلی میں وہ بند ہوتا ہے ناک پر سے نہ اتر جائے یا اتار نہ لی جائے وہ بچہ سانس لینا شروع نہیں کر سکتا۔ اس وقت بچہ اور تازہ مردہ میں سانس لینے کا عمل نہیں ہوتا۔ اس وقت جب بچہ سانس نہ لے سکے اسے مردہ کہا جا سکتا ہے۔ جھلی پھٹنے یا اتارنے کے بعد سانس لینا شروع کر دیتا ہے۔ تو زندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تمام انسانوں کی پیدائش اور چوپاؤں کی پیدائش ہوتی ہے۔

پہلا وقت نوزائیدہ مردہ پھر سانس لینا زندہ پھر بڑھاپے کے بعد مردہ یہ تینوں حالتیں ایک ہی جسم وجود کے ساتھ عالم دنیا میں دیکھی جا سکتی ہیں اور عام مشاہدہ ہے ظاہر ہے کہ چوتھی پیدائش بھی اسی وجود کے ساتھ ہونے کا ذکر ہے۔

چوتھی پیدائش (زندگی) اس کے متعلق قرآن شریف میں یوں فرمایا گیا "اور وہ ہے جو بھیجتا ہے باؤں کو خوشخبری دینے والے آگے رحمت اس کی کے یہاں تک کہ جب اٹھائی ہیں بادل بھاری کو ہانک لے جاتے ہیں ہم اس کو طرف شہر مردہ کی پس اتارتے ہیں ہم اس سے پانی پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے۔ اس طرح نکالیں گے مردوں کو تو تم نصیحت پکڑو" (۷:۵۷)

اس آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ قیامت کے بعد بارش ہو گی۔ جیسے میوہ پیدا ہوتا ہے اس طرح انسان پیدا ہو گا پودے سے پیچھے ہم اس بارے میں انسان اور نباتات کے جزو میں مشابہت میں خوب لکھا ہے کہ انسان کا مغز (بھیجا) اور اخروٹ کی گری۔ انسان کا سر ناریل۔ انسان کا دل اور آم پستہ کپی وغیرہ بالکل ایک جیسی پیدا کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جزو اور میوہ میں مشابہت پیدا کر کے دکھلا دی ہیں اور انسانوں کو سمجھا دیا ہے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اسی طرح پودے سے مکمل انسان بھی پیدا کر سکتا ہوں۔ لیکن وہ پودا کیا ہو گا؟ تو جناب والا وہ پودا مکئی کے پودے کی طرح کا ہو گا۔ اور مکئی کے بھٹے کی طرح میں سے انسان پیدا ہو گا۔ کیونکہ مکئی کے بھٹے کے اوپر جو بال نظر آتے ہیں اس سے ایسے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے مکئی کے بھٹے میں کوئی گڑیا پیدا ہو رہی ہے۔ جس کے کہ سنہری بال ہیں خوبصورت۔

لاروہ اور انڈا ان کی شکل بھی مکئی کے بھٹے کی طرح ہے ان سے پیدائش ہو سکتی ہے تو مکئی کے بھٹے کی شکل، صورت جیسی چیز سے بھی پیدائش ہو سکتی ہے

اس بارے میں ایک پہیلی میں بے انداز حسن نظر آیا۔
پہیلی ہری تھی من بھری تھی نو لاکھ موتی جڑی تھی۔
راجہ جی کے باغ میں دو شالہ اوڑھے کھڑی تھی۔

اس پہیلی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی خوبصورت عورت۔ خوبصورت موتیوں سے جڑے ہوئے لباس میں اور کئی تہہ کے دوپٹہ میں اپنا وجود چھپائے راجہ کے باغ میں کھڑی تھی۔ حالانکہ اس پہیلی کا جواب مکئی کا بھٹہ ہے۔

اس مکئی کے بھٹہ میں قرآن پاک کے حوالے سے بھی بہت حسن ہے مطالعہ کرو جنت کا بیان۔ اوپر ہونگے ان کے کپڑے لاہی سبز کے" (۷۶:۲۱) مکئی کے بھٹے پر بھی سبز لباس ہے۔
"اور واسطے ان کے عورتیں ہیں بڑی آنکھوں والی۔ مانند موتیوں چھپائے ہوئے کے (۵۶:۲۲،۲۳) مکئی کے بھٹے میں بھی اس کے موتی (دانے) چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔
"نہیں ہاتھ لگایا (نزدیک ہوا) ان کے انسان پہلے ان سے اور نہ جن" (۵۵:۵۶،۲۳) مکئی کے دانوں کو پہلا ہاتھ اسی کا لگتا ہے جو مکئی کے بھٹے کے پردے ہٹاتا ہے۔
"ہاتھ لگاتا ہے۔ اس سے پہلے صاف ظاہر ہے کہ کسی انسان یا جن نے ان دانوں کو ہاتھ لگایا ہوا نہیں ہوتا وہ پردے میں محفوظ ہوتے ہیں۔
اور غور کرتے ہیں۔

آیئے آیت نمبر۲:۲۶) کی طرف کہ جس میں فرمایا گیا ہے کہ مچھر کی مثال سے ہدایت پانا۔ غور کرو سورۃ التین میں مچھر تخلیق اور انسان کی تخلیق ملتی ہے۔ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ اچھی ترکیب کے (۹۵ : ۴) اور آیت نمبر(۹۵:۱) میں فرمایا والتین" قسم ہے انجیر کی۔ انجیر کا مشاہدہ کرو کہ جب یہ پک جائے تو اس کے اندر رنگ برنگ مچھر پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کا ہر انسان مشاہدہ کر سکتا ہے۔ تو ہو گئی نباتات سے مچھر کی زندگی کی پیدائش۔ جیسا کہ پیچھے لکھ آئے ہیں کہ حیوانات میں بنائے چوپائے اور پرندے اسی طرح بنائے چوپائے کی طرز پر گھوڑے اور پرندوں کی طرز پر مچھر۔
اب اللہ تعالیٰ نے نباتات سے مچھر پیدا کرکے دکھلا دیا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ نباتات سے پرندہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اور چوپایا بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے بعد پودے سے انسان پیدا کرے گا۔
اے اللہ ہمیں قیامت کے بعد پیدائش پر یقین آیا۔ اے اللہ پاک ہمارا ایمان قبول فرما۔
انجیر کی اقسام کے پھلوں میں بھی مچھر دیکھے جا سکتے ہیں مثلاً گلر میں بہت زیادہ مچھر ہوتے ہیں صحت مند انجیر اور صحت مند گلر کا مشاہدہ کریں۔
دو بار زندگی اور دو بار موت سے متعلق ایک جگہ قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ "کہیں گے اے رب ہمارے مارا تو نے ہم کو دو بار اور جلایا تو نے ہم کو دو بار پس اقرار کیا ہم نے ساتھ گناہوں اپنے کے پس کیا ہے طرف نکلنے کی کوئی راہ" (۴۰:۱۱)
یہ الفاظ کفار وغیرہ کے اس وقت کے ہیں جب قیامت کے بعد تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جا چکا ہو گا

نکاح

انسانی معاشرے میں نکاح کا مرحلہ خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اگر فریقین میں نکاح ہونا اچھا ثابت ہو جائے تو ساری زندگی کا آرام وسکون ہوتا ہے اور خدانخواستہ نکاح ہونا اچھا ثابت نہ ہو تو بمطابق.....(بائبل امثال) "بیوی کا جھگڑا رگڑا سدا کا ٹپکا" (۱۳:۱۹)

اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بارے میں قرآن پاک میں بہت تفصیل بیان فرمائیں ہیں۔

نکاح سے پہلے کا مرحلہ

منگنی۔ ترجمہ قرآن پاک کی آیت نمبر ۲۳۵۔

"اور نہیں اوپر گناہ تمہارے بیچ اس چیز کے کہ پردہ کیا تم ساتھ اس کے منگنے عورتوں کے سے یا چھپا رکھا تم نے بیچ جانوں اپنی کے جانتا ہے اللہ یہ کہ تم البتہ ذکر کرو گے ان کا اور لیکن مت وعدہ دو ان کو چھپے ہوئے مگر یہ کہ کہو ان کو ایک بات اچھی اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک کے پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ جی تمہارے کے ہے۔ پس ڈرو اس سے اور جانو یہ کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل والا ہے"۔

اس آیت میں لفظ آیا "منگنے عورتوں کے سے" سیاق سباق کے حوالے سے بات بیواؤں کے بارے میں ہو رہی ہے قرآن پاک کا ایک یہ بھی انداز بیان ہے کہ خاص کے بارے میں بات کی جاتی ہے لیکن وہ حکم عام ہوتا ہے جیسے اگلے الفاظ سے بھی ثابت ہو گیا کہ "مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک کے پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو" ان الفاظ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ منگنی دین اسلام میں فرض ہے۔

نکاح سے پہلے منگنی کی رسم اس لئے فرض قرار دی گئی کہ فریقین ایک دوسرے کو پرکھ لیں کہ جن لوگوں میں ہم رشتہ داری کر رہے ہیں وہ لوگ اچھی شہرت کے مالک ہیں یا بری شہرت کے۔ اچھے لوگ ہیں یا برے لوگ۔ کیونکہ اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ "جو کچھ بیچ جی (دل میں) تمہارے کے ہے" ہر انسان اور گھر کنبے والے کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان کی رشتہ داری کہیں غلط قسم کے لوگوں میں نہ ہو جائے۔

منگنی اور نکاح کے درمیان کا عرصہ (وقفہ) صرف اس لئے ہے کہ فریقین ایک دوسرے کی طرف سے اطمینان کر لیں کہ فریقین اچھے قسم کے لوگ ہیں۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کیا جائے کہ اس منگنی والوں کے نکاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اس آیت نمبر ۲:۲۳۵ میں خاص طور پر دیکھا گیا ہے کہ "اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک پہنچے لکھا ہوا حکم خدا کا وقت اپنے کو" اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تم تک کیسے پہنچے گا کہ تمہیں پتہ چلے کہ دوسرے لوگ جن میں تم نے منگنی کی ہے اچھے لوگ ہیں یا برے لوگ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ڈاک آنے سے تو رہی۔ اس کے لئے تمہیں عقل لڑاتے ہوئے اپنی طرف سے دوسرے فریق کے بارے میں خوب تحقیق کرنی ہوگی۔ اگر اچھے لوگ ہیں تو صاف ظاہر ہو جائے گا اور اگر برے لوگ ہیں تو پھر بھی اللہ کے حکم سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ اگر دوسرے فریق میں کوئی برائی ظاہر نہ ہو تو سمجھ لو کہ اللہ کی طرف سے نکاح کر لینے کی اجازت ہے۔ اور اگر برائیں نکل آئیں تو سمجھ لو کہ اس نکاح میں اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی تائید کے خلاف نکاح کرو گے تو وہ نکاح کامیاب نہ ہو گا۔ اور فساد رہے گا۔ ایسے فساد کی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ سے گلہ نہیں کر سکتے کہ تمہارے علم میں پہلے آ چکا تھا کہ دوسرے فریق غلط قسم کے آدمی ہیں۔

اگر دوسرے لوگ بری قسم کے ہیں تو منگنی توڑ دو۔ اسی لئے عقل مند لوگوں نے منگنی کو کچا دھاگہ کہا ہے کہ جب چاہے توڑ دیا جائے یا ٹوٹ سکتا ہے۔ اور منگنی ٹوٹنے کا برا نہیں ماننا چاہیے کہ سارے زندگی کے روگ سے یہ منگنی کا ٹوٹ جانا بہتر اور معمولی بات ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم منگنی کی رسم پر خرچہ نہ کریں بلکہ صرف منگنی کا اعلان ہونا کافی ہے۔ اور منگنی کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے کہ اے اللہ اس منگنی والوں کے نکاح کرنے میں تیری طرف سے تائید اور اجازت ہو تو نکاح ہونے دینا اور اے اللہ اگر تیری طرف سے تائید اور اجازت نہ ہو تو اور ان کے نکاح ہونے میں برائی اور فساد ہو تو اپنی مہربانی سے ایسے حالات پیدا کر دینا کہ ہم منگنی ختم کر دیں۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵ شعبان کو اللہ تعالیٰ دنیا والوں کے بارے میں فیصلے فرماتے ہیں۔ اسی لئے عقلمند لوگوں نے کہا ہے کہ نکاح (کے فیصلے) آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ ۱۵ شعبان کو بھی منگنی والوں کے بارے میں یہی دعا کہ جو اوپر لکھ دی گئی ہے ضرور مانگی جائے۔

منگنی اور نکاح کے عرصہ میں شعبان کا مہینہ ضرور گزارنا چاہیے ۔ لہٰذا منگنی اور نکاح کے وقفے کا عرصہ تقریباً چھ ماہ یا ایک سال کا ہونا چاہیے تاکہ تحقیق کے لئے خوب موقع ہو۔

تحقیق کرنے والے جب نکاح کے معاملے میں کسی سے تحقیق کے لئے لڑکے یا لڑکی کے بارے میں گواہی مانگیں تو گواہی دینے والے سچ گواہی دیں کہ قرآن پاک میں فرمایا "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے ہو یا اوپر ماں باپ کے قرابت والوں کے" (۱۳۵:۴)

اکثر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں جھوٹ بول دیا جاتا ہے ۔ اگر معاملے میں گڑبڑ ہو اور گواہ سامنے آنا چاہتا ہو تو کہہ دے کہ کسی اور سے گواہی لے لو کہ تحقیق کرنے والا سمجھ لے کہ معاملہ گڑبڑ ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت ہونے کا تو اس طرح علم ہو جاتا ہے کہ فریقین میں کسی قسم کی برائی نہ نکلے ۔ لیکن یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت نہیں ہے ۔ خاصی سوچ بچار اور عقل لڑانے کی ضرورت ہے ۔

کسی بھی نکاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اور اجازت نہ ہونے کی صورت میں یوں ہوتا ہے کہ ۔

۱۔ منگنی کے موقع پر ضد ہونا کہ یہ نکاح ضرور ہوگا ۔ ۲۔ منگنی کا نہ کرنا اور جلد بازی میں نکاح کرا دینا کہ جلدی کا کام شیطان کا ۔ ۳۔ وٹہ سٹہ (بدلے میں) کسی کا زبردستی نکاح کرا دینا ۔ ۴۔ تحقیق ہی نہ کرنا ۔ ۵۔ منگنی کے بعد لڑکے کا پولیس میں کسی غلط کیس میں جرم کرتے ہوئے پکڑا جانا ۔ ۶۔ لڑکے یا لڑکی کی بدزبانی یا بد اعمالی کے بارے میں کئی لوگوں کا گواہی دینا ۔ یا ان لوگوں کا جنہوں نے منگنی کرائی تھی ۔ ۷۔ لڑکے یا لڑکی کا نکاح پر راضی نہ ہونا اور زبردستی نکاح کرا دینا ۔ ۸۔ شادی کی تاریخ مقرر ہونے کے بعد فریقین میں سے غلط قسم کے مطالبے کر دینا ۔ جہیز وغیرہ کا منہ سے مانگنا یا بری میں یہ ضرور ہو وغیرہ ورنہ...... ۔ ۹۔ تاریخ مقرر ہونے کے بعد کسی فریق کا تاریخ بڑھانے کا مطالبہ ۔ فوراً سمجھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید نہیں کہ بات آگے ٹال دی ۔ ۱۰۔ نکاح سے پہلے کسی فریق کی زبان سے یہ نکلنا کہ ہم نکاح نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ ۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غلط فریق کے ذریعے انکار کا سبب بن جاتا ہے ۔ ایسے حالات ہوں تو تم فوراً منگنی کو توڑ دو یہ فقرہ شیطانی ہے کہ منگنی نہ ٹوٹے بے شک بیاہی (نکاح والی) چھوٹ جائے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کرنا عورتوں کو کنیز (غلام) بنا دینا ہے تو دیکھ لیا کرو کہ اپنی لڑکی کو کہاں دے رہے ہو ۔

اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اجازت کا نہ ہونا ظاہر ہونے کے باوجود جہالت پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اپنی عزت کو آڑے لے آتے ہیں اور انا کا مسلہ بنا لیتے ہیں کہ اگر منگنی ٹوٹ گئی تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی ۔ برادری میں بدنام ہو جائیں گے ۔ ناک کٹ جائے گی وغیرہ ۔ اور یہ اپنی عزت کو آڑے لے آنے کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۲۰۶ میں موجود ہے کہ "اور جب کہا جاتا ہے واسطے اسکے ڈر اللہ سے پکڑتی ہے اس کو عزت ساتھ گناہ......"

اے اللہ کے بندو انسان کی اپنی بھلا کیا عزت ہے کسی بھی وقت ذلیل ہو سکتا ہے اور ایسی عزت بنانے کا بھی کیا فائدہ جس میں اس کی اولاد ساری زندگی تکلیف پائے اور خود بھی پچھتائے ۔ یہ کہ اس بندہ راقم نے مشاہدے دیکھے ہیں کہ منگنی کرانے والے نے کہا کہ منگنی توڑ دو لیکن اپنی عزت کو آڑے لاتے ہوئے اور دوسروں کے دباؤ میں آتے ہوئے نہ توڑی اور بعد میں پچھتایا اور یہ کہ چٹھی لکھنے (نکاح کی تاریخ مقرر کرنے) کے بعد دوسرے فریق لڑکے والے کی طرف سے تاریخ بڑھانے کا کہنا (یہ کہ کارڈ وغیرہ چھپ چکے ہوتے ہیں) لڑکی والا اپنی عزت کو آڑتے ہوئے منت کرکے وقت مقررہ پر نکاح کرایا اور بعد میں پچھتایا کہ نکاح سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ نے منگنی توڑنے کا موقع دیا کاش کہ اس وقت میں منگنی توڑ دیتا ۔

ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ لڑکا دوسرے ملک سے آیا ہے جلد اور فوراً نکاح کرنا چاہتا ہے کہ اس نے واپس بھی جانا ہے بہت دولت مند ہے وغیرہ وغیرہ ورنہ ہاتھ سے نکل جائے گا ۔ بیوقوف لوگ جلدی میں لڑکی کا نکاح کروا دیتے ہیں ۔ بغیر کسی تحقیق کے ۔ تحقیق تو کر ہی نہیں سکتے کہ دوسرے ملک جاکر اس بارے میں تحقیق کریں ۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ صحیح حالات معلوم ہوتے ہیں کہ لڑکا تو دوسرے ملک میں لڑکیوں کو فروخت کرنے والا ہے ۔ پھر گھر والے روتے ہیں کہ ہائے اللہ یہ کیا ہو گیا ہم نے ایسا کیا گناہ کیا تھا کہ اتنی بڑی سزا ملی وغیرہ ۔ اور نہیں سوچتے کہ کیا وہ نکاح اللہ تعالیٰ کی تائید اور اجازت کے مطابق تھا ۔

تحقیق کرنے کے لئے واضح طور پر قرآن میں بھی فرمایا گیا ہے پڑھیں سورۃ النساء کی آیت نمبر۶ کا ترجمہ "اور آزمایا کرو یتیموں کو یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو......" یہ آیت خاص یتیموں کے بارے میں لکھ دی گئی ہے لیکن حکم عام ہوتا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیاں ہے کہ خاص کے بارے میں بات کر دی جاتی ہے۔ ایسا شخص کے جس نے بچپن سے یتیمی کے دن گزارے ہوں بگڑ جانے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے کہ اس کے سر پر ماں باپ نہیں ہوتے۔ اور اکثر فراڈ سے نکاح کرنے کے لئے یتیم بن کر آتے ہیں کہ نہ اس کے ماں باپ ہیں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی ہے۔ ماں باپ تو درکنار شادی شدہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کنوارہ ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ماں باپ بہن بھائی کو ظاہر کریں تو ان کے فراڈ صاف ظاہر ہو جائیں۔ گر یہ مسکین کی صورت آتے ہیں۔

آزمانے کا حکم عام مسلمانوں کو ہی ہے نہ کہ صرف بیٹی والے کو۔

توجہ کریں قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۳ کا ترجمہ۔ "اور چاہیے کہ پاک دامنی کریں وہ لوگ کہ نہیں مقدر پاتے نکاح کا یہاں تک کہ غنی کرے گا ان کو اللہ فضل اپنے سے"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کہ جس کے پاس مال دولت نہ ہو یعنی بالکل غریب ہو نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اس آیت میں بیٹی والوں کو بھی حکم ملتا ہے کہ اگر کوئی پھکڑ اس آیت کے مطابق عمل نہ کرتے ہوئے بھی نکاح کرنا چاہتا ہے۔ تو تم اپنی لڑکی اس کو نکاح میں مت دو۔ اور تم تحقیق کر لو کہ نکاح کرنے والا کہیں بالکل بھوکا پھکڑ تو نہیں وغیرہ مطلب یہ کہ مشتری ہوشیار باش۔

لہٰذا آزمائے تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ آمدنی کا ذریعہ ہے کہ نہیں مثلاً ملازم ہو کہ باقاعدہ تنخواہ ملتی ہو۔ یا کوئی اچھا سا کاروبار ہو۔ اور اس کی شرافت کی کئی آدمی گواہی دیں۔ اور یہ تمام تحقیق اصل فریقین کہ جن کی آپس میں منگنی ہوئی ہے کے گوش گزار ضرور کر دینی چاہیے۔ توریت پیدائش باب ۲۴ میں واقعہ کہ جب اسحاق بن ابراہیم کے نکاح کے لئے ربقہ کے باپ بیوایل اور بھائی لابن سے بات کی گئی تو انہوں نے مکمل اختیار لڑکی ربقہ کو دیا کہ جو اس کی مرضی ہوگی۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ نکاح کے لئے لڑکی کی مرضی کو فوقیت حاصل ہے نہ کہ کسی دوسرے کو۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر کے شروع میں فرمایا۔ "اور اگر ڈرو تم (شرمندگی سے) یہ کہ نہ انصاف کرو گے بیچ یتیم عورتوں کے پس نکاح کرو جو خوش لگے تم کو سوائے ان کے عورتوں سے"

اس آیت میں عربی زبان میں لفظ تخفت آیا ہے۔ کہ جس کا مطلب شرمندگی بنتا ہے۔ مفہوم یوں کہ بعض دفعہ لڑکی یتیم ہو جاتی ہے۔ چھوٹی عمر میں اس کا خاص والی وارث بھی نہیں ہوتا تو بعض عمر رسیدہ لوگ چاہنے لگتے ہیں کہ ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کر لیں ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ اس طرح توجہ دلاتا ہے کہ اگر تم نکاح کر لو گے تو پھر یوں ہو گا کہ وہ لڑکی تو جوان ہوتی جائے گی جوبن پر اور تم بوڑھے ہوتے چلے جاؤ گے اور حقوق زوجیت پورے نہ کر سکو گے اس لڑکی کی مرضی کے مطابق پھر تمہیں شرمندگی ہو گی اور یہ کہ تم حقوق زوجیت پورا کرنے میں انصاف نہ کر سکو گے اس لئے اگر تم نکاح کرنا چاہتے ہو تو اور عورتیں ہیں کہ جن سے تم نکاح کر سکتے ہو یعنی تمہاری ہم عمر۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا "اور نکاح کر رانڈ (بیوہ عورتیں) کو اپنے میں سے اور لائق والیوں کو غلاموں اپنے میں سے اور لونڈی اپنی میں سے....." (۲۴:۳۲)

ان آیات سے ہمیں سبق ملا کہ منگنی کرتے وقت فریقین میں موازنے کا بھی خیال رکھا جائے کہ ان کی عمریں تقریباً برابر ہوں تعلیمی معیار برابر کا ہو۔ ان کا رہن سہن کا معیار برابر کا ہو وغیرہ وغیرہ۔

حدیث کی رو سے نکاح سے پہلے اس بات کی اجازت ملتی ہے کہ لڑکا لڑکی یا مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور باتیں کر لیں۔

نکاح۔ نکاح کے لئے مرد عورت کا ایجاب و قبول ضروری ہے اگر مرد کسی عورت سے کہے کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور عورت کہے کہ مجھے قبول ہے تو نکاح ہو گیا۔ نکاح کے لئے دو گواہ اور سر عام اعلان کرنا ضروری ہے۔ جن عورتوں سے نکاح کیا جا سکتا ہے اور جن عورتوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۲ تا ۲۵ میں موجود ہے۔

نکاح انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس لئے نکاح کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء اور ذکر ضروری ہے۔ سر عام اعلان میں یہ باتیں شامل ہیں جھنڈیاں لگانا، بجلی کی مرچیں وغیرہ، تمبو لگانا، اکٹھ کرنا (مہمانوں کو بلانا) باجے بجانا یہ تمام باتیں نکاح کا سر عام اعلان بنتی ہیں۔ دھماکہ کرنا شیطانی عمل ہے۔

نکاح کے وقت ساز بجانے کا جواز۔ سعودی عرب کا علاقائی ساز دف ہے اور وہ خوشی کے موقعہ پر دف بجاتے تھے جن علاقوں کا علاقائی ساز ڈھول یا ڈھولکی ہوں وہ ڈھول اور ڈھولکی وغیرہ بجا سکتے ہیں اور جن علاقوں کا علاقائی ساز طمبورہ ہو وہ طمبورہ بجا سکتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ آدمی لکیر کا فقیر ہو۔

مہر

مہر۔ مرد کا عورت کو مہر دینا یا مہر دینے کا وعدہ دینا (مہر معجل وغیرہ) لازم ہے اگر نکاح کے موقعہ پر عورت نے مہر نہیں مانگا پھر بھی مرد مہر ضرور دے۔ مہر کی رقم یا جائیداد مرد کو اتنی مقرر کرنی چاہیے کہ مرد آسانی سے دے سکے۔ اگر کوئی شخص مہر دینے کے وعدے پر نکاح کر لے اور مہر کی قرم نہ دے اسے زنا کرنے کا گناہ ہو گا اور عورت کا کوئی گناہ نہیں ہو گا اگر عورت کو مہر نہ دیا گیا اور عورت فوت ہو گئی اور اس کے بدن سے کوئی اولاد بھی نہیں تو مہر کی رقم یا جائیداد عورت کے وارثوں (بھائی ماں باپ) کا حق بن جاتا ہے وہ عدالت کے ذریعے وصول کر سکتے ہیں۔

ترجمہ سورۃ النساء آیت نمبر ۴ "اور دو عورتوں کو مہر ان کی خوشی سے پس اگر خوشی سے دیں واسطے تمہارے کچھ چیز سے اس میں سے پس کھاؤ اس کو پچتا سہتا۔

نکاح کے وقت اگر مہر بہت زیادہ مقرر کر لیا ہے تو بعد میں عورت کچھ واپس کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اگر مرد نے مہر نہ دیا ہے تو اس کو حکم ہے کہ خوشی سے ادا کرے۔

ترجمہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۳۶ "..... نہیں مقرر کیا واسطے ان کے مقرر کرنا"۔

ترجمہ سورۃ النساء آیت نمبر ۲۴ "پس جو مال کہ فائدہ اٹھایا ہے تم نے بدلے اس کے ان میں سے (یعنی بچے حاصل کرنے کے لئے عورت کے بدن سے) پس دو ان کو مقرر کیا ہے واسطے ان کے (حق مہر) موافق مقرر کے اور نہیں اوپر گناہ بیچ مہر اس چیز کے کہ رضامند ہو تم ساتھ اس کے پیچھے مقرر کرنے کے (مہر کم یا زیادہ کر لو) تحقیق اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔"

کسی بھی مرد کو عورت کی صرف خوبصورتی کی وجہ سے بہت زیادہ مہر نہ دینا چاہیے کیونکہ اصل خوبصورتی حسن سیرت کردار اور اخلاق ہوتی ہے۔ اور بائبل میں فرمایا "بے تمیز عورت میں خوبصورتی گویا سور کی ناک میں سونے کی نتھ ہے" امثال ۱۱:۲۲ اور فرمایا "اگر آدمی محبت کے بدلے اپنا سب کچھ دے ڈالے حق مہر تو وہ سراسر حقارت کے لائق ٹھہرے گا۔" غزل الغزلات ۸:۷

سوال۔ ایک وقت میں ایک مرد کتنی بیویاں (عورتیں) رکھ سکتا ہے؟

جواب۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ میں فرمایا گیا" دو دو' تین تین' چار چار" اللہ تعالی کا یہ انداز بیان (جیسے کہ دریا بہہ رہا ہے) بتلا رہا ہے کہ مرد کے لئے عورتوں سے نکاح کرنے کی کوئی حد نہیں خواہ کتنے ہی نکاح کر لے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بھی ایک وقت میں نو یا گیارہ نکاح تھے اور یہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک وقت میں سو نکاح تھے اور یہ کہ لونڈیاں رکھنے کی بھی کوئی حد نہیں ہے خواہ کتنی ہی خرید کر جمع کر لے لیکن یہاں ایک بات بتلانا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے سورۃ النساء کی اسی آیت نمبر ۳ میں فرمایا کہ "پس ایک ہے" تو پس اللہ تعالی کا مشورہ مانتے ہوئے انسان مرد کو ایک وقت میں صرف ایک عورت سے نکاح رکھنا چاہیے اور یہ کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں کوئی بھی عدل نہ رکھ سکے گا کہ قرآن پاک میں فرمایا " اور ہرگز نہ کر سکو گے تم کہ عدل کرو درمیان عورتوں کے "(۴:۱۲۹)

سوال۔ اہل کتاب سے نکاح کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۵ میں اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک میں مشرک سے نکاح کرنا حرام ہے ( ) اس لئے یہود میں سے وہ جو حضرت عزیز علیہ السلام اور نصاری میں سے وہ جو حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہتے ہوں ان اہل کتاب سے نکاح جائز ہے۔

اگر آپ کو آسانی سے مسلمان عورت مل جائے تو مسلمان سے نکاح کر لو کیونکہ وہ سب سے اچھی بات ہے اس کے بعد نصاری (عسائیوں) میں نکاح کرنے کا حق بنتا ہے اور آخر میں یہود سے کیونکہ قرآن پاک کی آیت ۵:۸۲ کا ترجمہ میں اللہ تعالی نے کہ ایمان والے مسلمانوں سے زیادہ عداوت رکھنے والے یہود اور مشرک لوگ ہیں۔ اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے نصاری عیسائیوں میں ملیں گے لہذا اگر اہل کتاب ہی سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو عیسائیوں میں کرنا۔ ترجمہ = البتہ پاوے گا تو زیادہ سب لوگوں سے عداوت میں واسطے ان لوگوں کے ایمان لائے ہیں یہود کو اور ان لوگوں کو کہ شرک کرتے ہیں اور البتہ پاوے گا تو نزدیک ان کے دوستی میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں تحقیق ہم نصاری ہیں۔ یہ اس واسطے کہ بعضے اس میں سے پڑھے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں تکبر کرتے"۔

سوال ۔ متاع (مفہوم عارضی نکاح) کی کیا حیثیت ہے؟
جواب ۔ قرآن پاک کی آیت نمبر۴: ۲۴ اور ۵: ۵ میں الفاظ " محصنین غیر مسافحین " آیا کہ جن کا ترجمہ "عقد میں رکھنے والے ناپانی ڈالنے والے بدکار" نکاح میں لانے والے نہ بدکاری کرنے والے" عارضی نکاح بدکاری ہے کیونکہ اگر کوئی چند دن کے لئے نکاح کرے تو وہ صرف پانی نکالنے والے بدکار میں آئے گا۔
سوال ۔ بچپن کے نکاح کی کیا حیثت ہے؟
جواب ۔ قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر۶ کا ترجمہ "آزمایا کہ یتیموں کے یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو" بالغ ہونے کے بعد نکاح کے لئے آزمانا ضروری لازم ہے ۔ بچپن میں بچے کو آزمایا ہی نہیں جا سکتا لہٰذا بچپن کا نکاح باطل ہوا ۔ رخصتی سے پہلے اگر لڑکی اس نکاح کا انکار کردے تو وہ نکاح ویسے ہے باطل ہے لیکن اگر بچپن کے نکاح پر بالغ ہونے کے بعد رخصتی ہو چکی ہو تو وہ اصل پکا نکاح شمار ہو گا وہ اس لئے کہ لڑکی نے نکاح ہونا قبول کیا اور اپنی رخصتی ہونے دی۔
سوال ۔ لڑکی لڑکے کا نکاح کے لئے والدین کی مرضی کے خلاف گھر سے بھاگ جانا؟
جواب ۔ بھاگ جانا نکاح میں شمار ہو گا بشرطہ کہ ان کا آپس میں نکاح جائز ہو مطلب یہ کہ لڑکی پہلے سے کسی کے نکاح میں نہ ہو ۔ سوال ۔ جو لوگ اپنا بیٹی کے نکاح سے پہلے رقم وصول کرتے ہیں حق مہر کے علاوہ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ۔
جواب ۔ نکاح سے پہلے لڑکی کا باپ رقم حاصل کرتا ہے تو اس رقم میں اس نے اپنی لڑکی کو فروخت کر دیا یعنی جس مرد سے وہ رقم حاصل کی اس کی غلامی میں باندی لونڈی کے طور پر اپنی لڑکی کو دے دیا ۔ رقم دینے والا اس لڑکی کو بغیر نکاح کے بھی اپنے پاس رکھ سکتا ہے ۔ لیکن اس لڑکی کے بدن سے جو اولاد ہو گی وہ اس کی جائیداد میں وارث نہ بن سکے گی بلکہ اس کے وارثوں میں غلام کے طور پر تقسیم ہو گی ۔ لیکن جو مرد لڑکی کے باپ کو بھی رقم دیتا ہے اور اس نے لڑکی کو مہر دے کر نکاح بھی کر لیا تو اس کو ایک غلام خرید کر آزاد کرنے اور پھر اس سے نکاح کرنے کا ثواب ہو گا (ایسے شخص کو غلام آزاد کرنے اور پھر نکاح کا تصور ہی ذہن میں رکھنا اچھا ہے)۔
سوال ۔ اللہ تعالیٰ کی تائید کے نکاحوں کے بارے میں کس طرح کے ہوتے ہیں؟
جواب ۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور مرضی کے مطابق جو نکاح ہوتے ہیں ان کی تفصیل سورۃ النور میں بیان کی گئی ہے ۔ ترجمہ "زنا کرنے والا نہیں نکاح کرتا زنا کرنے والی کو یا بت پرست کو اور زنا کرنے والی نہیں نکاح کرتا اس کو مگر زنا کرنے والا یا بت پرست......" (۲۴: ۳)

یہ کہ اس بندہ رقم کا خاص مشاہدہ ہے کہ اس بندے نے ایسے نکاح ہوتے دیکھے اور سنے کہ نکاح کرنے والے نے کہا کہ میں بھلا فلاں عورت سے نکاح کر سکتا ہوں؟ نہیں یہ کہ میں شہر چھوڑ کر بھاگ جاؤں گا لیکن نکاح نہ کروں گا وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پیشانی پکڑ کر ملا دی اور ان کا نکاح ہوا اور آپ نے سنا ہو گا کہ فلاں نواب یا خاندانی دولت مند نے طوائف سے نکاح کر لیا اور اپنی بدنامی کی بھی پرواہ نہ کی ۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے جو ہر حال میں پورا ہوتا ہے ۔ اگر کوئی شخص نیک ہو اور اس کا نکاح بھی نیک عورت سے ہو چکا ہوتا ہے ۔ لیکن پہلے نکاح کے بعد وہ شخص زانی بن جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور پورا ہوتا ہے کہ وہ شخص دوسرا نکاح ضرور کسی نہ کسی زانی عورت سے کر لیتا ہے اسی طرح عورت کے اس کو طلاق ہو کر پھر وہ کسی زانی سے نکاح پر مجبور ہو گی اور بھارت کی خبروں میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں نکاح ہو جاتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اور سورۃ النور کی پہلی آیت میں ان احکام اصول کے لاگو ہونے کو اللہ تعالیٰ نے لازمی امر قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ان احکام پر عمل ہونے کے مشاہدے کی نشانیاں اور نصیحت پکڑو ۔

ترجمہ "یہ صورت ہے کہ اتارا ہم نے اس کو اور لازم کیا ہم نے اس کو اور اتاریں ہم نے بیچ اس کے نشانیاں بیان کرنے والیاں تو کہ تم نصیحت پکڑو۔
اس علاوہ فرمایا آیت نمبر ۲۶ میں "خبیث عورتیں واسطے خبیث مردوں کے ہیں اور خبیث مرد واسطے خبیث عورتوں کے ہیں ۔ اور پاک عورتیں واسطے پاک مردوں کے ہیں اور پاک مرد واسطے پاک عورتوں کے ہیں ۲۴: ۲۶ ۔
اس لئے بزرگوں اور علماء نے کہا ہے کہ نکاح کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں بچپن میں یہ بندہ جب اخبار وغیرہ مین پڑھتا کہ ایک میاں بیوی نے کسی شخص سے رقم حاصل کرنے میں فراڈ وغیرہ کیا اور بھاگ گئے تو یہ بندہ دل میں سوچتا کہ اگر میاں نے بے ایمانی یا فراڈ کرنا چاہا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کیوں نہ روکا کہ اللہ کو جان دینی ہے ۔ ظلم نہ کرو اور حق پر رہو اس طرح اگر بیوی فراڈ کرنا چاہتی تھی تو خاوند نے کیوں نہ روکا ایک خلش سی دل میں باقی رہتی اب قرآن پاک کے مطالعہ سے

معلوم ہوا کہ وہ میاں بیوی دونوں ایک ہی خصلت کے مالک ہوتے ہیں اللہ کے حکم سے خبیث کا خبیث سے نکاح ہو جاتا ہے۔
سوال۔ اگر کوئی عورت نکاح کے بعد خاوند (شوہر) سے ناراض ہو کر اپنے میکے جائے اور شوہر کے پاس نہ آئے اور نہ ہی طلاق کا مطالبہ کرے وغیرہ اور شوہر بھی اسے لینے کے لئے نہ جائے تو کیا کچھ سالوں کے بعد خود بخود طلاق ہو جائے گی؟
جواب۔ اس حالت میں ان کی ساری زندگی طلاق نہ ہو گی بلکہ قرآن پاک کے مطابق وہ لٹکی ہوئی حیثیت میں رہیں گے

ترجمہ "پس چھوڑ دو ان کو جیسے لٹکی ہوئی اور صلح کر لو تم اور ڈرو اللہ سے بخشنے والا مہربان ہے اگر جدا ہو جاویں دونوں بے پرواہ کر دے گا اللہ ہر ایک کو کشائش اپنی سے اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے۔ (۶:۱۲۹، ۱۳۰)
سوال۔ اگر کوئی مرد نکاح کرنے کے بعد کسی اغوا یا دماغی توازن کی وجہ سے گم یا غائب ہو جائے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ وہ فوت ہو گیا ہے اس کی بیوی کا کسی دوسری جگہ نکاح ہو جائے لیکن کچھ عرصہ کے بعد پہلا خاوند بھی آ جائے تو وہ عورت کس کی بیوی ہو گی؟
جواب۔ وہ عورت دوسرے خاوند کی بیوی رہے گی کہ اس کے گم ہونے کی صورت میں برادری کے بزرگوں کا فیصلہ کہ وہ فوت ہو چکا وہ نکاح ٹوٹ گیا۔ یا برادری کے بزرگوں کا یہ فیصلہ کہ کئی سال گزر چکے ہیں وہ زندہ بھی ہو گا تو واپس نہ آئے گا یوں تصور ہو گا کہ عورت نے اس مرد کی غیر موجودگی میں برادری کی عدالت میں تنسیخ کا دعوی کیا اور یک طرفہ فیصلہ عورت کے حق میں ہوا اور پہلا نکاح ٹوٹ گیا ایسی حالت میں عورت کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لینا پہلے خاوند سے طلاق تصور ہو گا۔ کیونکہ طلاق کا جواز اس پہلے خاوند نے مہیا کر دیا وہ غائب ہو گیا دانستہ یا غیر دانستہ۔

سوال۔ کیا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز ہے وضاحت کریں؟
جواب! تفسیر ابن کثیر میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک لڑکا لڑکی نے ماں باپ کی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا۔ لڑکی کے باپ نے امام حنیفہ کے فتوے کے مطابق دعویٰ کیا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں لہذا نکاح باطل قرار دیا جائے۔ لڑکی کو عدالت میں طلب کیا گیا تو لڑکی نے عدالت میں کہا کہ میں نے امام مالک کے فتوے کے مطابق کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنا نکاح کر لیا۔ لڑکی کا باپ عدالت سے یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ میری لڑکی امام مالک کی پیروکار ہو گئی ہے لہذا آج کے بعد میرا میری بیٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ عدالت نے نکاح برقرار رکھا۔ عدالت کا فیصلہ ہمیشہ کا قانون بن جاتا ہے۔
ایک حدیث ہے کہ جو لڑکا لڑکی مذاق میں اپنا نکاح کریں گے وہ اُن کا پکا نکاح ہو جائے گا۔ توجہ جب لڑکا لڑکی مذاق میں نکاح کر رہے ہوتے ہیں کیا اُس وقت انہوں نے ولی سے اجازت لی ہوئی ہوتی ہے۔ نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔
ولی کی اجازت کے بغیر کا نکاح مکروہ نکاح ہو گا جیسے طلاق کا ہونا مکروہ عمل ہے۔ ہاں مگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے والے ولی (ماں باپ) کی نافرمانی کے گناہ گار ہو چکے ہوتے ہیں۔

طلاق

حرف آغاز☆

یہ بندہ جب بھی قرآن پاک پڑھتا تھا طلاق کے بارے میں آیات پر پہنچ کر بہت ہی کراہت ہوتی تھی۔ اور دل چاہتا تھا کہ یہ آیات نہ ہی پڑھوں تو اچھا ہے لیکن ان آیات کے پڑھے بغیر قرآن پاک پڑھا جاتا تو قرآن پاک کا پڑھنا نامکمل رہ جاتا اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بندہ طلاق کی آیات کو سرسری طور سے پڑھتا اور آگے گزر جاتا لیکن ذرائع ابلاغ اور عوام میں موجود غلط فہمیوں اور گمراہ کن معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے دل میں ایک تڑپ الحق تھی کہ اللہ رب العزت اس بندہ حقیر پر تقصیر کو مذکورہ مسئلے کے بارے میں ٹھوس جامع اور مستند علم عطا فرمائے کہ عوام اور خواص میں اس مسئلے کا بہتر شعور پیدا کیا جا سکے چنانچہ رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بندہ پر احسان کرتے ہوئے خصوصی علمی رحمت فرمائی چنانچہ بندہ کی بظاہر ادنیٰ مگر موضوع کے لحاظ سے اعلیٰ کاوش حاضر خدمت ہے۔

بلا وجہ طلاق کے بارے میں☆

دین اسلام میں ایک ایسی حد ہے کہ جس حد تک بلا وجہ طلاق دینا حلال ہے اور یہی حد ثابت کر رہی ہے کہ اس حد کے گزر جانے کے بعد طلاق دینا گناہ ہے اور گناہ حرام ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے بلا وجہ طلاق دینے کا وقت اور حد یہ ہے کہ نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ مس نہ کیا ہو ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر۲۳۶ "نہیں گناہ اوپر تمہارے یہ کہ طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ان کو"

اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ نکاح کے بعد طلاق کی نوبت پہنچے اس لیے ایک آسانی اور رکھدی کہ نکاح کے بعد بھی ہاتھ مس کرنے سے پہلے اپنی بیوی کی شکل وقد غور سے دیکھ لے اور باتیں وغیرہ کر کے اس کی آواز وانداز دیکھ لے اور سوچ لے کہ ساری زندگی اس عورت کے ساتھ گزارنی ہے اور نبھانی ہے اگر ہاتھ مس نہیں کیا اور سوچنے کے بعد طلاق دے دیتا ہے تو اس مرد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ نہیں

دلیل نمبر۱

یہی آیت ۲۳۶ اشارہ دے رہی ہے کہ ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دے گا تو گناہ ہو گا اور گناہ حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے

دلیل نمبر۲

ترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر۸۷ "مت حرام کرو پاکیزہ اس چیز کو کہ حلال کیا اللہ نے واسطے تمہارے اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو"

نکاح کے بعد عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور اس آیت میں واضح بتلایا جا رہا ہے کہ پاکیزہ حلال چیز کو حرام کرنا حد سے نکل جانا ہے یعنی گناہ ہے بلا وجہ طلاق ایسی بات ہے کہ وہ اس پاکیزہ عورت کو اس مرد پر حرام کر دے گی اور مرد گناہ گار ہو گا لہٰذا ثابت ہوا کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک اور جگہ بھی بیان فرمائی ہے۔ ترجمہ سورۃ التحریم آیت نمبر۱ "اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کیا اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے چاہتا ہے تو رضامندی بیویوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

دلیل نمبر۳

ترجمہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۲۱ "البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول اللہ کے پیروی اچھی واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتا ہے اللہ سے دن پچھلے کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت" اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حضور پاک حضرت محمد ﷺ کی زندگی کی پیروی کریں حضور پاکؐ نے ساری زندگی کبھی بھی طلاق نہ دی۔

دلیل نمبر۴

یہ کہ منکوحہ عورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اور بلا وجہ طلاق دے کر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ٹھکرانا گناہ اور حرام ہے۔

دلیل نمبر۵
سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے کاناپھوسی (کان میں بات کرنا کہ دوسرے نہ سن سکیں) منع فرمایا ہے کہ اس سے دوسرے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی دل شکنی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کسی بھی مسلمان کی ذرا سی دل شکنی برداشت نہیں کرتا تو پھر بلا وجہ طلاق جو بہت بڑی دل شکنی ہے اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہے لہٰذا بلا وجہ طلاق حرام ہے۔

دلیل نمبر۶
اللہ تعالیٰ کے مزاج کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر ظلم نہیں چاہتا اور نہ ہی ظلم کو پسند کرتا ہے بلکہ ظلم کرنے سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے ترجمہ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸۲ "یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے" ترجمہ سورۃ انفال آیت نمبر ۵۱ "یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے لہٰذا جو بھی بات یا عمل ظلم ہو گی اس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور بلا وجہ طلاق تو عورت پر سراسر ظلم ہے کہ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا لہٰذا بلا وجہ طلاق حرام ہے۔

دلیل نمبر۷
یہ کہ متاع جس میں پہلے سے طلاق طے ہے حرام ہے تو پھر بلا وجہ طلاق تو اس سے بھی بری چیز ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔

دلیل نمبر ۸
بائبل ملاکی ۲:۱۵، ۱۶ کے الفاظ "پس تم اپنے نفس سے خبردار رہو اور کوئی اپنی جوانی کی بیوی سے بے وفائی نہ کرے کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ میں طلاق سے بیزار ہوں اور اس سے بھی جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے رب الافواج فرماتا ہے اس لئے تم اپنے نفس سے خبردار رہو تاکہ بے وفائی نہ کرو" اس تحریر پر غور کریں کہ اس میں واضح اور صاف طور پر لکھ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ طلاق سے بیزار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو طلاق سے نفرت ہے اور بلا وجہ طلاق دینا اپنی بیوی سے بے وفائی کرنا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے۔

دلیل نمبر۹
انجیل مقدس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، (متی ۵:۳۲)
"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ (نکاح) کرتا ہے وہ زنا کرتا ہے"
انجیل مقدس کی اس تحریر پر توجہ دیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی مجبوری میں تو طلاق دینے کی اجازت دی ہے لیکن معمولی وجہ پر طلاق دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔
قرآن پاک میں یہ بندہ دو چیزیں (باتیں) ایسی پاتا ہے کہ جو انتہائی مجبوری میں تو حلال ہیں ورنہ حرام

(۱) سور کا گوشت (۲) طلاق

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بلا وجہ یا معمولی وجہ پر طلاق دینا گناہ اور حرام ہے اور ایسی طلاق طلاق باطل کہلائے گی۔

طلاق دینے سے پہلے کے مراحل کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں طلاق دینے کی نوبت سے پہلے بھی کچھ حدود بیان فرمائی ہیں تاکہ لوگ یکدم طلاق دینے ہی کے بارے میں نہ سوچنے لگ جائیں۔ قرآن پاک میں طلاق دینے سے پہلے کے مراحل اس بات کی طرف واضح اشارہ دے رہے ہیں کہ طلاق

سے پہلے خاوند اور بیوی کا ان مراحل سے گزرنا ضروری ہے اور ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی خاوند ان مراحل کے بغیر یکدم طلاق دے دے وہ طلاق باطل ہو سکتی ہے۔

ترجمہ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۴'۳۵ "مرد قائم رہنے والے ہیں یعنی حاکم ہیں اوپر عورتوں کے بسبب اس کے کہ بزرگی دی اللہ نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے اور بسبب اس کے کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے میں سے پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں نگہبانی کرنے والی بیچ غائب کے ساتھ محافظت اللہ کے اور جو عورتیں کہ تم ڈرتے ہو چڑھائی ان کی سے پس نصیحت کرو ان کو اور چھوڑ دو ان کو خوابگہ میں اور مارو ان کو پس اگر کہنا مانیں تمہارا پس مت ڈھونڈو اوپر ان کے راہ اور تحقیق اللہ ہے بڑا بلند اور اگر ڈرو تم خلاف سے درمیان ان دونوں کے پس مقرر کرو ایک منصف مرد کے لوگوں میں سے اور ایک منصف عورت کے لوگوں میں سے اگر ارادہ کریں یعنی دو منصف صلح کروانا توفیق دے گا اللہ درمیان ان دونوں کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا خبردار"

ان آیات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو خاص طور پر یہ بات سمجھا دی ہے کے مرد عورت پر حاکم ہے اور عورت اپنے خاوند کا احترام کرے کہ یہ حاکم بنانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہذا حاکم سمجھے اور اپنے خاوند کی خدمت عاجزی سے کرے پھر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو سمجھایا ہے کہ عورت تمہاری بیوی دین اسلام کی شریعت کے مطابق تمہاری عزت اور خدمت نہیں کرتی تو تم اس کو سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کا رتبہ بلند رکھا ہے لہذا تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانتے ہوئے میری فرمانبرداری کیا کرو اور پھر بھی وہ تم سے لڑائی (چڑھائی) کرتی ہے تو تم اس سے بول چال چھوڑ دو اور خواب گاہ میں اس کے پاس مت جاؤ لیکن اس بات کا بھی اس عورت پر اثر نہیں ہوتا تو پھر تم اسے مار سکتے ہو یہ مار جلد کی حد تک ہونی چاہیے نہ کہ ہڈی توڑ دو اگر مار کھانے کے بعد وہ کچھ ٹھیک ہو جاتی تو تم پھر بھی اسے طلاق دینے کا نہ سوچو پھر اللہ تعالیٰ معاشرے کے لوگوں کو مخاطب کرکے فرما رہا ہے کہ اگر تم لوگ کسی میاں بیوی میں ناچاکی دیکھو تو ان میں صلح کرانے کیلئے ایک منصف مرد اور ایک منصف عورت کے ذریعے صلح کرانے کی کوشش کرو ان دونوں میاں اور بیوی کی باتیں غور سے سنو اگر مرد قصوروار ہے تو مرد کو سمجھاؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عورت پر ظلم وغیرہ نہ کرے اور اگر عورت قصوروار ہے تو عورت کو سمجھایا جائے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے بڑا درجہ دے کر حاکم مقرر کیا ہے۔ تم پر فرض ہے کہ اپنے میاں کی فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور صلح ہو جائے گی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ طلاق تک نوبت پہنچے۔ توجہ یہ کہ اگر تم عورت کو گھر میں بسانا چاہتے ہو تو مار سکتے ہو اور اگر طلاق دینا چاہتے ہو تو مار نہیں سکتے کہ طلاق کہہ دینا خود بہت بڑی مار ہے۔

ترجمہ القرآن "اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو" آیت نمبر ۲۳۲

ترجمہ پڑھیں سورۃ البقرا کی آیت نمبر ۲۲۷ تا ۲۳۲

وہ اور اگر قصد کریں طلاق کا پس تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تک اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے بیچ رحموں انکے کے اگر ہیں ایمان لائی ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور خاوند ان کے بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے (واپس کرلینے) انکے کے بیچ اس کے اگر چاہیں صلح کرنا۔ اور واسطے ان کے ہے مانند اس کے جو اوپر ان کے ہے ساتھ اچھی طرح کہ اور واسطے مردوں کے اوپر ان کے درجہ ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا۔ ،،

یہ طلاق دو بار ہے۔پس بند رکھنا ہے ساتھ اچھی طرح کہ یا نکال دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے۔
اور نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ لے لو اس چیز سے کہ دیا تم نے ان کو مگر یہ کہ ڈریں دونوں یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو

پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے عورت ساتھ اس کے یہ حدیں اللہ کی
پس مت گزرو ان سے اور جو کوئی گزر جاوے حدوں اللہ کی سے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم

پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سے

لئے اس کے پس اگر طلاق دے اس کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے یہ کہ پھر آویں آپس میں اگر جانے یہ کہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی۔
اور یہ ہیں حدیں اللہ کی بیان کرتا ہے واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور

اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچیں وقت اپنے کو پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے
اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو تو کہ زیادتی کرو اور جو کوئی کرے گا پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو اور مت پکڑو آیتوں اللہ کی کو ٹھٹھا اور یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے اور جو کچھ اتارا ہے اوپر تمہارے کتاب سے اور حکمت سے نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچ جاویں عدت اپنی کو پس مت منع کرو ان کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے۔
یہ بات نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۲؎( )

طلاق کی اقسام

یہ کہ یہ بندہ دین اسلام میں طلاق کی چھ اقسام محسوس کرتا ہے۔

۱۔ طلاق باطل ۔۲۔ طلاق غیر موثر۔ ۳۔ طلاق موثر۔ ۴۔ طلاق بائن ۔ ۵۔ طلاق مغلظ ۔ ۶۔ طلاق مغلظ کبیرہ

طلاق کی اقسام کا تعارف

۱۔ طلاق باطل
یہ وہ طلاق ہے کہ جس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے
۲۔ طلاق غیر موثر
یہ وہ طلاق ہے کہ جو شروع شروع میں ایک یا دو بار دی جاتی ہے۔ یہ تنبیہ(وارننگ) کے طور پر طلاق کہلائے گی اس طلاق سے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات پر بھی کوئی اثر نہ پڑے گا کیونکہ طلاق موثر جب ہوتی ہے کہ تین بار ہو جائے۔ اس طلاق غیر موثر کے بار شمار ہو جائیں گے۔
۳۔ طلاق موثر
جب طلاق دو بار کی حد سے گزر کر تین بار کی حد میں پہنچ جائے تو وہ طلاق موثر بن جائے گی۔ اس طلاق موثر کے بعد میاں بیوی کا ازدواجی تعلق رکھنا ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میاں اپنی بیوی کو تین حیض تک اپنے گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ توجہ کریں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۱ کا ترجمہ "مت نکال دو گھروں ان کے سے اور نہ نکل جاویں" اور سورۃ البقرا کی آیت نمبر ۲۲۸ میں "اور طلاق والیاں انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تک" اس طلاق موثر میں اگر میاں تین حیض (تقریباً ۹۰ دن) میں اگر اپنی بیوی سے رجعت کرلے تو اس طلاق کی حیثیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے علماء نے اس طلاق کا نام طلاق رجعی رکھا ہوا ہے بمطابق سورۃ البقرا کی آیت نمبر ۲۲۸ "اور خاوند ان کے بہت حق دار ہیں ساتھ پھیر لینے (واپس کر لینے) ان کے کے" چاہے عورت کی خوشی نہ ہو۔
واقعہ
عبد یزید ابو رکانہ اور اس کی بیوی ام رکانہ کے معاملے میں جب کہ خاص طور پر یہ احساس بھی دلایا گیا کہ طلاق تین بار ہو چکی ہے۔ آپ جناب حضور اکرم حضرت محمد ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا۔
۴۔ طلاق بائن

یہ وہ طلاق ہے کہ جس میں میاں کا رجعت کا حق ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر وہی میاں بیوی دوبارہ اپنا گھر بسانا چاہیں تو آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ بمطابق سورۃ البقرا کی آیت نمبر ۲۳۲ "پس مت منع کرو ان کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے"۔

۵۔ طلاق مغلظہ

یہ وہ طلاق ہے کہ جس میں میاں بیوی آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے جب تک کہ بیوی کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے۔ بمطابق سورۃ البقرا آیت نمبر ۲۳۰ "پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے کسی اور خصم سے سوائے اس کے"۔

۶۔ طلاق مغلظہ کبیرہ

یہ وہ طلاق ہے کہ جس میں میاں بیوی آپس میں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ یہ کہ ان کے آپس میں نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

سارا جھگڑا اور الجھاؤ اس بات کا پڑا ہوا محسوس ہوا کہ ان طلاقوں کی حدود کیا ہیں اور کسی انسان نے جو طلاق دی ہے وہ طلاق کس قسم کے زمرے میں آتی ہے۔

طلاق کی قسموں کی حدوں کی تفصیل

جب کوئی میاں اپنی بیوی سے ناراض ہو تو وہ اسے ایک بار طلاق دے کیونکہ آیت نمبر۲۲۹ میں ارشاد فرمایا گیا یہ طلاق دو بار ہے یہ بار کا لفظ کہہ رہا ہے کہ بار درجہ بدرجہ استعمال ہو گا ایک بار دو بار تین بار۔

توجہ۔ مشترکہ لفظ کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ لفظ مختلف بار مختلف معنوں میں استعمال ہو گا مثلاً لفظ نور' نور کہا دن کی روشنی کو' نور کہا قرآن پاک کو' نور کہا دین اسلام کو عقل کو بھی نور کہتے ہیں دودھ کو بھی نور کہتے ہیں اور آنکھ کی بینائی کو بھی نور کہتے ہیں۔ تو پھر کیا طلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یہ طلاق دو بار کیا یہ دو بار صرف ایک بار استعمال ہو گا نہیں نہیں یہ دو بار فرمانے کا مطلب اصل میں یہ ہے کہ طلاق کی کوئی بھی قسم دو بار ایک حد میں رہے گی اور تیسری بار درجہ میں بڑھ جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے جیسے حروف مقطعات بھی اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہیں۔

طلاق باطل یہ وہ طلاق ہے جو بلاوجہ دی جائے اور دین اسلام کے طریقے سے ہٹ کر دی جائے۔ اس طلاق کی کوئی حیثیت بھی نہیں ہے۔ حیثیت ہے تو دین اسلام کے مطابق طلاق دینے کی حیثیت ہے دین اسلام کے طریقہ کے مطابق جب پہلی بار اور دوسری بار طلاق دی جائے گی تو وہ طلاق غیر موثر ہو گی۔ طلاق موثر جب ہو گی کہ تین بار ہو چکے۔ یہ ایک بار طلاق دینا تنبیہ (وارننگ) ہے کہ اگر بیوی (عورت) فرمانبرداری نہ کرے گی تو اور طلاقیں بھی دے دوں گا۔ کیونکہ ایک طلاق کی کوئی حیثیت نہیں اس لیے میاں بیوی اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھیں۔ اور بیوی کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنے میاں کی اچھی طرح فرماں برداری کرنی شروع کر دینی چاہیے۔ ایک طلاق ہو چکی لیکن اس کا زندگی پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ پھر کئی ماہ یا کئی سال کے بعد ناچاقی ہو جاتی ہے اور قصور عورت کا ہو تو میاں پھر طلاق دے سکتا ہے اور طلاق دے دیتا ہے یہ دوسری بار طلاق ہو گی۔ بیوی کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنے میاں کی خدمت اور فرمانبرداری خوب اچھے طریقے سے شروع کر دینی چاہیے کہ تیسری بار طلاق دینے کی نوبت نہ آئے دو بار طلاق دینے کی بھی کوئی حیثیت نہیں کہ طلاق موثر جب ہوتی ہے کہ تین بار ہو چکے۔ دو بار طلاق ہونے کے بعد بھی میاں بیوی ازدواجی تعلقات برقرار رکھیں اور پیار محبت سے رہیں کہ تیسری بار طلاق کی نوبت نہ پہنچے۔ اس حد تک یہ شروع کی دو بار طلاق دینا طلاق غیر موثر کہلائے گی پھر کئی ماہ یا کئی سال کے بعد ناچاقی ہو جاتی ہے اور قصور عورت کا ہو تو پھر میاں تیسری بار بھی طلاق دے دیتا ہے تین بار طلاق ہونے پر طلاق موثر ہو جاتی ہے۔ اس طلاق موثر میں میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتے کہ طلاق تین بار ہو کر موثر ہو چکی ہے۔ طلاق موثر ہونے کی صورت میں تین حدیں بنتی ہیں۔

۱۔ یہ کہ میاں بیوی آپس میں ازدواجی تعلقات برقرار نہیں رکھ سکتے۔

۲۔ یہ کہ میاں اپنی بیوی کو تین حیض تک اپنے گھر سے نہیں نکال سکتا۔ توجہ کریں (۶۵:۱) "مت نکال دو گھروں ان کے سے اور نہ نکل جاویں ...... نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کچھ بات" یعنی راضی نامہ یا رجعت کے حالات۔

۳۔ یہ کہ اس طلاق موثر میں میاں کو اختیار حاصل ہے کہ تین حیض کی مدت (تقریباً ۹۰ دن) اگر چاہے تو اپنی بیوی کی طرف رجوع کرتے ہوئے رجعت کا اعلان کر دے اور اپنی دی ہوئی تین طلاقوں کو ختم کر سکتا ہے۔ اور میاں بیوی پھر سے راضی خوشی اپنا گھر بساتے ہوئے ازدواجی تعلقات برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اور اس طلاق موثر کی حیثیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ ترجمہ آیت نمبر

۲۲۸ کا حصہ "اور خاوند ان کے بہت حق دار ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے کہ بیچ اس کے اگر چاہیں صلح کرنا" یہ پہلی دفعہ تین بار طلاق کی نوبت تک پہنچنا طلاق موثر یا طلاق رجعی کہلاتا ہے۔ اور اگر میاں تین حیض کی مدت کے اندر تک بیوی سے رجوع کر سکتا ہے اور بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے کیونکہ بیوی ابھی تک اس کے گھر میں موجود ہے یہاں تک حد ہے طلاق موثر یا طلاق رجعی کی۔

عدت کی مدت= عدت کی مدت تین حیض تک (تقریباً ۹۰ دن) ان عورتوں کی ہے کہ جن کے پیٹ میں اس خاوند کا بچہ نہ ہو اور جن عورتوں کے پیٹ میں اس خاوند کا بچہ ہو تو اس کی عدت کی مدت بچہ کے جنم لینے تک ہے یعنی اس کا خاوند بچے کے جنم لینے تک اس بات کا پابند ہے کہ اس عورت کو اپنے گھر میں رکھے اور بچہ کے جنم لینے تک رجوع کر سکتا ہے۔ بمطابق آیت نمبر (۶۵:۴)

حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں ایک واقعہ یوں ہے کہ طلاق موثر کے بعد تین حیض کی مدت کے بعد وہ عورت نہا رہی تھی کہ اس کے خاوند نے رجعت کا اعلان کر دیا لوگوں کے خیال میں رجعت کا وقت گزر چکا تھا معاملہ حضور پاک ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے رجعت قبول فرمائی اور وہ عورت اسی خاوند کے پاس رہی۔

اگر میاں تین حیض کی مدت میں رجعت نہ کرے تو تین حیض کی مدت گزر جانے کے بعد یہی طلاق موثر طلاق بائن بن جائے گی۔ اور بیوی (عورت) خاوند کا مکان چھوڑ دے گی اور عورت مرد سے بالکل آزاد ہو جائے گی۔ ایک تو طلاق کا طلاق بائن کی حد تک پہنچ جانا یہ ہے جو کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اور بھی کئی وجوہات ہیں جن کی بناء پر طلاق طلاق بائن بن جاتی ہے۔

دو مرتبہ طلاق موثر دینے کے بعد میاں بیوی سے رجعت کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر طلاق دے گا۔ تو وہ پہلی طلاق یعنی ساتویں بار طلاق دینا طلاق بائن ہو جائے گی اور عورت عدت کی مدت بھی اس جگہ گزارے۔ لیکن رجعت کا حق ختم ہو گیا۔

پہلے وقت میں عرب کے لوگ لاتعداد مرتبہ بھی طلاق دیتے اور رجوع کر لیتے تھے اور یوں کرتے تھے کہ عورت کو طلاق دے کر اس کو عدت میں بٹھلائے رکھتے تھے۔ اور جب عدت کی مدت پوری ہونے کو ہوتی تو رجعت کر لیتے اور پھر طلاق دے کر عدت کی مدت میں بٹھلائے رکھتے۔ اور یہ حرکت بار بار کرتے تاکہ عورت کو تنگ اور پریشان رکھیں۔ اور عورت کو ساری زندگی لٹکائے رکھتے۔ اور آزاد (بائن) نہ ہونے دیتے۔ کہ وہ عورت کہیں دوسری جگہ نکاح نہ کر لے۔ ذلیل و خوار کیئے رکھتے۔ لیکن دین اسلام جو کہ دین انسانیت ہے نے ایسی خبیث رسم کہ جس سے عورت پر ظلم ہوتا تھا۔ ختم کر دیا۔ اور دو بار تک رجوع کرنے کی اجازت دی کہ تیسری بار وہ خود بخود بائن ہو کر آزاد ہو جائے۔ اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے یا نکاح کر سکے۔

طلاق بائن کی حد پر پہنچ کر بیوی اپنے خاوند سے بالکل آزاد ہو جائیگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی قرآن پاک میں انسانوں کے لیے آسانی رکھی ہے۔ اگر وہی میاں بیوی پھر سے اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں تو بسا سکتے ہیں۔ لیکن ایسی حالت میں ان کو آپس میں دوبارہ نکاح کرانا پڑے گا۔

توجہ= ترجمہ سورۃ البقرا آیت نمبر ۲۳۲...... پس پہنچ جاویں مدت اپنی کو پس مت منع کرو ان کو یہ کہ نکاح کریں خاوندں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کہ یہ بات نصیحت کی جاتی ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (۲:۲۳۲)

ایسے نکاح کا ذکر تفسیر ابن کثیر میں بھی ملتا ہے۔ یہ کہ آیت آسمان سے اترنے کے بعد یہ آیت سن کر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سن کر اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حالانکہ عورت کا بھائی قسم کھا بیٹھا تھا کہ اس کے پہلے خاوند سے نکاح نہ ہونے دوں گا۔ اس کے علاوہ "(۱) عورت کے مطالبہ پر اس کے خاوند کا تین بار طلاق دینا۔ طلاق بائن ہو گی۔ (۲) عدالت میں خلع کا فیصلہ عورت کے حق میں دیا گیا ہو تو وہ بھی طلاق بائن ہو گی۔

(۳) اگر کسی مرد نے عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی تو وہ بھی طلاق بائن ہو گی۔

(۴) عورت نے زنا کیا ہو اور بات ثبوت کو پہنچ گئی ہو تو اس کے میاں کا ایک ہی وقت میں تین بار طلاق کہنا بھی طلاق بائن ہو گی۔

دو بار کی حد تک میاں بیوی طلاق بائن کی حد کو پہنچ کر آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔

یہاں تک حد ہے طلاق بائن کی۔

لیکن جب دو بار طلاق بائن دے کر تیسری بار طلاق دے گا تو وہ طلاق بائن نہ ہو گی بلکہ طلاق مغلظ بن جائیگی کہ جس میں میاں بیوی آپس میں نکاح بھی کرنا چاہیں تو نکاح نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ عورت کا دوسری جگہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ

جائے۔ ترجمہ پڑھیں سورۃ البقرا کی آیت نمبر ۲۳۰ کا
ترجمہ "پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے۔ اور خصم سے سوائے اس کے......(۲۳۰:۲)
(یاد رہے کہ دین اسلام میں عارضی طور کا اور میعاد مقرر کر کے نکاح کرنا گناہ ہے)
کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کے بعد اگر وہ دوسرا خاوند فوت ہو جائے یا ایسے حالات بن جائیں کے ان دونوں میں طلاق بائن ہو جائے تو وہ عورت اور اس کا پہلا خاوند آپس کی رضامندی سے اپنا گھر بسانا چاہیں تو آپس میں نکاح کر سکتے ہیں یہ بھی اللہ تعالٰی کی طرف آسانی کا راستہ ہے۔

اسی طرح دوبار طلاق مغلظ کے بعد بیوی طلاق مغلظ کی حد پوری کرتے ہوئے یعنی دوسرے خاوند سے نکاح اور پھر طلاق بائن کی حد میں پہنچ کر آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر اگر اس عورت کو طلاق دے گا تو پھر طلاق مغلظ کبیرہ بن جائیگی۔ اور وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

یاد رہے کہ اللہ تعالٰی ایک قسم کی طلاق کو دوبار تک ایک قسم میں رہنے دیتا ہے۔ لیکن جب تیسری بار ہو جائے تو وہ طلاق سخت ہونے میں اپنا درجہ بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالٰی کی طرف سے تو آسانی ہے۔ لیکن مرد جوں جوں درجے بڑھے گا اپنے لے مشکل پیدا کرتا چلا جائیگا۔

"طلاق دینے کا طریقہ بمعہ بحث کے"

اللہ تعالٰی نے اپنے کتاب قرآن مجید میں اتنی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ کسی بھی پہلو یا زاویے سے کوئی تشنگی باقی نہیں رہی سمجھنے کے لیے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ "سورۃ الطلاق" کی پہلی دو آیات کا ترجمہ

"اے نبی جس وقت طلاق دو تم عورتوں کو پس طلاق دو تم ان کو وقت عدت ان کی اور گنو تم عدت کو اور ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکال دو گھروں ان کے سے اور نہ نکل جاویں مگر یہ کہ کریں بے حیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی کہ نکل جاوے حدوں اللہ کی سے پس تحقیق ظلم کیا اس نے اوپر جان اپنی کے نہیں جانتا تو شاید کے اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کچھ بات"۔ "پس جس وقت کہ پہنچے وعدے اپنے کو پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے یا جدا کردو ان کو ساتھ اچھی طرح کے۔ اور گواہ کر لو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے یہ بات نصیحت دیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی کہ ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کریگا واسطے اسی کے راہ نکلنے کی مشکل سے"۔

سورۃ الطلاق کی ان پہلی دو آیات میں اللہ تعالٰی نے مختصر الفاظ میں اور بڑی تفصیل کے ساتھ طلاق دینے کا طریقہ بیان فرما دیا ہے۔ قرآن پاک کی ترتیب میں اللہ تعالٰی کا یہ انداز بیان بھی پایا گیا ہے کہ جو حکم پہلے لاگو ہوتا ہے۔ وہ بعد میں لکھ دیا گیا اور جو حکم بعد میں لاگو ہونا تھا وہ پہلے لکھ دیا گیا۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرا کی طلاق سے متعلق آیات پر غور کرو۔ آیت نمبر ۲۳۰ میں طلاق مغلظ کی حدود بیان فرمائیں۔ اور آیت نمبر ۲۳۲ میں طلاق بائن کی حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ پہلے طلاق بائن کی حدود کا ذکر ہوتا اور بعد میں طلاق مغلظ کا۔ جیسے مکی اور مدنی سورتوں کو ملا جلا کر لکھ دیا گیا حالانکہ شان نزول کے لحاظ سے مکی سورتیں پہلے آئیں۔ اسی طرح ایک انداز بیان یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کی ایک آیت کے جب تک مختلف ٹکڑے نہ کیے جائیں۔ قرآن پاک کی آیت کا صحیح مفہوم سمجھ نہ آئے گا۔ یہی مسلہ سورۃ الطلاق کی دوسری آیت میں موجود ہے۔

آیت نمبر ا کی شروع میں یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ طلاق کے شروع میں عدت کی مدت گزارنے کی حد ضرور آئے گی۔ یعنی طلاق موٴثر (رجعی) کا نمبر آئے گا۔ نہ کہ مغلظ وغیرہ کا پھر رجعت کے۔ عدت کی مدت کے آخری دنوں میں یا تو رجعت کرتے ہوئے رکھ لو یا رجعت نہ کرتے ہوئے عزت و آبرو سے رخصت کردو۔ اور طلاق کو طلاق بائن کی حد میں پہنچا دو۔ اور اس بیان کے بعد فرمایا گیا کہ "اور گواہ کر لو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے" اصل میں یہ الفاظ اس وقت کے لیے ہیں کہ جب طلاق دینے والا طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے۔

توجہ = بھلا جب طلاق میں رجعت ہو چکی ہو یا طلاق بائن کی حد کو پہنچ چکی ہو تو اس وقت عدل کرنے والے کیا خاک عدل کریں گے۔ اے اللہ کے نیک بندو عدل کرنے والے تو اس وقت عدل کریں گے جب طلاق دینے والا طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔

اے اللہ والو اگر تمہیں سمجھ آئے تو سورۃ الطلاق میں لفظ عدل کا ہونا اسی بات کی دلالت کر رہا ہے کہ طلاق کے لیے

عدالت لگے گی اور عدالت لگنے لگانے کا جواز یہ ہے کہ طلاق دینے والا کہیں بلا وجہ یا معمولی وجہ پر تو طلاق نہیں دینا چاہتا۔ پیچھے آپ یہ دلائل کے ساتھ پڑھ آئے ہیں کہ بلا وجہ طلاق حرام ہے۔ شاید طلاق دینے والا جذبات میں حرام طلاق نہ دینے لگے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے لیے عدالت لگانے کا حکم دیا۔ عدالت لگے گی تو عدل ہوگا۔ عدالت لگے گی تو گواہ عدالت میں گواہی دیں گے۔ کیا گواہوں کو دیواروں کے سامنے گواہی دینی ہوتی ہے۔ بس ان آیات میں عدل کا لفظ اور گواہ کا لفظ یہ واضح ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ طلاق کے لیے عدالت لگے گی۔ جب عدالت لگے گی تو اس میں قاضی (جج) بھی ضرور ہوگا۔

ان آیات میں ایک نہیں بلکہ دو ججوں کا ہونا صادر فرمایا گیا ہے۔ توجہ کریں سورۃ الطلاق کے اس حصہ پر "اور گواہ کر لو دو صاحب عدل کو آپس میں اور درست کرو گواہی واسطے خدا کے" ان آیات میں مخاطب طلاق دینے والے ہیں اور آیت کے درمیان میں (اور) آنے سے مخاطب بدل نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو ججوں کو "گواہ دو صاحب عدل" کہا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے اور کسی بھی معاملے کا ججوں سے بہتر گواہ اور کوئی نہیں ہوتا کہ وہ فریقین کے بیان اپنے سامنے اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ عام گواہ تو ایک طرف کا ہوتا ہے لیکن جج دونوں طرف کا گواہ ہوتا ہے کہ "درست کرو گواہی" یہ گواہ جو فرمایا طلاق دینے والے کو فرمایا گیا ہے کہ وہ جو الزامات بیوی پر لگا کر طلاق دینا چاہ رہا ہے اس میں وہ الزامات سچ سچ بیان کرے اور الزامات "گواہی" لگانے میں جھوٹ کو شامل نہ کرے تاکہ وہ عدل کرنے والے جھوٹ الزامات کی وجہ سے طلاق دینے کے حق میں غلط فیصلہ نہ کر دیں اس لیے طلاق دینے والے پر زور دیا جا رہا ہے کہ درست گواہی دے۔ عدالت اس چیز کا نام نہیں کہ وہ یک طرفہ بیان سنے اور فیصلہ کر دے۔ عدالت کا فرض ہے کہ دوسرے فریق "عورت" کو عدالت میں بلا کر صفائی کا موقع دے اور اگر چاہے تو وہ جج دوسرے لوگوں کی گواہی بھی سن سکتے ہیں۔

ان آیات کی تشریح سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ کسی بھی مسلمان سے طلاق دینے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ اور طلاق دینے کے لیے دو صاحب عدل کی عدالت کی ضرورت ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر طلاق نہیں ہوگی اور جس قسم یا درجے کی طلاق ہوگی وہ بیان کر دیں گے۔ غیر موثر یا بائن وغیرہ۔

انجیل مقدس متی ۳۲:۵ کے الفاظ

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرتا ہے۔ (نکاح کرتا ہے) وہ زنا کرتا ہے"۔

انجیل مقدس کے الفاظ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اے طلاق دینے والے کیا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جو طلاق تو دے رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی ہے یا نہیں۔ اگر وہ طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں تو پھر وہ طلاق یافتہ عورت دوسرا نکاح کرتی ہے تو وہ زنا ہوگا تو پھر اب طلاق دینے والے کو کیسے پتہ چلے گا کہ وہ حق پر ہے یا ناحق ہے۔ کسی بھی انسان کے دل میں یہ خلش باقی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر کرم کرتے ہوئے قرآن پاک میں مکمل تفصیل دی۔ کہ طلاق دینے کا بوجھ طلاق دینے والے کے سر سے اتار کر دو صاحب عدل عدالت کرنے والوں پر ڈال دیا۔ یہ کہ وہ فیصلہ کریں کہ طلاق دینے والا حق پر ہے یا نہیں۔ قرآن پاک میں طلاق دینے کے طریقے کا شان نزول کی اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بائبل میں طلاق دینے کا طریقہ واضح طور پر نہیں ملتا۔

طلاق میں دو ججوں کے بارے میں دلائل

(۱) ترجمہ سورۃ المائدہ ۹۵ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت مار ڈالو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو کوئی مار ڈالے تم میں سے اس کو جان بوجھ کر پس بدلہ ہے مانند اس کے جو مارا ہے جان کے جانوروں میں سے۔ حکم کریں دو صاحب عدالت۔ تم میں سے قربانی پہنچنے والی کعبہ کی یا کفارہ کھلانا مسکینوں کا یا برابر اس کے روزے تو کہ چکھے وبال کام اپنے کا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احرام کی حالت میں شکار کرنے والے کے لیے دو جج بٹھلائے کہ وہ اس آدمی کی حیثیت دیکھتے ہوئے خانہ کعبہ میں کتنے جانور ذبح کرے یا غریب ہے تو کتنے مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بالکل غریب ہے تو کتنے روزے رکھنے کی سزا دیں۔

توجہ = احرام میں شکار کے مسئلے پر جب دو صاحب عدل بٹھلائے جا سکتے ہیں تو طلاق کا معاملہ تو احرام میں شکار کے معاملے سے بہت حساس ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے معاملہ میں دو جج بٹھائے۔

(۲) عام معاملے میں اللہ تعالیٰ دو گواہ رکھنے بتلائے ہیں۔ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں لیکن جب عورتوں کا معاملہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے چار گواہ طلب کرنے کو کہا۔ یعنی گواہوں کی مقدار دوگنی کر دی۔ ترجمہ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۔

"پس گواہ مانگو اوپر ان کے چار گواہ" سورۃ النور= آیت نمبر۴۔
"پھر نہیں لاتے چار شاہد"
توجہ= جب عورتوں کے نازک معاملے میں اللہ تعالیٰ گواہوں کی مقدار کو دگنا کر دیا۔ تو یہ لازمی ہوا کہ جج کی تعداد بھی دگنی کر دی جائے اور کی۔ سورۃ الطلاق میں فرمایا۔
"دو صاحب عدل ہوں"
دو ججوں کے بارے میں حضرت محمدؐ کی زندگی کے واقعات میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ صحابہ اکرام سب سے پہلا جج حضور پاکؐ کو چن لیتے تھے۔ اور انہی کے فیصلے کے مطابق عمل کرتے تھے کہ پھر کسی دوسرے سے مشورہ اور عدل کرانے کی ضرورت بھی باقی نہ تھی۔

واقعہ نمبر۱

یہ کہ حضرت ابو ایوب انصاری حضور پاک کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے وجہ دریافت کی اور فرمایا کہ مجھے اس طلاق میں گناہ نظر آتا ہے لہٰذا ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلاق دینے سے بعض رہے۔
اس واقعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بلاوجہ طلاق دینا جائز ہوتا تو وہ حضور پاکؐ سے مشورہ کرنے کیوں آتے۔ اور گھر بیٹھے ہی طلاق دے دیتے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلا وجہ یا معمولی وجہ پر طلاق دینا گناہ اور حرام ہے۔

واقعہ نمبر۲

یہ کہ ایک صحابی حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ جو بچہ میری بیوی کے پیٹ میں ہے وہ میرا نہیں ہے۔ آپؐ نے اس کی بیوی کو بلایا (فریقین کو بلایا) پھر اس مرد حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت نمبر۶،۷ کے مطابق چار بار قسم کھا کر پانچویں بار بھی قسم کھائے۔ وہ شخص پانچوں قسمیں کھا گیا۔ پھر آپؐ عورت کی طرف متوجہ ہوئے کہ اس تیرے خاوند نے اگر جھوٹی قسمیں کھائی ہیں تو تو بھی سورۃ النور کی آیت نمبر۸،۹ کے مطابق قسم کھا سکتی ہے۔ اور اگر قسم نہیں کھاتی تو سنگسار ہونے کو تیار ہو۔ وہ عورت بھی سورۃ النور کے مطابق چار بار کے بعد پانچویں بار بھی قسم کھا گئی۔ پھر حضور پاکؐ نے حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیوں کہ تو قسمیں کھا چکا ہے کہ یہ بچہ تیرا نہیں اس لیے اب تجھے اجازت ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اور حضور پاکؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آج کے بعد اس عورت کے پیٹ میں بچے کو کوئی اس شخص حضرت ہلال کی نسبت نہ دے۔ یہ کہ یہ قسمیں کھا چکا ہے۔ کہ بچہ میرا نہیں۔ اور آج کے بعد کوئی بھی شخص اس بچہ کو حرام کا نہ کہے کیوں کہ یہ عورت بھی قرآن پاک کے مطابق قسمیں کھا چکی ہے۔ وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد زیاد بن امیہ کے نام سے پکارا گیا۔ اور بڑا ہو کر مصر کا والی بنا۔ ترجمہ (زیاد اپنی ماں کا)

واقعہ نمبر۳

جب منافقوں نے آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت اماں عائشہ بی بی پر تہمت لگا کر حضور پاکؐ کو مشورہ دیا کہ وہ عائشہ بی بی کو طلاق دے دیں تو آپؐ نے دو صاحب عدل کے فیصلے اور مشورے کے مطابق کئی معتبر آدمیوں سے مشورہ لیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ بی بی میں کوئی عیب نہیں پاتے۔ تو حضور پاک طلاق دینے سے بعض رہے اور طلاق نہ دی یہاں تک کہ جبرائیل امین حضرت عائشہ کی پاکیزگی کے بارے میں وحی لے آئے جو سورۃ النور میں ہے۔

اب آیئے سورۃ الطلاق کی پہلی آیت کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں۔ سورۃ الطلاق آیت نمبر۱۔ "اے نبی جس وقت تم طلاق دو عورتوں کو پس طلاق دو تم ان کو وقت عدت ان کی کے اور گنو تم عدت کو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے مت نکال دو گھروں ان کے سے اور نہ نکل جاویں مگر یہ کہ کریں بے حیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی نکل جاوے حدوں اللہ کی سے پس تحقیق ظلم کیا۔ اس نے اوپر جان اپنی کے۔ نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کوئی بات۔

آیت کے ان الفاظ پر غور کرو کہ عورت کے بارے میں فرمایا "مت نکال دو گھروں ان کے سے اور نہ نکل جاویں" عدت کی مدت میں وہ خاوند کے گھر اس عورت کا گھر کہا گیا کہ نہ ان کو گھر سے نکال اور نہ ہی وہ نکل جاویں عدت کی مدت میں عورت کو خاوند کے گھر رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص حکمت ہے۔

عدت کی مدت میں عورت کے بارے میں تو حکم ہو گیا کہ وہ خاوند کے گھر میں رہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خاوند عدت کی مدت میں گھر سے بھاگ جائے اور گھر میں داخل نہ ہو۔ نہیں نہیں جہاں عورت پر گھر میں رہنے کی پابندی لگائی ہے وہاں مرد پر بھی پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ اپنے گھر میں اسی طرح آئے جائے جس طرح پہلے آتا جاتا تھا۔

نوٹ= یہ کہ اس بندہ نے ایک تحریر عنوان قرآن پاک کا سمجھنا لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کی کسی بھی آیت کی تصویر کے دوسرے رخ اور مختلف زاویوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے اس لیے طلاق کے معاملے میں بھی دھیان رکھا جا رہا ہے۔

وہ میاں بیوی گھر میں پہلے کی طرح رہیں۔ اور بیوی اسی طرح گھر کے کام کاج کرے روٹی سالن پکا کر اپنے میاں کے سامنے رکھے اور زبان سے روٹی کھانے کو کہے اور پانی دے۔ مرد بھی اپنی زبان سے روٹی سالن مانگے۔ جیسے پہلے گھر میں آنکھیں ملتی تھیں اب بھی ملیں۔ لیکن طلاق موثر کی حد کے مطابق ہم بستری نہیں کر سکتے ایسے حالات رکھو گے تو اللہ تعالیٰ قرآن کے مطابق "شاید کہ اللہ پیدا کر دے پیچھے اس کے کوئی بات "۔ یعنی میاں بیوی کے دل میں محبت ڈال دے اور میاں بیوی کی طرف رجعت کا اعلان کر دے۔

یہاں ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ جب طلاق کے بعد گھر میں رہنے کی پابندی لگائی گئی ہے تو یہ بھی لازم ہو جاتا ہے کہ میاں بیوی طلاق سے پہلے بھی تقریباً تین ماہ اکٹھے رہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیوی کی غیر موجودگی میں کسی نے خاوند کو بیوی کی چغلیاں اور بہتان لگا کر خاوند کو طلاق دینے پر اکسایا ہو۔ وہ قریب رہیں گے تو بیوی اپنے بارے میں خاوند کے سامنے غلط فہمیاں دور کر سکے گی۔ دوسرے شہر میں ڈاک کے ذریعے طلاق بھیج دے تو وہ طلاق بالکل کہلائے گی اللہ کرے گا واسطے اس کے راہ نکلنے وہ یوں ہو گا کہ اللہ کے حکم سے وہ عورت خلع مانگ لے اور مرد کے کام آسان ہو جائے گا۔

نکاح کی مظبوطی

آیئے اقرآن سورۃ النسا کی آیت نمبر۲۱ کے ترجمہ پر غور کریں یہ حق مہر سے متعلق ہے۔

"اور کیونکر لو گے اس کو اور تحقیق ملے ہیں بعضے تمہارے بعض کی طرف اور لیا ہے انہوں نے تم سے قول گاڑھا"

عربی زبان میں سورۃ النسا...... آیت نمبر(۲۳۴) کے آخری الفاظ میثاق غلیظا کے طور پر آئے کہ جس کا ترجمہ "قول گاڑھا" اور معاہدہ مضبوط کیا گیا ہے۔ یہ حق مہر کا معاملہ نکاح کی شرائط میں کی ایک شق ہے اس لیے اصل میں نکاح کے معاہدہ کو میثاق غلیظا کہا گیا ہے۔

توجہ= اگر نکاح کے معاہدہ کو صرف "میثاق" کہہ دیا جاتا تو کہہ سکتے تھے کہ یہ عام معاہدہ ہے۔ اور کسی بھی وقت توڑا جا سکتا ہے یا صرف ایک بار طلاق کہنے سے ٹوٹ جائیگا یا توڑا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ میثاق غلیظا ہے۔ مضبوط معاہدہ کہ یہ بلا وجہ توڑا نہیں جا سکتا۔ اور ایک دو بار طلاق کہنے سے بھی اس معاہدہ مضبوط میثاق غلیظا پر اثر نہیں پڑتا۔ مگر ہاں تین طلاق کہنے سے اس پر اثر پڑ جاتا ہے۔ یہ میثاق غلیظا کے الفاظ ثابت کر رہے ہیں کہ نکاح کا معاہدہ بہت مظبوط معاہدہ ہے۔

انجیل مقدس رومیوں (۷:۲) کے الفاظ "چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے مطابق اپنے شوہر کی زندگی تک اس کے بند میں ہے۔ لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔

انجیل مقدس متی ۱۹:۳ تا ۱۲ کے الفاظ "اور فریسی اسے آزمانے کو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا۔ اس نے ابتداء ہی سے انہیں مرد عورت بنا کر کہا۔ کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہے اس لیے جسے خدا نے جوڑا ہے اسے آدمی جدا نہ کریں۔ انہوں نے اس سے کہا موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے اس نے ان سے کہا موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی۔ مگر ابتداء سے ایسا نہ تھا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی بیوی سے نکاح کرتا ہے وہ بھی زنا کرتا ہے۔ شاگردوں نے اس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے ساتھ ایسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا اچھا نہیں۔ اس نے ان سے کہا کہ سب اس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی جن کو یہ قدرت دی گئی ہے۔ کیوں کہ بعض خوجے ایسے ہیں جو ماں کے پیٹ سے ہی ایسے پیدا ہوتے ہیں اور بعض خوجے ایسے ہی ہیں۔ جن کو آدمیوں نے خوجہ بنایا جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے۔

آخری پر غور کریں کہ "جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرلے" یعنی نکاح وہ آدمی کرے جو عورت کے تمام حقوق پورے کرے اور ساری زندگی اس عورت کے ساتھ نباہ کرے۔ مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ

(۱) نکاح کا معاہدہ ایک مظبوط معاہدہ ہے۔

(۳) یہ کہ نکاح سے میاں بیوی کا ساری زندگی کا ساتھ بندھ جاتا ہے۔
(۴) یہ کہ نکاح کے وقت طلاق کا تصور بھی موجود نہیں ہوتا۔

"بلاوجہ جھوٹے الزامات کے ذریعے نکاح توڑنے کی سزا کا اندازہ"

توجہ = سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۵۴ کا ترجمہ اور کہا ہم نے ان کو مت تعدی کرو بیچ ہفتے کے اور لیا ہم نے ان سے قول گاڑھا۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو بھی قول گاڑھا یعنی معاہدہ مظبوط۔ عربی میں دونوں جگہ لفظ میثاق غلیظا آیا ہے

اللہ تعالیٰ نے یہود سے ایک میثاق غلیظا ان کا امتحان لینے کے لیے یوں کہا تھا کہ وہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کھیلیں۔ لیکن انہوں نے حیلوں بہانوں سے وہ میثاق غلیظا توڑ دیا۔ جس کی سزا کے طور پر انہیں بندر بنا دیا۔
توجہ کریں ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۶ تا ۶۵ ۔ اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم ان لوگوں کو حد سے نکل گئے تم ہی سے بیچ ہفتے کے پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ تم بندر ذلیل پس کیا ہم نے اس قصے کو بندش واسطے ان کے جو آگے ان کے تھے اور جو پیچھے ان کے تھے اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے

ان آیات کے لکھنے سے سمجھانا مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں سے مچھلی کا شکار ہفتے کے دن نہ کرنے کے بارے میں میثاق غلیظا لیا گیا تھا جو کہ ایک امتحان تھا۔ اس طرح قیامت تک کے لوگوں سے میثاق غلیظا کا امتحان نکاح کی صورت میں لیا جا رہا ہے۔ اور لیا جاتا رہے گا۔ یہود کو اس میثاق غلیظا توڑنے کے جرم میں بندر بنا دیا گیا حالانکہ وہ صرف مچھلی کے شکار کھیلنے کے بارے میں تھا۔ اس امتحان میں کسی کی دل شکنی نہ ہوئی تھی۔ اور یہ میثاق غلیظا کا امتحان ہے جس کے توڑنے سے انسان اور انسانیت کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اس میثاق غلیظا کو بلاوجہ توڑنے کے جرم میں تو اس عذاب سے بھی بڑے عذاب کا حق بنتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے

چند مسائل اور ان کے جواب

سوال ــــ میاں بیوی آپس میں ناراض ہوتے ہیں اور بیوی روٹھ کر اپنے میکے چلی جاتی ہے اور نہ ہی وہ بیوی خلع یا طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اس کا میاں اس کو طلاق دیتا ہے۔ اور سالوں گزر جاتے ہیں۔ کیا ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا؟
جواب ــــ ان میاں بیوی کا نکاح ایسی حالت میں ساری زندگی نہ ٹوٹے گا اور ان کی کیفیت قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق رہے گی۔ سورۃ النساء آیت نمبر(۱۳۰-۱۲۹)
"پس چھوڑ دو ان کو جیسی لٹکی ہوئی اور اگر صلح کر لو تم ڈرو پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا اور مہربان O اور اگر جدا ہو جاویں دونوں ۔ بے پرواہ کردے گا ۔ اللہ ہر ایک کو کشائش اپنی سے اور ہے اللہ کشائش اور حکمت والا O ان کی حالت لٹکی رہے گی یعنی وہ عورت اس مرد کے نکاح میں رہے گی ساری زندگی۔
سوال ــــ ایک میاں بیوی کا جوڑا نکاح میں آیا پھر میاں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر لاپتہ ہو جاتا ہے۔ اس کی وہ بیوی کئی سال انتظار کرتی ہے لیکن اس کے خاوند کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اسے دوسرے لوگ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ تیرا خاوند تو مر گیا ہو گا تو دوسرے آدمی سے نکاح کر لے وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی ہے۔ دوسرے خاوند سے نکاح کے کچھ عرصہ بعد پہلا خاوند بھی آ پہنچتا ہے۔ اب وہ کون سے خاوند کی بیوی بنے گی پہلے کی یا دوسرے کی؟
جواب ــــ وہ عورت دوسرے خاوند کی بیوی رہے گی اور اس کا پہلے خاوند سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ جواز اس کا یہ بنتا ہے کہ کوئی بھی عورت خاوند کے ظلم کی وجہ سے خاوند کی موجودگی میں خلع حاصل کر سکتی ہے اسے پہلے خاوند کی طرف سے ظلم ہوا۔ وہ لاپتہ ہو گیا دانستہ یا غیر دانستہ موجود خاوند سے تو خلع کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے لیکن لاپتہ سے مطالبہ خلع تصور ہو گا۔ اور خلع یک طرفہ کاروائی کے طور پر منظور ہو کر طلاق تصور ہو گی۔ اور اس طلاق (خلع) کے بعد وہ نکاح ہوا تو اس طریقہ سے پہلے خاوند کا اس بیوی پر حق نہ ہو گا۔ بلکہ وہ دوسرے خاوند کے نکاح میں رہے گی۔
سوال ــــ دودھ شریک بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے۔ ہوا یوں کہ ایک آدمی کا ایک عورت سے نکاح ہوا وہ خاوند اپنے بیوی کے ساتھ ایک خبیث حرکت کرنے لگا پھر اس کی بیوی کو بچہ پیدا ہونے کے بعد اس خاوند نے پھر وہی خبیث حرکت کی تو دودھ گلے سے ہوتا ہوا پیٹ میں چلا گیا کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا؟
یہ سوال سن کر میرے ہوش اڑ گئے اور مجھ سے اس سوال کا جواب نہ بن پڑا اور میں نے صاف اس وقت کہہ دیا کہ یہ بندہ اس

بارے میں کچھ نہیں کہ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایک دن کے بعد جواب ذہن میں آیا اور پھر اس کو جواب دیا اور قرآن پاک میں اس سوال کی تفصیل موجود ہے۔

جواب ـــــ یہ کہ قرآن پاک کی سورۃ المجادلہ کی پہلی چار آیات میں اس سوال کا جواب ہے۔ یہ خبیث حرکت ظہار کرنے میں آئے گی۔ ظہار کرنا یہ کہ اپنی بیوی کو اپنی ماں بنا لینا خواہ کسی بھی صورت میں عرب کے لوگ ظہار اس طرح کرتے تھے کہ وہ اپنی بیوی سے قسم کھا لیتے تھے کہ آج کے بعد تو میری ماں ہے اور پھر زندگی بھر وہ عورت نکاح میں بھی رہتی اور وہ مرد اس کے قریب بھی نہ جاتا۔ ایسی ہی قسم ایک صحابی نے کھائی تھی اس صحابی کی بیوی حضور پاکؐ کے پاس شکایت لے کر آئی کہ میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ اب میں کیا کروں جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی کی صورت میں سورۃ المجادلہ کی یہ آیات اتاریں۔

ترجمہ = تحقیق سنی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے بیچ خاوند اپنے کے اور شکایت کرتی تھی طرف اللہ کے اور اللہ سنتا تھا جواب سوال تمہارا۔ تحقیق اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے بیوی اپنی سے نہیں ہو جاتی ہیں وہ مائیں ان کی نہیں مائیں ان کی مگر جنھوں نے جنا ہے ان کو اور تحقیق وہ البتہ کہتے ہیں نامعقول بات اور جھوٹ اور تحقیق اللہ البتہ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے اور جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی ہی بیوی سے اور پھر پھر جاتے ہیں طرف اس چیز کی کے کہا تھا پس آزاد کرنا ہے ایک گردن کا (غلام کا) پہلے اس سے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ نصیحت دیئے جاتے ہو تم ساتھ اس کے اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے پس جو کوئی نہ پائے پس روزے ہیں دو مہینے کے بے در پے پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاویں پس جو کوئی نہ سکے پس کھانا کھلانا ہے ساٹھ فقیروں کو یہ اس واسطے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ کے اور اس کے رسولؐ اس کے اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور واسطے کافروں عذاب ہے درد دینے والا"

یہ جو آخر میں لکھا ہے کہ واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا یہاں کافر سے مراد انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حدود کی پرواہ نہ کرنے والا خواہ خود کو مسلمان کہلاتا ہو۔

نکاح کا فسخ کرانا (خلع) اور طلاق کا فسخ کرنا۔

ترجمہ سورۃ البقر آیت نمبر ۲۲۹ کا حصہ:۔ پس اگر تم ڈرو یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی تو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلہ دے عورت ساتھ اس کے یہ حدیں اللہ کی پس مت گزرو ان سے۔

اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ نہ قائم رکھیں حدیں اللہ کی کو۔ میاں بیوی کے لیے اللہ تعالیٰ کی حدیں یہ ہیں کہ ہنسی خوشی رہیں اور عورت مرد کی فرمانبردار رہے' لیکن اگر وہ اس طرح زندگی بسر نہیں کر رہے اور ان کے درمیان روزانہ لڑائی جھگڑا رہتا ہے اور عورت محسوس کرتی ہے کہ اس کا خاوند اس پر ظلم کر رہا ہے تو اس آیت میں عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ حق مہر میں سے کچھ واپس کرتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کر دے اس کو خلع کہتے ہیں کہ جس کی اجازت دین اسلام میں ہے۔ اس آیت کی تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں تو یوں ہے کہ اگر کوئی خاوند بلا وجہ طلاق دے کر اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیتا ہے تو بھی عورت عدالت کے ذریعے اس طلاق کو طلاق باطل قرار دلوا کر اپنے میاں کے ساتھ نکاح کی حیثیت سے ازدواجی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ اس بارے میں دو واقعے لکھے جاتے ہیں۔

واقعہ نمبر۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا خاوند اب جبکہ مرنے کے قریب ہے اس نے مجھے صرف اس لیے طلاق دے دی ہے کہ میں اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد میں سے حصہ نہ لے سکوں اور تمام جائیداد وراثت کے طور پر اس کے بیٹوں کے پاس رہے ورنہ میرا کوئی قصور نہیں جس کی وجہ سے مجھے طلاق دی جاتی میں نے اپنی تمام عمر اس کی خدمت بھی کی (شاید اس کے سوتیلے بیٹوں کی ماں ہوگی) میرے ساتھ انصاف کریں۔ حضرت عمر اس آدمی کے پاس گئے اور اسے واضح طور پر حکم فرمایا کہ تیری اس دی ہوئی طلاق کو میں صحیح تسلیم نہیں کرتا اور تیرے مرنے کے بعد تیری جائیداد میں سے اس عورت کا حصہ ضرور دلواؤں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اب تو چند دن میں فوت ہو جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ حاکم وقت نے اس طلاق کو باطل قرار دیتے ہوئے نکاح کو برقرار رکھا۔

واقعہ نمبر۲۔ توریت استثنا باب ۲۲: ۱۳ تا ۱۹ تک کے الفاظ۔

"اگر کوئی مرد کسی عورت کو بیاہے (نکاح کرے) اور اس کے پاس جائے اور بعد اس کے اس سے نفرت کرے اور شرمناک باتیں اس کے حق میں کہے اور اسے بدنام کرنے کے دعوے کرے کہ میں اس عورت سے بیاہ کیا اور جب میں اس کے پاس گیا تو میں نے اس میں کنوارے پن کے نشان نہ پائے تب اس لڑکی کا باپ اور اس کی ماں اس کے کنوارے پن کے نشانوں کو اس شہر کے پھاٹک پر بزرگوں کے پاس لے جائیں اور اس لڑکی کا باپ بزرگوں سے کہے میں نے اپنی بیٹی اس شخص کو بیاہ دی پر یہ اس سے نفرت رکھتا ہے۔ اور شرمناک باتیں اس کے حق میں کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تیری بیٹی میں کنوارے پن

کے نشان نہیں پائے۔ حالانکہ میری بیٹی کے کنوارے پن کے نشانات ہیں۔ پھر وہ اس چادر کو بزرگوں کے سامنے پھیلا دے تب اس شہر کے بزرگ اس شخص کو پکڑ کر اسے کوڑے لگائیں۔ اور اس سے چاندی کے سو مثقال جرمانہ لے کر اس لڑکی کے باپ کو دے دیں اس لیے کہ اس نے ایک اسرائیلی کنواری کو بدنام کیا۔ وہ اس کی بیوی بنی رہے وہ اس کو زندگی بھر طلاق نہ دینے پائے" مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ (۱) عورت کو اگر اس کا خاوند بلا وجہ تنگ کرے تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ (۲) اور یہ کہ عورت کو اس کو خاوند بلا وجہ طلاق دیتا ہے اور گھر سے نکال دے تو عدالت کے ذریعے طلاق فسخ کر کے نکاح بحال کرا سکتی ہے۔ (۳) یہ کہ بلاوجہ طلاق نہیں دی جا سکتی۔ اور معمولی وجہ پر بھی کہ معمولی وجہ طلاق سے پہلے کے مراحل میں دور کی جا سکتی ہے۔ (۴) یہ کہ اگر کوئی شخص بلا وجہ طلاق دے اور اس پر ساری زندگی طلاق نہ دینے کی پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

قرآن پاک میں بار بار توریت اور انجیل کا ذکر آیا ہے کہ ان میں نور وہدایت ہے۔ ترجمہ۔ القرآن سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۴۔ "تحقیق اتاری ہم نے توریت بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی" آیت نمبر ۴۵ اور دی ہم نے اس کو انجیل بیچ اس کے روشنی اور ہدایت ہے ترجمہ آیت نمبر ۴۸ اور چاہیے کہ حکم کریں اہل انجیل بیچ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے بیچ اس کے اور جو کوئی حکم نہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی چیز کے مطابق حکم کرو۔ توریت ' انجیل مقدس ' اور قرآن پاک یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی ہیں لہٰذا ہمیں ان تمام کتابوں سے استفادہ حاصل کرنا ہو گا۔

نوٹ۔ بائیل کے احکامات سے اس صورت میں استفادہ حاصل کیا جائے گا کہ بائیل کے احکامات قرآن مجید کے احکامات کے تابع ہوں اور دین اسلام میں کسی کی بھی ظلم وزیادتی کے خلاف عدالت کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے خواہ خاوند ہو خواہ بیوی۔

حلالہ کے بارے میں بحث

حلالہ۔ مفہوم یہ کہ طلاق مغلظ کے بعد عورت کا کسی دوسرے مرد سے دو تین دن کے لیے نکاح کرانا اور پھر طلاق دلوانا کہ یہ طلاق دلوانا پہلے طے کر لیا جاتا ہے۔

حلالہ حلال ہے یا حرام ہے

بعض علماء حلالہ کو حلال اور بعض علماء حلالہ کو حرام قرار دیتے ہیں آیئے اس بارے میں قرآن پاک سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ آیئے آیت نمبر ۲۳۰ کے یہ الفاظ۔۔ "یہاں تک کے نکاح کرے اور خصم سے" عربی میں بھی لفظ نکح۔ نکاح کر لے آیا ہے اب توجہ کریں کہ کیا نکاح بھی کبھی عارضی ہوا ہے۔ نکاح تو زندگی بھر ساتھ نبھانے کا نام ہے کہ ہم آپس میں جدا نہ ہوں گے۔

دیکھنے میں ایسا آیا ہے کہ بعض علماء متاع کو حرام کہتے ہیں لیکن اس نکاح کو متاع کی سی صورت میں حلال قرار دیتے ہیں۔ ایک ہی طرح کی بات کو ایک طرف حرام اور ایک طرف حلال قرار دیتے ہیں۔

نکاح زندگی بھر ساتھ نبھانے کا نام ہے لہٰذا حلالہ حرام ہے۔

سوال کس کے مرتد ہونے پر نکاح کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔
جواب= جیسا کہ پیچھے لکھا جا چکا ہے کہ نکاح ایک بہت مضبوط معاہدہ ہے اور اس پر اثر پڑتے پڑتے پڑتا ہے اسی طرح کسی کے مرتد ہونے پر بھی نکاح پر اثر پڑنا شروع ہو جائے گا سب سے پہلے قرآن پاک میں مرتد کے بارے میں آیت نمبر پر غور کرتے ہیں۔
ترجمہ " تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہیں اللہ یہ کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ دکھاوے ان کو راہ" (۴ ☆ ۱۳۷)
توجہ= کفر میں تھا ایمان لایا پھر آیت کے مطابق کافر ہوا پھر ایمان لایا پھر کافر ہوا کہ کافر دوبار ایمان لاکر تیسری بار کافر ہوا (مرتد) تو پھر کافر رہے گا تیسری بار کفر کرنے سے پہلے دوبار تک ایمان لانے کے بعد کافر (مرتد) ہونے کا گناہ معاف ہے۔
اصول یا کلیہ یہ بنا کہ مرتد دوبار تک کا گناہ معاف ہے لیکن تیسری بار مرتد ہونا پکا کافر بن جائے گا یہ آیت تو ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو پہلے پیدائشی کافر تھے لیکن جو پیدائشی مسمان ہے ان کا دوبارہ مرتد ہونے کا گناہ معاف کیا جاتا ہے لیکن تیسری بار نہیں۔
اب اگر کوئی شخص مرتد ہوتا ہے تو اس کا نکاح پر یہ اثر پڑے گا کہ طلاق موثر کی حد بن جائے گی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو ہاتھ نہ لگائیں لیکن ایک گھر میں رہیں۔ مرتد ہونے کے بعد اگر کوئی ایمان لے آتا ہے تو جب اللہ تعالی نے اس کا گناہ معاف کر دیا تو انسانوں کی طرف سے بھی اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور نکاح بحال ہو جائے گا کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا گیا " کہہ اے بندو میرے جنہوں ن ےزیادتی کی اوپر جانوں اپنی کی مت ناامید رہو رحمت اللہ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے گناہ سارے تحقیق رہی ہے بخشنے والا مہربان" (۳۹ ☆ ۵۳)
یہ نکاح بحال ہونا دوبار کی حد تک ہے تیسری بار مرتد ہونے سے ان میاں بیوی میں طلاق بائن ہو جائے گی۔
اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر کوئی میاں بیوی مرتد ہو جائے تو اس کا بیوی کتنے عرصے تک اپنے میاں کا واپس ایمان لانے کا انتظار کرے اس بارے میں پھر قرآن پاک کی طرف چلتے ہیں کہ نکاح کا اثر زیادہ سے زیادہ کتنے عرصے تک باقی رہتا ہے۔
طلاق کے بعد موت کی مدت اور عدت کی مدت بچہ جن لینے تک یعنی آٹھ نو ماہ اور اسے سے بھی زیادہ یہ کہ فرمایا گیا " وصیت کر جاویں واسطے بی بیوی اپنی کے فائدہ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا" (۲ ☆ ۲۴۰) یعنی مرنے والے کی وصیت کا اثر ایک سال تک ہر کسی کو برداشت کرنا پڑے گا۔ مثلاً" کسی عورت کو ایک سال نکاح والے کے مکان سے نکالا نہیں جا سکتا اور ایک سال تک اسی کو دوسری وصیتوں پر بھی عمل کیا جائے گا اس آیت سے ثابت ہوا کہ نکاح کا اثر ایک سال تک رہتا ہے لہذا مرتد ہونے والی کی بیوی تین ماہ (عدت کی مدت) مرتد کی مکان میں رہے پھر مرتد کا مکان چھوڑ دے اور ایک سال تک انتظار کرے کہ شاید وہ ایمان لے آئے اور اگر مرتد ایک سال تک بھی ایمان نہیں لاتا تو ایک سال کے بعد وہ طلاق بائن کی حد میں پہنچ جائیں گے۔
لیکن ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کے منہ سے لاعلمی اور کم عقلی کی وجہ سے ایسے الفاظ منہ سے نکل جائیں کہ وہ مرتد بنتا ہو اور جب اسے سمجھایا جائے کہ ایسے الفاظ سے تو مرتد ہو جائے گا وہ پشیمان ہوتا ہوا توبہ کرے تو وہ شخص مرتد ہونے کی گنتی میں شمار نہ ہوگا۔
توجہ فرمایا گیا " اور نہیں اوپر تمہارے گناہ بیچ اس چیز کے کہ خطا کرو تم ساتھ اس کے اور لیکن جو قصد کر کر کریں دل تمہارے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان" (۳۳ ☆ ۵)
توجہ= بھول چوک کا گناہ معاف اور دل سے جان بوجھ کر کیا ہوا گناہ ثابت۔ یہ آیت بھی انسانوں پر اللہ تعالی کی بہت بڑی رحمت ہے۔

حلال حرام

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے کے بارے میں تفصیل بیان فرمائی ہے۔ بمطابق سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۲ کا آخری حصہ "اور ہر چیز کا مفصل بیان کیا ہم نے اس کو مفصل بیان کرنا" سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۳۳ "اور نہیں لاتے کوئی مثل لاتے ہیں ہم تیرے پاس حق کو اور بہت اچھا کھول کر بیان کرتے ہیں" عربی زبان میں لفظ احسن تفسیر آئے مطلب یہ کہ اچھی تفسیر سے بیان کرنا۔

یہ کہ قرآن پاک میں حلال و حرام ہونے کے بارے میں جو کچھ تفصیل اور تفسیر ملتی ہے یہ بندہ لکھتا ہے۔ ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۳=

"سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ کہ پکارا جاوے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔ پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ زیادتی کرنے والا پس گناہ نہیں اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳

"حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ کہ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھونٹی اور لاٹھی ماری اور اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھا گیا ہو درندہ مگر جو ذبح کر لو تم ان میں سے اور جو ذبح کیا جاوے اوپر تھانوں کے اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے یہ فسق ہے"

ترجمہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۶=

"کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی گئی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار یا لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سور کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے یا فسق ہے کہ نام لیا گیا ہو واسطے غیر اللہ کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ بھٹکنے والا اور نہ زیادہ حاجت سے کھانے والا۔ پس تحقیق پروردگار تیرا بخشنے والا مہربان ہے"

ترجمہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۴ تا ۱۱۶

"پس کھاؤ اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو نعمت اللہ کی اگر ہو تم اس کو عبادت کرتے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلندی کی جاوے واسطے غیر خدا کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو حد سے نکل جانے والا اور نہ اور سے چھین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹ: یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پانے کے"

ان آیات میں سب سے پہلے ہم زندہ جانور (حیوانات) کے جن سے ہم گوشت حاصل کرتے ہیں کے بارے میں بحث کرتے ہیں یا تجزیہ کرتے ہیں ان آیات میں سور کے گوشت کے علاوہ تمام جانداروں کا گوشت حلال قرار دیا جا رہا ہے۔ تو ان آیات کی رو سے سور کے گوشت کے علاوہ تمام پالتو اور جنگلی جانور۔ چار ٹانگوں والے اور دو ٹانگوں والے یا رینگنے والے کہ جن میں گوشت ہو حلال ہیں۔ مثلاً گائے بھینس بکری وغیرہ کتا بلی ریچھ ہاتھی شیر وغیرہ اور تمام پرندے اور سانپ وغیرہ۔

لیکن مشاہدے اور دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ کچھ لوگ جو جنگلی جانور اور پرندوں کو حرام ہی قرار دینے لگتے ہیں جہالت کی وجہ سے لیکن کچھ لوگ ان جنگلی جانور اور کتے بلی کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بات مناسب ہے کہ اگر کسی کو کسی حلال جانور کے گوشت سے کراہت آتی ہو تو وہ اسے نہ کھائے۔ مثلاً چوہے گوہ وغیرہ۔

لیکن دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ لوگوں نے تمام ناخن دار جانور اور گوشت کھانے والے درندوں اور پرندوں وغیرہ کو مکروہ قرار دیا ہوا ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں ان جانوروں کا گوشت ایسا نہیں ہے کہ ان کے گوشت سے کراہت کی جائے اور کراہت کرنے والے تو اونٹ گھوڑے گدھے کے گوشت سے بھی کراہت کر رہے ہیں کہ جو پالتو جانور ہیں یہ کہ اس بندہ نے تحقیق کی کیا وجہ ہے کہ لوگ ناخن دار جانوروں اور درندوں اور گوشت کھانے والے پرندوں کو کیوں مکروہ یا حرام قرار دے بیٹے ہیں۔

تحقیق سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے سزا کے طور پر کچھ جاندار حرام قرار دے دیے تھے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری قرآن پاک میں اس بات کا ذکر سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۸ میں فرمایا گیا۔

"اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کے ہم نے وہ چیز کہ بیان کی ہم نے اوپر تیرے پہلے اس سے اور نہ ظلم کیا ہم نے ان کو لیکن تھے جانوں اپنوں کو ظلم کرتے"

اس آیت سے ایک بات اور کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جو جاندار توریت میں حرام قرار دیے گئے توریت کے نازل ہونے سے پہلے وہ جاندار حلال تھے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جن لوگوں پر جو حکم چاہا لاگو کر دیا اور یہ آیت قرآن پاک میں بار بار آئی کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآن پاک کے اس ترجمے پر خاص توجہ کریں قرآن پاک کے اس ترجمے کا مفہوم جو لوگ سمجھ جائیں گے وہ میری اس ساری تحریر کو سمجھ لیں گے۔ یہ ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان میں کہلوایا گیا تھا۔

"اور سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے میرے ہے توریت سے اور تو کہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور کہا مانو میرا" (۳ ☆ ۵۰)

توجہ آیت نمبر ۳ ☆ ۵۰ کے مطابق جب یہود کو یہ کہا گیا کہ تم پر جو جاندار تم پر حرام کیے گئے تھے میں وہ تم پر حلال قرار دیتا ہوں لیکن یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات قبول نہ کی اور کفر (انکار) کر دیا۔

اب یہیں یہ جاننے کے لیے کہ یہود پر اللہ تعالیٰ نے کیا چیزیں جاندار حرام کیے تھے وغیرہ جاننے کے لیے ہمیں توریت کا مطالعہ کرنا پڑے گا اور حضرت عیسیٰ کی زبانی کن الفاظ میں جاندار حلال کیے انجیل مقدس کا بھی مطالعہ کرنا پڑے گا تو آیئے پہلے توریت کا مطالعہ کرتے ہیں کہ یہود پر کیا کیا جاندار حرام کیے گئے تھے۔

توریت احبار باب ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے جانداروں کے حرام کرنے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا تھا کہ

"پھر خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا تم بنی اسرائیل سے کہو کہ زمین کے سب حیوانات میں سے جن جانوروں کو تم کھا سکتے ہو وہ یہ ہیں۔ جانوروں میں جن کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں اور وہ جگالی کرتے ہیں تم ان کو کھاؤ۔ مگر جو جگالی کرتے ہیں یا جن کے پاؤں الگ ہیں ان میں سے ان جانوروں کو نہ کھانا یعنی اونٹ کو کیونکہ وہ جگالی کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں ہیں (لہٰذا پاؤں کے لحاظ سے گھوڑے گدھے بھی حرام ہوئے) سو وہ تمہارے لیے ناپاک ہے۔ اور سافان کو کیونکہ وہ جگالی کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے۔ اور خرگوش کو کیونکہ وہ جگالی تو کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے اور سور کو کیونکہ اس کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے۔ تم ان کا گوشت نہ کھانا اور ان کی لاشوں کو نہ چھونا وہ تمہارے لیے ناپاک ہیں"

جو جانور پانی میں رہتے ہیں ان میں سے تم ان کو کھانا یعنی سمندروں اور دریاؤں وغیرہ کے جانوروں میں جن کے پر اور چھلکے ہوں تم انہیں کھاؤ۔ لیکن وہ سب جاندار جو پانی میں یعنی سمندروں اور دریاؤں وغیرہ میں چلتے پھرتے اور رہتے ہیں لیکن ان کے پر اور چھلکے نہیں ہوتے وہ تمہارے لیے مکروہ ہیں اور وہ تمہارے لیے مکروہ ہی رہیں تم ان کا گوشت نہ کھانا اور ان کی لاشوں سے کراہت کرنا۔ پانی کے جس کسی جاندار کے نہ پر ہوں اور نہ چھلکے وہ تمہارے لیے مکروہ ہے۔

پرندوں میں جو مکروہ ہونے کے سبب سے کبھی کھائے نہ جائیں اور جن سے تمہیں کراہت کرنا ہے سو یہ ہیں عقاب اور استخوان خوار اور نکڑ۔ اور چیل اور ہر قسم کے باز اور ہر قسم کے کوے اور شتر مرغ اور چغد اور کوکل اور ہر قسم کے شاہین اور بوم اور ہڑگیلا اور الو اور قاز اور حواصل اور گدھ اور لق لق اور سب قسم کے بگلے اور ہد ہد اور چمگادڑ۔

اور سب پردار رینگنے والے جاندار جتنے چار پاؤں کے بل چلتے ہیں وہ تمہارے لیے مکروہ ہیں مگر پردار رینگنے والے جانداروں میں سے جو چار پاؤں کے بل چلتے ہیں تم ان جانداروں کو کھا سکتے ہو جن کے زمین کے اوپر کودنے پھاندنے کو پاؤں کے اوپر ٹانگیں ہوتی ہیں۔ وہ جنہیں تم کھا سکتے ہو یہ ہیں ہر قسم کی ٹڈی اور ہر قسم کا سلعام اور ہر قسم کا جھینگر اور ہر قسم کا ٹڈا پر سب پردار رینگنے والے جاندار جن کے چار پاؤں ہیں وہ تمہارے لیے مکروہ ہیں" ۱ تا ۲۳ اور آگے ذکر ہے کہ فلاں جانوروں وغیرہ کے چھو جانے سے ناپاک ہونا وغیرہ۔

توریت کی اس تحریر سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہود پر کیا کیا چیزیں حرام کی گئیں تھیں۔ اب آیئے انجیل مقدس کی طرف اعمال ۱۵ ☆ ۲۹

"کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو تم سلامت رہو گے والسلام"

توریت کے احکام کے بعد انجیل مقدس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنی رحمانیت اور کرم و فضل کرتے ہوئے تمام زندہ

جانداروں کو حلال قرار دے دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جو چاہا سو حکم دے دیا کسی کو اللہ تعالیٰ کے احکام میں مداخلت یا انکار کرنے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں میں سے ہو۔ انجیل مقدس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری اور قرآن پاک کی رو سے جانداروں میں صرف سور کو حرام قرار دے دیا گیا اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی وہ معتبر کتاب ہے کہ جو ہو بہ ہو اللہ تعالیٰ کی وحی کے اصل الفاظ پر مشتمل ہے۔ لہٰذا تمام ایمان والے اللہ تعالیٰ کے قرآن پاک کے احکام کو تسلیم کرتے ہیں۔

اب توجہ کریں کیا یہود نے توریت کے احکام کے مطابق جاندروں کے کھانے کے بارے میں عمل کیا؟ جی ہاں خوب اچھے طریقے سے کیا۔ کیا نصاریٰ (عیسائیوں) نے انجیل مقدس کے احکام کے مطابق عمل کیا؟ جی ہاں خوب اچھے طریقے سے کیا کہ ہر جاندار کو ذبح کر کے کھا جاتے ہیں۔ کیا مسلمان قرآن پاک میں جانداروں کے بارے میں احکام کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ جناب عالی مشاہدے سے دیکھنے میں پاکستان میں یہ واضح طور پر سامنے آ رہی ہے کہ مسلمان جانداروں کو کھانے کے بارے میں قرآن پاک کے احکام کی بجائے توریت کے احکام پر عمل کر رہے ہیں۔ اور پانی کے جاندروں کے بارے میں بھی توریت کے مطابق عمل دیکھنے میں آتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوا کہ مسلمان قرآن پاک کے احکام کے مطابق جانوروں کے گوشت کھانے پر عمل کیوں نہیں کر رہے۔ جواب اس کا یہ سامنے آتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں یہودی بھی تھے اور ان یہودیوں میں منافق بھی تھے ان منافقوں نے قرآن پاک کی بجائے توریت کے احکام کو خوب اجاگر کیا اور وہ یہودی جو مسلمان ہوئے اور منافق بھی نہ تھے لیکن انہوں نے توریت میں جو جاندار حرام تھے مکروہ تصور کرتے ہوئے نہ کھایا کہ ان کے ماں باپ ان جانداروں کو نہ کھایا کرتے تھے انہوں نے دین اسلام قرآن پاک کے احکام کی پیروی کرنے کی بجائے اپنے ماں باپ کی پیروری کی۔ ان پڑھ دور تھا ان کو دیکھا دیکھی مسلمان بھی انہی کے احکام پر عمل کرنے لگے اور آج کے دور تک عمل کرتے آ رہے ہیں اور آج کے دور میں بھی اگر کہیں حلال حرام جانوروں کے بارے میں بات ہوتی ہے تو کئی لوگ وہی مسائل بتلانا شروع کر دیتے ہیں کہ جو توریت میں نازل ہوئے تھے کہ جگالی کرنے والا اور پاؤں چرے ہوئے وغیرہ۔

یہودیوں کی تبلیغ سے متاثر ہو کر کئی مسلمان ابن عباس کے پاس آتے اور مسئلہ پوچھتے کہ کون کون سے جاندار حلال ہیں اور کون کون سے حرام تو جواب میں آپ قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے جو کہ تحریر کے شروع میں لکھی گئی ہیں مطلب یہ کہ سوائے سور کے تمام جاندار حلال ہیں۔

سننے اور پڑھنے میں آتا ہے کہ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا۔ توجہ منع فرمایا حرام تو نہیں کہا اور یہ کہ کیوں منع فرمایا اس لیے کہ جس گدھے سے تم گدھے کی ساری زندگی آرام حاصل کر سکتے ہو وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتا ہے تمہیں سکون فراہم کرتا ہے۔ جنگ وغیرہ میں ۔ وہی ذبح کر کے کھالو گے تو دوسرے فائدے جو تم گدھے کی ساری زندگی حاصل کر سکتے تھے ان سے محروم ہو جاؤ گے۔ (مثلاً "سونے کا انڈہ دینے والی مرغی کو ذبح کر لینا) اگر گدھا کتا حرام ہوتا تو گدھے اور کتے سے کام کاج لینا بھی حرام ہو جاتا اور جبکہ کتے سے شکار کھیلنا حلال ہے۔

مثال کے طور پر لکڑی کی ایک بہترین کرسی بنی ہوئی ہے اور تم اسے توڑ کر چولہے میں آگ جلانا چاہتے ہو تو کوئی اگر یہ کہہ دے کہ تم کرسی کی لکڑی سے آگ مت جلاؤ اور لکڑیاں لے لو تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جب وہ کرسی ٹوٹ جائے تو تم اس کرسی کی لکڑی سے آگ نہ جلاؤ کہ یہ کرسی کی لکڑی ہے۔ ٹوٹنے کے بعد اس لکڑی کی آگ جلائی جا سکتی ہے۔

جو مسلمان لوگ یا علماء ظاہر طور پر توریت کے احکام کے مطابق حرام جانداروں کو مکروہ قرار دے کر کھانے سے منع فرماتے ہیں تو ان لوگوں کے بارے میں یہ بندہ کہتا ہے کہ وہ باطنی طور پر قرآن پاک کے احکام کے برخلاف توریت کے احکام کی پیروی کر رہے ہیں اور توریت کے احکام کے مطابق پیروی کرا رہے ہیں

اے اللہ کے بندوں توجہ کرو توریت کے احکام کی تحریر پر کہ اس میں فرمایا گیا جو کہ صرف بنی اسرائیل کے لیے فرمایا گیا تھا کہ وہ تمہارے لیے مکروہ ہیں وہ تمہارے لیے مکروہ ہیں" وغیرہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے قرآن پاک میں کسی بھی جاندار کو مکروہ قرار نہ دیا اور صرف سور کو حرام قرار دیا تو اے اللہ کے بندوں تم کیسے اللہ تعالیٰ کے پاک اور حلال جانداروں کو مکروہ قرار دے کر لوگوں کو کھانے سے منع کر سکتے ہو۔ ہاں اگر تمہیں اپنی ذات کے لیے کوئی جاندار مکروہ ہو تو نہ کھاؤ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کسی جاندار کو مکروہ قرار نہیں دیا۔ اور یہاں تک اجازت دی ہوئی ہے کہ انتہائی مجبوری میں تم سور کا گوشت۔ مردار۔ لہو (خون) اور غیر اللہ بہٖ کے نام کا کھانا بھی کھا سکتے ہو اور تمہیں اس وقت ان کھانوں سے مکروہیت

کی کوئی ضرورت نہیں۔

قرآن پاک میں مسلمانوں کے لیے حرام اور حلال کا ذکر ہے مکروہ کا ذکر نہیں۔ ترجمہ "اور جو لوگ کافر ہوئے پس گر پڑنا ہے واسطے ان کے اور بے راہ کیا عملوں ان کے کو یہ بسبب اس کے ہے کہ مکروہ رکھا تھا انہوں نے اس چیز کو کہ نازل کی ہے اللہ نے پس کھو دیے عمل ان کے" (۴۷ ☆ ۸'۹)

علماء کی رائے (اجتہاد) تو اس بارے میں حاصل کی جاتی ہے کہ جب کسی بارے میں قرآن اور حدیث میں کچھ نہ ملے۔ حلال و حرام کا مسئلہ تو ایسا مسئلہ ہے کہ قرآن پاک میں اس کی خوب تفصیل اور تفسیر آئی ہے تو پھر ہمیں قرآن پاک سے ہی رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

قرآن پاک میں زندہ جانداروں میں سور کے علاوہ اور تمام جانداروں کو حلال قرار دیا ہے خواہ وہ پالتو ہوں خواہ جنگلی۔ خواہ چار ٹانگوں والے ہوں خواہ دو ٹانگوں والے تمام گوشت والے

اب میں آپ کی توجہ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب بہشتی زیور کے حصہ اول کے عنوان کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے کے مسئلہ نمبر ۲۲ کے الفاظ "لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔

توجہ کریں مسئلہ نمبر ۲۲ ' کے الفاظ کی طرف یہ کہ سور کی کھال کے علاوہ تمام کھالیں پاک۔ سور کے علاوہ تمام جانور جاندار پاک ہیں تو اسی لیے ان کی کھال پاک قرار دی گئی۔

مسئلہ نمبر ۲۳ کے الفاظ "کتا بندر بلی شیر وغیرہ جنگلی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے ہی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو چاہے بے بنائی۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا بھی درست نہیں"

مسئلہ نمبر ۲۳ میں کتا بندر بلی شیر وغیرہ کو اللہ کا نام لے کر تکبیر پڑھ کر ذبح کرنے کی اجازت بھی دے دی گئی یہاں تک بندہ بہشتی زیور کی تحریر سے متفق ہے کہ بالکل قرآن پاک کے احکام کے مطابق ہے لیکن یہ جو آگے لکھ دیا گیا کہ "البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا" مولانا اشرف علی کی اس تحریر سے یہ بندہ اتفاق نہیں کرتا کیونکہ مولانا اشرف علی تھانوی نے قرآن پاک کی کسی آیت کی رو سے یہ بات نہیں کی اور اس بارے میں قرآن پاک کی کوئی آیت تحریر نہیں کی۔ بات بغیر علم (بغیر قرآنی آیت) کے کر دی گئی

مولانا اشرف علی تھانی کے مسئلہ نمبر ۲۳ کے فتوی کے مطابق کتا بندر بلی شیر وغیرہ اللہ کا نام لے کر تکبیر پڑھ کر ہمارے سامنے ذبح ہوئے پڑے ہیں ان جانوروں کے گوشت کے بارے میں ہم قرآن پاک سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں تو آیئے قرآن پاک کی سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۹ ' ۱۲۰ کا ترجمہ

پس کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام اللہ کا اوپر اس کے اگر ہو تم ساتھ نشانیوں کے ایمان لاتے اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام اللہ کا اوپر اس کے اور تحقیق مفصل بیان کیا گیا ہے واسطے تمہارے جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مگر جو ناچار ہو تم طرف اس کی اور تحقیق بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر علم کے تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے حد سے نکل جانے والوں کو" ان آیات میں ایسے جانداروں کو کھانے کا حکم دو بار دیا گیا۔

یہ کہ اس بندے نے قرآن پاک میں خوب غور و فکر کیا اور کہیں ایسا نہ پایا کہ جنگلی جانوروں کی کھال تکبیر پڑھ کر ذبح سے پاک اور گوشت ناپاک ہو جاتا ہے ہاں یہود پر جب توریت نازل کی تو ان پر ایک ایسا حکم نازل ہوا تھا کہ حلال جانداروں کی کچھ چربی ان پر حرام کر دی گئی تھی۔ کہ جس کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ فرمایا " اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کیا ہم نے ہر ناخن والا جانور اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی مگر جو اٹھا رہی ہوں پیٹھ کی یا انتڑیاں جو لپٹ رہا ہو ساتھ ہڈی کے یہ ہے بدلہ دیا ہم نے ان کو بسبب سرکشی ان کی کے اور تحقیق ہم سچے ہیں" (۱۴۶ ☆ ۷ ۱۴) لیکن مسلمانوں کے لیے قرآن پاک میں اس قسم کا کوئی حکم کہیں لاگو نہیں کیا گیا۔

کسی بھی پاک جاندار کے گوشت کو کوئی بھی مسلمان مکروہ سمجھتے ہوئے بے شک نہ کھائے لیکن ناپاک کہہ کر نہ کھائے گا تو سخت گناہ گار ہوگا۔ اور یہ کہ کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کہ جو حلال اور پاک جاندار کا گوشت کھانا چاہے اسے یہ کہہ کر کھانے سے منع نہیں کر سکتا کہ یہ مکروہ ہے تم مت کھاؤ اس کو مکروہ ہوگا تو وہ نہ کھائے گا یہ اللہ تعالی کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ اللہ تعالی نے سور کے علاوہ تمام جانداروں کا گوشت حلال اور پاک قرار دے دیا۔ (مکروہ یعنی طبعی کراہت ہونا)

اب آیئے قرآن پاک کی حلال حرام کی آیات کے ان الفاظ کی طرف کو فرمایا" پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل

جانے والا"

یہ کہ انتہائی مجبوری میں اللہ تعالیٰ نے سور کا گوشت مردار۔ لہو۔ غیر اللہ کے اور ساتھ اللہ کے کھانا کہ جو عام حالات میں حرام اور ناپاک قرار دیے ہیں کھانے کی اجازت دی ہے۔

انتہائی مجبوری میں اگر آپ کو آسانی سے سور کا گوشت مردار وغیرہ بھی ملتا ہو اور آسانی سے ہی آپ کو ایسے حلال اور پاک جاندار بھی ملتے ہوں کہ جن کے گوشت سے آپ کراہت کرتے ہوں مثلاً گوہ چوہا۔ بچھوا وغیرہ تو آپ سور کا گوشت یا مردار وغیرہ نہیں کھا سکتے آپ کو گوہ چوہا بچھوا وغیرہ کھانا پڑے گا کیونکہ یہ حلال ہیں اور سور کا گوشت وغیرہ حرام۔

حلال حرام کے بارے میں قرآن پاک میں اور بھی بہت سی آیات ہیں آئیے ان پر غور کرتے ہیں۔ ترجمہ سورۃ ال عمران آیت نمبر ۹۳'۹۴

" تمام کھانا تھا حلال واسطے بنی اسرائیل کے مگر جو حرام کیا یعقوب (اسرائیل) نے اوپر جان اپنی کے پہلے اس سے کہ اتاری جاوے توریت کہہ پس پڑھو اس کو اگر ہو تم سچے پس جو کوئی باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ پیچھے پس یہ لوگ وہی ہیں ظالم

ان آیات میں اللہ تعالیٰ خاص طور پر ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ جو حیرانی کا اظہار کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے سور کے گوشت کے تمام جانوروں کا گوشت حلال اور طیب قرار دے دیا حالانکہ توریت میں تو گوشت حلال کے بارے میں احکام اور طرح سے ہیں فرمایا کہ توریت سے پہلے تمام کھانا حلال تھا مگر جو حرام کیا تھا یعقوب نے واسطے جان اپنی کے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے اپنی مرضی سے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا تھا حالانکہ یہ اللہ کا حکم نہ تھا اور حضرت یعقوب سے پہلے حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کے لیے تمام کھانا حلال تھا تو اے ایمان والو قرآن پاک میں اگر سور کے گوشت کے علاوہ تمام جانداروں کا گوشت حلال قرار دے دیا گیا تو اس میں حیرانی کی کیا بات ہے دین اسلام کے جد امجد حضرت ابراہیم پر تو تمام کھانا حلال تھا

اس آیت میں کہا گیا کہ پس لاؤ تم توریت کو پس پڑھو ("(3:93) مطلب یہ کہ توریت کے پڑھے بغیر تمہیں یہ مسئلہ سمجھ نہیں آئے گا) حضرت نوح کے وقت کا حکم

" اور زمین کے کل جانداروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رعب ہوگا۔ یہ اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئی ہیں ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارا ہے کھانے کو ہوگا ہری سبزی کی طرح میں نے سب کچھ تم کو دے دیا مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اس کی جان ہے نہ کھانا" (۲ تا ۴) پیدائش باب ۹

اس سے پہلے توریت میں حضرت آدم علیہ السلام پر جانداروں کے گوشت کے بارے میں جو حکم اترا" اور خدا نے کہا کہ دیکھو میں تمام روئے زمین کی بیج دار سبزی اور ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو تم کو دیتا ہوں یہ تمہارے کھانے کو ہوں اور زمین کے کل جانوروں کے اور ہوا کے کل پرندوں کے اور ان سب کے لیے جو زمین پر رینگنے والے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے کل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہوں" پیدائش (۱ ☆ ۱۹ ☆ ۳۰)

ترجمہ " پس بسبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے حرام کی ہم نے اوپر ان کے پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئیں تھیں واسطے ان کے اور بسبب بند کرنے ان کے کے راہ خدا کے سے بہتوں کو" مفہوم صاف ظاہر ہے (۴ ☆ ۱۶۰)

ترجمہ سورے المائدہ آیت نمبر ۸۷'۸۸

" اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ اس چیز کو کہ حلال کیا اللہ نے واسطے تمہارے اور مت نکل جاؤ حد سے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو اور کھاؤ اس چیز سے کہ دیا تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے وہ جو تم ساتھ اس کے ایمان لانے والے ہو۔

ترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۰۳'۱۰۴'۱۰۵

" نہیں حرام مقرر کیے اللہ نے کان پھٹے اور نہ سانڈھ اور نہ اونٹنی ملنے والی اور نہ دس بچے جننے والا اونٹ اور لیکن وہ لوگ کہ کافر ہیں باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور بہت ان کے نہیں سمجھتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور طرف رسول کے کہتے ہیں کفایت ہے ہم کو جو کچھ کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے باپ ان کے نہ جانتے کچھ اور نہ راہ پاتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے ذمے پر لو جانوں اپنیوں کو (یعنی قائم رہو احکام الہی پر) نہ ضرر کرے گا تم کو جو کوئی گمراہ ہو جاوے جب راہ پاؤ تم طرف خدا کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس کے جو تھے تم کرتے"

مفہوم = کہ یہ کفار کی باتوں کی پرواہ مت کرو کہ جو وہ قرآنی احکام کے حلال کردہ جانداروں کو حرام کرنا چاہتے ہیں جھوٹ سے اور یہ کہ اپنے والدین باپ دادے وغیرہ کے نقش قدم پر بھی نہ چلو کہ ہمارے ماں باپ فلاں جاندار کھاتے تھے فلاں جاندار نہ کھاتے تھے جیسے یہود کے والدین اور آج کل کے دور میں اکثر مسلمانوں کے والدین۔ ان سب باتوں کو چھوڑ کر احکام الہیٰ کیطرف آجاؤ۔ یعنی قرآن پاک کے احکام پر خاص طور پر فرمایا کہ اپنے ذمے لو جانوں اپنیوں کو مطلب یہ کہ تم نہ تو کفار کی باتوں کی طرف دیکھو نہ اپنے والدین کی نقش قدم کی طرف بلکہ تم خود ذاتی طور پر قرآن پاک سے ہدایت حاصل کرو۔ اگر تم قرآن پاک سے ہدایت حاصل کرو گے تو تم کو پھر کسی گمراہ کا کوئی نظریہ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آخرت کی طرف اشارہ کر دیا کہ آخرت میں تمہیں تمام حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ آخرت میں کسی کا اس قسم کا عذر قبول نہ کیا جائے گا کہ میں فلاں فلاں علما کے فتوے مطابق عمل کرتا تھا اگر فلاں فلاں کے فتوے غلط قسم کے ہوئے تو فرمایا جائے گا تم نے قرآن پاک سے ہدایت حاصل کیوں نہ کی یہ فلاں فلاں کے فتوے پر چلنا ہی تو اپنی جان دوسرے کے ذمہ کرنا ہے۔

فرمایا جائے گا کہ کیا تم نے اپنے درویشوں اور علماء کو اپنا معبود تسلیم کر لیا تھا وغیرہ (۹ ☆ ۳۱) کا مفہوم

سوال کیا کوئی حلال چیز ناپاک اور حرام چیز پاک ہو سکتی ہے۔

جواب۔ ترجمہ " سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۵۷ میں حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ " حلال کرتا ہے واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے اوپر ان کے ناپاک چیزیں اور اتار رکھتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور طوق جو تھے اوپر ان کے پس جو لوگ کے ایمان لائے ساتھ اس کے اور قوت دی اس کو اور مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ساتھ اس کے یہ لوگ وہ ہیں فلاح پانے والے "

قرآن پاک اللہ کا کلام ایسی خوبی کا حامل ہے کہ اپنی آیات کی خود ہی تفصیل و تفسیر کرتا ہے اس آیت کی تفصیل و تفسیر کہ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا چیزیں حلال اور پاک قرار دیتے ہیں اور کیا چیزیں حرام اور ناپاک قرار دیتے ہیں ان کی تفصیل اور تفسیر گوشت وغیرہ کے بارے میں یہ ہے کہ جو تحریر قرآنی آیات کا ترجمہ اس بندہ نے شروع میں لکھ دیا ہے یعنی آیت نمبر (۲ ☆ ۱۷۳) (۵ ☆ ۳) (۶ ☆ ۱۳۶) (۱۶ ☆ ۱۱۴ تا ۱۱۶)

کچھ بوجھ اور طوق گوشت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ڈال دیا تھا کہ ان کے لیے بہت سے جانداروں کا گوشت حرام قرار دے دیا تھا اور کچھ بوجھ اور طوق کفار نے خود اپنے اوپر ڈال لیا تھا بمطابق آیت نمبر ۶ ☆ ۱۴۰ کہ کہا " جو کچھ بیچ پیٹوں ان جانوروں کے لیے خالص ہے واسطے مردوں ہمارے کے اور حرام ہے واسطے بیویوں ہمارے کے "

اور یہ کہ کفار نے اپنے لیے کان پھٹے دس بچے جننے والا اونٹ وغیرہ حرام مقرر کر رکھے تھے کہ جس کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ۔

ترجمہ (۵ ☆ ۱۰۳)

" نہیں حرام مقرر کیے اللہ نے کان پھٹے اور نہ سانڈھ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ دس بچے جننے والا اونٹ اور لیکن وہ لوگ کہ کافر ہیں باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ اور بہت ان کے نہیں سمجھتے " اس آیت نمبر (۷ ☆ ۱۵۷) سے یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ جو پاک ہے وہ حلال ہے اور ناپاک ہے وہ حرام ہے " اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعے تمام بوجھ اور طوق اتار دیئے

یہود اور اس کے پیروکاروں کی ایک پالیسی یہ بھی سامنے آتی ہے کہ اس آیت کے مطابق (۷ ☆ ۱۵۷) جو چیزیں حضور پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حلال پاک قرار دیں وہ حلال پاک ہیں اور جو حرام ناپاک قرار دیں وہ حرام ناپاک ہیں اور تفصیل میں وہی توریت کے احکام بتلانے لگتے کہ یہ چیزیں حلال پاک قرار دیں اور یہ چیزیں حرام ناپاک قرار دیں (نعوذ باللہ) اس طرح تو بوجھ اور طوق برقرار رکھنا ہو جاتا جبکہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ بوجھ اور طوق اتار دیا ہے

اللہ تعالیٰ پر سچے دل سے ایمان لانے والا کوئی بھی مسلمان یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ آپ جناب حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام میں تحریف (تبدیلی یا کمی بیشی) کریں یہ کام تو یہود نے کیا تھا اب بھی ان کی اور ان کے پیروکاروں کی کوشش ہے کہ لوگوں کو اصل سچ حقیقت نہ پہنچ جائے۔ کچھ لوگوں کا ان تحریروں آیت نمبر (۲ ☆ ۱۷۳) (۵ ☆ ۳) (۶ ☆ ۱۳۶) (۱۶ ☆ ۱۱۴ تا ۱۱۶) کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ آیات منسوخ ہو چکی ہیں اے اللہ کے بندو قرآن پاک کی یہ آیات ہی حلال حرام کے بارے میں قرآن پاک میں جڑ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سمجھوانے سمجھنے والو۔

تو جہ دلیل نمبر ۱۔ یہ کہ آیت نمبر ۵ ☆ ۳ کے مکمل ترجمہ کی طرف آؤ۔

" حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھونٹی اور لاٹھی ماری اور اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھا گیا ہو درندہ مگر جو ذبح کر لو تم ان میں سے اور جو ذبح کی جاوے اوپر تھانوں کے اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے یہ فسق ہے آج کے دن نا امید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر نعمت اپنی اور پسند کیا دین اسلام کو پس جو کوئی بے بس ہوا بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے "

اس آیت میں اللہ تعالی نے حلال حرام کے مسائل کے درمیان فرمایا کہ آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر نعمت اپنی۔ یہ الفاظ اور گواہی ثابت کر رہی ہے کہ قرآن پاک کی وحی کی آخری آیت یہ آیت ہے کہ جس میں حلال و حرام کے مسائل بتلا کر اللہ تعالی نے انسانوں پر اپنی نعمت پوری کر دی یعنی حلال و حرام کے مسائل بھی اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور قرآن پاک بھی۔

گواہی نمبر ا۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی اور اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نہیں اترا۔ اس حج سے لوٹ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا

گواہی نمبر ۲۔ حضرت ابن جریر وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد اکیاسی دن تک رسول اللہ وعلیہ وسلم حیات رہے۔

گواہی نمبر ۳۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے منبر پر اس پوری ایت کی تلاوت کی اور فرمایا جمعہ کے دن عرفہ کو یہ آیت اتری ہے۔

توجہ جو احکام نعمت قرآن پاک نازل ہونے میں سے آخر میں آیا ہو اس کو بھلا کس طرح منسوخ کہا جا سکتا ہے وہ تو خاص محکم احکام ٹھہریں گے لہذا ثابت ہوا کہ حلال ' حرام کا یہ آیت نمبر ۵ ☆ ۳ کے احکام خاص محکم احکام ہیں۔

دلیل نمبر ۲ چار بار مستند طریقے سے کی گئی بات زیادہ محکم ہوگی یا ایک بار شبہ والی آیت پھر بوجھ اور طوق بر قرار رکھنا چاہئے ہو۔

ان دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ آیات نمبر (۲ ☆ ۱۷۳) (۵ ☆ ۳) (۶ ☆ ۱۵۶) (۱۶ ☆ ۱۱۶ ۱۱۴) محکم آیات ہیں۔

توجہ آج کے دن حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے ان کے اور پاکدامنیں مسلمانوں میں سے اور پاکدامنیں ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے جب دو تم مہر ان کے نکاح میں لانے والے نہ بد کاری کرنے والے اور نہ پکڑنے والے چھپے آشنا....." (۵ ☆ ۵)

توجہ کریں اس آیت کے مفہوم کی طرف کہ فرمایا گیا کہ مسانوں کے لیے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے مطلب یہ کہ مسلمانوں کے لیے حضرت عیسی کی شریعت حلال جانداروں کے بارے میں موجود ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے لیکن قرآن پاک کی محکم آیات میں سور حرام قرار دے دیا گیا اس لیے سور کے علاوہ تمام جاندار حلال ہیں کیونکہ حضرت عیسی کی شریعت میں تمام جاندار حلال ہیں اور اہل کتاب کے لیے مسلمانوں کا کھانا حلال ہے کا مطلب یہ ہوا کہ اے یہود جو مسلمانوں کے لیے حلال کیا گیا وہ تمہارے لیے بھی حلال ہے تم کھاؤ۔ اسی طرح اہل کتاب کا آپس میں نکاح بھی جائز حلال قرار دے دیا گیا۔

دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ مسلمان نکاح کے معاملے میں تو جلد سے بھاگ کر اہل کتاب سے نکاح کر لیتے ہیں اور نکاح کرنے کا فتوی بھی دیتے ہیں اس آیت کے مطابق لیکن اسی آیت کے مطابق ان لوگوں کا کھانا (عیسائیوں) حرام یا مکروہ تصور کرتے ہوئے نہیں کھاتے عجیب بات ہے کہ اس آیت کے ادھے حصے پر عمل کرنے کو تیار رہیں اور آدھے سے کفر کرنے کو تیار ہیں۔

ترجمہ سورۃ یونس آیت نمبر ۵۹

" کہہ کیا دیکھا تم نے جو کچھ اتارا ہے اللہ نے واسطے تمہارے رزق سے پس کیا تم نے اس میں سے حرام اور حلال کہہ کیا خدا نے حکم دیا ہے واسطے تمہارے یا اوپر اللہ کے باندھ لیتے ہو"

ترجمہ سورۃ انعام آیت نمبر ۱۴۹ ' ۱۵۰

" البتہ کہیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ شریک کرتے ہم اور نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم

کچھ اس طرح جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے یہاں تک کہ چکھا انہوں نے عذاب ہمارا کہہ کیا ہے تمہارے پاس علم پس نکالو گے تم اس کو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں مگر اٹکل کرتے۔

ترجمہ سورۃ النحل آیت نمبر۱۱۶

"اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹ یہ حلال اور یہ حرام ہے تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹ نہیں فلاح پاتے کے"

سورۃ انعام آیت نمبر۱۴۲

"اور پیدا کیا جانوروں میں سے بوجھ اٹھانے والے اور زمین کے لگے ہوئے کھاؤ اس چیز سے کہ رزق دیا ہے تم کو اللہ نے اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کے تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر"

اس آیت میں اللہ تعالی نے بوجھ اٹھانے والے اونٹ گھوڑے گدھے اور زمین کو لگے ہوئے میں سانپ نیولا گوہ گلہری وغیرہ تمام کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

زندہ جانوروں میں سوائے سور کے گوشت کے علاوہ کسی بھی گوشت والے جاندار کو اللہ کا نام لے کر ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کی اجازت ہے۔

اب آیئے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ کے ان الفاظ کی طرف "اور گلا گھونٹی اور لاٹھی ماری اور اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھا گیا ہو درندہ مگر جو ذبح کر لو تو ان میں سے....."

ان الفاظ کی بجائے یوں بھی کہا جا سکتا تھا کہ مرنے سے پہلے جو تم ذبح کر لو نہیں ان الفاظ کا قرآن پاک میں شامل ہونا ثابت کر رہا ہے کہ اسی طرح الفاظ کہنے میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور وہ حکمت یہ نظر آئی کہ یہ الفاظ لہو اور مردار حرام کرنے کی تفصیل اور تفسیر کے طور پر فرمائے گئے ہیں گلا گھونٹنے سے خون اندر ہی پانی بن جاتا ہے اور لاٹھی مار مار کر جان نکال دینا وغیرہ کہ خون باہر نہ نکل سکے کفار اسی طرح سے جانور کو مار کر پھر گوشت بنا لیتے تھے

اسی طریقے سے بنائے ہوئے گوشت کو جھٹکے کا گوشت کہتے ہیں کہ جو مسلمان پر حرام ہے اور وہ مردار کے زمرے میں آئیں گے خواہ اوپر سے گر پڑے ہوں یا سینگ مارنے سے مر گئے ہوں آگے لکھا مگر جو ذبح کر لو مطلب یہ کہ ان جانوروں میں اگر زندگی کے آثار ہیں اور تم انہیں ذبح کر لو اور خون بہہ جائے تو وہ تمہارے لیے حلال ہے یہاں ایک اور نقطہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ خون حرام ہے جس جانوں کو لاٹھی ماری ہوئی ہو یا سینگ مارا ہو ہویا اوپر سے گر پڑا ہو تو جس جگہ لاٹھی ماری گئی ہو یا سینگ لگا ہو یا اوپر سے گرنے کی وجہ سے چوٹ لگی ہو اسی جگہ کے گوشت میں چوٹ کی وجہ سے خون جم جاتا ہے اور اس گوشت کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے اور ذبح کرنے سے بھی اس گوشت میں سے وہ خون باہر نہیں نکلتا کیونکہ اس گوشت میں خون موجود ہوتا ہے خون حرام ہے تو وہ گوشت بھی حرام ہوا مطلب یہ کہ نیلے رنگ کا گوشت جو چوٹ لگنے سے رنگ بدل لیتا ہے حرام ہے۔ اوپر سے گرنا یا ویسے کھڑے کھڑے گرنا ایک ہی بات ہے کہ جس گرنے سے چوٹ لگے اور کولا ٹوٹ جائے یا اتر جائے کہ جس سے پوری ران کے کا گوشت نیلا یا کالا ہو جائے اور جانور ذبح بھی کر لیا گیا تو اس ران کا گوشت حرام ہے باقی اچھا گوشت حلال ہے۔

اگر کسی جانور کو درندہ کھا گیا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ زندہ لگ جائے تو تم ذبح کر کے جسم کے جس حصے کو درندہ نے حملہ کر کے کھایا ہو وہاں سے تھوڑا تھوڑا گوشت اتار کر پھینک دو کہ وہ حرام ہے۔ مطلب یہ کہ ذبح کیے ہوئے جانور کے جسم کا خراب گوشت حرام ہے۔

اب آیئے الفاظ = بغیر اللہ بلو ترجمہ غیر اللہ کے ساتھ اس کے

مطلب یہ کہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے نام کی قربانی کا گوشت وغیرہ دوسرے اناج بھی یا یہ کہ اللہ تعالی اور کسی دوسرے کے ساتھ مشترکہ طور پر نام لیا گیا ہو۔

اللہ تعالی واحدہ لا شریک ہے اور یہ کہ اللہ تعالی اپنے ساتھ کسی کی بھی شرکت پسند نہیں کرتا۔

بغیر اللہ کی تشریح اللہ تعالی خالق ہے اور باقی تمام چیزیں اللہ تعالی کی تخلیق کردہ ہیں اس لیے اللہ سے مراد اللہ تعالی کی ذات ہے اور غیر اللہ سے مراد اللہ تعالی کی تخلیق ہے یعنی دنیاوی کائنات کی تمام چیزیں انسان فرشتے جن نباتات جمادات حیوانات ٹھوس مائع گیس وغیرہ یہ تمام چیزیں غیر اللہ میں شامل ہیں یعنی ماسوائے اللہ کے اللہ یہ کی تشریح اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کا نام لے کر قربان کرنا یا کھانا وغیرہ پکانا مثلاً "کوئی کہے کہ یہ قربانی یا کھانا اللہ اور فلاں بت کے لے نام پر دیا جا رہا ہے یا اللہ تعالی اور فلاں انسان کے نام پر مشترکہ طور پر دیا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ

بغیر اللہ بہٖ والی خوراک بھی اللہ تعالی نے حرام قرار دے دی جیسے سور کا گوشت مردار اور لہو اور یہ کہ تقوی والوں نے گویا کی قربانی کا جانور بھی حرام قرار دیا

حلال حرام کے بارے میں بھی مسلمانوں کی آزمائش لی جاتی ہے اللہ تعالی کے حلال کردہ جانداروں مثلاً" کتا بلی کا خاندان بندر ریچھوں ہاتھی زرافہ وغیرہ کے مسلمانوں کا اپنے اوپر حرام کرنا بھی گناہ ہوگا۔ بچپن میں سنا تھا کہ گھروں میں رہنے والی چڑیا آخرت میں اللہ تعالی سے شکایت کرے گی کہ اے اللہ تعالی تو نے مجھے مسلمانوں پر حلال کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے نہ کھایا اور اللہ بہٖ اللہ کے ساتھ والی خوراک جو کہ حرام ہے بعض لوگ کھا جاتے ہیں کہ وہ سمجھ نہیں سکتے کہ شیطان کی کوشش ہے کہ انسان ہوش میں نہ آئے۔ مشتری ہوشیار باش۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ مقسوم اور جس کے نام سے تم مانگتے ہو۔ (۳ ☆ ۱)

یعنی اللہ کے نام سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ فقیر اللہ کے نام پر خیرات مانگتے ہیں لیکن جب آزمائش ہوتی ہے تو کوئی بھی فقیر اللہ کے نام کی بجائے کسی انسان کے نام لے کر خیرات مانگتا ہے مثلاً" حضرت محمد کا نام لے کر یا امام حسین کا نام لے کر تو وہ اس فقیر نے بالکل غیر اللہ کے نام پر خیرات مانگی اور اگر یوں کہ خیرات مانگے کہ اللہ کے نام اور امام حسین کے نام پر خیرات دو تو یہ اس نے اللہ بہٖ کے ساتھ خیرات مانگی

یعنی خیرات دینے کا بلکہ گناہ ہوگا خیرات صرف اللہ کے نام پر دی جائے تو ثواب ہوگا اب آیئے آپ کھانے کی طرف ایسا کھانا کہ جو اللہ بہٖ کے طور پر پکایا گیا ہو یا جانور ذبح کیا گیا ہو وہ اس طرح ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت ظاہری طور پر اللہ کا نام لے لیا جاتا ہے لیکن باطنی طور پر کسی انسان کو اس ذبح یا کھانے کے ساتھ تعلق ٹھہرا دیا جاتا ہے کہ کوئی خاص جگہ یا تاریخ کسی انسان کے نام سے منسوب ہو۔ اور اسی جگہ یا تاریخ کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور خیرات کرنی ہے محفل لگانی ہے تو جناب والا مہینوں کے تمام دن اللہ تعالی کے ہیں کسی مہینے کسی تاریخ کو اور کسی مہینے کسی تاریخ کو ذبح خیرات یا محفل لگائی جا سکتی ہے۔

اور کسی بھی جگہ اللہ کے نام کی خیرات تقسیم کی جا سکتی ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مزاروں کی جگہ جو کہ کسی انسان کے نام سے منسوب ہے جا کر قربانی کرتے ہیں اور دیگیں پکاتے ہیں یہ خیرات اللہ بہٖ بن جاتی ہے یہ کھانا حرام ہے مزاروں پر ذبح کا نام ہٹا کٹا رکھا ہوا ہے کہ فلاں مزار پر ہٹا کٹا ہے کھانا کھانے والے حضرت آجائیں پہلے کفار بتوں کے تھانوں پر ذبح اور خیرات کا اناج وغیرہ پکا کر یا بغیر پکائے رکھتے تھے اب شیطان مسلمانوں سے یہ حرکت مزاروں پر مخصوص کرا کے کراتا ہے۔

خیرات کا اصل حق تو یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں میں غریب لوگوں کا پھر زیادہ فاصلے والے وغیرہ۔ لیکن دیکھنے میں آرہا ہے کہ اپنے شہر کو چھوڑ کر بھی دوسرے شہروں میں مزاروں پر خیرات تقسیم کرتے ہیں تاکہ مزار آباد رہیں حالانکہ مسجدیں آباد کرنے کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ۔

مشتری ہوشیار باش " اللہ کا ذکر مسجدوں میں کیا جائے کا حکم (۲ ☆ ۱۱۴) ورنہ رسوائی۔

توجہ " سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۲ " بلکہ جو شخص کہ سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اس کے ہے ثواب اس کا نزدیک پروردگار اس کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہونگے " صرف اللہ تعالی کی طرف رخ کرنے میں بھلائی ہے نہ غیر اللہ کسی انسان یا مزار وغیرہ۔ کیا قرآن پاک میں کہیں یہ کہا گیا ہے کہ کسی رسول یا نبی یا انسان غیر اللہ کی طرف اپنا منہ کر

مطلب کہ یہ تمہارا مخاطب اللہ تعالی کی ذات ہے تو صحیح ہے اور کوئی اکیلا یا ساتھ اللہ ہو تو یہ شرک ہوگا واحدانیت پر عمل یہ ہے کہ اللہ اکیلے کو مخاطب کرنا

مطلب یہ کہ تمہارا مخاطب اور تمہاری دلی محبت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے ہو۔

اور فرمایا کہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۰۰ " کہہ نہیں برابر ہوتا ناپاک اگرچہ خوش لگے تجھ کو بہتات ناپاک کی پس ڈرو اللہ سے اے صاحبو عقل کے تاکہ تم فلاح پاؤ "

مطلب یہ کہ بغیر اللہ بہٖ کا کھانا خواہ تمہارے سامنے کتنا ہی ڈھیر کیوں نہ لگا ہو یا دیگوں میں سے کورے پلاؤ وغیرہ کی کیسی ہی خوشبو کیوں نہ آرہی ہو وہ تمہارے لیے حرام ہے اور ایسی باتوں پر غور کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالی کی رحمانیت ملاحظہ فرمایئے کہ انتہائی مجبوری میں مسلمانوں کے لیے یہ تمام چیزیں بھی جو کہ عام حالات میں حرام تھیں حلال قرار دے دیں۔

آیات کے ان الفاظ سے ایک سبق یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ انتہائی مجبوری میں تمام حرام حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً" کسی ملک میں رشوت دینا مثلاً" بے قصور ہو اور رشوت نہ دے تو قصور ڈال کر زندگی اجیرن کر دی جائے گی تو رشوت دینا گناہ نہ ہو گا لیکن ایک حرام ایسا ہے کہ انتہائی مجبوری میں بھی حرام رہتا ہے وہ یہ کہ
"کتنا بھی مجبور کیوں نہ ہو چوری ڈاکے کی اجازت نہیں ہے۔

خون اور ہانڈی کا خون۔ خون صرف وہ حرام ہے کہ جو رگوں میں بہتا ہو اور ذبح کرنے سے اس کی گوشت سے الگ پچکی بن جائے اور وہ گوشت پر سے آسانی سے اتاری جا سکتی ہے اور خون کا رنگ جو گوشت پر لگا رہ جائے خاص طور پر گردن پر رہ جاتا ہے اور پانی میں دھونے سے بھی نہیں اترتا وہ حلال ہے۔ اس کے علاوہ گوشت کی بوٹی جس میں کہ صاف ظاہر ہے کہ پانی یا خون موجود ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے بوٹی نرم ہے اگر بوٹی میں پانی یا خون خشک دیا جائے تو وہ لکڑی کی طرح سخت ہو جاتی ہے یہ بوٹی میں خون یا پانی حلال اور پاک ہے اور اس کا تجربہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ گوشت کا باریک قیمہ کر کے اگر گوشت کو نچوڑا جائے تو سرخ یا پانی نکلتا ہے یہ پاک اور حلال ہے اسی طرح کلیجی میں کا خون بھی ہانڈی میں کا خون ہوتا ہے
الفاظ تفسیر ابن کثیر کے الفاظ آیت نمبر ۶ ☆ ۱۳۶ کی تفسیر میں

قاسم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگلی جانور کے گوشت اور ہنڈیا کے اندر کے خون میں کوئی حرج نہیں جانتی تھیں مطلب یہ کہ جیسے ہنڈیاں میں کا خون حلال اور پاک ہے اسی طرح تمام جنگلی جانوروں بھی حلال اور پاک ہیں۔
اور ابن عباس جو علم تفسیر کے سمندر ہیں زندہ جانوروں میں ماسوائے سور کے تمام جانوروں کا گوشت حلال پاک بتلاتے تھے۔ جب کوئی شخص ان سے حرام حلال کے بارے میں سوال کرنے آتا تو آپ سورۃ انعام کی یہی آیت نمبر ۱۳۶ پڑھ کر سنا دیتے۔

پانی میں رہنے والے جانداروں کے گوشت کے بارے میں سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۶ کا ترجمہ " حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار کرنا دریا کا اور کھانا اس کا...."
پانی میں رہنے والی ہر قسم کی مچھلی اور جاندار جن میں گوشت ہو حلال قرار پائے اللہ کا احسان ہوا لیکن اس آیت میں آگے یہ بات بھی فرما دی گئی کہ احرام کی حالت میں جنگل کا شکار ممنوع قرار دیا اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ ایک حد بنادی قادر مطلق مالک خالق ہے کہ جو چاہے حکم لاگو کر دے

سانپ کے بارے میں ترجمہ اور پیدا کیے جانوروں سے بوجھ اٹھانے والے اور زمین کو لگے ہوئے کھاؤ اس چیز سے رزق دیا تم کو اللہ نے" ۶ ☆ ۱۴۳
زمین سے لگے جانوروں میں سے سب سے پہلے سانپ آتا ہے اور اس کے بعد چھپکلی گوہ وغیرہ اس کے علاوہ سانپ کا ذکر قرآن پاک میں ایک اور جگہ اسی طرح آیا کہ فرمایا ترجمہ " اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ چلتا ہے اوپر پیٹ اپنے کے اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا ہے اوپر دو پاؤں اپنے کے اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا ہے اوپر چار پائیوں اپنے کے....." ۲۴ ☆ ۴۵ اس آیت میں کہا " چلتا ہے اوپر پیٹ اپنے کے " یہ سانپ کا ذکر ہے۔

سانپ کا گوشت کھانے کے لیے تقریباً" چار انچ سر کی طرف سے اور چار انچ پونچھ کی طرف سے کاٹ کر پھینک دیا جائے تو سانپ کا زہر سر اور پونچھ میں ہوتا ہے باقی دھڑ عام گوشت ہوتا ہے نیلے رنگ کا سانپ یا بیمار سانپ کے جس کے بدن میں زہر شامل ہو گیا ہو نہ کھایا جائے مشتری ہوشیار باش

یاد رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر حضرت ابراہیم اور بنی اسرائیل عمل کرتے رہے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت جانداروں کے گوشت کے بارے میں ایک جیسی ہے
ترجمہ " کہہ کیا دیکھا تم نے جو کچھ اتارا ہے اللہ نے واسطے تمہارے رزق سے کیا تم نے اس میں سے حرام اور حلال کہہ کیا خدا نے حکم دیا ہے واسطے تمہارے یا اوپر اللہ کے باندھ لیتے ہو" (۱۰ ☆ ۵۹)
"اور تحقیق مفصل بیان کیا گیا ہے واسطے تمہارے جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مگر جو ناچار ہو تم طرف اس کی اور تحقیق بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر علم کے تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے حد سے نکل جانے والوں کو" ۔۶ ☆ ۱۲۰)
مطلب یہ کہ حرام حلال کے بارے میں قرآن پاک میں مفصل طور پر تحریر لکھ دی گئی ہے تم سمجھو اے اللہ کے بندو"

بہشتی لوگوں کی دنیا میں ایک حالت کا ذکر

ترجمہ "کیا گمان کیا تم نے یہ کہ داخل ہو بہشت میں اور ابھی نہیں آئی تم کو حالت ان لوگوں کہ گزرے پہلے تم سے لگی ان کو فقری اور بیماری (شاہ عبدالقادر شاہ صاحب نے یہاں ترجمہ لکھا ہے سختی و تکلیف) اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہا پیغمبر نے اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے کب ہوگی مدد اللہ کی خبردار ہو تحقیق مدد اللہ کی نزدیک ہے" (۲: ۲۱۴)

اے اللہ والو اس آیت کا مفہوم سمجھ کر دماغ سن ہونے لگتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے (شاید بغیر حساب کے یا شاید حساب کے ساتھ) انسان کو ایک ایسے امتحان سے بھی گزرنا پڑتا ہے کہ جس کے بارے میں سوچ کر بھی پریشانی ہونے لگتی ہے غربت اور بیماری۔ سختی اور تکلیف کا امتحان اس امتحان کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امتحان چند دن کا نہیں ہوتا بلکہ سالوں پر محیط ہو سکتا ہے جب ایسے حالات گزرنے لگتے ہیں اللہ کی پناہ ذہنی پریشانی سے برا حال ہونے لگتا ہے ہاتھ پاؤں ہوتے ہوئے بھی آدمی کچھ نہیں کما سکتا قرض لے لے تو قرض اترنے کا نام نہیں لیتا آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگتے ہیں

اس آیت کی تشریح کے لیے سب سے پہلے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی زندگی کا مطالعہ کرو کہ مکہ سے نکال دیا گیا گھاٹی شعیب ابی طالب میں رہے پتے کھا کر گزارہ کیا چمڑے ابال ابال کر کھائے صحابہ کرام کو ماریں کھانا پڑیں مہاجر ہونا پڑا حضرت ایوب علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کرو کہ کیسی بیماری آئی کہ لوگوں نے شہر سے باہر ڈال دیا حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کے حالات زندگی دیکھو لیکن ان لوگوں نے صبر اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ خواہ کیسے بھی حالات ہوئے اللہ تعالیٰ ان تمام پر اپنی رحمتیں برکتیں نازل فرمائے۔

اس مصیبت اور پریشانی کے لیے قرآن پاک میں عربی زبان میں لفظ زلزلہ آیا ہے کہ جیسے زلزلے کی پریشانی کہ زمین ہل جاتی ہے یہ مصیبت اور پریشانی انسان کو ایسے ہلا کر رکھ دیتی ہے زلزلے کی پریشانی میں بھی انسان فوراً اللہ کو یاد کرتے ہوئے دعائیں مانگتا ہے اور اس پریشانی میں بھی انسان کو اللہ تعالیٰ سے لو لگ جاتی ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ تیری مدد کب پہنچے گی یہ پریشانی کے دن کب ختم ہونگے جب ایسے حالات ہو جائیں تو اے اللہ والوں تم زبان سے خود ہی یوں کہہ دیا کرو کہ

"خبردار اللہ کی مدد نزدیک ہے" اے اللہ والو ایسے حالات میں زندگی گزارنا جیسے گزرے مگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

ماں باپ

اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا بنائی ماں باپ کا مرتبہ بڑا رکھا اور جب کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو تختیاں دیں ان پر بھی سب سے پہلا حکم یہ تھا کہ ماں باپ پر احسان کرنا۔ اولاد کے لیے ماں باپ کے دل میں جو محبت ڈال دی ہے وہ لکھنے میں نہیں آسکتی کہ نوزائیدہ بچہ کہ جو ہل چل نہیں سکتا اللہ تعالیٰ خاص طور پر ماں کے دل میں ایسی ممتا ڈال دیتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے اپنی اولاد کی خدمت کرتی رہتی ہے اور بچہ ماں کے کپڑوں پر بستروں پر نئی پیشاب کرتا رہتا ہے لیکن اللہ اللہ ماں پھر بھی بچے کی خدمت کیے چلی جاتی ہے لیکن پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ ماں باپ بڑھاپے کی طرف قدم رکھنے لگتے ہیں اور اولاد جوان ہونے لگتی ہے ایسی حالت میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم دیا کہ وہ ماں باپ کے ساتھ احسان کریں خدمت کریں اور اچھی طرح رکھیں۔

دین اسلام میں زر خرید غلام کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ اس کے آقا بوڑھے ضعیف ہو جائیں پھر بھی وہ اپنے آقا کی خدمت کرتا رہے حالانکہ ان آقا کے فوت ہونے پر اس غلام کو اس کی جائیداد میں سے کچھ بھی وراثت ملنے کا حکم نہیں اگر آقا وصیت نہ کرے لیکن اولاد کہ جس کو ماں باپ کے مرنے کے بعد ماں باپ کی جائیداد میں سے حصہ ملتا ہے اس کو تو پھر اس غلام سے بھی دوگنا زیادہ خدمت کرنی چاہیے قرآن پاک میں بیٹے کو غلام کہہ کر پکارا گیا۔

اور اگر کوئی ماں باپ کا نافرمان ہو جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص اپنے ماں باپ سے آزاد ہو گیا مطلب یہ کہ نوکری سے نکل گیا ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بڑھاپے میں ماں باپ کی طبیعت چڑچڑی ہو جاتی ہے یہی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں اولاد ماں باپ کی خدمت کرتی ہے یا نہیں۔

ماں کے حوالے سے ایک واقعہ لکھتا ہوں کہ اس بندے نے ایک ماں کا ایک کہنا مانا اور یہ بندہ سمجھتا ہے کہ اس ماں کا کہنا ماننے کا اس بندہ کو ضرور ثواب ہوگا۔ بات یہ تھی کہ ایک ماں کی ایک لڑکی کو گردن میں گلٹی ہو گئی اس کے لیے اس لڑکی کو ہسپتال آپریشن کے لیے لے جانا تھا آپریشن سے ایک دن پہلے خون کی بوتل لگوانی تھی یہ بندہ بلا ضرورت یا معمولی وجہ پر عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتا لہٰذا اس لڑکی کو خود لے کر ہسپتال گیا اور خون کی بوتل لگوا دی اگلے دن کہ اپریشن ہونا تھا

لڑکی کی ماں نے کہا کہ میں بھی ہسپتال جاؤں گی میں نے کہا کہ جب میں ہسپتال میں موجود ہوں گا تو تمہاری وہاں کیا ضرورت ہے معمولی سا آپریشن ہے تو اس عورت نے کہا کہ میں ماں ہوں کل جب خون کی بوتل لگی تھی تو پیچھے سے میں گھر میں بہت پریشان رہی اور آج تو آپریشن ہونا ہے اس کے ان الفاظ کی وجہ سے اس نے کہا میں ماں ہوں میں اسے بھی ہسپتال ساتھ لے گیا۔ اب آپ سوچیں گے کہ میرا ان ماں بیٹی سے کیا تعلق اور رشتہ ہے تو جی ہاں وہ ماں کی لڑکی کہ جس کا آپریشن تا اس بندہ یعنی میری حقیقی بیٹی ہے۔

مطلب یہ کہ ماں یا باپ خواہ کسی کے بھی ہوں انسان کو ماں باپ کے ناتے بہرحال باپ کی عزت و احترام کرنا چاہیے۔ اور ماں کا احترام کرنے والے تو یہاں تک ماں کا احترام کرتے ہیں کہ جب دیکھتے ہیں کہ کسی کتیا یا بلی نے بچے دیئے ہوئے ہوتے ہیں تو اس کتیا اور بلی کے لیے خاص طور پر دودھ اور دوسری چیزیں کھانے کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت یہ ماں بنی ہوئی ہے

ایک کہاوت ضرب المثل کہ جس کا پس منظر اکثر لوگ نہ جانتے ہوں گے لکھتا ہوں۔

تھوڑی رہ گئی بہت گزر گئی

ایک بادشاہ تھا بوڑھا اس کا ایک بیٹا تھا جو جوانی عبور کرنے لگا تھا اور اس کی ایک بیٹی تھی بیٹے کو یہ دکھ تھا کہ اس کا باپ بوڑھا بادشاہ مرے تو اس کو بادشاہت ملے مگر بوڑھا بادشاہ مرنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا (مطلب یہ کہ وہ فوت نہ ہوا کہ اس کی زندگی بچی تھی) اور بیٹی اس لیے اپنے باپ سے ناراض تھی کہ اس کے باپ بوڑھے بادشاہ نے کہیں اس کی شادی نکاح نہ کیا کہ بادشاہ کی نگاہ میں کوئی اپنے مقابلے کا آدمی داماد جچتا نہ تھا بوڑھے بادشاہ کے دونوں بیٹا اور بیٹی بادشاہ سے تنگ تھے۔ ایک علاقہ فتح کرنے کے لیے کافی عرصہ سے فوجیں بھیجی ہوئیں تھیں کہ وہ علاقہ فتح ہونے میں نہیں آرہا تھا پھر ایسا ہوا کہ وہ علاقہ فتح ہو گیا اسی علاقہ کے فتح ہونے کی خوشی میں جشن منانے کا اعلان کیا گیا کہ فلاں تاریخ کو ساری رات جشن رہے گا اسی جشن کی رات کے لیے بیٹے نے پروگرام بنایا کہ جشن میں جب ساری رات لوگ اور بادشاہ تھک کر سو جائیں گے تو میں اپنے بوڑھے باپ بادشاہ کو قتل کر دوں گا اور صبح اپنی بادشاہت کا اعلان کر دوں گا اور اسی جشن کی رات کے موقع کے لیے بیٹی نے وزیر کے لڑکے کے ساتھ پروگرام بنایا کہ میں اپنے گھر کے تمام زیورات نولکھا ہار وغیرہ اٹھا لاؤں گی اور ہم یہاں سے کہیں دور بھاگ کر نکاح کر لیں گے آخر وہ جشن کی رات آئی اور جشن کے لیے ناچنے والی طوائف لائی گئی ناچ شروع ہوا۔ طوائف نے ناچنا شروع کر دیا ناچنے والی کو سب سے پہلے بادشاہ انعام دے تو پھر دوسرے بھی انعام دیں کہ جو اصول تھا۔ لیکن آدھی رات سے بھی زیادہ گزر گئی اور بادشاہ نے انعام ہی نہ دیا کہ بعد میں دوسرے دیں طوائف کا پاؤں تو انعام کے ساتھ ہی اٹھتا ہے ورنہ بور ہونے لگتی ہے جب رات گزرنے کو آئی اور انعام نہ ملا تو طوائف نے تھکاوٹ سے انگڑائی لی اور طوائف کے استاد سارنگی والے نے دیکھا کہ طوائف انعام نہ ملنے کی وجہ سے تھک گئی ہے تو اس نے سارنگی کی زبان میں سارنگی بجا کر طوائف کو کہا کہ تھوڑی رہ گئی ہے بہت گزر گئی مطلب یہ تھا کہ رات تھوڑی بقایا رہ گئی ہے اور بہت گزر چکی ہے ایسا نہ ہو کہ بادشاہ تمہاری تھکاوٹ کے جرم میں ہم سب کو قتل کر دے اور طبلے والے کے طبلے کی آواز میں طلبہ بجا کر طوائف کو سمجھایا کہ ہوش کر ہوش کر سارنگی اور طبلے کی آواز طوائف اور بادشاہ کے بیٹی بیٹا بھی سمجھتے تھے طوائف نے سارنگی کی آواز تھوڑی رہ گئی بہت گزر گئی اور طبلہ کی آواز ہوش کر ہوش کر سمجھتے ہوئے دوبارہ جوش و خروش سے ناچنا شروع کر دیا یہی بات بادشاہ کے بیٹے نے دیکھی اور اس کی آنکھیں کھلی کہ میرے باپ کی زندگی تھوڑی رہ گئی ہے اور بہت گزر چکی ہے لہٰذا مجھے بھی طوائف کی طرح ہمت سے کام لینا چاہیے اور اپنے باپ کا قتل نہ کرنا چاہیے۔ یہی بات بیٹی کے بھی سمجھ میں آئی کہ آج نہیں تو کل میرا باپ میری شادی کر دے گا مجھے غلط حرکت نہ کرنی چاہیے اس سمجھ آنے کی خوشی میں بادشاہ کے بیٹے نے بہت ہی قیمتی

جواہرات انعام کے طور پر طوائف کی طرف پھینک دیئے کہ جو انعام کے طور پر دینے کے بھی نہ تھے اور اسی طرح بادشاہ کی بیٹی نے اپنے گھر کے نولکھا ہار اور دیگر قیمتی جواہرات طوائف کی طرف انعام کے طور پر پھینک دے کہ بادشاہ جن کا گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ طوائف کو انعام کے طور پر دیے جا سکتے ہیں بوڑھا بادشاہ ہکا بکا رہ گیا اور جشن ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور بعد میں اپنے بیٹے اور بیٹی کو بلا کر پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا کہ گھر کی سب سے قیمتی چیزیں طوائف کو انعام میں دے دیں پھر بیٹے نے بھی تمام حقیقت بادشاہ کو بتلائی کہ طوائف کے استاد سارنگی نواز کے فقرے تھوڑی رہ گئی ہے بہت گزر گئی ہے پر طوائف نے عمل کر کے ہمیں سیکھا دیا کہ تمہارے باپ کی زندگی بھی تھوڑی رہ گئی ہے اور بہت گزر گئی ہے ورنہ جانے آج کیا ہوتا اسی طرح بیٹی نے حقیقت بیان کر دی اس کہاوت اور ضرب المثل سے مطلب یہ کہ ماں باپ اکثر بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں اور ان کی زندگی تھوڑی بقایا بچی ہوتی ہے لہٰذا اولاد کو چاہیے کہ نئے جذبے کے تحت ماں باپ کی خدمت کریں اب آیئے قرآن پاک کی چند آیات کی طرف کہ جن میں ماں باپ کے بارے میں احکام دیئے گئے ہیں

"کہہ جو کچھ خرچ کرو تم مال سے پس واسطے ماں باپ کے قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں کے" (۲: ۲۱۵) "اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور قرابت والے اور یتیموں سے اور فقیروں سے" (۲: ۸۳) مطلب یہ کہ احسان کرو تو سب سے پہلے ماں باپ سے شروع کرو اور خرچ کرو تو سب سے پہلے ماں باپ پر پھر خیرات والے اور پھر دوسرے مثلاً" جب تم اپنے گھر والوں کے لیے کپڑا خریدنے کے لیے خرچ کر رہے ہو تو سب سے پہلے اپنے ماں باپ کے لیے کپڑا خریدو پھر قرابت والے یعنی تمہاری اولاد کے لیے مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اولاد سے زیادہ حق تمہارے ماں باپ کا رکھا ہے۔

ترجمہ " ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اگر پہنچے نزدیک تیرے بڑھاپے کو ان ایک ان دونوں میں سے یا دونو پس مت کہو ان کو اف اور مت ڈانٹ ان کو اور کہہ ان دونو کے واسطے بات تعظیم کی اور بچھا واسطے ان دونوں کے بازو ذلت کا مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار میرے رحم کر ان دونوں کو جیسا کہ پالا ان دونوں نے مجھ کو چھوٹا" (۱۷: ۲۳، ۲۴) ان آیات میں الفاظ آئے کہ بچھا واسطے ان کے بازو ذلت کا اور ان دونوں کے لیے دعا کرنا وہ یوں کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں اور تمہیں ٹٹی پیشاب اپنے ہاتھوں سے کرانا پڑے تو کراؤ مطلب یہ کہ اپنے ماں باپ کی گندگی کے لیے خود بھنگی بن جاؤ یہ ہوا ذلت سے بازو بچھانا اور ساتھ ہی ان کی صحت کے لیے دعا کرنا اور یہ کہ جب بچہ گود میں ہوتا ہے تو بچے کے ماں باپ ہی بچے کی ٹٹی پیشاب اور کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتے تھے

ترجمہ " اور حکم بھیجا ہم نے انسان کو بیچ ماں باپ اس کے کے اٹھاتی ہے اس کو ماں اس کی سستی سے اوپر سستی کے اور دود چھڑوانا اسکا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر کر واسطے میرے ماں باپ اپنے کے طرف میری ہے پھر آنا اور اگر شدت کریں اوپر اس کے کہ شریک لا ساتھ میرے اس چیز کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے کچھ علم پس مت کہا مان ان دونو کا اور صحبت رکھ ان سے بیچ دنیا کے اچھی" (۳۱: ۱۴، ۱۵) مطلب یہ کہ ماں باپ کافر بھی ہو تو بھی ان کے ساتھ اچھی صحبت رکھو یہ ہے ماں باپ کے بارے میں دین اسلام میں حکم۔

سورۃ یوسف کی آیت نمبر ے اشارہ ملتا ہے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ سے اپنے لیے دعا منگوانی چاہیے اس بارے میں ایک مشاہدہ دیکھا کہ میرا بھتیجا عامر رفیق بچپن میں اس کا قد بہت چھوٹا رہ گیا اس کے ساتھ کے بچے لڑکیاں بہت بڑی ہو گئیں لیکن اس کا قد بڑا ہونے کا نام نہ لے پھر اس نے ایک کام شروع کیا کہ جب بھی میری والدہ نماز کے لیے بیٹھتی والدہ سے کہتا کہ دعا کرنا کہ میرا قد بڑا ہو جائے بس عامر رفیق کا تو یہ معمول بن گیا تھا کہ اپنی دادی سے اپنے قد کے بڑا ہونے کی دعا منگواتا۔ پھر ایسا ہوا کہ قد بڑھنا شروع ہوا اور اتنے کم عرصے میں اتنا قد بڑھا کہ حیرانگی کی حد تک کہ کسی کا اتنے کم عرصے میں اتنا قد بڑھتے نہ دیکھا تھا۔

اور یہ کہ ماں باپ کے لیے بھی قرآن پاک میں ایک حکم کا اشارہ ملتا ہے کہ وہ فوت ہونے سے پہلے اپنی اولاد سے ایمان سے متعلق گواہی لے لیں تاکہ قیامت کے دن ماں باپ اور اولاد کی گواہی ایک دوسرے کے لیے بخشش کا باعث بنے ترجمہ " سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۳ " کیا تم تھے حاضر جس وقت آئی یعقوب کی موت جس وقت کہا اس نے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کی عبادت کرو گے تم پیچھے میرے سے کہا انہوں نے عبادت کرینگے ہم معبود تیرے کو اور معبود

باپوں تیرے کو ابراہیم اسماعیل اسحاق کے کو معبود ایک کو اور واسطے اس کے مطیع ہیں"

نماز روزہ حج زکوۃ

سوال= دین اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ان عبادات کو ضروری کیوں رکھا۔ کیا اتنا ہی کافی نہ تھا انسان انسانیت کی بھلائی کے کام کرتا اور اس کو انعام میں جنت دے دی جاتی؟

جواب= اللہ تعالیٰ مالک و خالق ہے اور سارا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو چاہے حکم دے جو چاہے حکم نہ دے۔ جنت جو کہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کوئی بھی جنت میں جانے والا۔ جنت میں جا کر جنت میں رہنے کے معیار پر پورا رہے۔ اور موت کے بعد اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نماز روزہ حج زکوۃ کو فرض رکھ کر عبادات میں بھی شامل کر دیا اور ساتھ ہی آخرت اور جنت میں جانے کے معیار کی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔

نماز جنت میں جنتی انسانوں کے لیے صاف ستھری حوریں ہیں کیا کسی میلے کچیلے انسان کو حوریں دی جائیں یہ مناسب بات ہے بالکل نہیں۔ حوریں دینے کا حق تو ان لوگوں کا بنتا ہے کہ جو حوروں کی طرح خود بھی صاف ستھرے رہتے ہیں۔ انسانوں کو صاف ستھرا رکھنے کی تربیت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دے دیا کہ نماز کے لیے کپڑے پاک اور صاف ستھرے ضروری ہیں وضو کا حکم رکھ دیا کہ بار بار چہرے ہاتھ پاؤں دھوئے جائیں کہ انسان صاف ستھرا رہے۔

روزہ= جنت کے ماحول کے بارے میں لکھا جا رہا ہے کہ ترجمہ " نہیں سنیں گے بیچ اس کے بیہودہ (کلام) مگر سلام اور واسطے ان کے ہے رزق ان کا بیچ اس کے صبح شام" (۱۹ : ۶۲)

جنت میں کھانا صبح شام کھایا جائے گا ہر وقت کھانا کھانا بد تمیزی ہے لہذا ایسی بد تمیزی جنت میں برداشت نہ کی جائے گی اس لیے دنیا میں روزہ کا حکم رکھ کر انسان کے لیے دنیا میں جنت میں رہنے کے لیے تربیت دی جا رہی ہے کہ دنیا میں تم صبح شام دو وقت کھانا کھانے کی پریکٹس کر لو اور روزے بھی ایک ماہ کے جو شخص ایک ماہ تک صبح شام کھانا کھانے کا مظاہرہ کر سکتا ہے وہ ایک سال میں بھی صبح شام کھانے کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور جو ایک سال صبح شام کھانے کا مظاہرہ کر سکتا ہے وہ ساری زندگی بھی صبح شام کے کھانے کی برداشت کر سکتا ہے یعنی ہمیشہ' جنت میں ایسا ہو گا کہ جس کی تربیت کے لیے روزہ فرض رکھ دیا گیا تو جہ ترجمہ " اور جو لوگ کافر ہوئے فائدہ اٹھاتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسا کھاتے ہیں چار پائے اور آگ جگہ رہنے کی ہے واسطے ان کے" (۴۷ : ۱۲)

حج= قیامت کے بعد جب روز جزا ساری خلقت میدان حشر میں پیدا ہوگی تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے لوگ ایک ساتھ پیدا ہونگے انسان اس طرح ہونگے جیسے ٹڈی دل ہوتا ہے کچھا کھچ وہ نقشہ قرآن پاک میں یوں کھینچا گیا ہے کہ فرمایا " نیچے ہونگی نظریں ان کی نکلیں گے قبروں میں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں پریشان" (۵۴ : ۷)

حج کا موقع بھی ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں انسانوں کا ٹڈی دل والا سماں بن جاتا ہے اب جن لوگوں نے حج کیا ہوا ہو گا ان کا دل سکون میں ہو گا کہ ایسی بھیڑ تو ہم نے حج کے موقع پر بھی دیکھی تھی اور جن لوگوں نے حج کیا ہوا نہیں ہو گا اور پہلی بار ایسی بھیڑ دیکھیں گے وہ پریشان ہونگے اس آخرت کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حج فرض رکھ دیا ایک بار کہ آخرت میں حاجی لوگ پریشان نہ ہوں۔

زکوۃ = زکوۃ ایک ایسے جذبے کا نام ہے کہ جس میں اپنی چیز دوسرے کو دے دی جاتی ہے جو شخص اپنی چیز دوسرے کو دے دے وہ شخص دوسرے کی چیز چھین لے ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا جنت کے ماحول میں یہ بہت بری بات ہوگی کہ کوئی کسی دوسرے کی چیز چھین لیتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں انسانوں کی خیر خواہی اور آخرت میں تربیت کے لیے زکوۃ فرض رکھ دی کہ تم میں دوسرے کو دینے کا جذبہ ہو نہ کہ دوسروں کا مال چھین لینے کا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص نماز روزہ حج زکوۃ کے معیار پر پورا اترتا ہے وہی شخص جنت میں رہنے کے معیار پر پورا آتا ہے۔ لہذا جنت میں جانے کے لیے بھی انسان کو جنت کے معیار پر پورا آنا ضروری ہے۔

محافظ فرشتے

ترجمہ " اور وہی ہے غالب اوپر بندوں اپنوں کے اور بھیجتا ہے اوپر تمہارے نگہبان یہاں تک کہ جب آتی ہے ایک کو تم میں سے موت قبض کرتے ہیں اس کو بھیجے ہوئے ہمارے اور نہیں کمی کرتے" (۶ : ۶۱) " واسطے اس کے چوکیدار

ہیں ایک کے پیچھے ایک ایک آگے اس کے سے اور پیچھے اس کے سے محافظت کرتے ہیں اس کو حکم خدا تعالیٰ کے سے تحقیق اللہ نہیں بدلتا اس معاملت کو کہ ساتھ کسی قوم کے ہے یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ جو کچھ بیچ جی ان کے کے ہے" (۱۳ : ۱۱)

ان آیات کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ چار فرشتے ہیں دو کاتبین اور دو محافظین اور کچھ نے یہ کہا کہ رات کے الگ اور دن کے الگ تو یہ آٹھ ہوئے اور کچھ علماء نے ہر انسان کے ساتھ دس اور بیس کی تعداد بیان فرمائی ہے لیکن چار کا ثبوت قرآن پاک سے ثابت ہے۔

یہ محافظ فرشتوں کا یقین ہی تو تھا کہ صحابہ کرام جنگ اور جہاد میں بے فکر ہو کر حصہ لیا کرتے تھے کہ جب تک ہماری موت کا وقت نہیں آتا ہمیں کوئی قتل نہیں کر سکتا اور جنگلوں میں زمین پر سو جاتے تھے کہ کوئی سانپ وغیرہ نہیں کاٹ سکتا کیونکہ محافظ فرشتے ہمارے نگہبان موجود ہیں۔

حضرت علیؓ سے ایک شخص قبیلہ مراد کا کہنے لگا کہ قبیلہ مراد کے لوگ آپ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں آپ پہرہ چوکی مقرر کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے اس کے محافظ ہیں۔ بغیر تقدیر کے لکھے کسی برائی کو انسان تک پہنچنے نہیں دیتے اجل ایک مضبوط قلعہ اور عمدہ ڈھال ہے۔ اکثر ایسے حادثے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ جس میں بڑی عمر کے لوگ فوت ہو جاتے ہیں لیکن چھوٹے عمر کے یا گود کے بچوں کو خراش بھی نہیں۔ ان چھوٹے بچوں کی محافظت محافظ فرشتے کرتے ہیں۔

میرے والد ان پڑھ تھے اور نہ جانتے تھے کہ محافظ فرشتے کیا چیز ہوتے ہیں لیکن ایک دفعہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ مقدموں کے سلسلے میں اکثر لاہور ہائی کورٹ جانا پڑتا تھا۔ پریشانی رہتی تھی ایک دن یوں ہوا کہ والد صاحب پیدل ریلوے لائن عبور کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ جب ریلوے لائن کے بالکل قریب پہنچے کہ ریلوے لائن پر پاؤں رکھیں تو بتلاتے تھے کہ جیسے مجھے کسی نے قمیض پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچ لیا ہو ایک جھٹکا سا لگا اور اس جھٹکا لگنے کے ساتھ ہی پلک جھپکنے کے وقفہ سے ریلوے کا ایک اکیلا انجن میرے سامنے سے گزر گیا بتلاتے تھے کہ اگر مجھے وہ پیچھے سے کھینچنے کا جھٹکا نہ لگتا تو میں انجن کے نیچے کچلا جاتا۔ اس وقت میرے قریب کوئی دوسرا آدمی بھی نہ تھا والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ وہ مجھے پیچھے سے کسی فرشتے نے کھینچا تھا اور کہتے تھے کہ وہ وقت یاد کرتا ہوں تو اب بھی پسینے چھوٹنے لگتے ہیں حالانکہ ہمیشہ دائیں بائیں دیکھ کر ریلوے لائن عبور کرتا تھا بس اس وقت والد صاحب کی زندگی بچایا تھا۔ اور بتلایا کرتے تھے کہ اگر میں اس دن فوت ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ جان بوجھ کر مقدموں کی پریشانی سے خود کشی کی ہے۔

آیت نمبر (۱۳ : ۱۱) میں یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی باغی ہو جائے تو پھر یہ محافظ فرشتے ان کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں یا اچھے طریقے سے نہیں دیتے ہر مسلمان کو ہر وقت یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس کے ساتھ چار فرشتے موجود ہیں" محافظ اور کاتبین لہٰذا کم از کم بڑے گناہوں سے بچ کر رہنا چاہیے۔

دین انسانیت

دین اسلام دین انسانیت ہے اس بات کا پتہ اس وقت چلتا ہے کہ جب کوئی گہری نظر سے دین اسلام کا مطالعہ کرے دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے کہ تمام مسائل کا حل دین اسلام میں موجود ہے اور یہ کہ دین اسلام میں انسانیت کی بھلائی کے لیے لچک بھی ہے۔ آئیے کچھ قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

القرآن ترجمہ " پس اگر نہ جانو تم باپوں ان کے کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور چیلے تمہارے ہیں اور نہیں اوپر تمہارے گناہ بیچ اس چیز کے کہ خطا کرو تم ساتھ اس کے اور لیکن جو قصد کر کر کریں دل تمہارے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان" (۳۳ : ۵)

قرآن پاک کی اس آیت میں ایسے بچوں یا لوگوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ جن کے باپوں کو تم نہیں جانتے مطلب یہ کہ یہ بچے اور لوگ وہ ہیں کہ جن کو عرف عام میں حرام کا بچہ کہا جاتا ہے کہ لوگ کوڑے وغیرہ پر پھینک جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کا نہ باپ کا پتہ ہوتا ہے نہ ماں کا۔ ایسے بچوں کے بارے میں بھی لوگوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اگر

دین اسلام پر ہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں یا ان کو دین اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے مسلمان بناؤ۔ ایسے انسان بھی آخرت میں اپنے اچھے عملوں کا اچھا اجر پائیں گے۔ کہ ان کی پیدا ہونے میں ان کا کچھ قصور نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے چیلے۔ چیلے سے مراد وہ بچہ کہ وہ تمہارے بھائی کے ساتھ رہے کہ ہنر سیکھنے کے لیے مثلاً" لوہار کا کام ترکھان کا کام وغیرہ۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں کو دنیا میں رہنے کے لیے کوئی ہنر سکھلاؤ یعنی چیلے بناؤ اور عزت و احترام سے رکھو۔ اور آگے فرمایا کہ جان بوجھ کر گناہ کرنے کی سزا ہے دین اسلام میں اگر نادانستگی میں کوئی چھوٹا گناہ ہو جائے تو اس کی سزا معاف ہے۔

القرآن ترجمہ " واسطے مردوں کے ہے حصہ اس چیز سے کہ کماتے ہیں اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ کماتیاں ہیں" (۴ : ۳۲)

اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ عورت کی کمائی عورت کی ہوگی کوئی مرد عورت سے عورت کی کمائی خواہ وہ ملازمت کرتی ہو یا کوئی مزدوری یا چٹائی بنا کر فروخت کرتا یا مرغیں پال کر فروخت کر کے حاصل کرے اس کا خاوند میاں عورت کی کمائی کی رقم یہ کہہ کر کہ میں تیرا خاوند ہوں لہذا تمہاری کمائی کی رقم میری ہوئی نہیں لے سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم واضح اور صاف ہے کہ عورت کی کمائی عورت کی اور مرد کی کمائی مرد کی ہاں اگر عورت دیکھے کہ میرے خاوند کے پاس کچھ نہیں ہے تو وہ اپنی مرضی سے تھوڑا سا دے دے تو دے سکتی ہے اور مرد کو چاہیے کہ وہ عورت کی رقم میں سے کھائے سہتا پچھتا۔ اس طرح عورت کی جائیداد بھی عورت ہی کی رہے گی اور اس کی آمدنی عورت کو جانی چاہیے وغیرہ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت نمبر ۴ : ۷ میں عورت کے لیے وراثت کا حق بھی رکھ دیا ہے۔

ترجمہ " اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے واسطے اللہ کے شاہد ی دینے والے ساتھ انصاف کے اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم اوپر اس بات کے کہ نہ عدل کرو عدل کرو وہ بہت نزدیک ہے پرہیز گاری اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم" (۵ : ۸)

" اور مت نزدیک جاؤ مال یتیم کے مگر ساتھ اس طرح کے کہ وہ بہت اچھی ہے یہاں تک کہ جوانی اپنی کو اور پورا کرو ماپ اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جی کو مگر موافق طاقت اس کی کے اور جب بات کہو پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب قرابت" (۶ : ۱۵۳)

" اے قوم میری پورا کرو میان کو اور تول کو انصاف کے اور نہ کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے" (۱۱ : ۸۵)

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے اور اگرچہ اوپر جانو اپنی کے ہو۔ یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے اگر ہو وہ شخص دولت مند یا فقیر پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کے عدل کرو اور اگر بیچ یا اعراض کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار" (۴ : ۱۳۵)

طلاق کے موقع پر میاں بیوی کا زبردست جھگڑا ہوتا ہے لیکن مرد کو کہا جا رہا ہے کہ " اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو تو کہ زیادتی کرو اور کوئی کرے گا یہ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو" (۲ : ۲۳۱)

یتیموں کے بارے میں فرمایا " اور سوال کرتے ہیں تجھ سے یتیموں سے کہ سنوارنا واسطے ان کے بہتر ہے اور اگر ملا لو تم ان کو پس بھائی تمہارے ہیں" (۲ : ۲۲۰)

ملا لو تم ان کو پس بھائی تمہارے ہیں سے مراد یہ ہے کہ یتیم لڑکوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کر دو اور یتیم لڑکیوں کا نکاح اپنے لڑکوں سے کر دو یہ ہوتا ہے اپنے ساتھ ملا لینا۔

" اور واسطے طلاق والیوں کے فائدہ دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے لازم ہوا اوپر پرہیز گاروں کے" (۲ : ۲۴۱)

مقروض کے بارے میں حکم " اور اگر ہو قرض دار تنگی والا پس ڈھیل دینا فراغت تک اور یہ کہ خیرات کرو بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے" (۲ : ۲۸۰)

اور یہ کہ زکوۃ خیرات کرنے کے بارے میں خوب حکم ہے اور ساتھ ہی فرمایا گیا کہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو

مت باطل کرو خیرات اپنی کو ساتھ احسان کے اور ایذا کے" (۲ : ۲۶۴)
سود جو کہ انسان کو گھن کی طرح کھاجاتا ہے سود جو کہ انسانیت کا دشمن ہے سود خور کے لیے اللہ عالی نے فرمایا " جو لوگ کہ کھاتے ہیں سود نہیں کھڑے ہونگے (یعنی قبروں میں) مگر جیسا کھڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ باؤ لا کرتا ہے اس کو شیطان (مس کرنے) آسیب سے یہ اس واسطے ہے کہ کہا انہوں نے سوائے اس کے نہیں کے بیچنا ہے مانند سود کے" (۲ : ۲۷۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا ہے سود سے اگر ہو تم ایمان والے پس اگر نہ کرو تم پس خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے اللہ سے اور رسول اس کے سے" (۲ : ۲۷۸،۲۷۹)
سود خور سے اللہ تعالی اتنا ناراض ہے کہ سود خور کی اور اللہ تعالی کی لڑائی ہے۔ آپس میں یقیناً سود خور تباہ ہو جائے گا۔
دین اسلام میں انسانیت کی بھلائی کے لیے لچک بھی موجود ہے کہ انتہائی مجبوری میں تمام حرام کھانے بھی حلال کر دیئے گئے ہیں " پس جو کوئی بے بس ہو نہ بھٹکنے والا اور نہ زیادہ حاجت سے کھانے والا" (۶ : ۱۴۶) پس جو کوئی بے بس ہوا بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے" (۵ : ۳)
سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۹۰ تا ۹۳ میں نشے (شراب وغیرہ) کے بارے میں بیان ہے کہ شیطانی کام ہیں ان سے بچو لیکن شراب اور افیون کھانے والے بعض آدمی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ وہ اگر شراب یا افیون یکدم بالکل چھوڑ دیں تو فوت ہوجائیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں بھی قرآن پاک میں لچک موجود ہے۔ آیت نمبر۵ : ۹۳ کا ترجمہ جو کہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے یوں ہے کہ
" ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہیں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اللہ تعای ایسے نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں۔ (۵ : ۹۳)
مطلب یہ کہ بار بار پرہیز گاری کریں کہ کھانے پینے میں مقدار کم کرتے جائیں تاکہ کم سے کم مقدار پر آجائیں اور نیک اعمال کرتے رہیں۔

جانوروں کے بارے میں انسانوں کو حکم

القرآن " اے لوگو جو ایمان لائے ہو البتہ آزماویگا تم کو اللہ ساتھ چیز کے شکار سے کہ پہنچتے ہیں اس کو ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے تو کہ جانے اللہ اس شخص کو ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے پس جو کوئی حد سے نکل جاوے پیچھے اس کے پس واسطے اس کے عذاب ہے درد دینے والا" (۵ : ۹۴)
کچھ جاندار ایسے ہیں کہ جو آسانی کے ساتھ ہاتھ سے شکار کیے جاسکتے ہیں مثلاً" بٹیرے تیتر وغیرہ کہ یہ جال کے ذریعے آسانی سے صحیح سالم ہاتھ آجاتے ہیں یہ ہوا شکار کو ہاتھ کا پہنچنا اور بعض جاندار ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا شکار بغیر نیزے تیر (آج کل بندوق کہہ سکتے ہیں) کے بغیر نہیں ہو سکتا مثلاً" ہرنی یا جنگلی جانور وغیرہ۔
اس آیت میں کہا یہ جا رہا ہے تم اللہ تعالی سے غائب میں بن دیکھے ڈرنے والو ایسے جاندار کے جن کا شکار آسانی سے ہاتھ کے ساتھ ہو سکتا ہے تم ان کا شکار نیزے یا بندوق سے مت کرو مثلاً" بٹیرے اور تیتر تاکہ وہ جب آسانی سے زندہ ہاتھ میں پکڑے جا سکتے ہیں اور شکاری پکڑتے ہیں تو تم بندوق سے اس کا شکار مت کرو ننھی سی جان کو بندوق کی گولی کہ جیسے چڑیا کو توپ سے مارنا یہ ظلم ہے ہاں ہاتھی کا شکار ہو تو خوب بندوق چلاؤ۔ اور یہ کہ اگر کوئی شکار کے لیے ہرنی کے پیچھے لگا اور بہت محنت کے بعد وہ ہرنی اس کے ہاتھ آگئی جب ہرنی شکار پر تمہارا ہاتھ پہنچ گیا پھر تم اس شکار کو نیزے وغیرہ سے کچو کے مت مارو کہ اس ہرنی نے میری بہت محنت کرائی وغیرہ۔ اے لوگو شکاری کتے سے سبق حاصل کرو کہ وہ شکار کو اس طرح قابو کرتا ہے کہ شکار کو خراش نہیں آنے دیتا (۵ : ۴) مطابق شکار دانت ایسے استعمال کرتا ہے کہ جیسے بلی اپنا بچہ اٹھاتی ہے۔
اس آیت کی رو سے ہاتھ سے شکار ہونے والے جانور پرندوں پر بندوق سے شکار کرنا ظلم قرار دے دیا جس کی کہ آخرت میں سزا کے طور پر درد دینے والا عذاب دے گا

بائبل خروج " اگر تیرے دشمن کا بیل یا گدھا تجھے بھٹکتا ہوا ملے تو تو ضرور اسے اس کے پاس پھیر کر لے آنا اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بوجھ کے نیچے دبا ہوا دیکھے اور اس کی مدد کرنے کو جی نہ بھی چاہتا ہو تو بھی ضرور اسے مدد دینا" (۲۳ : ۴'۵) امثال " اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اسے کھانا کھلا اور اگر وہ پیاسا ہے تو اسے پانی پلا" (۲۵ : ۲۱)
القرآن " اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیں اللہ کی کو" (۵ : ۲)
جیسا کہ ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ تمام نباتات حیوانات وغیرہ اللہ تعالیٰ کی شان قدرت تخلیق کی نشانیاں ہیں۔ مثلاً" پھول پودے پرندے چوپائے ان کو بے حرمت بے عزت ذلیل نہ کرو یا ان کے ساتھ ظلم نہ کرو پارکوں سیر گاہوں میں لگے ہوئے پھولوں اور پودوں کو بلا وجہ توڑ ڈالنا اور پودوں کو اکھاڑ ڈالا وغیرہ پھولوں اور پودوں کی بے حرمتی ہے اور گناہ ہے اسی طرح پرندوں اور جانوروں پر بلا وجہ ظلم کرنا مارنا وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات تو وہ ذات ہے کہ جو انسانوں کی بجائے چوپایوں پرندوں پھولوں اور پودوں کے ساتھ زیادتی ہونا پسند نہیں فرماتا اور یہ کہ جانداروں کے بے تحاشہ ذبح کرکے کھا جانا کہ دنیا پر سے ان کا وجود ہی مٹنے لگے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی ہے اور علماء نے گوشت کے کاروبار کو نجس کاروبار قرار دیا ہے یہ کہ بائبل میں جب بھی کسی بارے میں قربانی کا حکم فرمایا ساتھ ہی یہ بھی ضرور فرمایا کہ وہ نر ہو۔ مادہ ایسا جانور ہے کہ جس سے نسل بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نر کی قربانی کا حکم صرف اس لیے دیا تھا کہ مادہ کو بچایا جائے اور نسل بڑھے۔ حج کے موقع پر صرف مکہ مکرمہ میں صرف ان لوگوں پر قربانی کرنا فرض ہے کہ جو حج کر رہے ہوں اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں قربانی کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ آجکل بے تحاشہ ذبح کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی کرنا ہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سال حج کے دنوں میں مدینہ میں رہے اور کوئی قربانی نہ کی اور فرماتے تھے کہ میں اس لیے قربانی نہیں کرتا کہ کہیں لوگ میری دیکھم دیکھی حج کے موقع پر قربانی کرنے کو رواج نہ بنا لیں۔ مطلب یہ کہ دین اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جو انسانیت حیونات نباتات وغیرہ سب کے لیے بھلائی کا دین ہے۔

سوال= دین اسلام دین انسانیت ہے لیکن اس دین میں انسان کا انسانوں مردوں اور عورتوں کو غلام اور باندی کے طور پر خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے اور یہ کہ باندی سے جو اولاد ہوتی ہے آقا کے مرنے کے بعد پھر وہ آقا کے بیٹوں میں غلاموں کے طور پر تقسیم ہو جاتی ہے وغیرہ آخر کیوں؟

جواب انسانوں کا انسانوں کی خرید و فروخت کرنا اور غلام اور باندی کے طور پر رکھنا واقعی انسانیت کے زمرے میں نہیں آتا لیکن دین اسلام میں یہ ایک مجبوری کی وجہ سے جائز قرار دیا گیا جس کا یہ بندہ دلیل اور ثبوت کرے گا
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اصول عنایت فرمایا " اور بدلا برائی کا برائی ہے مانند اس کی" (۴۲ : ۴۰)

یہ اصول دیکھا جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں کہ بدلہ ویسا ہی لینا ہوتا یوں تھا کہ جنگ کے اصول میں اگر کفار مسلمان مردوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لے جاتے تو وہ مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی بنا لیتے اس برائی کا جواب بھی برائی سے دیا گیا کہ اگر مسلمان کفار کے مردوں اور عورتوں کو گرفتار کر لاتے تو وہ بھی ان کفار کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی بنا لیتے۔ اسی طرح برائی کی بدلہ برائی کے اصول پر مسلمانوں کو بھی چلنا پڑا ویسے تو دین اسلام میں خرکار (بچے اغوا کرنے والے) کی سزا موت ہے کہ وہ بچے کو اغوا کر کے فروخت کرنا چاہتا ہے یا غلام بنانا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ دین اسلام نے جنگ کے بعد جنگی قیدیوں میں تبادلے کا اصول بھی بتلایا کہ جو یوں ہے القرآن " آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے" (۲ : ۱۷۸)
اب آیئے دین اسلام میں غلام کے ساتھ رویئے (سلوک) کے بارے میں آپ احادیث کا مطالعہ کریں تو غلاموں کی خیر خواہی بے شمار حدیثیں ملیں گی کہ جو خود کھاتے ہو ان کو کھلاؤ اچھا پہناؤ وغیرہ۔ اس کے علاوہ دین اسلام نے غلامیت (جو انسانیت کے چہرے پر بد نما داغ ہے) کو ختم کرنے کے لیے احکامات جاری کیے ہیں اور غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے پر بڑا زور دیا ہے اور غلام کے آزاد کرنے کا بڑا اجر وثواب ملے گا۔
القرآن " (۵ : ۸۹) میں جب کہ جھوٹی قسم کھالے تو کفارے طور پر جو حدود بتلائی گئیں ہیں ان میں سے ایک حد یہ

ہے کہ ایک گردن کا آزاد کرنا" مطلب یہ کہ ایک غلام آزاد کراؤ۔
القرآن " پس جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو انجانی سے پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا" (۴ : ۹۲) خیرات واسطے فقیروں کے محتاجوں کے عمل کرنے والوں کے...... اور بیچ آزاد کرنے گردن (غلام) کے اور قرضداروں کے" (۹ : ۶۰) " اور وہ لوگ کہ چاہتے ہیں آزادی کی کچھ دیکر ان لوگوں میں سے کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے پس لکھ دو ان کو اگر جانو تم بیچ ان کے بھلائی اور دو ان کو مال خدا کے سے جو دیا ہے تم کو" (۲۴ : ۳۳)
اس آیت میں خاص طور پر توجہ کریں کہ جو غلام اچھا آدمی ہو اور وہ اپنے آقا کو رقم کما کر دینے کا وعدہ کرے کہ جتنی رقم میں اس آقا نے اسے خریدا تھا تو اس آقا سے اس غلام کو آزاد ہونے کی سہولت کے لیے لوگوں کو مشورہ دیا جا رہا ہے کہ لوگ اس غلام کو زکوۃ خیرات وغیرہ دے کر جلد سے جلد آزاد کرائیں اور آقا کو بھی چاہیے کہ وہ رقم میں سے کچھ رقم کم کر دے ثواب کے لیے۔ " نکاح کر رانڈوں (بیوہ) کو...... غلام اپنے میں سے اور لونڈیوں اپنی میں سے" (۲۴ : ۳۲) قرآن پاک کی ان آیات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ دین اسلام کی روح غلامیت کو ختم کرنا ہے نہ کہ غلاموں کی تعداد میں اضافہ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دین اسلام دین انسانیت ہے۔

ہر چیز میں زندگی

ترجمہ " تحقیق ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اس کو ساتھ اندازے کے" (۵۴ : ۴۹)
ترجمہ = " اور کیا ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا پس نہیں ایمان لاتے" (۲۱ : ۳۰) آیت نمبر ۵۴ : ۴۹ کے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہے اور آیت نمبر ۲۱ : ۳۰ کے مطابق ہر شے چیز میں پانی ہے اور پانی سے زندہ کی گئی ہے اس بات پر بھی ہمارا ایمان لانا ضروری ہے پانی سے زندہ کی گئی اس کا مطلب یہ ہوا خواہ کسی بھی چیز کا مرکب ہوا اس میں پانی کا ہونا ضرور ہے آیئے اپنے طور پر مشاہدے کرتے ہیں۔ حیوانات نباتات زندہ کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کی زندگی کا راز ہی پانی ہے جمادات اور دوسری چیزوں پر غور کرتے ہیں۔
زمین و آسمان ملے ہوئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو الگ کر دیا ایک نظریہ یوں ہے کہ ہماری یہ زمین پہلے صرف پانی تھا پھر اس کو ہوا لگی (شامل ہوئی) کہ جس سے سبز کائی وجود میں آئی اور سبز کائی دھوپ سے سوکھ کر مٹی بنی اور یوں ہماری زمین پر خشکی کا آغاز ہوا۔ مطلب یہ کہ ہماری خشک زمین کی ابتداء ہی میں اس میں پانی شامل ہو چکا تھا مٹی کو اگر بہت زیادہ آگ دے دی جائے تو کنکر (پتھر) بن جاتی ہے لہٰذا پتھر بھی پانی ہی کا مرہون منت ہے تمام دھاتیں لوہا سونا چاندی قلعی وغیرہ کو جب بہت زیادہ گرم کیا جائے تو یہ پانی کی طرح بہنے لگتے ہیں اور ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق پانی سے ہے۔ اور حکیم لوگ دھاتوں جواہرات (پتھروں) کا جب کشتہ مارتے ہیں اور راکھ بچ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ دھات یا جواہرات کا پانی اڑ گیا۔
آگ بھی پانی سے بنی ہے کہ جس کا ثبوت یہ ہے کہ نباتات پانی سے بنے اور نباتات سے لکڑی اور لکڑی سے آگ اور نباتات سے تمام تیل مثلاً سرسوں وغیرہ اور تیل کو آگ لگنا اسی طرح دودھ جو کہ تمام پانی ہے کو پہلے دہی پھر مکھن اور مکھن سے گھی تیار کیا جائے تو گھی کو آسانی سے آگ لگتی ہے اور گھی پانی ہی میں سے بنا نکلا ہے۔
لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر چیز میں پانی ہے اور پانی سے زندگی ہے لیکن ان تمام چیزوں کی زندگی اور سمجھنے کی صلاحیت کے بارے میں انسان ہمیں نہیں جانتا کہ فرمایا گیا " نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف اس کی کے لیکن نہیں سمجھتے تم تسبیح ان کی" (۱۷ : ۴۴) اسی آیت میں بتلایا گیا کہ ان کی تسبیح کرنے اور ان کی ادرک وغیرہ کو سمجھ نہیں سکتے یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ جو تمام چیزوں کا خالق ہے کہ اس بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا۔
" پتھروں سے متعلق فرمایا پس نکلتا ہے ان میں سے پانی اور تحقیق ان میں البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے" (۲ : ۷۴) " تحقیق روبرو کیا تھا ہم نے امانت کو اوپر آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے یہ کہ اٹھاویں اس کو اور ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے تحقیق وہ تھا بے باک ناداں" ۳۳ (۷۲ : ۷۲) " اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کرتے ہیں" (۵۵ : ۶) " پھر قصد کیا طرف آسمان کی اور وہ دھواں تھا پس کہا واسطے اس کے اور واسطے زمین کے آؤ تم دونوں خوشی یا ناخوشی کہا دونوں نے آئے ہم خوشی سے" (۴۱ : ۱۱)
ایک صحیح حدیث کے مطابق حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے پہاڑ کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ سے

محبت رکھتا ہے اور میں اس سے ایک حدیث میں ہے کہ مسجد نبوی میں جس کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے جب مبر بنا تو وہ تنا ہٹا دیا گیا تو وہ تنا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور یہ کہ آپ نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

پتھر کے متعلق ایک عجیب مشاہدہ اس بندہ نے دیکھا کہ یہ بندہ سڑک بنانے کی جگہ دیہاڑی مزدوری پر کام کرتا تھا کام پتھر ڈھونا پتھر توڑنا ہوتا ہے پتھر توڑنے میں رنگ برنگے پتھر دیکھنے میں آتے ہیں ایسے پتھر بھی توڑنے میں آئے کہ جن کے ساتھ کچھ سنگ مرمر کا ٹکڑا بھی لگا ہوتا تھا ایک دن ہم چند مزدور سڑک پر بچھے ہوئے پتھروں میں سے بڑے بڑے ٹکڑوں کو مزید توڑ رہے تھے کہ ایک پتھر ٹوٹا ہوا ایسا ہاتھ میں آیا کہ دیکھ کر یہ بندہ حیران رہ گیا کہ پتھر کے اندر خون کا آنسو تھا جو پتھر ٹوٹنے کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا۔ جب وہ پتھر ثابت ہوگا تو وہ آنسو پتھر کے پیٹ میں تھے پتھر کے پیٹ میں دو آنسو کی جگہ تھی ایک آنسو پہلے ہی جھڑ چکا تھا اور ایک آنسو پتھر کو چپٹا ہوا میرے ہاتھ میں تھا تقریباً" ایک انچ کی لمبائی اوپر کے حصے کا رنگ انسانی آنکھ کے میل جیسا پیلا درمیان میں سے بالکل بے رنگ پانی کی طرح اور آنسو کا آخری حصہ جو قطرے کی طرح ہوتا ہے سرخ گلابی کہ صاف پتہ لگے کہ یہ پتھر کا آنسو ہے پیلا حصہ بالکل باریک زروں کا اور پانی جیسے بے رنگ اور سرخ حصہ ایسے جیسے چینی (میٹھا) کے دانوں کو جوڑ کر قطرے کے سانچے میں ڈھالا گیا سخت تھا پتھر کے اندر جیسے خود بخود آنسو کے لیے جگہ بن گئی ہو جیسے لکڑی میں گھن کا کیڑا جگہ بنا دیتا ہے جلدی میں خیال آیا کہ اس آنسو کو پتھر سے جھاڑ کر گھر لے جاؤں گا اور میں نے پتھر کو ہلکی سی ہتھوڑی ماری تو وہ آنسو پتھر سے جھڑ کر ایسا پتھروں میں گم ہوا کہ مجھے نہ ملا۔ بڑا پچھتایا کہ نہ ہی جھاڑتا پتھر کے ساتھ لگا رہنے دیتا غلطی کی لیکن جو ہونا تھا ہو چکا تھا اللہ کی مرضی۔

پتھروں کی بیمار ہونے اور ان کو پہچاننے کا ذکر بائبل میں یوں ملتا ہے کہ " احبار (۱۳ : ۲) میں کوڑھ کو بلا کہا اور (۱۴ : ۳۷) میں " اس کے بعد کاہن گھر دیکھنے کو اندر جائے اور اس بلا کو ملاحظہ کرے اور دیوار میں سطح کے اندر نظر آتی ہے اور (۱۴ : ۴۰) میں فرمایا کہ " تو کاہن حکم دے کہ ان پتھروں کو جن میں وہ بلا ہے ان پتھروں کی جگہ اور پتھر لے کر لگائیں "

میری والدہ بتلایا کرتی تھیں کہ پہلے لوگ گھر میں پڑے سوکھے لکڑ پر بھی اس طرح ہاتھ پھیرتے تھے کہ جیسے گائے بھینسوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کہ بھی زندہ ہیں۔

عمل اپنا اپنا

عمل اپنا اپنا کے بارے میں صرف قرآن پاک کی چند آیات کے ترجمے لکھے جاتے ہیں قارئین اپنی سمجھ سے اس بارے میں مسئلہ سمجھیں۔

"ہرگز نہ فائدہ دے گا تم کو ناتا تمہارا اور نہ اولاد تمہاری دن قیامت کے جدائی ڈالے گا درمیان تمہارے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہوں دیکھنے والا ہے" (۶۰ : ۳) "بیان کے اللہ نے مثال واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے عورت نوح کی اور عورت لوط کی تھیں دونوں نیچے بندوں ہمارے صالحوں میں سے پس خیانت کی ان دونوں نے ان کی پس نہ کفایت کی انہوں نے ان دونوں عورت میں سے اللہ کی طرف سے کچھ اور کہا گیا داخل ہو آگ میں ساتھ داخل ہونے والوں کے" (۶۶ : ۱۰)

"پس جب پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس نہیں نسب درمیان ان کے اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا" (۲۳ : ۱۰۱) "اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ہیں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے پیروی کرو راہ ہماری کی اور چاہیے کہ اٹھالیویں ہم گناہ تمہارے اور نہیں وہ اٹھانے والے گناہ ان کے سے کچھ تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں" (۲۹ : ۱۲)
"پس آج کے دن نہ ظلم کیا جاوے گا کوئی جی کچھ اور نہ جزا دیے جاؤ گے مگر جو کچھ تھے تم عمل کرتے" (۳۶ : ۵۴)
اس آیت کے ان الفاظ پر خاص توجہ کریں کہ فرمایا "مگر جو کچھ تھے تم عمل کرتے" اپنا عمل دوسروں کا عمل اس آیت کے مطابق کچھ فائدہ نہ دے گا "نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا" (۳۹ : ۷)

جنات

ترجمہ اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا تھا جن سے پس نافرمانی کی اس نے حکم پروردگار اپنے کی سے کیا پس پکڑتے ہو تم اس کو اور اولاد اس کی کو دوست سوائے میرے اور واسطے تمہارے دشمن ہے برا ہے واسطے ظالموں کے بدلہ" (۱۸ : ۵۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتلا دیا کہ ابلیس جن ہے اور جنات اسی کی اولاد ہیں ان سے دوستی مت کرو لیکن کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے خلاف عمل کرتے ہوئے جنات سے دوستی کرنے کے لیے چلے وغیرہ کاٹتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ پاگل ہو جاتے ہیں علماء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی کو جن نظر بھی آجائے تو وہ ضرور بیمار ہو جاتا ہے اس بندہ نے ابھی تک جن نہیں دیکھا لیکن چودھرانی (بیگم صاحبہ) نے اس طرح دیکھا کہ ایک دفعہ ہمارا ایک نوزائیدہ بچہ چالیس دن سے چھوٹا کچھ دیر کے لیے کمرے میں اکیلا چھوڑ دیا تھوڑی دیر کے بعد کمرے میں گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بچے کے اوپر جیسے دھواں سا اکٹھا ہوا ہوا ہے سایہ اس کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ سایہ بچے کے اوپر سے ہٹنا شروع ہوا اور دروازے سے باہر نکل گیا بچے کا رنگ نیلا پڑ گیا یہ جن کا قریب آنا تھا چھوٹے بچوں کے قریب جن کے آنے کی تاثیر سے کچھ بچے مر بھی جاتے ہیں۔

ترجمہ "اے جماعت جنوں کی تحقیق بہت لے گئے ہیں تم نے انسانوں میں سے" (۶ : ۱۲۹) لے لینے سے مراد گمراہ کرنا بھی ہے اور لے لینے سے مراد قتل کرنا بھی ہے یعنی جنات نے بہت سے انسانوں کو قتل بھی کیا ہے خاص طور پر پیدائشی بچوں کو لیکن جنات میں اچھے جنات بھی ہیں نیک اور برے جنات بھی شیطان اور قرآن پاک میں جنات سے متعلق سورت جن بھی موجود ہے۔

تین دن کا وقفہ

"پس پاؤں کاٹ ڈالے اس کے پس کہا فائدہ اٹھاؤ بیچ گھر اپنے کے تین دن یہ وعدہ ہے نہیں جھوٹا کیا گیا" (۱۱ : ۶۵)
اس آیت میں تین دن تک فائدہ اٹھانے کا ذکر ہے اور یہ آیت حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں اتری تھی کہ جنہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کوئی بھی بڑا گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ تین دن تک انتظار کرتا ہے کہ شاید واپس آجائے توبہ کرے معافی مانگے سجدہ میں گر جائے تین دن تک فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے فائدہ اٹھانا یہی ہے کہ توبہ کرنا بخشش مانگنا وغیرہ بھی فائدہ اٹھانا ہے مگر جو شخص تین دن تک بھی سجدہ نہ کرے بخشش نہ مانگے معافی نہ مانگے تو تین دن کے بعد اس کے لیے عذاب لکھ دیا جاتا ہے کہ جو چوتھے دن بھی آسکتا ہے اور دیر سے بھی۔

ایام میں نشانی

" اور نصیحت دے ان کو ساتھ دنوں (ایام) یعنی کاموں اللہ کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے" ۱۳ : ۵

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں ایام میں نشانیوں کی طرف فکر کی دعوت دی ہے کہ لوگ ایام میں نشانیوں کے مشاہدات کریں اور اپنا ایمان مضبوط کریں تو آیئے ایام میں نشانیوں پر غور کرتے ہیں دن رات کا بڑے چھوٹے ہونا گرمی سردی کا آنا ہر سال ۲۲ جون سب سے بڑا دن اور ۲۲ دسمبر سب سے چھوٹا دن وغیرہ اور ۲۱ مارچ برابر کا دن اور بہار کا انہیں دنوں آنا اس کے علاوہ درختوں کے پت جھڑ کا مشاہدہ پھر پتے نکلنا اس کا مشاہدہ کرنے کے لیے انار کے پودے کا مشاہدہ کرو تو پت جھڑ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پودا مر گیا ہے لیکن اللہ اللہ بہار میں پھر سر سبز ہو جاتا ہے۔ تمام درختوں کے پھل انہیں دنوں میں پیدا ہونا ساون کے مہینے میں مون سون ہواؤں کا اٹھانا اور بارشوں کا ہونا۔ غور کرنے والا جوں جوں مشاہدات کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ کی شان قدرت پر ایمان بڑھتا چلا جائے گا۔

اس آیت کی تفسیر قرآن پاک ہی سے یوں ملتی ہے کہ " تحقیق بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور ان کے اور کشتیوں کے جو چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ اس چیز کے نفع دیتی ہے لوگوں کو اور جو کچھ اتارا ہے اللہ نے آسمان سے پانی پس جلایا ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے اور بکھیرے بیچ اس کے ہر جانور سے اور پھیرنے ہواؤں کے اور بادلوں کے جو حکم کے باندھے ہیں درمیان آسمانوں اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ عقل رکھتے ہیں" (۲ : ۱۶۴)

اس آیت میں تمام دنیا اور کائنات کی چیزوں کا مشاہدہ کرنے کو کہا گیا اور آخر میں فرمایا " جو حکم کے باندھے ہیں" یہ دنیا اور کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔

کفار کا خیال

" اور اگر تعجب کرے تو پس عجب ہے بات ان کی کیا جب ہو جاویں گے ہم مٹی کیا مقرر ہوں گے ہم البتہ بیچ پیدائش نئی کے" (۱۳ : ۵)

کفار اس بات کا یقین نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو جب کہ وہ قبر میں مل کر مٹی بن جائیں گے دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا اس بات کا جواب ایک عجیب طریقے سے قرآن پاک میں دے دیا گیا ہے توجہ کریں قرآن پاک کی اسی سورت میں فرمایا" اور اس چیز سے کہ دھونکتے ہیں اوپر اس کے بیچ آگ کے واسطے چاہنے گہنے کے یا اسباب کے جھاگ ہیں مانند اس کی اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل پس جو کہ جھاگ ہے پس جاتا رہتا ہے ناکارہ اور جو کہ وہ چیز ہے کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو پس رہتی ہے بیچ زمین کے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں" (۱۳ : ۱۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ اے لوگو تم نیاریوں کے کام کا مشاہدہ کرو کہ جو مٹی سے سونا چاندی تانبا وغیرہ الگ الگ نکال لیتے ہیں اور وہ مٹی وہ سناروں کی دوکان کی جھاڑوں دینے سے اکٹھی ہوتی ہے دیکھنے میں سونا مٹی میں مل کر مٹی بن چکا ہوتا ہے اور عام آدمی کے گمان میں نہیں آسکتا کہ یہ سونا دوبارہ نکالا جا سکے گا لیکن نیارے اس مٹی میں سے وہ سونا نکال لیتے ہیں اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ جب انسان مٹی میں مل کر مٹی بن جانے والے سونے کو نکال لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق ہے وہ بھی انسان کو قبروں کی مٹی سے نکال کر جدید تخلیق کرے گا۔

آیئے قرآن پاک کی آیات کی طرف " کہا اسی طرح پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تحقیق پیدا کیا میں نے تجھ کو پہلے اس سے کہ نہ تھا تو کچھ" (۱۹ : ۹)

" کہ زندہ کرے گا وہ ان کو کہ جس نے پیدا کیا ان کو پہلی بار" (۳۶ : ۷۹) مطلب یہ کہ جب تم کچھ بھی نہ تھے تو تم کو پیدا کر لیا اب تو موجود ہو ا دوبارہ پیدا کرنا تو اور بھی آسان ہے۔

زبان لٹکانا

ترجمہ " اور اگر چاہتے ہم البتہ بلند کرتے ہم اس کو ساتھ اس کے یعنی نشانیوں کے (لیکن وہ لگ گیا طرف زمین کی اور پیروی کی خواہش اپنی کے پس مثال ان کی مانند کتے کی ہے اگر بوجھ رکھے تو اوپر اس کے زبان لٹکا دے یا چھوڑ

دے اس کو زبان لٹکا دے یہ ہے مثال اس قوم کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو پس بیان کر قصے تو کہ فکر کریں" (۷ : ۱۶۷)

اسی مثال میں اللہ تعالیٰ نے کتے کی مثال فرمائی ہے کہ اس پر وزن رکھے تو زبان لٹکا دے اور وزن نہ رکھو تو بھی زبان لٹکا دے یہ زبان لٹکانا محاورتاً بن جاتا ہے یہ مثال خاص طور پر کفار کے لیے بیان فرمائی کہ جب ان کے پاس نصیحت نہیں آئی تھی قرآن پاک نازل نہیں ہوا تھا تو بھی کافر تھے اور اب قرآن پاک کے نازل ہونے کے بعد بھی کافر ہی رہے یہ زبان لٹکانے کا محاورہ انسان کی زندگی کے بہت سے رخوں کی طرف چلا جاتا ہے مثال کے طور پر کوئی انسان برے حالات کی وجہ سے مانگنے لگ جائے تو حالات اچھے ہو جائیں اور اس کے پاس اچھا خاصہ سرمایہ بھی ہو اور وہ پھر بھی مانگتا پھرے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص زبان لٹکائے پھرتا ہے اور یہ کہ انسان برے حالات میں حج صدقہ خیرات زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا لیکن جب اچھے حالات ہوں تو پھر بھی صدقہ خیرات زکوٰۃ ادا نہ کرے یہ بھی زبان لٹکانا ہوا اس طرح کا ایک واقعہ قرآن پاک میں یوں تحریر ہے کہ "چھوڑ مجھ (اللہ) کو اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہے میں نے اکیلا اور کیا واسطے اس کے مال پھیلا ہوا اور بیٹے حاضر ہونے والے اور بچھایا میں نے واسطے اس کے بچھونا پھر طمع رکھتا ہے کہ زیادہ دوں (۷۴ : ۱۱ تا ۱۵)

شرک

شرک دو قسم کا ہے (۱) بغیر اللہ (۲) اللہ بہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو منسلک کر دینا) بغیر اللہ کرنے والے تو بت پرست سورج کو پوجنا آگ کو پوجنا وغیرہ ہے اور اللہ بہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے غیر اللہ کو بھی معبود کی اہمیت دینا ان سے اتنی زیادہ محبت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کم پڑتی محسوس ہو اہل کتاب میں بعض لوگ اللہ بہ کا شرک اس طرح کرنے لگتے ہیں کہ زندہ انسانوں یا مردہ انسانوں قبر والوں کو بہت زیادہ اہمیت دینے لگتے ہیں اس بارے میں قرآن پاک میں بہت وضاحت کی گئی ہے قرآن پاک کی چند آیات کی تشریح کرتے ہیں۔

"پکڑا انہوں نے عالموں اپنوں کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار سوائے اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور نہیں حکم کیے گئے مگر یہ کہ بندگی کریں معبود ایک کو نہیں کوئی معبود مگر وہ پاکی ہے اور اس کو اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں" ایک صحابی نے حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ میں نے آج تک کسی انسان کو کسی انسان کو سجدہ کرتے نہیں دیکھا تو پھر بھلا انسان انسان کا معبود کیسے بن جاتا ہے تو فرمایا گیا مفہوم کہ اللہ کے احکام کے خلاف کسی انسان کے احکام کو ماننا اس انسان کو معبود بنانا ہے اور دیکھیے کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لوگوں نے خواہشوں کو معبود بنا لیا" (۴۵ : ۲۳) خواہش کو سجدہ کوئی نہیں کرتا خواہش کو معبود بنانا یہ کہ اللہ کا حکم رشوت مت لو خواہش نے کہا رشوت لو خواہش کا کہا مانتے ہوئے رشوت لینا خواہش کو معبود بنانا ہے کہ اصل معبود اللہ کے حکم کو پیچھے ڈال دیا۔

انسان کا انسان سے تعلق اتنا ہونا چاہیے کہ دین اسلام کا علم سکھانے والا اور دین اسلام کا علم سیکھنے والا یعنی استاد اور طالب علم لیکن استاد اور طالب علم سے بات ایسی بڑھی کہ پیری مریدی ہونے لگی کہ فلاں فلاں کا مرید صرف ایک کا اور پابند حالانکہ علم تو بہت سے استادوں سے حاصل کیا جاتا ہے توجہ ترجمہ "نہیں واسطے کسی آدمی کے یہ کہ دیوے اس کو اللہ کتاب اور حکمت اور پیغمبری پھر کہے واسطے لوگوں کے ہو جاؤ تم بندے واسطے میرے سوائے خدا کے اور لیکن ہو جاؤ تم اللہ کے لوگ اس واسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب اور اس واسطے کہ ہو تم پڑھتے" (۳ : ۷۹) اس آیت میں فرمایا ہو جاؤ تم بندے واسطے میرے یہ کسی کو اپنا مرید بنا لینا کہ وہ شخص پھر اس پیر کے ساتھ منسوب ہو جائے اس کا بندہ بنتا ہوتا ہے ایک اور آیت "پھر جگہ پر بیٹھے ان کے پیچھے ان سے برے جانشین کہ وارث ہوئے کتاب کے لے لیتے ہیں اسباب جو ناقص ہے یعنی حرام اور کہتے البتہ بخشا جاوے گا ہمارے اور اگر واسطے ان کے پاس اسباب مانند اس کی لے لیویں...." (۷ : ۱۶۹) اس آیت میں الفاظ "البتہ بخشا جاوے گا واسطے ہمارے" آج کوئی پیر صاحب یوں تو نہیں کہتا کہ تم میری وجہ سے بخشے جاؤ گے لیکن مریدوں کا یہ تصور ہے کہ وہ اپنے پیروں کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور یہ بات کئی لوگ منہ سے بھی کہہ دیتے ہیں بات وہی قرآنی آیت کے مطابق ہو جاتی ہے ایک اور آیت "نہیں پکارتے سوائے اس کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو" (۴ : ۱۱۷) اس آیت کے آخری الفاظ عربی میں "شیطان مریدا" لکھتے ہیں ترجمہ شیطانی سرکش لہٰذا مرید کے مطلب سرکش بنا۔ باقی اللہ کا باغی مرید بھی اور مرید بنانے والا بھی جو لوگ لفظ مرید کا مطلب

سمجھ گئے ہیں وہ اب مرید ہونے کو مرید ہونا نہیں کہتے بلکہ بیعت ہونا کہنے لگے حالانکہ یہ بیعت ہونے والے اور کرنے والے اصل میں مرید بنتے ہیں اور مرید بناتے ہیں بیعت ہونے کا ذکر قرآن پاک میں دو جگہ آیا ایک تو جو کفار مسلمان ہوتے تھے ان سے بیعت لی جاتی تھی کہ وہ گناہ کے کام نہ کریں گے مطلب یہ کہ انہیں دین اسلام کی حدیں سمجھائی جاتیں تھیں اور یہ کہ عوام الناس کو پتہ چل جائے کہ فلاں شخص مسلمان ہو گیا فلاں کے سامنے جو شخص پیدائشی مسلمان ہو اسے بیعت ہونے کی ضرورت نہیں دوسری بیعت کا ذکر فتح مکہ سے پہلے جو حضرت عثمان کے بارے میں آپس میں کی گئی کہ بدلہ لیں گے صرف بیعت کا اتنا تعلق ملتا ہے۔

مرید بنانے والے پیر حضرات میں دیکھا گیا ہے کہ ان کو آپس میں ایک دوسرے سے حسد ہونے لگتا ہے کہ فلاںؒ کے مرید زیادہ اور فلاں کے کم کسی دوسرے پیر کا مرید کسی دوسرے پیر کی محفل میں بیٹھ گیا تو اس پیر صاحب کے مریدوں نے اپنے پیر صاحب کو بتلایا کہ فلاں کا مرید بھی آج آپ کی صحبت میں بیٹھا ہے یہ سامنے تو اس پیر صاحب نے فرمایا کہ دوسرے کی بکری کو ہم گھاس کیوں ڈالیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا بھی مرید یا بیعت نہ ہو تو وہ نیک اعمال کر لے تو کیا وہ جنت میں جا سکے گا جواب جائے گا تو پھر ایسا عمل کہ جس میں شرک کا شبہ یا ظاہری شرک نظر آتا ہو وہ عمل ہم کیوں کریں ایسے عمل سے ہمیں بچنا چاہیے۔

شیطان کے ساتھ لفظ مرید کا ہونا ثابت کرتا ہے کہ شیطان ہر کسی کو اپنے جیسا باغی سرکش بنا دیتا ہے لہذا اے اللہ کے بندوں مرید نہ بنو طالب علم بنو اور ہمیں تو سعودی عرب سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے کہ جہاں قرآن نازل ہوا یہاں تک تو باتیں ہوئی زندہ لوگوں کے بارے میں اب آیئے قبر والوں کی طرف کہ بعض لوگوں نے قبر والوں کو معبود بنا لیا ہے بالکل اسی طرح جیسے بت پرستوں کے مختلف شہروں اور جگہوں پر مختلف مقدر اور معبود۔

ترجمہ "اور ان لوگوں کو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کیے جاتے ہیں مردے ہیں نہیں زندہ اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے" (۱۶ : ۲۰،۲۱)

یہ آیت صرف ان لوگوں کے لیے لکھی گئی ہیں کہ جو قبر والوں کو پوجتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ "نہیں جانتے کب اٹھائے گے" یہ قیامت کے بعد جب قبروں سے اٹھایا جائیں گے قبر والوں کو معبود بنانے کی تو حد گزر گئی مزار کو دربار کہا جانے لگا کہ جیسے قبر والا بادشاہ بن گیا ہے حالانکہ سورت الناس میں مالک الناس لوگوں کا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے۔ عبادت کی راتیں مسجدوں کو چھوڑ کر مزاروں پر گزاری جانے لگی ہیں اور قبروں سے متعلق قرآن پاک کی اس آیت کی طرف توجہ کریں اور نہیں برابر ہوتے زندے اور نہ مردے تحقیق اللہ سنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ تو سنانے والا ان شخصوں کو کہ بیچ قبروں کے ہیں" یعنی آپ جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مردے نہیں سن سکتے تھے کہ زندہ اور مردہ میں فرق ہے اس بارے میں کافی بحث پیچھے مثال نمبر ۲ : ۱۷ میں لکھی جا چکی ہے اس تحریر کے ساتھ وہ تحریر ضرور پڑھیں۔ مطلب یہ کہ قبر والے کسی کی آواز نہیں سن سکتے تو پھر بھلا وہ کسی کی منت مراد کیا پوری کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی منت یا مراد مانگنا شرک ہے قبروں کو اللہ تعالیٰ نے برزخ کہا (۲۳ : ۱۰۰) (پردہ) اس پردے کو کوئی نہیں پھاڑ سکتا اور یہ بات تو بائبل میں بھی وضاحت کے ساتھ فرما دی گئی تھیں۔

"جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا ہے ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے پھر کبھی اوپر نہیں آتا وہ اپنے گھر کو پھر نہ لوٹے گا نہ اس کی جگہ اسے پھر پہچانے گی" ایوب (۷ : ۹،۱۰) زبور "اگر خداوند میرا مددگار نہ ہوتا تو میری جان کب کی عالم خاموشی میں جا بسی ہوتی" (۹۴ : ۱۷) مطلب یہ کہ قبرستان کو عالم خاموشی کہا کہ مردے بول نہیں سکتے

قبروں کو پوجنے والے جو بھی بہانے بنائیں گے وہ بہانے اللہ تعالیٰ نے پہلی ہی قرآن پاک میں فرما دیئے "اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں ضرر دیتی ان کو اور نہ نفع دیتی ہے ان کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت کرنے والے ہیں ہماری نزدیک اللہ کے کہہ خبر دیتے ہو اللہ کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے پاکی ہے اس کو اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں" (۱۰ : ۱۸) قرآن پاک میں ایک جگہ اور فرمایا "خبردار ہو واسطے اللہ کے ہے عبادت خالص اور جن لوگوں نے پکڑے ہیں سوائے اس کے دوست کہتے ہیں نہیں عبادت کرتے ہم ان کو مگر تو کہ نزدیک کریں ہم کو طرف اللہ کی نزدیک کرنے کر تحقیق اللہ حکم کرے گا درمیان ان کے بیچ اس چیز کے کہ وہ جھوٹا ہے کفر کرنے والا" (۳۹ : ۳) کیسی خوبصورت دلیل ہیں یہ آیات اور فرمایا" کیا پس گمان کیا ہے ان

لوگوں نے جو کافر ہوئے ہیں یہ کہ پکڑیں بندوں میرے کو سوائے میرے دوست تحقیق ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو واسطے کافروں کے مہمانی" (۱۸ : ۱۰۲) یہ آیات ان لوگوں کے لیے ہیں جو دنیا میں قبروں والوں کو پوجتے ہیں اور آخرت میں یوم حساب جب پوجنے والوں اور قبروں والوں کا اور اللہ تعالیٰ سے اور ان کے آپس میں جو سوال جواب ہوں گے قرآن پاک سے چند آیات کا ترجمہ لکھا جاتا ہے ترجمہ " اور جس دن اکٹھا کریں گا ان کو اور اس چیز کو کہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے پس کہے گا کیا تم نے گمراہ کیا بندوں میرے کو ان کو یا وہی بہک گئے راہ سے کہیں گے پاکی ہے تجھ کو نہیں تھا لائق ہم کو یہ کہ پکڑیں ہم سوائے تیرے کار ساز.... " (۲۵ : ۱۷'۱۸)

ترجمہ " اور کون شخص ہے بہت گمراہ اس شخص سے کہ پکارتا ہے سوائے اللہ کے اس شخص کو کہ نہ جواب دے گا اس کو قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے ان کے سے غافل ہیں اور جس وقت اکٹھے کیے جاویں کے لوگ ہونگے وہ واسطے ان کے دشمن اور ہونگے عبادت ان کی کو انکار کرنے والے" (۴۶ : ۵'۶)

ترجمہ " اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم ان کو سب کو پھر.....اور کہا شریکوں ان کے نے نہیں تھے تم ہم کو عبادت کرتے پس کفایت ہے ہم کو اللہ شاہد درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے تحقیق تھے ہم عبادت تمہارے سے غافل" (۱۰ : ۲۸'۲۹)۔مسلمانوں میں شیطان کا غلبہ اُن لوگوں پر ہی ہوتا ہے کہ جو بطور شرک ان ہوتے ہیں بمطابق آیت نمبر(۱۶ : ۱۰۰)

توجہ کریں بائبل کی اس تحریر کی طرف جو قبروں سے متعلق ہے " یا کسی قبر کو چھوئے وہ سات دن تک ناپاک رہے گا" (گنتی ۱۹ : ۱۶) اور قبروں پر عرس منانا تو قبر کو چھونے سے بہت بڑا عمل ہے اور آیئے قرآن پاک کی ان آیت کی طرف کہ فرمایا گیا یہ تھی ایک امت تحقیق گزر گئی واسطے ان کے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے جو کچھ کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے" (۲ : ۱۳۴'۱۴۱) ان آیات میں واضح طور پر یہ فرمایا گیا ہے کہ پچھلی امتیں تمہارے کام نہ آسکیں گے اور تم پچھلی امتیوں کے کام نہ آسکو گے ان کے عمل ان کے ساتھ تمہارا عمل تمہارے ساتھ پچھلی امتوں سے مراد صرف اور صرف قبروالے فوت شدہ انسان ہیں۔

سمجھنے والے اور عقل والے کے لیے اتنا لکھنا ہی کافی ہے قبر میں مردہ دفن ہونے کے ایک سال بعد اسی جگہ دوسرا مردہ دفن کر دیا جائے تاکہ کوئی جگہ کسی ایک شخص کی قبر منسوب نہ رہ سکے اور قبر چھ ماہ بعد مسمار کر کے مٹی نیچے گرا دی جائے تاکہ مٹی سب کچھ کھا جائے اور سال کے بعد دوسرا مردہ دفن کر دیا جائے۔

آزمائش

ترجمہ " کیا گمان ہے لوگوں نے یہ کہ چھوڑے جاویں اتنا ہی پر کہ منہ سے کہہ لیویں کہ ایمان لائے ہم اور نہ آزمائے جاویں" (۲۹ : ۲)

اللہ تعالیٰ دنیا میں مسلمانوں لوگوں کا امتحان لیتا ہے تاکہ ثبوت ہو کہ وہ سچے دل سے ایمان لاتے ہوئے دین اسلام کے احکام پر عمل کرتے ہیں یا نہیں یہ آزمائش دو طریقوں سے لی جاتی بھلائی سے اور برائی سے " اور آزماتے ہیں ہم تم کو ساتھ برائی اور بھلائی کے آزمانے کو" (۲۱ : ۳۵)

جب بھلائی سے آزمائش لی جاتی ہے تو مسلمان کو خوشحال کر دیا جاتا ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ نہیں زکات خیرات ادا کرتا ہے کہ نہیں اس بندہ کامشاہدہ ہے کہ بھلائی کے حالات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو زندگی میں ایکبار نماز پڑھنے کی توفیق بھی خوب عطا فرماتا ہے دیکھنے میں آیا ہے کہ ماضی میں آدمی خواہ کیسا بھی رہا ہو ایک دفعہ خوب نمازی بن جاتا ہے اور اس کو مذہب سے لگاؤ ہو جاتا ہے بعض لوگ اس بھلائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ساری زندگی کے نمازی بن جاتے ہیں اور بعض جو فیل (ناکام) ہوتے ہیں وہ اسی بھلائی نماز کو چھوڑ کر پرانے حالات میں چلے جاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ بندہ پر اپنی حجت اتمام کرتا ہے کہ بندہ آخرت میں یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر توں مجھے ایک بار بھلائی (نماز) کی توفیق دیتا تو میں ساری زندگی بھلائی کا دامن نہ چھوڑتا۔

ترجمہ " تحقیق ہم نے کیا ہے جو کچھ اوپر زمین کے ہے زینت واسطے اس کے تو کہ آزماویں ان کو کونسا ان میں سے بہتر عمل میں" (۱۸ : ۷)

آزمائش میں کچھ لوگ اس قسم کے بھی نکل آتے ہیں کہ جیسا قرآن پاک میں فرمایا جا رہا ہے ترجمہ " اور بعض لوگ میں سے وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی اوپر کنارے کے پس اگر پہنچے اس کو بھلائی آرام پکڑنے ساتھ اس عبادت کے

اور اگر پہنچے ان کو فتنہ پلٹ جاوے اوپر منہ اپنے کے ٹوٹے میں دیا دنیا اور آخرت کو یہ ہے وہ ٹوٹا پایا ظاہر" (۲۲ : ۱۱)
اور ترجمہ " پس لیکن جو انسان ہے جب آزماتا ہے اس کو پروردگار اس کا پس عزت دیتا ہے اس کو اور نعمت دیتا ہے اس کو پس کہتا ہے رب میرے نے بزرگ کیا ہے مجھ کو اور لیکن جب آزماتا ہے اس کو پس تنگ کرتا ہے اوپر اس کے رزق اس کا پس کہتا ہے رب میرے نے ذلیل کیا مجھ کو" (۸۹ : ۱۵ تا ۱۶)

برائی سے آزمانا اللہ اللہ بہت خطرناک اور مشکل وقت ہوتا ہے اس بارے میں آیئے قرآن پاک کی اس آیت کی طرف " اور البتہ آزماویں گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور کمی مالوں سے اور جان کی سے اور پھلوں کی سے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو" (۲ : ۱۵۵) برائی سے آزمائش ایسے ہوتی ہے کہ برائی کرنے کے لیے دین اسلام کی حدیں توڑنے کے مواقع اچانک سامنے آجاتے ہیں اور ہمزات شیطان زور لگاتا ہے کہ انسان کسی طرح برائی کرے اور مشورہ دیتا ہے کہ کسی کو بھی اس برائی (چوری دھوکہ رشوت) کا کسی کو بھی پتہ نہ چلے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ لیکن جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ ثابت قدم رہتے ہیں اور امتحانات کا ذکر قرآن پاک میں یوں ملتا ہے کہ فرمایا گیا تھا کہ تم ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار نہ کھیلنا تو ترجمہ جب تعدی کرتے تے بیچ ہفتے کے جب آتی تھیں ان کے پاس مچھلیاں ان کی جس دن ہفتہ کرتے تھے ظاہر اور جس دن ہفتہ نہ کرتے تھے نہ آتی تھیں ان کے پاس اس طرح آزمائش کرتے تھے ہم ان کی بسبب اس کے کہ تھے فسق کرتے" (۷ : ۱۶۳) اور اس طرح حضرت یوسف کے سامنے برائی آکھڑی ہوئی تھی۔

یا اللہ پاک برائی کی آزمائش سے ہمیں اپنا پناہ میں رکھیو۔ آمین

ذوالقرنین کون؟

ذوالقرنین کون تھا؟ یہ سوال ابھی تک تشنہ تھا کسی محقق نے سکندر اعظم کو ذوالقرنین کے خطاب سے نوازا بعض نے اس نام کو سائرس کے نام سے منسوب کیا۔ لیکن انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا دائرہ معارف اسلامیہ اور دیگر تحقیقی کتب بھی ذوالقرنین کے بارے میں قاری کو مطمعن کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم اس سلسلہ میں سیر حاصل مواد فراہم کرتا ہے۔ قرآن پاک کی مختلف آیات اور بائبل میں واضح اشارے موجود ہیں۔ کہ ذوالقرنین دراصل حضرت سلمان کا خطاب تھا۔ یہ نہ تو سائرس کا نام تھا اور نہ ہی کبھی سکندر اعظم کا خطاب ذوالقرنین رہا ہے۔ میں اپنے اس فکر و خیال کو زبردستی ٹھونسنے کی بجائے دلائل کے ذریعے واضع کرنا چاہوں گا۔ کہ وہ ذوالقرنین دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہی خطاب تھا۔
دلیل اول۔ یہ کہ سورۃ کہف کی آیات ۸۶ تا ۹۰ میں ذکر آتا ہے "ذوالقرنین نے سورج ڈوبنے کی جگہ (زمین کی مغربیں اور سورج نکلنے کی جگہ زمین کی مشرقیں) کا سفر کیا ہم نے اس کو جایا تھا اس کو ہر چیز کا سامان "زمین کی مشرقوں اور مغربوں کا سفر عام آدمی کے لئے ممکن نہیں تھا تاہم اس قسم کا سفر حضرت سلیمان کے لئے ممکن تھا۔ کہ وہ ہوا کو حکم دے کر جہاں چاہتے جا سکتے تھے۔ "سورۃ سباہ آیت نمبر ۱۲ میں مذکور ہے حضرت سلیمان کے سامنے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ ان کی صبح کی سیر ایک مہینے کی مسافت کے برابر اور ان کی شام کی سیر ایک مہینے کی مسافت کے برابر تھی۔ سورۃ ص کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی اللہ تعالی فرماتا ہے۔ کہ حضرت سلمان علیہ السلام کے لئے (بس ہم نے مسخر کیا ہوا کو واسطے اس کے چلتی تھی ساتھ حکم اس کے کہ جہاں وہ پہنچنا چاہے۔
دلیل نمبر دوم۔ سورۃ کہف کی آیات نمبر ۸۶ تا ۹۰ میں اللہ تعالی فرماتا ہے "کیا ہم نے اے ذولقرنین یا یہ عذاب کرے تو ان کو یا یہ کہ تو پکڑے بیچ ان کے بھلائی"
یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ ذوالقرنین کا مسلسل اللہ تعالی سے رابطہ تھا اور ان پر وحی کے ذریعے اللہ تعالی کے پیغام اترتے تھے جو اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ ذوالقرنین محض ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ خدا کے ایک برگزیدہ نبی بھی تھے۔ اس طرح یہ بات حضرت سیلمان پر حضرت سلمان علیہ السلام پر صادق آتی ہے۔ جبکہ سکندر اعظم کے بارے میں کوئی ایسی شہادت نہیں پائی جاتی۔ جو اس بات کو ثابت کرے کہ یہ جرنیل یا بادشاہ نبی تھا۔ یہ بات بھی قرآن پاک سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین قیامت یعنی یوم حساب سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ قیامت کے بارے میں معلومات ہونا بھی ذوالقرنین کے نبی ہونے کی دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ کہف کی آیت نمبر ۹۸ میں ذکر ہے "وعدہ پروردگار میرے کا کر دے گا اس کو ریزہ ریزہ"
دلیل نمبر سوم۔ سورۃ کہف کی آیت ۹۲ تا ۹۸ میں ذکر ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوم دو پہاڑوں کے بیچ کھلے راستے (درہ) سے دوسری قوم کے علاقے میں داخل ہو کر لوٹ مار کرتے واپس چلے جاتے۔ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب وسائل اور قوت و وحشت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سد باب ان سے ہو سکے گا۔ انہوں نے ذوالقرنین سے اس منصوبے پر خرچ آنے والے مصارف کی ادائیگی محصول کی صورت میں ادا کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا "جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے۔ سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ ایک دیوار موٹی اور لا دو مجھ کو ٹکڑے لوہے کے یہاں تک کہ جب اس لوہے کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئی لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھنکو اور جب تانبا تپنے کے بعد پگھلنے لگا۔ تو اس وقت پگھلا ہوا تانبا پہاڑوں کے درمیان ڈال دیا گیا۔ جو لوہے کے ٹکڑوں کے درمیان اور پہاڑوں کے درمیان جم گیا اور ایک بہت موٹی تانبے کی دیوار بن گئی۔ اور اس کے بعد یاجوج ماجوج کبھی اس طرف سے علاقے میں داخل نہ ہو سکے۔
توجہ:۔ ذوالقرنین نے پہاڑوں کے درمیان بے پناہ تانبا ڈال دیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذوالقرنین کے پاس بے پناہ تانبا تھا۔ جو اس نے استعمال کیا۔ قرآن پاک کی سورۃ سباہ کی آیت نمبر ۱۲ میں مذکور ہے حضرت سیلمان علیہ السلام کے لئے "اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے چشمہ پگھلتے ہوئے تانبے کا" اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت سیلمان علیہ السلام ہی ذوالقرنین تھے۔ کہ تانبے کا بے شمار خزانہ حضرت سیلمان علیہ السلام کے پاس ہی موجود تھا۔ جو انہوں نے یاجوج ماجوج سے بچاؤ کے لئے کھڑی کی جانے والی دیوار میں استعمال کیا۔

دلیل نمبر چہارم ۔ دو پہاڑوں کے درمیان تانبا بھرنے کے لئے دو باتیں مد نظر رکھی جاتی ہیں ۔ (۱) پہاڑوں کے درمیان کی اونچائی تک تانبا انڈیلنا اور (۲) پہاڑوں کے قریب تانبے کا پہنچانا۔ یہ دونوں کام ذوالقرنین خطاب سے لئے دکھائے گئے ۔ اور یہی دونوں کام قرآن پاک کی رو سے حضرت سلیمان علیہ السلام آسانی سے کر سکتے تھے ۔ کیونکہ ان کے پاس کام کرنے کے لئے جنات تھے ۔ جن سے وہ بڑے بڑے کام لیا کرتے تھے ۔ عمارات بنوانا سمندر میں غوطہ لگوا کر جواہرات نکلوانا۔ اور حوض کے برابر دیگیں وغیرہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہی ملتی ہیں ۔ کہ جن میں بے شمار تانبا وغیرہ پگلایا جا سکتا تھا۔ (۳۴ : ۱۳) تانبے چشمے سے پہاڑوں تک پہنچانا بھی حضرت سلمان علیہ السلام کے لے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ کہ ان کے پاس عفریت اور انسان ایسے ایسے تھے کہ جو ناممکن کام ممکن کر دکھلاتے تھے ۔

سورۃ انبیاء ۔ آیت نمبر ۸۲ ۔ اور تابع کئے کتنے شیطان (سرکش جن) جو غوطہ لگاتے سلمان کے حکم پر تاکہ موتی جواہرات اس کی تہہ سے نکالیں عمارات میں سخت کام کرواتے وغیرہ ۔ دیوار کا بنانا عمارت کے بنانے میں آتا ہے ۔

سورۃ نمل ۔ ۳۹ ۔ ۴۰ میں مذکور ہے ۔ کہ کہا ایک عفریت (دیو) نے کہا اس محفل کے اٹھنے سے پہلے اس کا تخت اٹھا کر لا سکتا ہوں اور کہا ایک درباری نے کہ میں پلک جھپکنے میں ملکہ بلقیس کا تخت لا سکتا ہوں اور لا کر دکھلایا۔

بائبل سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ لیکن قرآن پاک میں کہیں واضح نہیں لکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے ۔ لیکن جب قرآن پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے ۔ قرآن پاک شاہد ہے کہ ہر نبی کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے ۔ اور نبی کو ایک سے زیادہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے ۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ذوالقرنین کے نام سے دکھلایا گیا۔ غور و فکر کیجئے ۔

دلیل نمبر پنجم ۔ آسمانی کتاب زبور کے باب ۷۲ میں حضرت سلیمان کے ذکر میں کہا گیا کہ "اس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہو گی ۔ بیابانوں کے رہنے والے اس کے آگے جھکیں گے ۔ اس کے دشمن خاک چاٹیں گے ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذرانے گزار دیں گے ۔ سبا اور سبا کے بادشاہ روپے لائیں گے بلکہ سب بادشاہ اس کے آگے سرنگوں ہوں گے ۔ قومیں اس کے مطیع اور فرمانبردار ہو نگی ۔

زبور ۷۵ ویں باب میں ذکر ہے کہ "میں جھوٹوں کے سینگ توڑ دونگا اور صادق کے بلند کرونگا ۔"

اللہ تعالی نے حضرت سلیمان کے بارے میں دنیا کو اپنی کتاب زبور کے ذریعے پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ ایک ایسا نبی آنے والا ہے جس کی بادشاہی سمندروں سے سمندروں تک یعنی مشرقوں سے مغربوں تک ہو گی ..... ذوالقرنین کے حوالے سے قرآن پاک میں جو تذکرہ ہے وہ بالکل زبور میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بیان کردہ حالات و واقعات اور خواص پر بالکل منطبق ہے ۔

ذوالقرنین کے معنی دو سینگوں والا ہے ۔ اور سینگوں کا ذکر حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ اسلام کی اولاد میں ملتا ہے ۔ اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذوالقرنین در اصل حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہی خطاب تھا۔ تاج میں سینگ لگانا اس وقت عظمت حشمت و دبدبے کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔

قرآن پاک میں ایک سوال آیا ۔ "اور سوال کرتے ہیں تجھ کو ذوالقرنین سے" قرآن پاک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی اس کا جواب فراہم کرتا ہے اور کوئی ایسا سوال نہیں کہ جس کے بارے میں قرآن پاک میں خاموشی ہو یا کوئی ابہام پیدا ہو ۔ لیکن تلاش کرنے والوں کو اور تحقیق کرنے والوں کے لئے قرآن پاک میں کھلی نشانیاں ہیں ۔ یہ کہ سکندر اعظم نے مشرق میں برصغیر تک سفر کیا اور بیمار ہو گیا اور واپسی کا سفر شروع کر دیا اور راستے میں فوت ہوا لہذا ثابت ہے کہ سکندر اعظم زمین کی مشرق سورج نکلنے کی جگہ نہ پہنچ سکا اور سائرس نے مہمات روانہ کیں خود کم سفر کیا لہذا یہ ذوالقرنین نہ ہوئے ۔

اب آیئے قرآن پاک کے ان ترجموں کی طرف ۔

سوال ترجمہ ۔ "اور مسخر کئے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والا اور دریا مین غوطہ مارنے والا" (۳۸ : ۳۷)

ترجمہ ۔ "اور شیطانوں میں سے مسخر کیے وہ جو غوطہ مارتے تھے" (۲۱ ۸۲)

توجہ ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے کارندے جو بڑی بڑی عمارات بناتے تھے اور غوطہ لگاتے تھے ان کو اللہ تعالی نے شیطان کیوں کہا۔

آخر انہوں نے ایسا کیا کام کیا تھا کہ قرآن پاک میں ان کے لئے شیطان کے الفاظ ائے۔
جواب۔ جواب کے لئے ہمیں سارے پس منظر میں جانا پڑے گا۔ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین کی صبح اور شام کی سیر ایک ماہ کی مسافت کے برابر تھی۔ اور بائبل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین کا دارالخلافہ دریائے فرات کے قریب تھا۔ کیونکہ فرمایا گیا۔
اس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہو گی۔
اور سورۃ سبا کی آیت نمبر ۱۲ میں فرمایا گیا کہ حضرت سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا۔ کہ ان کی صبح کی سیر اور شام کی سیر ایک ماہ کی مسافت کے برابر تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام دریائے فرات سے جب سیر کرنے کے لئے پاکستان کی طرف آتے تھے تو ان کی سیر کرنے کی حد کوہ سلیمان تھا اس کوہ کا نام کوہ سلیمان حضرت سلیمان ذوالقرنین کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اور آج تک ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اترنے کے لئے کوہ سلیمان کی چوٹی کو اوپر سے اس طرح کٹوا دیا گیا تھا کہ وہ جگہ ایک میدان کی طرح ہموار ہے اس لئے کوہ سلیمان کی چوٹی کا نام تخت سلیمان ہے اور مشاہدہ کرنے والوں نے اس جگہ کو دیکھا ہے۔
اب سوال یہ پیدا ہوا کہ انہوں نے شیطان سے کون سی عمارتیں بنوائیں۔ پہاڑ کی چوٹی کا کٹا ہوا حصہ اور اہرام مصر کا نقشہ ایک جیسا بنتا ہے۔ کہ جیسے کسی پہاڑ سے بہت بڑے بڑے پتھر کاٹ کر لا کر اہرام مصر بنائے گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی عمارات لازمی بات ہے عجوبے ہونگے۔ اور اس علاقے میں عمارات میں عجوبے اہرام مصر نظر آتے ہیں جو کہ ظاہر ہے حضرت سلیمان ذوالقرنین نے ہی بنائے ہونگے اور یہ کام شیطان جنات سے کرایا کہ یہ اہرام مصر کا بنانا اس وقت انسانی کام نظر ہی نہیں آتا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کے وہ شیطان کارندے کہ جن کو اللہ تعالی نے حضرت سلمان علیہ السلام کے بس میں کر دیا تھا اور وہ مجبور تھے حضرت سلیمان کی وفات کے بعد انہوں نے شیطانی کام یہ کیا کہ اہرام مصر کے ساتھ ابوالہول بت کا مجسمہ بھی بنا دیا تا کہ بعد کے آنے والے لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کافر اور بت پرست تھے "نعوذباللہ" اور یوں ہوا بھی کہ بعد میں یہود کے کچھ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر وغیرہ کہا اور اللہ کا نبی نہ مانا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کے کارندوں کو اللہ تعالی نے قرآن پاک میں شیطان اس لئے کہا کہ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیطانی کام کئے اور بت ابوالہول بنایا۔

معراج کی حقیقت

معراج کے بارے میں قرآن پاک میں دو جگہ ذکر آیا ہے سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم میں۔ ترجمہ:۔ (از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی)
پاکی ہے اس شخص کو لے گیا بندے اپنے کو رات کو مسجد حرام سے طرف مسجد اقصی کی وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کو تو کہ دکھلا دیں ہم اس کو نشانیاں اپنی سے تحقیق وہ ہے سننے والا دیکھنے والا۔ سورۃ اسرائیل آیت نمبر ا۔
قسم ہے تارے کی جب گرے (۱) نہیں بہک گیا یار تمہارا اور نہ راہ سے پھر گیا (۲) اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے (۳) نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے (۴) سکھایا ہے اس کو قوت والے نے (۵) صاحب قوت ہے پس پورا نظر آیا (۶) اور وہ بیچ کنارے بلند کے تھا (۷) پھر نزدیک ہوا پس اتر آیا (۸) پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک (۹) پس وحی پہنچائی ہم نے طرف بندے اپنے کو جو پہنچائی۔ (۱۰) نہیں جھوٹ بولا دل نے جو کچھ دیکھا (۱۱) کیا پس جھگڑتے ہو تم سے اوپر اس کے کہ دیکھا ہے (۱۲) اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس نے اس کو ایک بار اور (۱۳) نزدیک سدرۃ المنتہا کے (۱۴) نزدیک اس کے ہے جنت الماویٰ کے (۱۵) جس وقت کہ ڈھانکتا تھا بیری کو جو کچھ کہ ڈھانک رہا تھا (۱۶) نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی (۱۷) تحقیق دیکھا اس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو (۱۸) سورۃ النجم آیت نمبر ا تا ۱۸۔
سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ا میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور پاک کو مسجد حرام سے مسجد اقصی کی طرف لے جایا گیا راستے میں کیا کیا ہوا اور پھر مسجد اقصی سے آسمان پر لے جایا گیا اس بارے میں پڑھنے والوں کو بہت مواد اور تفصیل مل جاتی ہے لیکن یہ بندہ صرف سورۃ النجم کی آیت نمبر ا تا ۱۸ کی تشریح اور تفسیر لکھنا چاہتا ہے۔ ان آیات کی تشریح اور تفسیر لکھنے سے پہلے یہ بھی بہت ضروری سمجھتا ہے کہ ان آیات کا ترجمہ از شاہ عبد القادر شاہ صاحب محدث دہلوی بھی ضرور لکھا جائے لہذا پیش خدمت

ہے۔
قسم ہے تارے کی جب گرے۔ ۱۔ بہکا نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا۔ ۲۔ اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے۔ ۳۔ یہ حکم ہے جو پہنچتا ہے۔ ۴۔ سکھایا ہے اس کو قوتوں والے نے۔ ۴۔ زور آور نے پھر (سیدھا کھڑا ہو گیا) بیٹھا۔ ٦۔ اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے۔ ۷۔ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ ۸۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک۔ ۹۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔ ۱۰۔ جھوٹ نہ دیکھا جو دل نے دیکھا۔ ۱۱۔ اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا۔ ۱۲۔ اور اس کو اس نے دیکھا ہے ایک دوسرے اتارے میں۔ ۱۳۔ پرلی حد کی بیری کے پاس۔ ۱۴۔ اس پاس ہے بہشت رہنے کی۔ ۱۵۔ جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا۔ ۱٦۔ بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ ۱۷۔ بے شک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے۔ ۱۸۔

"قسم ہے تارے کی جب گرے"

اللہ تعالیٰ نے ستارے کی قسم کھائی کونسے ستارے کی قسم کھائی یا کسی چیز کو ستارہ کہ کر قسم کھائی کچھ پتہ نہیں چلتا اللہ کے راز اللہ جانے لیکن یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھا کر جو بات کی جارہی ہے وہ بات خاص اور وزن والی ہے ایک سمجھنے والے نے ستارے سے مراد قرآن پاک لیا اور مجھے تو قرآن پاک کی تمام آیات ہی ستارے نظر آتے ہیں۔ اور ایک ایک آیات میں بھی کئی کئی ستارے موجود ہیں۔

"نہیں بہک گیا یار تمہارا اور نہ راہ سے پھر گیا۔ ۲۔ نہیں بولتا خواہش اپنی سے۔ ۳۔ نہیں مگر وحی بھیجی جاتی ہے۔ ۴۔ سکھایا ہے اس کو سخت قوتوں والے نے"۔

قرآن پاک کی اکثر آیات کا ترجمہ خود ہی مفہوم تشریح اور تفسیر ہوتا ہے کہ اس کی تشریح یا تفسیر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان آیات میں صاف بتلایا جارہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ وحی معراج سے متعلق جو بھی باتیں کر رہے ہیں یا کیں یہ بہکی ہوئی باتیں نہیں حقیقت پر مبنی ہیں اس سخت قوتوں والے سے مراد جبرائیل امین ہے۔

"صاحب قوت ہے پھر پورا نظر آیا۔ ٦۔ اور وہ تھا اونچ کنارے بلند کے تھا۔ ۷۔ پھر نزدیک ہوا پس اتر آیا۔ ۸۔ پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک۔ ۹۔ پس وحی پہنچائی ہم نے طرف بندے اپنے کے۔ ۱۰۔ نہیں جھوٹ بولا دل نے جو کچھ دیکھا

صاحب قوت ہے حضرت جبرائیل پھر حضرت جبرائیل کے صاحب قوت ہونے کا مظاہرہ دکھلایا گیا یوں کہ حضرت جبرائیل کا وجود پورا نظر آیا یعنی اتنا بڑا ہوتا چلا گیا کہ جس سے پورا آسمان حضرت جبرائیل کے وجود سے بھر گیا اور حضرت جبرائیل بلندی میں اس کنارے تک پہنچ گئے کہ جہاں سے اللہ تعالیٰ سے وحی حاصل کرتے تھے۔ وحی حاصل کرنے کے بعد پھر حضرت محمد ﷺ کے نزدیک ہونا شروع ہوئے اور واپس ہوتے ہوئے اتر آئے از ترجمہ شاہ عبدالقادر شاہ صاحب کے مطابق لٹک آئے دونوں ہی ترجمے بہت بہترین لکھے ہوئے ہیں۔

"پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک" (۹)۔

اس آیت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو ایک خاص سمجھ عطا فرمائی ہے کہ جو آج تک کسی کو بھی نہ آئی۔ اس آیت سے علماء آج تک جو مطلب لیتے رہے وہ یوں کہ پھر یوں ہوا کہ حضرت جبرائیل کا اور حضور پاک حضرت محمد ﷺ آپس میں پاؤں سے پاؤں کا فاصلہ دو کمان یا اس سے بھی کم رہ گیا یہ مفہوم غلط ہے۔ عالم دنیا میں بھی حضرت جبرائیل بہت دفعہ وحی لے کر آئے اور کئی بار ایسا ہوا ہو گا کہ حضرت جبرائیل اور حضرت محمد ﷺ کا آپس میں زمین سے زمین تک کا فاصلہ دو کمان یا اس سے بھی کم ہوا ہو گا لیکن قرآن پاک کی معراج والی آیات میں یہ فرمایا کہ "پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک" اس کا اصل مفہوم یہ کہ پہلے حضرت جبرائیل وحی حاصل کرنے کے لئے اتنے بڑے وجود کے بن گئے کہ ان کے وجود سے آسمان بھر گیا پھر وحی حاصل کرنے کے بعد حضور پاک کی طرف اترنا شروع ہوئے اور لٹک آئے اور اپنا وجود اتنا چھوٹا بنا لیا کہ ان کا قد زمین پاؤں سے بلندی کی طرف دو کمان یا اس سے بھی کم رہ گیا مطلب یہ کہ وہ انسانی قد کاٹھ میں آگئے اور انسانی قد کاٹھ میں آنے کے بعد حضور پاک کو وحی پہنچائی یہ لکھا جاتا کہ "پس تھا قدر دو کمان کے" اس سے مراد زمین سے بلندی کی طرف کا فاصلہ ہے نہ کہ زمین سے زمین کی طرف۔

یہ مفہوم جو کہ اس بندہ نے لکھا ہے۔ یہ بندہ انتہائی یقین اور دعوے سے کہتا ہے کہ یہ اس آیت کا مفہوم صحیح اور سچ لکھا ہے جو کہ آج تک کسی نے نہیں لکھا۔

قریب مرگ لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے فرشتوں کو اس طرح سے دیکھا ہے کہ ان کے قد آسمان کے برابر تھے اور پھر اتنے گھوٹے ہوئے کہ ایک بالشت یا ایک فٹ کے بن گئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معراج میں جبرائیل امین نے یہ عمل صرف ایک بار کیا یا کئی بار؟ جیسے کہ مشہور ہے کہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور کم ہوتے ہوئے پانچ رہ گئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ حضرت جبائیل نے یہ بار بار کیا یعنی حضور پاک کا پیغام اللہ تالی تک پہنچایا اور اللہ تعالی کی وحی حضور پاک تک پہنچائی۔ ان آیات سے یہ کہنا بھی غلط ہو جاتا ہے کہ معراج پر حضرت جبرائیل کے پر جلنے لگے اور وہ آگے نہ جاسکے اور حضور پاک آگے چلے گئے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام باتیں اور وحی جبرائیل امین کے ذریعے سے ہوئیں

"کیا پس جھگڑتے ہو تم اس نے اوپر اس کے کہ دیکھتا ہے"

معراج کے بارے میں کفار یہ جھگڑا کرتے تھے کہ یہ بہکی ہوئی باتیں ہیں۔ اور جھوٹ باتیں ہیں ایسا ہو نہیں سکتا لیکن یہ بندہ مسلمانوں میں بھی اس معراج کے معاملہ میں جھگڑا سنتا ہے اور ایسے مسلمان کہ جن کے دلوں میں کجی (مرض ٹیڑھا پن) پڑ چکا ہے ان معراج والی آیات کی غلط تشریح کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ یوں کہ۔ حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالی سے براہ راست آمنے سامنے باتیں کیں اور اللہ تعالی اور حضرت محمد ﷺ کا آپس میں فاصلہ دو کمان کے برابر تھا۔ اور یہ کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالے کو اپنی ہی شکل میں دیکھا۔ (نعوذباللہ) اور ان باتوں کو شعروشاعری میں ڈھال رکھا ہے کہ سننے والوں پر گہرا اثر پڑے۔ اور اس بندے ان باتوں کا گہرا اثر پڑتے ہوئے لوگ دیکھے۔

ترجمہ! از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔ "پس وحی پہنچائی ہم نے طرف بندے اپنے کو جو پہنچائی "ترجمہ از شاہ عبدالقادر شاہ صاحب "پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا" (۳۵:۹) لفظ پہنچائی یا "بھیجا" واضح ثبوت ہے کہ کسی کے ذریعے پہنچائی یا بھیجی۔ اور ذریعہ حضرت جبرائیل تھے۔ بھیجی مطابق قرآن پاک کے۔ توجہ کریں قرآن پاک کی سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۳ ہے۔

"نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو" قرآن پاک کی یہ آیت واضح ثبوت فراہم کرتی ہے کہ اللہ تعالی کو کسی کی نظریں نہیں دیکھ سکتی۔ یہی سوال ایک دفعہ اماں عائشہ بی بی سے کیا گیا کہ کیا حضور پاک ﷺ نے معراج میں اللہ تعالی کو دیکھا تو آپ نے قرآن پاک کی یہی آیت پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعالی کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالی کی ذات تو بہت بڑی ذات ہے بھلا اس ذات کو دو کمان کے فاصلے سے کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی پہاڑ کو بھی دو کمان کے فاصلے سے دیکھے تو پہاڑ کا ذرا سا حصہ دیکھا جاسکے گا۔ اور کسی کو ہاتھی ایک انچ کے فاصلے سے دیکھایا جائے تو اسے کالے رنگ کی ایک دیوار کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اور یہ کہنا کہ اللہ تعالی کو اپنی شکل میں دیکھا اس کی حقیقت یہ ہے کہ ساتویں آسمان پر آپ نے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ جن کی شکل صورت بالکل حضور پاک ﷺ جیسی تھی۔ آپ جناب حضور پاک ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں تو اللہ تعالی نے آپ جناب حضور پاک ﷺ کو حضرت ابراہیم کی شکل میں پیدا کیا۔

"اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس نے اس کو ایک بار (۱۳) نزدیک سدرۃ المنتہی کی (۱۴) نزدیک اس کے ہے جنۃ الماوٰی کے (۱۴) مفہوم ان آیات کا یہ ہے کہ دیکھا ہے اس نے اسکو ایک بار اور جیسا کہ دیکھا ہے نزدیک سدرۃ المنتہا کے جو جنت (بہشت) کے قریب ہے "اللہ تعالی کا ایک انداز بیاں ہے کہ درمیان میں کہیں ایک لفظ اور کہیں پورے فقرے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس بندہ نے قرآن پاک سمجھنا کے عنوان سے ایک تحریر لکھی ہے جس میں اس بات کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

معراج کے موقع کی آیات میں کہا جا رہا ہے کہ دیکھا ہے اس کو ایک بار اور اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ وہ دیکھنا معراج سے پہلے کا ہے۔ وہ کون سا موقع ہے اس بارے میں دیکھتے ہیں۔

جب حضور پاک ﷺ پر سب سے پہلے وحی اتری۔ "اقراء باسم ربی" تو اس وقت پہلی وحی کے موقع پر حضور پاک نے حضرت جبرائیل کو پہلی دفعہ دیکھا کہ حضرت جبرائیل امین کے وجود سے پورا آسمان بھرا ہوا تھا۔ آپ اس وقت غار حرا میں تھے آپ خوف زدہ ہو کر گھر کی طرف بھاگے اور گھر جا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ میں نے ایسا دیکھا ایک شخص کے وجود سے آسمان بھرا ہوا تھا اور اس نے مجھ سے یوں کہا۔ "اقراء بسم ربی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات بتلائی اور فرمایا کہ شاید

میں اب جلد فوت ہو جاؤں اور آپ ﷺ کو بخار ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی وغیرہ دی اور پھر آپ ﷺ کو اپنے پھوپھی زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو تورات اور انجیل کا عالم تھا۔ اور تمام واقعہ وحی کے الفاظ بتائے تو ورقہ بن نوفل نے بتایا کہ یہ تو فرشتہ تھا اور یہ کہ اب جناب نبوت کے لئے چن لئے گئے ہیں اور لوگ آپ کے مخالف ہونگے اور ہجرت بھی کرنی پڑے گی اور جہاد کا حکم بھی ہو گا کاش کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں۔ ورقہ بن نوفل اس وقت بوڑھا ضعیف تھا۔ اس لئے ورقہ بن نوفل کو پہلا مسلمان کہا جا سکتا ہے کہ اس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی کہ جس وقت آپ جناب حضرت محمد ﷺ کو بھی علم نہیں تھا کہ میں نبی ہوں۔
سدرۃ المنتہا وہ حد ہے جہاں تک حضرت محمد ﷺ کو لے جایا گیا کہ جس کے قریب جنت ہے۔
"جس وقت کے ڈھانکتا تھا بیری کو جو کچھ ڈھانک رہا تھا (۱۶) نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی (۱۷) تحقیق دیکھا اس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو (۱۸)
اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکنے کے بارے میں اور دلائل۔
۱۔ ترجمہ "اور یہ بھی کہا تو میرا چہرا نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہ رہے گا۔" توریت خروج (۳۳:۲۰) اور حضور ﷺ انسان تھے۔ ترجمہ "خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا" انجیل مقدس یوحنا (۱:۱۸) فرشتوں نے بھی۔
القرآن "اور جب آیا موسیٰ واسطے وعدے ہمارے کے اور کلام کیا اس سے رب اس کے نے کہا اے رب میرے دکھلا دے تو مجھ کو دیکھوں میں طرف تیری کہا اللہ نے ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو" (۷:۱۴۳)
تفسیر ابن کثیر سورۃ النجم سے اقتباس۔ "ایک مرتبہ حضرت مسروق رحمت اللہ حضرت عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو نے ایسی بات کہہ دی کہ جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا مائی صاحبہ قرآن کریم فرماتا ہے آپ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ سنو! اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے۔"

ایک باطل نظریہ

ایک باطل نظریہ کہ اللہ تعالیٰ بندے میں حلول کر جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)
بعض نیک لوگوں نے کچھ اس قسم کی بات کر دی جسے لوگوں نے دلیل بنا لیا اور حالانکہ وہ کہنے والوں میں سے لوگ رو دیئے کہ میں نے کیا کہا باطل فقرہ کہ میں اللہ ہوں کہ جو اس بندے میں بول رہا ہوں لیکن جاہل لوگوں نے اسے دلیل بنا لیا کہ کہنے والا بڑا نیک آدمی تھا اور نیک انسانوں میں اللہ کبھی کبھی حلول کر جاتا ہے اور اس کے لئے ایک دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ لوہا جب آگ میں گرم ہو کر سرخ ہو جاتا ہے تو وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ من آتشم من آتشم میں آگ ہوں میں اگ ہوں حالانکہ وہ لوہا ہوتا ہے لیکن اس وقت اس میں آگ کی تمام تاثیر اور خاصیت ہے۔ یہ نظریہ باطل ہے اور ہم اسے دلائل کے ذریعے باطل قرار دیں گے۔
۱۔ واقعہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ۷۰ آدمی لے کر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے چلے گئے تھے تو اللہ نے صرف کوہ طور پر ایک تجلی ڈالی تھی کہ وہ جل کر سرمہ بن گیا اور آدمی فوت ہو گئے اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے (۲:۵۵:۵۶) ایک تجلی دیکھنے سے تو انسان کا یہ حشر ہوا تو اے اللہ کے بندو قریب آنے سے کیا حشر ہو گا۔ حلول کرنا تو دور کی بات ہے۔ ۲۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان میں حلول کر جاتا تو پھر حضرت محمد ﷺ پر جبرائیل امین کے ذریعے وحی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان میں داخل ہو کر تمام قرآن پاک کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا جاتا (نعوذ باللہ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔
۳۔ ہر انسان کے پیٹ میں گند بھرا ہوا ہے اور یہ بات ہر انسان جانتا ہے۔ پھر بھلا ایسی بات پر یقین کیا جا سکتا ہے۔ توبہ توبہ (نعوذ باللہ)
سوال۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض نیک لوگوں نے ایسا فقرہ کیوں کہہ دیا مدہوشی میں وغیرہ۔
جواب۔ وجہ یہ ہے بعض لوگ شیطان کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں کہ میرے پاس یا فلاں شخص کے پاس شیطان پھٹک بھی نہیں سکتا۔ لیکن وہ لوگ شیطان کو جانتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ بعض بد روحیں کسی بھی انسان کے جسم پر قبضہ کر کے اس کے منہ سے کچھ بھی بکواس بول سکتی ہیں اور ایسا ہونے کا ثبوت انجیل مقدس سے ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسانوں میں سے بد روحیں نکالا کرتے تھے۔

اور ایک بدروح نے نکلتے نکلتے شیطانی شوشہ چھوڑ دیا کہ حضرت عیسی خدا کا بیٹا ہے جس کی وجہ سے لوگوں نے حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور شرک پھیل گیا۔ اسی طرح بعض بدروحیں کسی نیک انسان میں داخل ہو کر اس کے منہ سے ایسا باطل فقرہ نکال دیتی ہے کہ دنیا میں شیطانی باطل نظریہ پھیلے۔
اور ناپاک روحیں جب اسے دیکھتی تھیں تو اس کے آگے گر پڑتی تھیں کہ تو خدا کا بیٹا ہے۔

دودھ اور شہد کی نہریں

القرآن ترجمہ۔ صفت اس بہشت کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار بیچ اس کے نہریں ہیں پانی سے بن بگڑا ہوا اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہ بدلہ گیا مزا ان کا اور شراب مزا سرور دینے والی واسطے پینے والوں کے اور نہریں ہیں شہد صاف کیے گئے کی اور واسطے ان کے ہیں بیچ میوے ہر طرح کے اور بخشش پروردگار ان کے سے "(۱۵:۴۷)
جنت میں چار قسم کی نہروں کا ذکر آیا ہے۔ پانی۔ دوودھ۔ شہد۔ سرور دینے والے پانی کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دودھ اور شہد اور سرور دینے والا پانی کی بھی ایسی ہی نہریں ہو نگی۔ جواب یہ ہے کہ جنت میں دوودھ اور شہد اور سرور دینے والے پانی کی ایسی نہریں نہیں ہو نگی جیسے کہ ہم پانی کی نہریں دیکھتے ہیں ہاں جنت میں پانی کی نہریں ایسی ہو نگی کہ جیسی ہم دنیا میں پانی کی نہریں دیکھتے ہیں۔ جنت میں زمین سے تیار کی گئے زرخیز ( ) کہ وہاں نہایت سرسبز) کو پانی پانی کی وافر مقدار چاہیے اس لئے وہاں پانی کی وافر مقدار چاہیے۔ دودھ اور شہد ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جو کھیتوں کو پانی کی طرح دیا جائے اس لئے دودھ اور شہد کی جنت میں ایسی نہریں نہیں ہو نگی جیسے کہ پانی کی نہریں یہ ایک اللہ کا انداز بیان ہے۔ کہ فرمایا دودھ اور شہد کی نہریں ہو نگی مطلب یہ کہ جنت میں دودھ اور شہد وافر مقدار میں ہو گا۔ وہ یوں کہ جنت میں جنتی آدمی کے لئے گائیں بھینسیں ہو نگی دودھ دینے والی۔ کہ چاہے جنتی بالٹیاں دودھ کی بھر لیں اور یہ کہ جنت میں حوروں اور بچوں (کارندے) کی بہت تعداد ہو گی۔ اور انہیں دودھ کی کمی نہ ہو گی۔ اسی طرح شہد کہ جنت میں بے شمار شہد کے چھتے ہو نگے کہ جتنا چاہے شہد حاصل کر لیا جائے۔ اسی طرح سرور دینے والا پانی چاہے جتنا بنا لیا جائے جیسے ہم گنے اور انگور کا سرکا بنا لیتے ہیں اور یہ کہ گنے کا رس جس میں ادرک اور لیموے ڈال دیا جائے اور سیب کا جوس جس میں دودھ وافر ملا دیا جائے شربت بادام وغیرہ بھی سرور دینے والے پانی میں آتے ہیں جسے محاورے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔
سوال۔ کیا آپ جنت میں ہو کر آئے ہیں جو آپ نے لکھ دیا کہ جنت میں دودھ اور شہد کی ایسی نہریں نہیں ہو نگی جیسے پانی کی۔
جواب۔ یہ کہ اس بندہ نے الہامی کتابیں پڑھیں تو توریت میں جب یہ الفاظ آئے " اور خداوند قوی ہاتھ اور بلند بازو سے بڑی ہیبت اور نشانیوں اور معجزوں کے ساتھ ہمیں مصر سے نکال لایا۔ اور ہم کو اس جگہ لا کر اس نے یہ ملک جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے ہم کو دیا " (استثنا۲۶ ۹۸)
اب اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر ایسا علاقہ دیا کہ جس کے بارے میں بنی اسرائیل نے یہ کہا کہ یہاں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ مطلب یہ کہ دودھ دینے والے جانور کافی مقدار میں ان کے پاس ہونگے اور ان کے کھانے کے لئے چارہ بھی وہاں اللہ تعالی نے شہد کے چھتے بھی وافر لگا دیئے ہونگے جس کو انہوں نے دودھ اور شہد کا بہتا کہا۔ آج کل بھی دیہاتوں میں ایک ایک گھر میں کئی کئی بھینسیں ہیں ان کو خوب دودھ مہیا کرتی ہیں اور شہد کے چھتے توڑنے والے ایک ایک دن میں کئی کئی شہد کے چھتے تلاش کر لیتے ہیں اور اپنی روزی بنا لیتے ہیں۔ توریت کے ان الفاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دودھ اور شہد جنت میں اس طرح کا ہو گا لیکن بہت زیادہ مقدار میں کہ جس کو دودھ اور شہد کی نہریں فرما دیا گیا۔

مت کہو پاک جانوں اپنوں کو

القرآن۔ ترجمہ۔ " وہ لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے مگر نزدیک ہو جانے سے ان گناہوں کی تحقیق رب تیرا بڑی بخشش والا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ تم کو جس وقت کے پیدا کیا تم کو زمین سے اور جس وقت تم بھی تھے بیچ پیٹوں ماؤں اپنے کے پس مت پاکی کہو تم جانوں اپنوں کو وہ خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ پرہیزگاری کرتا ہے "(۳۲:۵۳)
اس آیت میں اللہ نے انسان کا ڈھول کا پول کھول کے رکھ دیا دو رخوں سے۔ ا وجود سے۔ ۲۔ اعمال سے

وجود سے

فرمایا کہ جس وقت کہ پیدا کیا تم کو زمین سے مطلب یہ کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تو کس چیز سے بنایا تھا۔ مفہوم یہ کہ سڑی ہوئی کیچڑ سے (   )

اور تم کو ماؤں کے پیٹ میں ڈالا گیا تم کیا تھے ناپاک تھے تمہاری بنیاد ہی ناپاک ہے۔ اس موضوع پر ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق نے تقریر شروع کی تھی تو لوگوں کو اپنے وجود سے کراہت ہونے لگی تھی۔

مطلب یہ ہوا کہ

انسان کی بنیاد سڑی ہوئی کیچڑ سے (حضرت آدم علیہ السلام) اور دوسرے تمام انسانوں کی پیدائش ماں باپ کے ناپاک پانی سے۔ اور یہ کہ ہر انسان کے پیٹ میں ہر وقت گند بھرا رہتا ہے۔ ایسی بنیاد اور ایسی موجودہ حالت کا انسان اپنے آپ کو کیسے پاک قرار دیا سکتا ہے۔ آیت "مشرک ناپاک ہیں" (   ) مسلمانوں کو پاک سمجھا گیا اور مشرک کو ناپاک حالانکہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح نہائے دھوئے رہتے ہیں مطلب یہ کہ شریعت دین اسلام میں مسلمان کو پاک اور مشرک کو ناپاک بتلایا۔ اس لئے کچھ علماء نے کہا ہے کہ انسان حقیقت میں ناپاک ہے اور شریعت میں پاک۔

اعمال سے

جس کی بنیاد ہی ناپاک ہو۔ وہ ناپاکی کی طرف ضرور مائل ہو جاتا ہے۔ اس میں امتحان اسے اور بھی مشکل میں ڈال دیتے ہیں کہ جس سے گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے جب کہ شیطان بھی انسان کے پیچھے لگے ہوئے ہوں۔ سورۃ یوسف میں فرمایا "اور البتہ قصد کیا عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اسکے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی دلیل رب اپنے کی اس طرح کیا ہم نے تو کہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ بندوں ہمارے خالص کئے گئیوں میں سے تھا" (۱۲: ۲۴) قرآن پاک کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک نبی بھی برائی سے نہ بچ سکتے تھے اگر انہیں اللہ تعالی برائی اور بے حیائی سے نہ بچاتا عام آدمی تو ہے کیا چیز واقعہ داؤد علیہ السلام کو دیکھ لو۔

انسان کے اعمال کے تجربات دیکھ کر علماء نے یوں کہا ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ اسی اللہ تعالی یہ آیت جیسے کہ طنزیہ انداز میں کہی ہے کہ مت پاک کہو اپنی جانوں اپنیوں کو کہ وہ خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ پرہیزگار ہے۔ مطلب یہ کہ اعمال سے گناہوں سے بچنا ناممکن نظر آتا ہے۔ اس لئے اس آیت کے شروع میں فرمایا کہ بچتے رہو بڑے گناہوں سے۔ صرف بڑے گناہوں سے خاص طور پر بچنے کی تلقین فرمائی کہ چھوٹے گناہوں سے انسانوں کا بچنا مشکل ہے کیونکہ اس کی خصلت اور بنیاد ہی ناپاک ہے۔ اور یہی بات آیت نمبر (۴: ۳۱) میں بھی فرمائی گئی ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا کہ کوئی بھی انسان انتہائی مذہبی بننے کی کوشش نہ کرے کہ یہ بہت مشکل ہو جائے گا دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے کہ انسان کے ساتھ پیٹ لگا ہوا ہے اپنے اور بیوی بچے۔ صاحب اولاد کو تو پریشانی ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اللہ تعالی معاف کرنے والا مہربان ہے۔

قرآن پاک کی آیت کی سچائی کی رو سے کوئی بھی شخص اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہہ سکتا اور سب سے بیوقوف تو وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے بارے میں خواہ وہ فوت شدہ ہوں یا زندہ یہ کہے کہ فلاں شخص بڑا نیک پاک بابا گزرا ہے۔ یہ تو وہ بابا ہی جانتا ہے کہ وہ کتنا نیک پاک ہے یا اللہ تعالی۔ خواہ وہ نیک بابا اپنے گناہ یاد کرکے یوں کہتا ہو کہ یاد ماضی عذاب ہے یارب چھین لے مجھ سے حافظہ میرا۔ دین اسلام پر سو فیصد پورا اترنا ناممکن ہے۔

ترجمہ "کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کو پاک کہتے ہیں جانوں اپنی کو بلکہ اللہ تعالی ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے" (۴: ۴۹) کیونکہ زمین پر ایسا کوئی راستباز انسان نہیں کہ نیکی ہی کرے اور خطا نہ کرے۔ (بائبل واعظ ۷: ۲۰)

وراثت کے چند پہلو

سورۃ النساء میں وراثت کی تفصیل لکھی ہے لیکن یہ بندہ صرف وراثت کے چند پہلو پر لکھنا چاہتا ہے کہ دادا فوت ہونے پر اس کے یتیم پوتے (جو کہ دادے کی زندگی میں یتیم ہو چکا ہو) کو دادا کی وراثت میں سے حق ملے گا یا نہیں جبکہ یتیم بچوں کے چاچے زندہ ہوں؟

۱۔ اس بارے میں علماء کا فتوی یہ ملتا ہے کہ چاچوں کے ہوتے ہوئے یتیم بچوں پوتوں کو کوئی حق وراثت نہیں ملے گا کیونکہ قریبی کا حق پہلے ہے اور یتیم پوتے بعیدی ہیں اس لئے ان کا وراثت میں کوئی حق نہیں۔

۲۔ حکومت پاکستان میں اس بارے میں بمطابق فیصلہ سپریم کورٹ میں فیصلہ دیا گیا ہے کہ ایسے یتیم یا بالغ کہ جن (کا باپ فوت) ہو چکا ہو چاہے زندہ ہوں ان کے دادا فوت ہونے کی صورت میں ان یتیم بچوں کو بھی دادا کی فوتگی پر وراثت میں حق ملے گا اس طرح ان کا باپ زندہ تصور ہو کر اس کو اپنے بھائیوں کے برابر حصہ ملا پھر فوت شدہ تصور ہو کر ہی حصہ اس کی اولاد کو ملا یعنی یتیم بچوں کو یا دادے کے پوتوں کو۔
عام طور پر سننے میں آیا ہے علماء کرام کا فتویٰ شریعت دین کے عین مطابق ہے اور حکومت پاکستان کا فیصلہ شریعت دین اسلام کے خلاف ہے۔
اس بندہ نے اس بارے میں خوب غور فکر کیا ہے کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومت پاکستان کی سپریم کورٹ کا فیصلہ شریعت دین اسلام کے عین مطابق ہے اور علماء کا فتویٰ شریعت دین کے خلاف۔ جس کے ثبوت میں بندہ دلائل سے بات کرتا ہے۔
دین اسلام میں کسی چیز کے بارے یا کسی بات کی بابت فیصلہ یا فتویٰ دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طبیعت اور صفات کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ یا فتویٰ دیا جائے گا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ جو فتویٰ یا فیصلہ ہم دے رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ الٹا ہم سے ناراض ہو جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طبیعت اور صفات کے خلاف فتویٰ یا فیصلہ دے دیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طبیعت اور صفات کی دو باتیں تو ضرور رکھی جائیں گی۔
۱۔ ترجمہ القرآن "......اور یہ کہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے" (۳:۱۸۲)(۹:۵۱)(۸:۵۱)
۲۔ ترجمہ القرآن "......مطلب ہمارا فرمابرداری ہے معقول..." (۲۴:۵۷)
۳۔ ترجمہ القرآن "......اور حکم کریں ساتھ اچھی چیز کے (معقول) اور منع کریں نامعقول سے....." (۳:۱۰۴)
اللہ تعالیٰ کی دو صفات کھل کر سامنے آئیں ۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بندے پر ظلم نہیں کرتا ۲۔ اللہ تعالیٰ نامعقول بات پسند نہیں کرتا۔
شریعت دین اسلام اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اس لئے شریعت دین اسلام میں کہیں بھی کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ کسی انسان کے ساتھ ظلم کیا جائے یا نامعقول بات کہی جائے۔
تو سب سے پہلے یہ بندہ دلیل پیش کرتا ہے۔
دلیل نمبر۱۔ یہ دیکھا جائے تو علماء کا فتویٰ سراسر ظلم ہے کہ ایک تو ان بچوں کا والد فوت ہو گیا اور پھر فتویٰ کہ دادے کی وراثت میں سے حق نہ دیا جائے۔ یتیموں پر ظلم کرنے والی بات ہے۔ یہ کہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا علماء کا فتویٰ غلط ہے اور حکومت پاکستان کی سپریم کورٹ کا فیصلہ عین دین اسلام کے مطابق ہے۔
دلیل نمبر۲۔ اس طرح حکومت پاکستان کے فیصلے اور علماء کے فتویٰ پر خوب غور کرو کہ فیصلہ نامعقول ہے یا فتویٰ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ فتویٰ نامعقول ہے اور سپریم کورٹ کا فیصلہ صاف اور ظاہر جائز اور معقول بات ہے اور اللہ تعالیٰ معقول بات کی اجازت دیتا ہے نامعقول کی نہیں۔
دلیل نمبر۳ یہ دلیل حجت تمام ہے کہ سورۃ یوسف میں (۱۲:۶) میں نے دادے اور پڑدادے کو باپ کہا ہے۔ اسکو اوپر دو باپ تیرے ابراہیم اسحاق حالانکہ عربی میں دادے کو جد وغیرہ کہتے ہیں۔ اللہ نے سورۃ یوسف میں صرف اس لئے لکھا کہ کل کو لوگ دادے پڑدادے کو باپ کی حیثیت سے خارج نہ کر دیں۔ دادا تو کیا پڑدادے اور پڑپوتے میں بھی یہی معاملہ ہو تو وراثت پہنچے گی اور اکثر انسان اپنی اپنی چار پیڑھیں دیکھ لیتا ہے۔ وراثت اسی ترتیب سے ملے گی کہ درمیان والا فوت شدہ زندہ تصور ہو گا۔ ابن عباس اس بارے میں مناظرہ کرنے کو تیار تھے کہ دادے پڑدادے باپ ہوتے ہیں۔
یہ اوپر والی دلیلیں قرآن پاک کی رو سے ہیں۔ اور
دلیل نمبر۴۔ یہ کہ دادے کے ایک یتیم بچہ پوتا (لڑکا) زندہ ہو تو وہ دادا کلالہ نہیں کہلا سکتا تو پھر بھلا اسے وراثت کے حق سے کیسے محروم کیا جا سکتا ہے۔
دلیل نمبر۵۔ دادی کے فوت ہونے پر اگر دادی کے یتیم پوتے زندہ ہوں تو خاوند دادے کو چوتھائی ملا نہ کہ آدھا۔ (ابن کثیر) لہٰذا ثابت ہوا کہ یتیم پوتے کا رشتہ دادے سے خاص قریبی رشتہ ہے۔
دلیل نمبر۶۔ اے اللہ کے نیک بندو اللہ تعالیٰ کی تو وہ الرحمان الرحیم ذات ہے کہ جس نے وراثت میں دوسرے یتیم مسکین فقراء کا بھی حق رکھ دیا ہے۔ بمطابق آیت نمبر (۴:۸) تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی دادے کے ایسے حقیقی پوتے کہ جن کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ وہ بالغ ہوں یا یتیم وراثت کے حق سے محروم کر دے۔

دلیل نمبر۷ ۔ اے اللہ کے بندو دکھلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے کہ میں دادے کے ایسے پوتوں کو کہ جن کا باپ مرگیا ہو۔ وراثت کے حق سے محروم کرتا ہوں۔ عقل کرو اے اللہ والو۔
یاد رہے کہ کسی بھی شخص کو اپنی جائداد کا ۳؍۱ حصہ تک وصیت کرنے کا اختیار ہے۔ خواہ غیروں کو دے خواہ اپنے غریب رشتہ داروں کو خواہ اپنی اولاد میں سے معذور یا غریب یا خدمت کے صلہ میں۔ صرف ۳؍۱ حصہ۔
اور یہ کہ اگر کسی نے زندہ لاشیں دیکھنی ہوں تو ایسے شخص کو دیکھ لے کہ جس نے اپنی زندگی میں جائداد کا ورثہ اپنی اولاد کے نام کردیا ہو۔ زندہ تو اس لئے وہ زندہ ہے اور لاش (مردہ) اس لئے کہ مرنے کے بعد وراثت تقسیم ہوتی ہے جو ہو چکی ثبوت۔
یہ کہ کلالہ (جس کا بیٹا نہ ہو وغیرہ) جس کی جائداد جن لوگوں میں ورثہ کے طور پر تقسیم ہوتی ہے وہ تمام ایسے ہیں جیسے کلالہ کے بیٹے بیٹی اور ان لوگوں کی خدمت کرنا فرض بن جاتا ہے جیسے بیٹا بیٹی پر کیونکہ اس کی جائداد کے وارث جو ٹھہرے۔
وصیت میں تبدیلی کی جاسکتی ہے کہ فرمایا "پس جو کوئی ڈرے وصیت کرنے والے سے کجی کو یا گناہ کو پس اصلاح کردے درمیان ان کے پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (۲:۱۸۲)
ایک صحابی نے اپنے غلام کے لئے وصیت میں آزاد اور سو اونٹ کہہ دیئے۔ بعد میں بیٹوں نے اعتراض کیا معاملہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا زیادہ اونٹ کہے اور فرمایا ۲۰ دے دو ۳۰ دے دو ۳۵ دے دو فرمایا ۴۰ اور پس اس کے بعد فرمان جاری ہوا کہ ۳؍۱ سے زیادہ کی وصیت نہ کی جائے باقی تمام وارثوں میں تقسیم ہوا اور ۳؍۱ بھی بہت زیادہ ہے کم کی وصیت کیا کریں۔ اس فرمان کی رو سے اگر کوئی کلالہ یہ وصیت کردے کہ میرے مرنے کے بعد میرا سارا ورثہ مسجد کا وغیرہ تو یہ غلط وصیت ہوگی۔ ۳؍۱ مسجد کا اور ۳؍۲ وارثوں کا۔ زندہ منصف یا جج اس وصیت میں تبدیلی کرسکتے ہیں۔
ایک اور معاملہ یہ کہ اگر کسی باپ نے اپنی زندگی میں کسی لڑکے کے مطالبے پر اس کو اپنی جائداد سے رقم یا زمین کی صورت میں کافی کچھ دے دیا ہو لیکن باپ کی وفات کے پر وہ پھر وراثت میں برابر کا حصہ مانگتا ہے تو وہ غلطی پر ہے کہ وہ باپ کی زندگی میں اپنی وراثت میں سے مکمل یا نامکمل حصہ وصول پاچکا ہے کہ انجیل مقدس میں واقعہ لکھا گیا ہے (لوقا ۱۵: ۱۱ تا ۳۲ کے الفاظ
"پھر اس نے کہا کہ کسی شخص کے دو بیٹے تھے ان سے چھوٹے نے باپ سے کہا اے باپ مال کا جو حصہ مجھے پہنچتا ہے مجھے دے دے۔ اس نے اپنا مال متاع انہیں بانٹ دیا۔ اور بہت دن نہ گزرے کہ چھوٹا بیٹا اپنا سب جمع کرکے دور دراز ملک کو روانہ ہوا۔ اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اڑا دیا۔ اور جب سب خرچ کرچکا تو اس ملک میں سخت کال پڑا اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اس ملک کے ایک باشندہ کے ہاں جا پڑا۔ اس نے اس کو اپنے کھیتوں میں سور چرانے بھیجا۔ اور اسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سور کھاتے تھے انہیں سے اپنا پیٹ بھرے۔ مگر کوئی اسے نہ دیتا تھا۔ پھر اس نے ہوش میں آکر کہا میرے باپ کے بہت سے مزدوروں کو افراط سے روٹی ملتی ہے۔ اور میں یہاں بھوکا مر رہا ہوں۔ میں اٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا۔ اور اس سے کہوں گا اے باپ میں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اس لائق نہ رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے اپنے مزدوروں جیسا کرلے۔ پس وہ اٹھ کر اپنے باپ کے پاس چلا۔ وہ ابھی دور ہی تھا کہ اسے دیکھ کر اس کے باپ کو ترس آیا۔ اور دوڑ کر اسے گلے لگا لیا اور اس کو چوما۔ بیٹے نے اس سے کہا اے باپ میں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے نوکروں سے کہا اچھے لباس جلد نکال کر اسے پہناؤ اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتا پہناؤ۔ اور پلے ہوئے بچھڑے کو لاکر ذبح کرو۔ تاکہ ہم کھا کر خوشی منائیں۔ کیونکہ یہ میرا بیٹا مردہ تھا اب زندہ ہوا کھو گیا تھا اب ملا ہے۔ پس خوشی منانے لگے۔ لیکن اس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا۔ جب آکر گھر کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے اور ناچنے کی آواز سنی۔ اور ایک نوکر کو بلا کر دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے اس سے کہا تیرا بھائی آگیا ہے اور تیرے باپ نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا ہے کیونکہ اسے بھلا چنگا پایا۔ وہ غصے ہوا اور اندر نہ جانا چاہا مگر اس کا باپ باہر جاکر اسے منانے لگا۔ اس نے اپنے باپ سے جواب میں کہا دیکھ اتنے برسوں سے میں تیری خدمت کرتا ہوں اور کبھی تیری حکم عدولی نہیں کی مگر تو نے کبھی مجھے ایک بکری کا بچہ بھی ذبح کرنے کو نہیں دیا۔ لیکن جب تیرا یہ بیٹا آیا جس نے تیرا مال متاع کسبیوں میں اڑا دیا تو اس کے لئے تو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا۔ اس نے اس سے کہا بیٹا تو ہمیشہ میرے پاس ہے۔ اور جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ لیکن خوشی منانا اور شادمان ہونا مناسب تھا کیونکہ تیرا بھائی مردہ تھا اب زندہ ہوا کھویا ہوا تھا اب ملا ہے"
اس واقعہ میں نمبر ۳۱ میں کہ "جو کچھ میرا ہے تیرا ہی ہے" مطلب یہ کہ وراثت میں تیرے دوسرے بھائی کا کوئی حق نہ ہو

گا۔ اور یہ فقرہ "میں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا" مطلب یہ کہ باپ کی زندگی میں وراثت کا حق مانگ کر لے چکنا گناہ ہوا۔ وراثت تقسیم کرنے میں اگر صرف دو بھائی ہوں تو وہ اپنی جائداد اس طرح بانٹ سکتے ہیں کہ جیسے توریت پیدائش میں ذکر ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تقسیم کی اور لوط علیہ السلام نے مانگا (۹:۱۳) اسی طرح بڑا بھائی دو برابر حصے کر دے اور چھوٹا بھائی جو اسے پسند آئے مانگ لے اس طرح کوئی جھگڑا نہ ہو گا اور اگر بھائی زیادہ ہوں اور ضدی کہ ہر کوئی کہے میں فلاں حصہ لوں گا تو ان کا فیصلہ کرنے کے لئے الہامی کتاب بائبل میں قرہ ڈالنے کا طریقہ درج ہے کہ فرمایا گیا "اور جب تم زمین کو قرہ ڈال کر میراث کے لئے تقسیم کرو" (۱:۳۵) اور فرمایا "قرہ جھگڑوں کو موقوف کرتا ہے اور زبردستوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے" امثال (۱۸:۱۸)

اور توجہ خاص کہ فرمایا "نیک آدمی اپنے پوتوں کے لئے میراث چھوڑتا ہے" امثال (۲۲:۱۳) اس تحریر سے اللہ تعالی نے انسانوں کو سبق دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے میراث چھوڑ جائیں اور میراث حاصل کرنے والوں کو سمجھانے کے لئے قرآن پاک میں یوں فرمایا گیا اور یہ برے لوگوں کی صفت بیان فرمائی گئی کہ "اور کھاتے ہو تم میراث کو کھانا پے در پے" (۸۹ :۱۹) اور دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ بعض لوگ باپ کے فوت ہونے کے بعد اپنی جائداد فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کا انجام خراب ہوتا ہے۔

انسانی مساوات

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو مساوات (مساوی صفات) پر رکھا۔ دیکھیے اللہ تعالی نے تمام انسانوں کی پیدائش ایک جیسی اور تمام کی موت کے بعد اکیلی قبر ایک جیسی وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالی نے انسانوں کو دولت دینے کے معاملے میں مساوی نہ رکھا۔ کسی کو کم دولت دی کسی کو زیادہ مطلب یہ طبقے سے بن گئے امیر لوگ غریب لوگ۔

آئیے غور کریں کہ وہ کیا وجوہات ہو سکتیں ہیں کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو اور تمام چیزیں صفتیں تو مساوی دیں لیکن دولت مساوی کیوں نہ دی؟

پہلی وجہ۔ قارئین کو سب سے پہلے یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ عالم دنیا انسان کا آخری ٹھکانہ نہیں عارضی ٹھکانہ ہے۔ آخری ٹھکانہ تو آخرت ہیں جنت یا دوزخ کی صورت میں ملے گا۔ انسان کو آخرت میں انعام یا سزا دینے کے لئے اس عارضی ٹھکانہ میں آزمانہ مقصود ہے۔ کسی کو کم دولت دے کر غریب رکھ کر آزمایا جاتا ہے کہ صبر کرتا ہے یا نہیں اور کسی کو زیادہ دولت دے کر امیر رکھ کر آزمایا کہ شکر کرتا ہے کہ نہیں کسی کو صبر سے اور کسی کو شکر سے اور کسی کو دونوں صورتوں سے آزمایا جاتا ہے۔ اللہ تعالی کی مرضی پر منحصر ہے جو چاہے کرے لیکن یہ امر ضروری ہو جاتا ہے کہ انسانوں کو غریب اور امیر حالت میں رکھا جائے کہ کون انسانیت سے پیار کرنے والے ہیں مثلاً زکواۃ ایک آزمائش۔ جب کوئی غریب نہ ہو گا تو امیر زکواۃ کس کو دے گا وغیرہ تو ایک وجہ یہ بھی ہے انسانوں کو امیر رکھنے کی۔

دوسری وجہ۔ اس امیر غریب رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی نظر آئی کہ بعض انسانوں کو اگر دولت زیادہ مقدار میں دے دی جائے تو وہ عام انسانوں کا جینا حرام کر دیں اس لئے عالم دنیا میں ایسے لوگوں غربت کے حالات میں رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالی اور انسانوں کے ساتھ عاجزی کا مظاہرہ اور آخرت میں جنت حاصل کر سکیں۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں غریب انسانوں کے لئے ہی فائدہ مند ہے۔

تیسری وجہ۔ بعض لوگوں کو اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی سزا کے طور پر ان کی معیشت تنگ کر دی جاتی ہے۔ "اور جس نے منہ پھیرا یاد میری سے پس تحقیق واسطے اس کے تنگی ہے" (۱۲۴:۲۰)

جب اللہ تعالی کی یاد سے غافل رہنے سے معیشت تنگ کی جاتی ہے تو پھر اللہ تعالی کو یاد رکھنے سے روزی بڑھا بھی دی جاتی ہے۔ اس طرح عالم دنیا میں کچھ لوگ امیر بنا دیئے گئے اور کچھ غریب۔ اور یہ بات عین انصاف کے مطابق ہے اور ایک معقول بات ہے۔

چوتھی وجہ۔ اگر تمام انسانوں کو ایک جیسا کر دیا جائے تو تمام انسان ایک دوسرے سے بے رخی اختیار کر لیتے کیونکہ کسی کو کسی کی ضرورت نہ رہتی۔ انسان کی انسان سے بے رخی اللہ تعالی کو پسند نہیں اسی لئے اللہ تعالی نے یہ طبقاتی فرق رکھ دیا۔ خواہ مجبوری سے انسان انسان کے قریب آئے۔

ان وجوہات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انسانوں میں دولت کا فرق رکھنے میں ہی انسان کی بہتری اور بھلائی ہے۔ اس لئے بزرگوں کا قول ہے کہ اللہ تعالی جو بھی کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔

آئیے امیر طبقہ اور مزدور طبقہ میں مشاہدات سے معلومات حاصل کرتے ہیں امیر طبقہ میں خوشحال لوگ اور مزدور طبقہ میں اوڈ برادری کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

دونوں طبقے کے لوگ رات کو پیٹ بھر کے کھانے کے بعد سوتے ہیں۔
دونوں طبقے کے لوگ کسی نہ کسی چھت کے نیچے سوتے ہیں۔
دونوں طبقے کے لوگوں کے بیٹوں بیٹیوں کے نکاح شادی ہو جاتے ہے۔ اور دونوں طبقے کے لوگ ایسے موقع پر برابر خوشی محسوس کرتے ہیں۔
دونوں طبقوں کے لوگوں میں صحت مند اور بیمار لوگ ہوتے ہیں۔
دونوں طبقے کے لوگوں میں خوبصورت اور عام شکل کے لوگ ہوتے ہیں۔
دونوں طبقے کے لوگ خوب ہنستے مسکراتے نظر آتے ہیں جب اکٹھے ہوتے ہیں۔ دونوں طبقہ کے لوگوں کو ثواب کمانے کی مکمل آزادی ہے۔ حمد ثناء کے ذریعے۔
لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو مساوات پر پیدا کیا اور رکھا اور جو اللہ تعالی سے گلہ رکھے گا اور کرے گا تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ
بائبل۔ "افسوس اس پر جو اپنے خالق سے جھگڑتا ہے۔ ٹھیکرا تو زمین کے ٹھیکروں میں سے ہے۔ کیا مٹی کمہار سے کہے کہ تو نے کیا بنایا" (۹:۴۵)

تحریر برائے خاندانی منصوبہ بندی

سوال ۔ کیا اولاد کے لئے وقفہ ضروری ہے؟
جواب ۔ توجہ کریں آیت نمبر(۲:۲۳۳) " اور یہ کی بچے والیاں دودھ پلانے اولاد اپنی کو دو برس پورے واسطے اس کے جو ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے دودھ پلانا......پس اگر ارادہ کریں دودھ چھڑوانا رضامندی سے آپس میں اور مصلحت سے پس نہیں گناہ اوپر دونوں کے ......"
اس آیت میں اللہ نے واضح فرما دیا ہے کہ بچے کو دودھ دو برس پلایا جاوے اور یہ دو برس تک کا دودھ پلانے کا ارادہ کر کے پورا دو برس تک پلانا چاہیے ۔
یہ دودھ چھڑانے کی جو بات یہ تو سابقہ آیتوں سے صاف پتہ چلتا ہے ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ جن میاں بیوی میں آپس میں طلاق ہو گئی ہو ورنہ تو اس آیت کے مکمل ترجمہ میں یہاں تک ہدایت کی جا رہی کہ تم طلاق شدہ بیوی کو مزدوری دے کر بھی پورے دو برس دودھ پلواؤ۔
ایک اور آیت کا ترجمہ (۳۱:۱۴) "...... اور دودھ چھٹنا اس کا بیچ دو برس کے ......"
ان دو آیتوں میں واضح سمجھا دیا گیا ہے کہ بچے کو دو برس تک ضرور دودھ پلایا جائے ۔ اب آج کل ایسا ہونے لگا ہے کہ بچہ ابھی سال کا ہوتا ہے تو دوسرا بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے ۔ ایسے حالات میں بھلا پہلے بچے کو پورا دو برس تک دودھ کیسے پلایا جا سکتا ہے ۔ اس بچے کو اس کا پورا حق نہ ملا لہٰذا کوشش کی جائے دوسرا بچہ پہلے کے دو سال دودھ پینے کے بھی کافی بعد پیدا ہونا چاہیے یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ درمیان میں وقفہ کیا جائے ۔ اور وقفہ کسی بھی طریقہ سے کیا جائے جائز ہے ۔
سوال ۔ کیا بچہ دانی بند کرنے وغیرہ کا اپریشن کرنا کہ جس سے بچے پیدا ہونا بند ہو جائیں جائز ہے ؟
جواب ۔ ترجمہ ایت نمبر(۵۷:۲۰) "...... زیادتی کرنی بیچ مالوں کے اور اولاد کے مانند (مثال) مینہ بارش کی کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنے والوں کو اگنا اس کا پھر زور سے اٹھتی ہے پس دیکھتا ہے ۔ تو اس کو زرد ہوئی پھر ہو جاتی ہے ریزہ ریزہ ....
اس آیت کے اس حصہ پر خاص توجہ کریں کہ زیادہ مال اور زیادہ اولاد کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ یعنی بارش نہ ہو تو بہت برا ہوتا ہے اسی طرح اولاد نہ ہو تو بہت برا ہوتا ہے ۔ بارش کا ہوتے جانا زحمت بن جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ لوگ بارش بند ہونے کی دعائیں مانگنے لگتے ہیں ۔ اسی طرح اولاد کا بھی بہت زیادہ پیدا ہوتے جانا زحمت بن جائے گا ۔ کیونکہ اللہ نے اولاد اور بارش کو ایک جیسا قرار دیا ہے ۔ آگے فرمایا جا رہا ہے کہ جیسے کہ بارش کی مثال کے بارے میں کھیتی کرنے والوں سے پوچھ لو کہ جب کھیت میں فصل اگنے کو ہو اور بارش شروع ہو تو اس شروع کی بارش سے فصل کو خوب فائدہ ہوتا ہے اور کھیتی خوب اٹھنے لگتی ہے ۔ کہ کھیتی کرنے والے بھی خوب خوش ہوتے ہیں ۔ لیکن جب بارش بہت زیادہ ہونے لگے تو (کسان) کھیتی کرنے والے پریشان ہونے لگتے ہیں کہ زیادہ پانی (بارش) کو زمین اور پودے برداشت نہ کرتے ہوئے کمزور ہو کر زرد ہونے لگتے ہیں ۔ اور پھر بارش بند نہ ہو تو مر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ۔ نہ ہی ان کی صحیح طریقے سے پرورش ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ صحیح طریقے سے پھل لاتے ہیں ۔ اور پھل کے بغیر ہی مر گئے ۔ اسی طرح زیادہ اولاد کی بھی صحیح طریقے سے پرورش نہ ہو سکے اور وہ زرد (بیمار) سے رہنے لگیں وغیرہ ۔
تو نہ ہی باپ کو اور نہ ہی اولاد کو جینے (زندہ رہنے) کا صحیح لطف آیا ۔
اسی آیت میں مجھے ایک اور اشارہ بھی ملتا ہے کہ کھیتی کا ذکر کیا گیا ۔
مثال کے طور پر اگر ایک بیگھہ زمین میں کھیتی کرنے کے لئے اگر پانچ کلو بیج ڈالا جاتا ہے کہ جس سے فصل اچھی اور طاقت ور پیدا ہوتی ہے تو اگر اسی ایک بیگھہ زمین میں اگر چالیس کلو بیج ڈال دیا جائے ایک دفعہ شروع میں تو سارے بیج اگ آئیں گے اور کھیت ہرا بھرا معلوم ہو گا کہ دیکھنے والے کو اچھا لگے ۔ لیکن بعد کے اثرات یہ ہونگے کہ ان کی جڑیں زمین میں سے اپنے لئے مکمل خوراک حاصل نہ کر سکیں گی کہ دوسرے پودے جو بہت قریب ہیں وہ بھی اسی جگہ سے خوراک حاصل کر رہے ہیں ۔ نہ تو اس کو صحیح خوراک ملی اسی طرح سارے پودے آہستہ آہستہ زرد ہونے شروع ہو جائیں گے اور فصل کا پھل بھی حاصل نہ ہو گا ۔ کہ فصل ختم ہو جائے گی ۔ اسی لئے کھیتی کرنے والے مناسب مقدار میں بیج ڈالتے ہیں ۔ اور پودوں کے درمیان مناسب مقدار میں فاصلہ (وقفہ) بھی رکھتے ہیں ۔
توجہ جب کھیتی کرنے کے لئے بیج زیادہ مقدار اور کم فاصلہ (وقفہ) نقصان دہ ہے اور بیج کی مناسب مقدار اور فاصلہ (وقفہ) ہونے میں فائدہ ہے اس طرح اولاد کے معاملے میں بھی وقفہ مناسب مقدار میں ہونا ضروری ہے تاکہ اولاد ماں باپ زندگی کا

بھر پور لطف اٹھا سکیں۔ اس لئے اگر مناسب مقدار میں بچے پیدا ہو چکے ہوں تو بچے پیدا ہونے بند کرادینے چاہیں یا کر دینے چاہیے۔ خواہ کسی بھی طریقے سے توجہ کریں آیت نمبر(۲: ۲۲۳) پر کہ عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی۔
جو لوگ خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ حضور پاک نے فرمایا "مسلمانوں کی کثرت بڑھاؤ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا"
ایک بات کے کئی رخ ہوتے ہیں اس حدیث کا یہ مفہوم لینا بالکل غلط ہے کہ پس اولاد زیادہ سے زیادہ پیدا کرو اور کثرت بڑھاؤ۔ میرے خیال میں اس حدیث کا سب سے اچھا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں تبلیغ دین اسلام کے ذریعے مسلمانوں کی کثرت بڑھاؤ۔ یعنی دوسرے مذہب کے لوگوں کو مسلمان کرو۔ ایک رخ یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ جہاد کے ذریعے علاقے فتح کر کے اپنے ملک کی آبادی اور رقبہ کی کثرت بڑھاؤ۔
لیکن اگر کسی کو بہت زیادہ اولاد ہو چکی ہے تو اس کے لئے قرآن پاک میں یوں حکم آیا ہے کہ "مت مار ڈالو اولاد اپنی کو ڈر افلاس کے ہم روزی دیتے ہیں تم کو اور ان کو" (۶: ۱۵۲)
اے اللہ کے بندو اگر ڈاکٹریوں کہہ دیں کہ اگر فلاں عورت کا بچہ پیدا ہوا تو وہ عورت فوت ہو جائے گی تو پھر تم کھیتی کو بچاؤ یا کھیتی سے ہاتھ دھونے کو تیار ہو جاؤ گے ایسی حالت میں بھی منصوبہ بندی کا اپریشن کرنا جائز ہے۔

تخلیق تبدیل کرنا

ترجمہ آیت نمبر ۴: ۱۱۹
"اور البتہ گمرہ کرونگا میں ان کو اور آرزوئیں دلاؤں گا ان کو اور البتہ حکم کروں گا ان کو پس البتہ کاٹیں گے کان جانوروں کے اور البتہ حکم کرونگا ان کو پس بدل لیں گے پیدائش (تخلیق) اللہ کی کو اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست سوائے اللہ کے پس تحقیق ٹوٹا پایا ٹوٹا ظاہر"
یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو شیطان نے کہیں تھیں پڑھیں آیت نمبر(۴: ۱۱۸) "البتہ لوں گا میں بندوں تیرے سے ایک حصہ مقرر" اور انسانوں میں شیطان کا حصہ وہ لوگ بنیں گے جو آیت نمبر ۴: ۱۱۹ کے مطابق شیطان کے کہنے پر عمل کریں گے۔
کان کاٹنے کا مشاہدہ اس طرح دیکھا کہ کتے باز جو کتے لڑاتے ہیں وہ اپنے کتوں کے کان کاٹ دیتے ہیں کہ لڑائی میں دوسرے کتے کے منہ میں کان نہ آئے وغیرہ۔ اس طرح کان کے علاوہ کوئی بھی تخلیق کی دوسری چیزیں ختم کرنا بھی تخلیق تبدیل کرنا ہو گا جیسے پونچھ (دم) وغیرہ کئی لوگ بچے کے کان مروڑ کر توڑ دیتے ہیں پیدا ہوتے ہی کہ پہلوان بنیں۔
اس کے علاوہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی گائے بھینس کا بچہ پیدا ہونے کے بعد مرجائے تو شیطان صفت لوگ اس شخص کے جس کی گائے بھینس کا بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جاتا ہے مشورہ دیتے ہیں کہ بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد اگر بچہ کے کان کاٹ دیئے جائیں تو بچہ مرے گا نہیں اور زندہ رہے گا۔ اور لوگوں کو اس مشورہ پر عمل کرتے دیکھا ہے اور بچے بچ جاتے ہیں اللہ کے حکم سے تاکہ مرض بڑھے۔ یہ بھی دیکھا کہ ان گھر کی بچھیا جب بڑی ہو کر بچہ دے کر خود گائے مر گئی اور دو ماہ کے بعد اس کا بچہ بھی۔ تو دیکھا آپ نے کہ ایک دن کا بچہ تو کان کاٹ کر اپنی سمجھ میں زندہ بچا لیا گیا لیکن جب جوان ہو کر بچہ دینے کے وقت گائے مری تو کوئی حربہ نہ تھا بچانے کے لئے خواہ مخواہ گناہ بھی ہوا اور بچہ کی بجائے گائے گئی۔ اس طرح ایک اور بچہ بچھیاں کو کان کاٹ کر بچایا گیا جب وہ بڑی ہوئی تو زبان لمبی لمبی کر کے بار بار باہر نکالنے لگی کہ جس کو منحوس تصور کیا جاتا ہے کہ یہ گائے یا بچھیا سانپنی ہے کہ سانپ کی طرح زبان باہر نکالتی ہے۔ یہ تو لکھا گیا کان کاٹنے کے بارے میں اب تخلیق کے تبدیل کرنے کے بارے میں۔
پہلے زمانے میں صرف چہرے پر نشانات گدوانے کو ہی تخلیق تبدیل کرنا سمجھا جاتا رہا لیکن اب بہت سی تخلیق کے تبدیل ہونے کا مشاہدہ ہونے لگا ہے۔
حضور پاک نے ایسے مرد کہ جو عورت کا روپ دھاریں اور ایسی عورتیں جو مرد کا روپ دھاریں ان پر لعنت فرمائی گئی ہے کہ یہ بھی تخلیق کا تبدیل کرنا ہے۔ آجکل اچھے بھلے مرد ہجڑے بن کر عورت کا روپ دھاتے ہیں۔ مردوں کے چہرے پر ڈھاڑی موچھوں کا سرے سے نہ آنے دینا بھی تخلیق کے تبدیل کرنے میں آئے گا۔ افزائش نسل حیوانات کے جدید طریقے بھی تخلیق تبدیل کرنے آتے ہیں کہ مختلف نسل کے بیج ملا کر زیادہ دودھ دینے والی گائیں پیدا کر لینا۔ جانتے ہیں جاننے والے کہ ایسی گائیوں کے دودھ میں مکھن نہیں ہوتا اور دودھ بالکل پانی کی طرح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے تبدیل کرنے سے توریت میں بھی منع فرمایا تھا بال کالے کرنا۔ بچپن میں بچے کے کان توڑنا کہ یہ پہلوان بنے۔

توریت ۔ " تو اپنے چوپائیوں کو غیر جنس سے بھروانے دینا" (احبار ۱۹ : ۱۰) نہ اپنے اوپر کچھ گدوانا (احبار ۱۹۱ : ۲۸) اسی طرح
دیسی مرغی جو کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے خود انڈے دے کر ان پر بیٹھ کر بچے نکالتی ہے لیکن فارمی مرغی انڈے تو زیادہ دیتی ہے
لیکن خود انڈوں پر بیٹھ کر بچے نہیں نکالتی ۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دیسی مرغی کے انڈوں میں سے انڈہ کا تیل نکل آتا ہے
لیکن فارمی مرغی کے انڈہ سے انڈہ کا تیل نہیں نکلتا جیسے فارمی گائے کے دودھ سے مکھن نہیں نکلتا۔

نباتات میں تخلیق کے تبدیل کرنے کی مثال

اللہ تعالیٰ نے آم کا درخت بنایا کہ آم کی گٹھلی سے پھر دوبارہ آم کا درخت پیدا ہو جاتا ہے ۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق
کہ اس میں نسل چلتے رہنے کا انتظام ہے لیکن اب قلمی آم تو پیدا کر لئے گئے جب دیسی آم کے مقابلے میں بڑے ہیں لیکن ان
کی گٹھلیوں سے آم پیدا نہیں ہوتا ۔ وہ گٹھلی اتنی ہی نہیں ۔ جبکہ دیسی آم جتنے زیادہ کھالیں کھائے جاتے ہیں اور ہضم بھی ہو
جاتے ہیں لیکن قلمی آم جلد ہضم نہیں ہوتا وغیرہ اس طرح دوسرے نباتات پر بھی تخلیق کے تبدیل کرنے کا کام جاری ہے ۔
لیکن طبعی خواص ختم ہو جاتے ہیں ۔

جمادات میں تخلیق کے تبدیل کرنے کی مثال

اللہ تعالیٰ نے جمادات میں جواہرات بنائے ۔ ہیرا ' زمرد ' یاقوت 'نیلم وغیرہ لیکن یہ پتھر وغیرہ بھی لوگوں نے نقلی بنانے
شروع کر دیئے ہیں یہ بھی تخلیق کا تبدیل کرنا ہے ۔ حالانکہ اصل اور نقل میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن بنا دیئے گئے ہیں ۔
حیوانات میں تخلیق تبدیل کرنے کی مثال ۔ ایک آدمی نے حضور پاک ﷺ سے کہا کہ میں آپ کے لئے ایک اچھا خچر
پیدا کروں گا حضورؐ نے سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ یاد رہے کہ خچر گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا
ہوتا ہے اور خچری میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ۔ اس آیت میں واضح فرما دیا گیا ہے کہ کسی بھی چیز کی تخلیق کی
اصلیت کو تبدیل کرنا شیطانی عمل ہے ۔

نہ کہو تین ہیں (۴۰ : ۱۷۱) یا تین میں کا تیسرا (۵ : ۷۳)

ترجمہ آیت نمبر ۴ : ۱۷۱ '۱۷۲ "اے اہل کتاب مت زیادتی کرو دین بیچ اپنے کہ اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوائے
اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا اور رسول اللہ کا ہے اور حکم ہے اس کا ڈال دیا اس کو طرف مریم کے اور روح ہے ۔
اس کی طرف سے ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور نہ کہو (خدا) تین ہیں ہیں ۔ باز رہو بہتر ہوگا واسطے
تمہارے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ معبود اکیلا ہے ۔ پاکی ہے اس کو اس سے کہ ہو واسطے اس کے اولاد واسطے اس کے ہے
جو کچھ بیچ آسمانوں اور زمینوں کے ہے اور کفایت ہے اللہ کار ساز ۔ ۱۷۱ ۔ ہرگز انکار نہ کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ
واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے مقروب اور جو کوئی انکار کرے گا بندگی اس کی سے اور تکبر کرے گا پس اکٹھا کرے گا ان کو
طرف اپنی سب کو" ۔ ۱۷۲ ۔
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کہیں انسانوں سے بڑے پیار اور محبت کے لہجے میں بات کرتا ہے اور کہیں غصے اور جلال میں ۔ لیکن
اس بندہ نے محسوس کیا ہے کہ سارے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے غصے کی حالت میں آیات نازل فرمائی ہیں وہ یہ
ہیں ۔ اور یہ ہے بھی غصے اور ناراض ہونے کی بات یہ تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے کہ جو اتنا اور ایسی باتیں سن کر بھی ضبط
تحمل کئے ہوئے ہے ۔ ورنہ یہ بات تو ایسی بات ہے کہ جس کے جرم میں کائنات ہی ختم کر دی جاتی ہے ۔ وہ بات ہے کہ یوں
کہنا وہ تین ہیں ۔ اللہ کو باپ ۔ مریم کو ماں اور عیسیٰ کو بیٹا (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)
اس کہنے میں دو گناہ ہیں جو سب سے بڑے گناہ ہیں ۔

۱ ۔ شرک ۔ کہ معبود تین ہیں ۔

۲ ۔ گالی ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی بھی ہے اور بیٹا بھی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی
صورت میں ۔

بھلا بتاؤ تو یہ باتیں برداشت کے قابل ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی الغفار اور الستار ذات ہے جو ضبط اور تحمل کا مظاہرہ کرتے
ہوئے ایسی باتیں بھی برداشت کر رہا ہے ۔

۱ ۔ شرک کے متعلق ۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرما دیا بار بار ۔ " بے شک معبود تمہارا ایک ہے (۳۷ : ۴)
بائبل میں "میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں" یسعیاہ (۴۵ : ۵)
انجیل مقدس میں ۔ "اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ خدا کی عزت اور تمجید ابد آباد ہوتی رہے" تمتھیس (۱ : ۱۷)
اللہ تعالیٰ کی ان کتابوں میں وحدانیت ثابت ہو جانے کے بعد پھر اہل کتاب میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے

"خدا تین ہیں" یہ کہنا شرک کا گناہ ہو گا۔
نمبر۲ تخلیق سے متعلق۔ اللہ تعالیٰ انسان کو تخلیق کرنے والا اور پھر ایک انسان سے تمام انسانوں کو پیدا تخلیق کرنے والا۔ پھر اس کی تخلیق کو اس پر تہمت لگا دی جائے کہ فلاں تیری بیوی ہے اور فلاں تیرا بیٹا (نعوذباللہ اللہ کی پناہ) اللہ تعالیٰ کا مقام گرا کر عام انسانوں جیسا بنا دینا توبہ توبہ۔
جبکہ یہ بات نہ کبھی عیسیٰ علیہ السلام نے کہی اور نہ کہیں گے اور نہ کبھی مقرب فرشتوں نے کہی اور نہ کہیں گے تو تم اے اہل کتاب ایسی گندی بات کیوں کرتے ہو۔
قرآن پاک میں اس بارے میں اور جگہ بھی فرمایا گیا۔ "اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھ کو اور ماں میری کو "معبود" اللہ سے کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے حق اگر میں نے کہا ہو گا یہ اکو پس تحقیق جانتا ہو گا تو اسکو جانتا ہے جو کچھ بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں جانتا میں جو کچھ بیچ جی تیرے کے ہے تحقیق تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا" (۵:۱۱۶)
اور توجہ کہ تہمت تو لگائی انسانوں نے لیکن اللہ تعالیٰ غصے کے جذبات سے جواب طلبی کر رہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ "نہیں کہا میں نے واسطے ان کے مگر جو کچھ حکم کیا تھا تو نے مجھ کو ساتھ اسکے یہ کہ عبادت کریں اللہ کو پروردگار میرے کو اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں اوپر ان کے شاہد جب تک رہا میں بیچ ان کے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے" (۵:۱۱۷)
اے اہل کتاب اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو ایسی معمولی بات بھی نہیں کہنی چاہیے کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور یہ بات تو بہت بری اور بڑی ہے لہٰذا ایسا بھی نہ کہنا چاہیے کہ خدا تین ہیں" اللہ کی پناہ۔
ترجمہ آیت نمبر۵:۱۷۔ مائدہ
البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں تحقیق وہی ہے مسیح بیٹا مریم کا کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام سے کچھ اگر چاہے یہ کہ ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو اور ماں اسکی کو ان لوگوں کو جو بیچ زمین کے ہیں سارے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے۔ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے (جسطرح چاہتا ہے) اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے" (۵:۱۷)
اگلی آیت میں (۵:۱۸) اس طرح کہنے سے بھی منع فرما دیا گیا کہ ہم سب اللہ کے بیٹے ہیں۔ کسی بھی صورت میں یہ کہنا کہ اللہ کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ کو چڑ ہو گئی ہے اس بات سے لہٰذا ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اللہ تعالیٰ کو باپ کہنا بھی ایسی ہی بات ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو باپ بھی مت کہو رب کہو یا ذاتی نام اللہ سے یاد کرو۔
ترجمہ آیت نمبر۵:۱۸۔ اور کہا یہود نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور پیارے ہیں اس کے کہہ پس کیوں عذاب کرتا ہے تم کو ساتھ گناہوں تمہارے کے بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے۔ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمینوں کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور طرف اسی کی ہے پھر جانا" (۵:۱۸) مائدہ
ترجمہ آیت نمبر۵:۷۲ تا ۷۶ کا "البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ ہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور کہا مسیح نے اے بیٹو یعقوب کے عبادت کرو اللہ کی اللہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا ہے تحقیق بات یہ ہے جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اس کے بہشت اور جگہ اس کی آگ ہے اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں کہ تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا اور نہیں کوئی معبود مگر ایک اور اگر نہ باز رہیں گے اس چیز سے کہ کہتے ہیں البتہ لگے گا ان لوگوں کو کافر ہوئے ان میں سے عذاب درد دینے والا۔ کیا پس نہیں توبہ کرتے طرف اللہ کے اور نہیں بخشش مانگتے اس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر پیغمبر تحقیق گزرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر اور ماں اس کی صدیقہ تھی یعنی ولیہ تھی وہ دونوں کھاتے کھانا دیکھ کیوں کر بیان کرتے ہیں ہم واسطے ان کے نشانیاں پھر دیکھ کہاں سے پلٹائے جاتے ہیں" جو شخص کھانا کھائے گا اس کے پیٹ میں گند بھی بن جائے گا پھر بھلا معبود کہاں سے بن جائے گا۔ عقل کرو اے عقل والو۔
اے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہنے والو تم اس وجہ سے بیٹا کہتے ہو تاکہ کہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہ تھا پھر آدم علیہ السلام کا نہ تو باپ تھا اور نہ ہی ماں پھر حضرت عیسیٰ سے زیادہ تو حضرت آدم کا حق بنتا بیٹا کہلوانے کا اور اسی طرح اماں حوا کا پھر تم یوں کیوں نہیں کہتے کہ پانچ میں کا پانچواں۔ اصل یہ کہ انسان کو پیدا کرنے کے چار طریقے بنتے تھے جو وہ اس قادر مطلق ذات اللہ

تعالیٰ نے چاروں قسم سے انسان کو پیدا کرکے دکھلائے۔ اصل میں تو یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قادر مطلق ہونے کے ثبوت کے طور پر دکھلایا۔ ۱۔ بغیر ماں باپ کے حضرت آدم۔ ۲۔ بغیر ماں کے نر سے پیدائش یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے اماں حوا کا پیدا کرنا۔ ۳۔ بغیر باپ کے مادہ سے پیدائش حضرت عیسیٰ۔ ۴۔ ماں باپ (نر مادہ) کے ملاپ سے جیسے کہ تمام انسان پیدا ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے۔

اب آیئے انجیل مقدس کی طرف

متی "جب وہ اس پار گرانیوں کے ملک میں پہنچا تو دو آدمی جن میں بدروحیں تھیں قبروں سے نکل کر اسے ملے۔ وہ ایسے تند مزاج تھے کہ کوئی اس راستہ سے گذر نہیں سکتا تھا۔ اور دیکھو انہوں نے چلا کر کہا اے خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو اس لئے یہاں آیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں عذاب میں ڈالے۔ (۸:۲۸'۲۹)

اے اللہ کے بندو بدروحوں کا کام تو بدی اور فساد کی باتیں کہنا ہے بدروحوں کے کہنے سے تم بھی اللہ کا بیٹا کہنے لگے ہو۔

"اور جو کشتی پر تھے انہوں نے اسے سجدہ کرکے کہا یقیناً تو خدا کا بیٹا ہے" (۱۴:۳۳)

عام لوگوں نے معجزہ دیکھ کر اپنے گمان میں یقین کر لیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔

اور سمجھ دار لوگوں نے حقیقت کے مطابق یوں کہا "بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے" (۲۱:۱۱) مطلب یہ کہ حق پہچاننے والوں نے نبی کہا نہ کہ کچھ اور۔

مرقس "یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اپنی جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ دوسرا یہ کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ ان سے بڑا کوئی حکم نہیں (سمجھدار) نے اس سے کہا اے استاد بہت خوب۔ تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں۔" (۱۲:۲۹ تا ۳۲)

انجیل مقدس کے ان الفاظ میں صرف اور صرف ایک ہی معبود بتلایا گیا ہے۔

انجیل مقدس کو اس بندہ نے بڑے غور سے پڑھا اور لفظ باپ۔ بیٹا یا فرزند کا استعمال مشترکہ لفظ کے طور پر پایا۔ باپ سے مراد رب بنا اور بیٹا سے مراد پیارا بنا۔ جیسا کہ یہ الفاظ انجیل مقدس کے فقروں میں استعمال ہوئے ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مرقس۔ "اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے۔ تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا" (۱۱:۲۶) الفاظ تمہارا باپ مطلب یہ کہ عوام الناس کا باپ نہ کہ ایک شخص کا مطلب رب یعنی پروردگار بنا۔

لوقا۔ "کیونکہ اس جہان کے فرزند اپنے ہم جنسوں کے ساتھ معاملات میں نور کے فرزندوں سے زیادہ ہوشیار ہیں" (۱۶:۸) جہاں کے فرزند دنیادار لوگ اور نور کے فرزند دیندار لوگ۔

۱۔ یوحنا "اس سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے (۳:۱۰) اور زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی بیٹا کہا گیا تھا کہ فرمایا "خداوند نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹا ہے" (۷:۱)

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ تین ہیں یا تین میں تیسرا کہنا گناہ اور شرک ہے۔

واقعہ ہابیل قابیل

سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ تا ۳۲۔ "اور پڑھ اوپر ان کے خبر دو بیٹوں آدم کی ساتھ حق کے جس وقت کے نیاز لائے دونوں کچھ نیاز پس قبول کی گئی ایک کی ان دونوں میں سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے کی کہا اس نے البتہ مار ڈالوں گا میں تجھ کو کہا اس نے سوائے اس کے نہیں کہ قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے۔ البتہ اگر دراز کرے گا تو میری طرف ہاتھ اپنا تو کہ مار ڈالے مجھ کو نہیں میں دراز کرنے والا ہاتھ اپنا طرف تیری تو کہ مار ڈالوں میں تجھ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں پروردگار عالموں کے سے۔ تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں کہ پھر جاوے تو ساتھ گناہ میرے کے اور گناہ اپنے کہ پس ہو جاوے تو رہنے والوں آگ کے سے یہ ہے بدلہ ظالموں کا پس رغبت دلائی اس کو نفس اس کے نے مار ڈالنا بھائی اپنے کا پس مار ڈالا اس کو پس ہو گیا ٹوٹا پانے والوں سے پس بھیجا اللہ نے ایک کوا کہ کرید تا تھا بیچ زمین کے تو کہ دکھاوے اس کو کیونکر ڈھانک دے لاش بھائی اپنے کی کہا اے وائے مجھ کو کیا نہ ہوا مجھ سے یہ کہ ہوں میں مانند اس کوے کے پس ڈھانک دوں میں لاش بھائی اپنے کی پس ہو گیا پشیمانوں سے اسی واسطے لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے یہ کہ جو کوئی مار ڈالے جی بغیر بدلے جی یا بغیر فساد کے بیچ زمین کے گویا کہ مار ڈالا لوگوں کو سب کو اور جس نے جلا دیا اس کو پس گویا کہ جلا دیا اس نے لوگوں کو سب کو......"

یہ واقعہ ہابیل قابیل سے متعلق ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا اس واقعہ سے ہمیں دو سبق ملتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کسی بھی انسان کا کسی دوسرے پر ظلم کرنے سے مظلوم کے گناہ ظالم سر ڈال دیے جاتے ہیں اور مظلوم کے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔ آخرت کی عدالت یوم دین بعض لوگ دیکھیں گے کہ ان کے ذمے ایسے گناہ ڈال دیے گئے ہیں کہ جو گناہ انہوں نے دنیا میں عملی طور پر نہیں کئے تھے وہ کہیں گے کہ یہ گناہ ہم نے دنیا میں نہیں کئے تھے تو انہیں بتلا دیا جائے گا کہ فلاں شخص پر تم نے جو ظلم کیا تھا اس شخص کے گناہ تمہارے ذمے ڈالے گئے ہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ چغل خوری کرنے والا دوسرے کے گناہ اپنے سر لیتا ہے۔ ترجمہ "تو کہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے بعد بعضے گناہوں ان لوگوں کے سے کہ گمراہ کرتے ہیں ان کو بغیر علم کے" (۱۶:۲۵) کسی کو گمراہ کرنا بھی ظلم ہے۔

۲۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کوے کے ذریعے انسان کو عقل عطا فرمائی۔ اور انسان کو انسان دفن کرنے کا سبق دیا اور اس طرح کوے کی اور بہت سی خوبیوں کی طرف نگاہ کرو اور انہیں اپناؤ یہ کہ جیسے کوا چوکنا سیانا ہے۔ اے انسانوں تم بھی چوکنے سیانے رہو۔ کھائے نہ جب تک سب کو بلائے اسی طرح اے انسانوں کھانے میں تم بھی دوسرے انسانوں کو شریک کیا کرو۔ کہاوت مشہور ہے کہ سیانا کوا گھوں کھائے۔ اس میں بھی انسانوں کے لئے عقل ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا یعنی انتہائی مجبوری میں زندگی بچانے کے لئے تمام حرام کھانے حلال ہو جاتے ہیں کہ وہ کوا اس پر عمل کرتا ہے۔ اگر کوئی کسی ایک کوے کو پکڑ لے یا تکلیف پہنچائے تمام آس پاس کے کوے اس کی غمگساری میں اس کے قریب آ جاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔

یہ کہ اس بندہ نے کوے کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ پرندہ پایا۔ کہ اس کا بائبل میں بھی بہت ذکر ہے۔ زبور ے۱۴۷:۹ میں کوے کا ذکر ہے لوقا ۱۲:۲۴ کووں پر غور کرو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے .... سب سے اچھی خوبی کوے کی ہی ہے کہ ایسا شرمیلا کہ کوا کسی کے سامنے کوڑی پر نہیں بیٹھتا۔ اور امثال ۶:۲ میں چونٹی کا ذکر "اے کاہل جا چونٹی کے پاس جا۔ اس کی روش پر غور کر اور دانشمند بن باوجودیکہ اس کا نہ کوئی سردار ہے نہ ناظر نہ حاکم۔ گرمی کے موسم میں اپنی خوراک مہیا کرتی ہے۔ اور فصل کٹنے کے وقت اپنی خوراک جمع کرتی ہے"۔ پورے سال کی خوراک۔ اس سے یہ بھی سبق ملا تم دوسرے جانوروں سے سبق حاصل کرو اور عقل کرو۔ کہ چیونٹی اور کوڑے جب چلتے ہیں۔ تو قطار بنا کر چلتے ہیں تم بھی عقل کرو۔ اور انجن ہاری (ایک جانور) کو گھر بناتے دیکھو کہ کیسے مٹی اور پانی کے ایک خاص تناسب سے گارا بنا کر لاتی ہے اور ہاتھوں سے اپنا مضبوط گھر بناتی ہے۔ گارا بنانے کی ترکیب انجن ہاری سے سیکھو اور یہ کہ پرندے اور جانور کیسے اپنے بچوں کی پرورش اور حفاظت کرتے ہیں۔ تم بھی اسی طرح اپنے بچوں کی پرورش اور حفاظت کرو اور جیسے بلی اپنے فضلے کو ڈھانپتی ہے (توریت استثنا ۲۳:۱۳ کے الفاظ) "تاکہ جب باہر بیٹھے حاجت کے لئے بیٹھنا ہو تو اس سے جگہ کھود لیا کرے۔ اور لوٹتے وقت اپنے فضلہ کو ڈھانپ دیا کرے۔ "پرندوں کے اڑنے سے انسان نے عقل حاصل کر کے پرندے کی طرح ہوائی جہاز اور راکٹ بنا لئے وغیرہ۔ ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ انسانوں تم پرندوں اور جانوروں سے عقل حاصل کرو۔

قیامت۔ اعراف۔ دوزخ۔ جنت

اس دنیا پر جس پر ہم آباد ہیں ایک وقت قیامت کا ایسا آئے گا کہ جس سے زمین ریزہ ریزہ ہونے لگے گی۔ زمین کی کشش ثقل ختم ہو جائے گی اور پہاڑ وغیرہ بھی بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ تمام انسان فوت ہو جائیں گے اور اس زمین کی تمام اشیاء دھول کی شکل اختیار کر کے خلا میں اڑتی پھریں گی۔ ترجمہ القرآن۔ اور دیکھے گا تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گذرنے بادلوں کے۔ (۲۷:۸۸)

پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا۔ اور دھول عراف کے میدان میں جا گرے گی اس دھول میں تمام انسانوں کی راکھ بھی ہو گی۔ اور کہتے ہیں کہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک ذرہ یا ایٹم ایسا ہے کہ وہ زمین میں دبانے یا آگ میں جلانے سے بھی خراب نہیں ہوتا وہ تمام ذرے اعراف کے میدان میں پہنچ جائیں گے۔ ترجمہ القرآن۔ "اس دن بدلی جاوے گی زمین سوائے اس زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان اور روبرو ہونگے سب لوگ واسطے اللہ اکیلے غالب کے" (۱۴:۴۸) وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہو گی۔ اور وہ ذرے بیج کا کام دیتے ہوئے ایک پودا پیدا کریں گے۔ جس پر مکئی کے بھٹے کی طرح بھٹا لگے گا۔ اور اس بھٹے میں کہ جو انسان فوت ہوا تھا پیدا ہو کر مکمل تیار ہو جائے گا۔ اس عالم دنیا میں میووں کو دیکھ رہے ہیں کہ میوے اللہ تعالیٰ نے بالکل انسانی جز کی شکل کے بنا دئے ہیں۔ جیسے انسان کا دماغ اخروٹ کی گری ایسی طرح اعراف میں پودے میں مکمل انسان پیدا ہونگے۔ وہی انسان جس کا کہ وہ بیج یا ذرہ تھا۔ لیکن پودے میں بے ہوش مکمل۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور کی آواز پھونکی جائے گی اور تمام انسان ہوش میں آ جائیں گے۔ اور اس پودے میں سے باہر نکل آئیں گے۔ اور مکمل ہوش و ہواس میں ہونگے۔ اور انہوں نے اس دنیا میں بھی جو اعمال کئے ہونگے ان کو یاد آئیں گے۔ (۳۶، ۷۱)

ترجمہ "اس دن بدلی جاوے گی زمین سوائے اس زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان اور رو برو ہونگے سب لوگو واسطے اللہ اکیلے غالب " (۱۴ - ۴۸) " کہ بدل دیویں تم کو مانند تمہاری اور پیدا کریں تم کو بیچ اس جہاں کے کہ نہیں جانتے تم " (۵۶ - ۶۱) اور وہ یہ جو بھیجتا ہے باؤں کو خوشخبری دینے والی آگے رحمت اس کی کے یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں بادل بھاری کو ہانک لی جاتی ڈہیں ہم اس کو شہر مردہ کی پس اتارتے ہیں ہم اس سے پانی پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے اسی طرح نکالیں گے ہم مردوں کو تو کہ تم نصیحت پکڑ" (۷:۵۷)

ایک دفعہ ایک صحابی حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا جیسے مطابق آیت نمبر ۳:۱۳۳ کہ " اور بہشت کہ چوڑاؤ آسمان " جب بہشت (جنت) کا چڑاؤ آسمان کے برابر ہے تو پھر دوزخ کہاں ہوگی اس پر آپ جناب نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے مطلب یہ کہ ہمارے اس زمین پر دن بھی موجود ہوتا ہے اور رات بھی اسی طرح جہاں جنت اور دوزخ موجود ہیں وہ بھی ہماری زمین ہی کی طرح کا ایک بہت بڑا کرہ ارض ہے کہ آسمانوں کے برابر کے قطر کا۔ ہمارے مشاہدے میں یہ بات تو آچکی ہے کہ مشتری ہماری زمین سے ۱۳۱۲ گناہ بڑا ہے اور سورج اور بھی بہت بڑا اور قلب عقرب سورج سے بھی کئی گناہ بڑا۔ لیکن جس کرہ پر جنت اور دوزخ ہیں اس کے بڑے ہونے کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

اس کرہ ارض کے ایک حصہ پر جنت ہے اور ایک پر دوزخ اس کو ہم اپنے اندازے سے یوں تقسیم کرسکتے ہیں کہ جیسے ہماری زمین کا قطب شمالی کا حصہ اور قطب جنوبی کا حصہ اور درمیان میں خط استوا یہ درمیان میں جو خط استوا ہے اسی علاقہ کا نام اللہ تعالی نے اعراف فرمایا ہے کہ جو میدان کی صورت میں ایک بہت بڑی چوڑی پٹی ہے کہ جس پر انسان پیدا ہونگے اور حساب کتاب ہوگا اور اعراف کے ایک طرف جنت ہے اور دوسرے طرف دوزخ۔ دوزخ کے اللہ تعالی نے سات درجے یا دروازے رکھے ہیں کہ جس قسم کا گنہگار ہوگا اس کے مطابق دروازے یا درجے میں داخل کردیا جائے گا۔ دوزخ کے ہلکے درجے جو اعراف کے قریب ہیں وہ پتھریلے میدان کی صورت میں ہونگے کہ جن میں کانٹے دار جھاڑیاں ہونگیں اور اعراف سے دور والے علاقہ بہت برے لوگوں کے لئے ہونگے کہ وہ آتش فشاں کا علاقہ ہوگا کہ جس میں ایسی کھائیاں بھی ہونگی کہ جن میں آتش فشاں پہاڑ سے لاوا ابلنے کی وجہ سے آگ جل رہی ہوگی۔ اور وہ آتش فشاں پہاڑ ایسا لاوا اگلیں گے کہ جیسے ہمارے خام تیل کے محلول کہ جس میں پیٹرول اور مٹی کا تیل وغیرہ ہوتا ہے اس تیل کے چھینٹے بعد آگے لگے ہوئے انسانوں پر آکر گریں گے کہ وہ تیل کی آگ ہوگی اور وہ جلد بجھے گی بھی نہیں۔ دوزخ میں جہاں کہیں پانی بہہ رہا ہوگا تو وہ انتہائی گرم ہوگا۔ اور اسی میں ایسی تاثیر ہوگی کہ وہ پیٹ کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ اور آتش فشاں پہاڑوں سے ایسی آوازیں نکلیں گیں جیسے فونڈریوں میں سے آگ کے شعلوں کی آوازیں۔

بمطابق قرآن پاک۔ "(اوپر بالا پوش) پہاڑ (۷:۱۱) محلول کی چنگاریاں پھینکنا۔ (۷۷ ۳۲) دھواں ہوگا۔ (۴۴:۱۰) دوزخ کا جلانا۔ (۲۵:۱۴) کھانا گلے میں اٹکنے والا۔ جیسے بعض دفعہ کھانا کھاتے وقت انسان کو اچھو چڑھ جاتا ہے کہ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے اور آنکھوں سے آنسو بھی آجاتے ہیں یہ ہوتا ہے کھانا گلے میں اٹکنا (۷۳:۱۳) پانی کاٹ ڈالے گا انتڑیوں کو (۱۷:۱۵)

حدیث۔ فرمایا میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو زیادہ تعداد فقیروں اور محتاجوں کی (اپاہجوں کی) تھی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ فقیروں کا دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آگیا لیکن محتاجوں کا کیا قصور تو آپ نے فرمایا کہ علم کے محتاج۔ آپ جناب نے بات کو پھیر دیا تھا۔ حقیقت یوں ہے کہ جو دنیا میں علم کا محتاج (بے عقل) ہے وہ آخرت میں حقیقت میں محتاج اپاہج اٹھایا جائے گا۔

ترجمہ اور اٹھاویں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا۔ کہے گا اے رب میرے کیوں اٹھایا مجھ کو اندھا اور تحقیق تھا میں دیکھنے والا۔ (۲۰:۱۲۴ و ۱۲۵)

ترجمہ۔ اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو دن قیامت کے اوپر مونہوں اپنے کے اندھے اور گونگے اور بہرے جگہ رہنے کی ان کی دوزخ ہے۔ جب بجھنے لگے گی زیادہ کریں گے ہم واسطے ان کے دھکانا" ((۱۷:۹۷) یعنی پھر آتش فشاں پھٹ پڑے گا۔

اعراف کے ایک طرف سے جنت کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو علاقہ اعراف کے قریب ہے وہ جنت کے ہلکے درجے میں آئے گا اور جو دور ہوگا وہ اچھے قسم کے درجے میں آئے گا اسی طرح جنت کے آٹھ درجے بنائے گئے ہیں

اوپر والا درجہ وہ کہ جس طرف سے پانی بہتا ہوا آتا ہے۔

جنت کے جتنے درجے ہونگے ان کے مطابق جنت کی زمین زرخیز ہوگی۔ "بہشت کا چوڑاؤ اور زمین ہے تیار کی گئی

"(۴:۳۳۳) پانی کا انتظام ہے کہ جگہ جگہ چشمے پھوٹ رہے ہیں۔
ترجمہ "چشمہ ہے کہ پیتے ہیں اس میں سے بندے خدا کے چیر لے جاتے ہیں اس کو چیر لے جانے کر" (۶:۷۶) جنت میں لوگ بے ڈر ہونگے (۶:۱۰) میوے قریب ہونگے (۲۳:۶۹) اور یہ کہ جنت میں صبح اور شام کا ذکر ملتا ہے آیت نمبر (۶۲:۱۹) میں اور دوپہر کا ذکر ملتا ہے (۲۴:۲۵) میں۔ لہٰذا جب جنت میں صبح شام اور دوپہر ہے تو پھر لازمی امر ہے کہ جنت میں رات بھی ہوگی۔ نہ جانے کیسی سہانی راتیں ہونگی اور کیسے سہانے دن کہ دن کے قریب نہ دھوپ لگے گی اور نہ جاڑا (۱۳:۷۶) ہر طرح کا آرام ہوگا اللہ تعالیٰ کے کرم اور فضل سے

مثال کاتا کاتنا

ترجمہ۔ اور مت ہو مانند اس عورت کی کے توڑ ڈالا کاتے اپنے کو پیچھے قوت کے ریزہ ریزہ (۹۲:۲۶)
اس مثال میں ذکر ہے کہ ایک عورت نے کپاس کی روئی سے سوت چرخے پر کاتا یہ چرخے پر سوت بڑی محنت سے کاتا جاتا ہے یعنی دھاگہ بنایا جاتا ہے۔ تمام محنت کے بعد وہ سوت اس عورت نے تھوڑی سے دیر میں ضائع کردیا توڑ دیا ریزہ ریزہ کردیا مطلب یہ کہ اپنی ساری محنت اپنے ہی ہاتھوں سے خراب کردی۔ اس مثال سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سبق دے رہا ہے کہ تم اپنی محنت اور حلال کمائی یکدم ضائع نہ کردینا مثلاً" کچھ لوگ مہینہ بھر کی کمائی ایکرات میں تاش کے جوا میں ہار دیتے ہیں یہ ہوا کاتا کاتنا اور اصل یہ سمجھایا جارہا ہے کہ تم نے ساری عمر کی نیکی اور ثواب کا کام کرتے ہوئے گزار دی اور عمر کے آخری حصے میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا کہ ساری عمر کی کمائی کا ثواب ضائع ہو جائے۔ وغیرہ۔

ناخوشی کا کھینچ لینا۔

ترجمہ۔ اور کھینچ لیا ہم نے جو کچھ بیچ سینوں ان کے کے تھا ناخوشی سے" (۴۳:۷)
جنت کے ذکر میں فرمایا جارہا ہے کہ جنت میں کوئی بھی دو انسان ایسے نہ ہونگے جو آپس میں ناراض ہونگے اگر وہ لوگ عالم دنیا میں آپس میں ناراض بھی ہونگے تو ناراضگی اللہ تعالیٰ ان کے سینوں میں نکال دے گا۔ ناخوش نفرت۔ ناراضگی۔ کینہ حسد کی وجہ سے ہو سکتی لہٰذا جنت میں کسی کو نہ کسی سے حسد ہوگا اور نہ نفرت ناراضگی اور نہ کینہ وغیرہ۔
عالم دنیا میں بھی بعض دفعہ ایسے مشاہدے ہو جاتے ہیں کہ ناخوشی سینوں میں سے نکل جاتی ہے یہ بندہ اپنا ذاتی مشاہدہ ہی لکھتا ہے۔ یہ بندہ ہی غلط قسم کا آدمی ہے ہوتا تھا کہ بٹیرے لڑانے دوسرے شہروں میں چلا جاتا۔ پیچھے سے والدہ مغرب تک تو صبر سے واپسی کا انتظار کرلیتی لیکن مغرب کی اذان کے بعد والدہ کے صبر برداشت سے باہر ہو جاتا۔ پس یہ کہا ہوا تھا کہ مغرب کی اذان سے پہلے گھر پہنچ جایا کرو لیکن اکثر دیر بھی ہو جاتی (ہمیں بچپن ہی سے مغرب کی اذان کے وقت گھر آنے کی پابندی ہوتی تھی اور اب ہم نے بھی بچوں پر مغرب کے بعد گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگائی ہوئی ہے) دیر ہونے کی صورت میں والدہ کا پارہ انتہائی اوپر چڑھ جاتا اور اس بندہ کا گھر میں گھسنا مشکل ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں چور ہوں اور تھانے میں داخل ہو رہا ہوں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی ایک دفعہ تو والدہ کی وہ چڑھائی ہوتی کہ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جاتی۔ کہتی کہ تیرے سا خراب محلے کا کوئی لڑکا نہیں۔ تیرے سے چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں نے کما کما کر گھر بھر دیئے اور تجھ سے آرام سے گھر میں بھی نہیں بیٹھا جاتا۔ دیکھا مجھے کیا کما کے لایا ہے۔ اور یہ بٹیروں کی لڑائی ایسی ہے کیا چیز۔ چلو جھوٹے اور گھاگڑ۔ (بھینسے اور بڑے بیل) کی لڑائی ہو تو پھر بھی دیکھنے چلا جا یہ بٹیروں کی لڑائی بھی بھلا کوئی بات ہے۔
مطلب یہ کہ ناخوشی کی انتہا ہو جاتی پھر میں کہہ دیتا بس دوستوں میں بیٹھے رہے دیر ہو گئی وغیرہ۔ بس والدہ کا وہ غصے میں بولنا ایسا تھا کہ جیسے تمام ناخوشی کا دل سے نکل جانا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں محسوس کرلیتا کہ اب تمام ناراضگی نکل چکی ہے اور والدہ سے ہنس کر باتیں کر رہا ہوتا کہ جس کے جواب میں والدہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ہوتی تو یہ بندہ خاص طور پر غور کرتا کہ یہ والدہ کا بولنا اور مسکراہٹ وغیرہ اوپر کے دل سے تو نہیں کہ اندر سے غصہ ناراضگی وغیرہ باقی ہو۔ یقین کریں مجھے صاف پتہ چل جاتا کہ اب وہ ساری ناراضگی سینے میں سے نکل چکی ہے۔ اور بھلا ماں کے دل میں بیٹے کے لئے ناراضگی کہاں باقی رہ سکتی ہے۔ یہ ان دونوں کی باتیں ہیں کہ جب یہ بندہ بال بچے دار ہو چکا تھا۔
بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ والدہ ناراض ہو کر بندہ سے بولنا چھوڑ دیتی۔ میں گھر میں داخل ہوتا تو نہ میری طرف دیکھتی اور نہ مجھ سے آنکھ ملاتی ایک دو دن بھی گزر جاتے پھر میرے منانے کی ترکیب یہ تھی کہ میرے والدہ چارپائی پر لیٹی ہوتی مجھ سے منہ پھیر کر میں خاموشی سے والدہ کی بغل میں لیٹ جاتا تو فوراً" مجھے دھکے دینا شروع کرتی اور پھر زبان سے خوب برا بھلا کہتا وغیرہ۔ میں ہنستے ہوئے کہہ دیتا کہ اب تو بلی کا کردار ادا کر رہی ہے کہ بچپن میں تو خوب پیار سے دودھ پلاتی ہے اور جب بچے بڑے ہو جائیں تو انہیں مارنے جھپٹنے لگتی ہے تیرا وہی حال ہے بس پھر برا بھلا کہنے میں سارا غصہ نکل جاتا۔ حالانکہ میں خود

بھی بال بچے دار تھا جبکہ ایسے واقعے ہوتے۔

یہ کہ والدہ کو مجھ سے بہت محبت تھی اور میں بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہوں۔ محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب مجھ سے ناراضگی میں نہ بولتی تو بھی گھر والوں کو وصیت کرتی کہ اگر میں اکبر سے (یہ بندہ) ناراضگی میں مرجاؤں (فوت ہو جاؤں) پھر بھی یہ میرے کانوں کی ڈنڈیاں اکبر کی ہونگی۔ میری والدہ کے کانوں میں تو نو سوراخ تھے اور کانوں میں مرتے وقت اٹھارہ سونے کی ڈنڈیاں تھیں جو بندہ نے والدہ کے فوت ہونے پر فروخت کرکے والدہ کی فوتگی اور چہلم پر خرچ کردیں تھیں۔ زیور تو اور بھی تھے اور گھر والی کے پاس جو فروخت کرکے کاروبار میں لگائے فائدہ نہ ہوا اور ضائع گئے۔

اب میرے پاس میری والدہ کی یادیں ہیں کہ جن کو یاد کرکے کبھی تو ہنستا ہوں کبھی خوب روتا ہوں۔ اور یہ کہ خاص بات میری والدہ بہت خوبصورت تھیں۔ ساری زندگی مردانہ گلے کی قمیض پہنی۔ پہلے تو قمیض میں سونے کے بٹن ہوتے تھے۔ چھاپا کلی شوق سے پہنتی تھی اور چوڑی۔ اور شادی بیاہ کے موقع پر شوقیہ پان بھی ضرور کھاتی تھیں۔ چودھرانی تھی۔

انسان شناسی

انسان شناس کے عنوان سے اس بندہ نے کئی سال پہلے بھی ایک تحریر لکھی تھی لیکن جب وہ تحریر دوستوں نے پڑھی تو مشورہ دیا کہ ایسی تحریر مت لکھو۔ مشورہ مان لیا گیا اور وہ لکھی ہوئی تحریر پھاڑ ڈالی۔ لیکن اس کے بعد پھر بندہ کی نگاہیں قرآن پاک کی آیات نمبر (۲ : ۱۵۹، ۱۶۰) پر آکر رک گئیں کہ جن کا ترجمہ یوں ہے "تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا ہم نے دلیلوں سے اور ہدایت سے پیچھے اس کے کہ بیان کیا ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے بیچ کتاب کے یہ لوگ لعنت کرتا ہے ان کو اللہ اور لعنت کرتے ہیں کہ پھر آتا ہوں میں اوپر ان کے اور میں ہوں پھر آنے والا مہربان" پھر بندہ نے توبہ کی اور عہد کیا کہ اس عنوان سے دوبارہ ضرور لکھوں گا اور آج اللہ کی رحمت سے لکھ رہا ہوں۔ ان دونوں آیات کا عملی کام اس بندہ سے ہوا۔ بعض دفعہ لوگوں سے گناہ ہو جاتے ہیں کہ جن کا لوگوں کو علم بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے گناہ کیا اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان فرمائی "مومن کی فراست سے ڈرو مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" لوگوں نے فرمایا کہ یا رسول اللہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی تو پھر آپ جناب نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ کر سنا دی۔ ترجمہ "تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہی واسطے چہرہ پہچاننے والوں کے" (۱۵ : ۷۵) مطلب یہ کہ انسان اپنے چہرے سے چہرے پر نشانات سے پہچانا جا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس قرآن پاک (نور) میں چہرہ شناسی کا علم ہے۔

ترجمہ = پس کیا ہم نے اوپر اس کا نیچے اس کے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے پتھروں کو کنکر سے۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے چہرے پہچاننے والوں کے" (۱۵ : ۷۴، ۷۵) ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے چہرے پہچاننے والوں کے لیے ایک نشانی فرما دی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیان ہے۔ بات ہو رہی تھی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی پتھر برسنے کی لیکن جب ساتھ یہ فرمایا گیا کہ بیچ اسی کے نشانیاں واسطے چہرے پہچاننے والوں کے مطلب یہ کہ ہر دور کے پڑھنے والے زندہ لوگوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ اس سنگساری کی نشانیاں موجود ہیں۔ واضح طور پر آپ کو اس کا مطلب سمجھا دوں کہ اللہ تعالیٰ باطنی طور پر گناہ گار لوگوں کے چہروں پر پتھر کی کنکریوں کی بارش کر دیتا ہے یا بوچھاڑ ڈال دیتا ہے کہ جس کا علم گنہگار کو بھی نہیں ہوتا لیکن اس باطنی طور پر چہرے پر کنکریاں مارنے کا اثر چہرے پر واضح طور پر اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ چہرے کی جلد (کھال) کھردری ناہموار ہو جاتی ہے۔ ایسے کہ جیسے نوکیلے کنکریاں ماری گئی ہوں۔ جب کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی جلد ملائم اور صاف ہوتی ہے۔ لیکن گناہوں کے جرم میں جب بعض آدمیوں کے چہرے پر باطنی طور پر پتھر کی کنکریاں ماری جاتی ہیں تو ان کے گال کھردرے ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دفعہ ماری گئیں تو تھوڑے کھردرے اور زیادہ دفعہ ماری گئیں تو زیادہ کھردرے۔ جبکہ نیک آدمی کے گال بڑھاپے میں بھی صاف اور ملائم ہوتے ہیں کہ جلد (کھال) کا ایک ایک مسام صاف نظر آتا ہے۔ غلط چہرے والے کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں کہ منہ پر ٹھیکرے پھوڑے پڑے ہیں یعنی چہرے پر رکھ کر ٹھیکرے پھوڑے گئے ہیں کہ جس کی وجہ سے چہرے کھردرا ہو گیا۔

ایک اور آیت "اور اگر ہم چاہیں البتہ دکھلا دیں ہم تجھ کو وہ لوگ پس پہچان لیوے تو ان کو ساتھ چہرے ان کے کے اور البتہ پہچان لیوے گا تو ان کو بیچ لحن یعنی بات کہنے کے اور اللہ جانتا ہے کاموں تمہارے کو" (۴۷ : ۳۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ انسان اپنی باتوں اور چہروں سے پہچانا جا سکتا ہے۔ جس قسم کا آدمی ہو گا ویسی ہی باتیں کرے گا اچھا آدمی اچھی باتیں کرے گا اور گندا آدمی گالی گفتار و فضول بکواس وغیرہ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے بائبل متی ۱۲ : ۳۵ : ۳۶ میں فرما دی تھی۔ "کیونکہ جو دل میں بھرا ہے وہی منہ پر آتا ہے اچھا آدمی اچھے خزانے سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اور برا آدمی برے خزانے سے بری چیزیں نکالتا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو نکمی بات لوگ کہیں گے عدالت کے دن اس کا حساب دیں گے بات کے ساتھ آواز کا ہلکا اور بھاری پن بھی اچھے اور برے آدمی میں پہچان کر دیتا ہے اچھا آدمی نرم آواز سے سلیقے سے بات کرے گا اور برا آدمی کہ اس کی آواز بھدی اور بھاری ہو جائے گی۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ مجھے مسائل کے سوال کرنے سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے بات کرتے وقت ہونٹوں کا ایک طرف کھنچ جانا کہ چہرے کا توازن بگڑ جائے بکواسی آدمی ہو گا

ایک اور آیت برے انسان کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ "عنقریب داغ دیویں گے ہم اس کو اوپر ناک کے" (۶۸ : ۱۶) یہی بات داغ کی بائیبل میں کہی گئی "ہرچند تو اپنے کو بجی سے دھوئے بہت صابن استعمال کر تو بھی خداوند فرماتا ہے تیری شرارت کا داغ میرے حضور عیاں ہے۔ تو کیونکر کہتی ہے میں ناپاک نہیں ہوں" ہرسیاہ (۲ : ۲۲ : ۲۳)
ناک پر داغ لگنا بہت برا ہے ایسے آدمی سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہے یہ داغ ایسے لگتے ہیں کہ مستقل کہ صابن وغیرہ سے دھوئے نہیں جا سکتے جلد میں داغ ہوتا ہے یہ انسان کے دو آنکھوں کے درمیان سے شروع ہو کر ناک کی نوک تک ہو سکتا ہے جتنا ناک کی نوک کی طرف آئے گا اتنا ہی برا ہوگا اس کے علاوہ ناک پر خراش پڑنا بھی برا ہے۔ ناک پر خراش پڑنا ناک کا کٹنا کہلائے گی یہ ناک کٹنا محاورہ یہاں قرآن پاک ہی سے ہے مطلب یہ کہ دنیا اور آخرت میں رسوا ہونا کہ دنیا میں انسان کی ناک پر خراش دیکھ کر اسے پہچان لیں گے اور آخرت میں فرشتے۔ یہ خراشیں معمولی واقع وجہ سے ہو سکتی ہیں اور بڑے ایکسیڈنٹ سے بھی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو لگتا ہے ورنہ نہیں اور اگر کسی کی ناک کا کچھ حصہ گوشت ہی نہ ہو تو اور بھی برا خواہ باجرے کے دانے برابر۔ یہ تمام باتیں ناک کا داغ یا ناک کا کٹنا کہلائیں گی۔
اس طرح تمام چہرے پر خراشیں پڑنا۔ لکیریں۔ لوگ دست شناسی ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتے ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے چہرے پر مختلف داغ اور لکیریں اس انسان کا پتہ دیتی ہیں۔ باریک یا موٹی کم یا زیادہ رنگت کم یا زیادہ کالی وغیرہ بزرگوں نے فرمایا کسی کے منہ پر مت تھوکو مسے نکل آئیں گے چہرے پر کالا مسہ ابھرا ہوا بھی برے انسان کی پہچان ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے کالے مسے مختلف جگہ مختلف پہچان۔
لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو داغ کی کالی رنگت کم ہونا اور چہرے کے گڑھے بھرنا شروع ہو جائیں گے لیکن نشان بتایا رہ جاتا ہے کہ کبھی نشان لگا تھا دوزخ کے احوال میں ترجمہ "داغ دیئے جائیں گے ساتھ اس کے ماتھے ان کے اور کروٹیں ان کی اور پیٹھیں ان کی" (۹ : ۳۵) آخرت میں بھی لگائے جائیں گے اور دنیا میں بھی لگا دیئے جاتے ہیں۔ جنگ جہاد میں لگے ہوئے نشان ہلاک کے نشان ہوتے ہیں۔
توازن= "وہ ہے اللہ پیدا کرنے والا درست کرنے والا صورتیں بنانے والا" (۵۹ : ۲۴)
اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور تمام حیوانات کو خاص طور پر توازن پر بنایا۔ دائیں بائیں دونوں طرف کان آنکھ ہاتھ وغیرہ اسی توازن میں ہی اصل حسن ہے۔ اگر کسی انسان کے توازن میں فرق پڑ جاتا ہے تو سمجھ لو کہ اس آدمی نے کوئی ایسا کام کیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا ہے اور اللہ کے حکم سے ہی اس کا توازن خراب ہوا ہے مثلاً لنگڑا ہونا۔ ٹنڈا ہونا۔ آنکھ کے توازن میں فرق پڑنا۔ بعض لوگوں کی ناک چہرے کا توازن خراب کر دیتی ہے کہ ہڈی یا نوک ایک طرف کو مڑ جاتی ہے۔ بائبل میں توازن خراب ہونے کا ذکر اس طرح ہے کہ "تلوار اس کے بازو اور اس کی دہنی آنکھ پر آپڑے گی۔ اس کا بازو بالکل سوکھ جائے گا اور اس کی دہنی آنکھ پھوٹ جائے گی۔ مطلب یہ کہ جس انسان کا توازن خراب ہو چکا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آئی ہے اور اگر تم سمجھنے والے ہو اے سمجھنے والوں تو اس بات سے بھی اندازہ لگا لو کہ اللہ تعالیٰ حج کی قربانی کے لیے ایسے جانور بھی قبول نہیں کرتا کہ جس کا توازن خراب ہو چکا ہو مثلاً لنگڑا یا کانا وغیرہ۔ خواہ بیماری سے خواہ ایکسیڈنٹ سے۔
توازن کے لیے اگر بالوں کو درمیان سے مانگ دی جائے تو سیدھی مانگ کہلاتی ہے اور اگر دائیں بائیں سے دی جائے تو ٹیڑھی مانگ کہلاتی ہے کہ وہ توازن کو خراب کر ڈالتی ہے۔ سفید بالوں کو کالے کرنا تخلیق کرنے میں آتا ہے اسی لیے سفید بالوں والا آدمی ایسے آدمی کہ جو بال کالے کرتا ہو اچھا سمجھا جائے گا چور کی سزا ہاتھ کاٹ کر اس کا توازن خراب کر دیا جاتا۔
تازے منہ کتنے منہ اس دن تازے ہیں پروردگار اپنے کی طرف دیکھنے والے (۷۵ : ۲۲ : ۲۳) اور کتنے منہ اس دن برے ہیں گمان کرتے ہیں کہ کی جاوے گی اس سے کمر توڑنے والی معاملت" (۷۵ : ۲۴ : ۲۵) وضو میں مسح (بالوں کو پیشانی سے اوپر کرنا) ضروری ہے تاکہ پیشانی صاف نظر آئے یہ اللہ تعالیٰ کو پسند اس طرح پیشانی پر بالوں کا ہونا یا ڈالنا ناپسند ہوا۔
تازہ منہ تازہ چہرے بھرے بھرے گال صحت مند کہ ایک ایک مسام صاف نظر آئے کہ چہرے پر کوئی خراش کھردرا پن وغیرہ نہ ہو۔ برا منہ یا چہرے کہ جس کے گال پچک گئے ہوں منہ پر کالے مسے کھردرا پن ہو داغ ہو توازن خراب ہو

وغیرہ۔ آپ نے سنا ہوگا کہ قیامت میں گنہگار کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا گالوں کا پچک جانا آنکھوں کا دھنس جانا یہ چہرے کا گوشت ختم ہو جانا ہوتا ہے اور چہرے پر بھرے بھرے گال صحت مند اچھے آدمی کی نشانی ہے۔

چہرے کے تاثرات پہچاننے کا ذکر (فیس ریڈنگ) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو دوست دلی سوائے اپنے سے نہیں کمی کرتے تم سے تباہ کرنے میں اور دوست رکھتے ہیں یہ کہ ایذا میں پڑو تم تحقیق ظاہر ہوئی ناخوشی منہ اس کے سے اور جو کچھ چھپاتے ہیں سینے ان کے بہت بڑا ہے تحقیق بیان کیا ہم نے نشانیوں کے واسطے تمہارے اگر ہو تم سمجھتے" (۳: ۱۱۸) "اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کی نشانیاں ہماری روشن پہچانتا ہے تو بیچ موہوں (چہروں) ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ناخوشی کو" (۲۲: ۷۲)

کچھ ترجمے سے انسان شناسی ظاہر ہو جاتی ہے "اور مت موڑ گالوں اپنوں کو لوگوں سے اور مت چل بیچ زمین کے اترا کر تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہر تکبر کرنے والے شیخی کرنے والے کو اور بیچ کی راہ لے بیچ چال اپنی کے اور نرم کر آواز اپنی کو تحقیق بہت ناپسندیدہ آواز البتہ گدھے کی ہے۔ (۳۱: ۱۸: ۱۹) اور مت چل بیچ زمین کے اکڑتا ہوا تحقیق تو ہر گز نہ پھاڑے گا زمین کو اور ہر گز نہ پہنچا گا پہاڑوں کو نسباؤ میں" (۱۷: ۳۷) "اکڑ کر چلنے والوں کے بارے میں فرمایا "تحقیق کیا ہم نے بیچ گردنوں ان کی کے طوق پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں پس وہ سر اونچا کر رہے ہیں" (۳۶: ۸)

موت کے وقت پہچاننا۔ اچھی موت جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کو فرشتے اس حالت میں کہ پاکیزہ کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہے اوپر تمہارے داخل ہو بہشت میں بسبب اس کے کہ تھے عمل کرتے" (۱۶: ۳۲) بری موت "اور کاش کے دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں روحیں ان لوگوں کی کے کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں منہ ان کے اور پیٹھیں ان کی کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا" (۸: ۵۰) گنہگار یا کافر کی موت بہت سخت ہو جاتی ہے بول نہیں سکتا بے کلی کی انتہا محسوس ہوتی ہے ایسی موت کو جیکندنی کی موت کہتے ہیں کہ بیمار پرسی کرنے والا بھی مرنے والے کے قریب سے واپس بھاگنا چاہتا ہے وہاں ایک خوف سا محسوس ہوتا ہے۔ "پس کیونکر ہوگا حال اس کا جس وقت قبض کریں کے جان ان کی فرشتے مارتے ہونگے منہ ان کے اور پیٹھیں ان کی" (۴۷: ۲۷) مرنے کے بعد جب نماز جنازہ پڑھایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ مردے کا منہ دیکھایا جائے اور دیکھنے والے مردے کو دیکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ جنتی ہے وہ مردے کا بھی چہرہ پہچاننے والے ہوتے ہیں اگر مردے کا رنگ زرد ہو تو وہ نیک انسان سمجھا جاتا ہے کہ سورے البقرہ میں آخر زرد رنگ کی گائے اللہ تعالیٰ نے بتلائی تھی اگر مردے کا رنگ کالا یا نیلا پڑ جائے تو کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ جنتی ہے وغیرہ۔

اعراف میں پہچاننا اور پکاریں گے رہنے والے اعراف کے مردوں کو پہچانتے ہیں ان کو چہروں سے کہیں گے نہ کفایت کیا تم سے جمع تمہاری نے اور یہ کہ تھے تم تکبر کرتے" (۷: ۴۸)"

"اس دن کہ سفید ہونگے کتنے منہ اور کالے ہونگ کتنے منہ" (۳: ۱۰۶)

صحابہ کرام اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا کرتے تھے کہ کہیں ان کے چہرے پر کسی جگہ جلد میں کالا رنگ تو نہیں ابھر رہا یہ رنگ برے لوگوں کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقہ ہو جانا چشمہ پڑی (کان اور آنکھوں کے درمیان کی جگہ) میں کالا رنگ ابھر آنا ماتھے (پیشانی) پر کالا رنگ ابھر آنا وغیرہ۔ یا سارا چہرے کالا ہو جانا یہ بری نشانیاں ہیں۔

رسوا ہو کر مرنا بھی بری موت ہے کہ فرمایا پس کیا سزا اس شخص کی کہ کرے یہ کام (برا) تم میں سے بغیر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے" (۲: ۸۵) "اس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے اور اکٹھا کریں گے ہم گناہ گاروں کو اسی دن کیری آنکھوں سے" (۲۰: ۱۰۲) کیری آنکھوں والا اچھا نہ ہوا۔ "تحقیق وہ لوگ جو گناہ گار ہیں تھے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہنتے اور جب گزرتے ساتھ ان کے آنکھیں مارتے تھے اور جب پھر جاتے تھے طرف لوگوں اپنے کی پھر جاتے تھے باتیں بناتے (۸۳: ۲۹: ۳۰، ۳۱) مذاق اڑانا ہنسنا۔ آنکھ مارنا۔ فضول باتیں بنانے والے۔ "کیا پس وہ شخص کہ چلتا ہے گرا ہوا اوپر منہ اپنے کے بہت راہ پانے والا ہے یا وہ شخص کہ چلتا ہے برابر اوپر راہ سیدھی کے" (۶۷: ۲۲) بڑھاپے تک کبڑا نہ ہونے والا آدمی اچھا آدمی ہے۔

قافیہ شناس لوگوں نے تو اس طرح بھی اندازے لگائے ہوئے ہیں کہ اونٹ کے ہونٹ موٹے ہوتے ہیں اور اونٹ میں کینہ بہت ہوتا ہے اس لیے موٹے ہونٹ والے انسان کے اندر بھی کینہ ضرور ہوگا۔ ہمارے خاندان کے ہی ہونٹ موٹے ہیں ہاتھی کے کان بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ہاتھی بہت لمبی عمر پاتا ہے اس سے اندازہ لگایا گیا کہ بڑے کانوں

والے کی عمر لمبی ہوگی اور دیکھنے میں آیا ہے بوڑھے لوگوں کے کان بڑے ہوتے ہیں۔ چھوٹی اور اندر کی طرف آنکھ والا آدمی بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا بعض لوگوں کے چہرے اور بدن پر مختلف جگہوں پر تل ہوتا مختلف طبیعت کے مالک ہوتے وغیرہ اور سنا ہے کہ آج لکھائی کا انداز (ہینڈ رائٹنگ) سے بھی لوگ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کس قسم کا انسان ہے۔

لباس کی حیثیت سلائی۔ اور رنگ سے بھی انسانوں کا پتہ لگ جاتا ہے کہ شریف آدمی یا بے ڈھنگا قمیض کے بٹن بند رکھنے والا اور کھول کر رکھنے والا قمیض کے بازوں اوپر کرنا بھی بد تمیزی میں آتا ہے لباس کا سب سے اچھا رنگ سفید ہے ایک بار ایک دفعہ حضور کے پاس گلابی رنگ کا لباس پہن کر آگیا آپ ناراض ہوئے کہ یہ عورتوں کے پہننے کا رنگ ہے میں نے ایک دفعہ اپنے سر پر کالا کپڑا باندھ لیا تھا تو میری والدہ سخت ناراض ہوئی اور کہنے لگی کہ ہم نے تو بچپن سے سنا ہے کہ کالا کپڑا سر پر نہ باندھنا چاہئے چور جب چوری کرنے کی سوچتا ہے وہ کالا لباس تیار کراتا ہے کہ رات کے اندھیرے میں کسی کو نظر نہ آؤں یہ اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کا دھیان کالے لباس بنوانے کی طرف جاتا ہے۔ "وہ سفید پوشاک پہنے ہوئے میرے ساتھ سیر کریں گے جو غالب آئے انہیں سفید پوشاک پہنائی جائے گی مکاشفہ (۳ : ۴ : ۵) اچھے آدمی۔

انسان کھانا کھانے سے بھی اس کی شخصیت کا پتہ چل جاتا ہے بہت زیادہ کھانا کھانے والے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں کہ فرمایا "اور جو لوگ کافر ہوئے فائدہ اٹھاتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسا کہ کھاتے ہیں چار پائے" (۱۷ : ۱۲) وہ بہت موٹے ہو جائیں گے

اچھے انسان "وہ جو بیچ نماز کے زاری کرنے والے ہیں اور وہ جو بے فائدے بات سے اور کام سے منہ پھیرنے والے ہیں (کم گو) اور وہ جو واسطے زکوٰۃ کے ادا کرنیوالے ہیں اور وہ جو واسطے شرمگاہ اپنی کے حفاظت کرنے والے ہیں (۲۳ : ۲ تا ۵) اور یہ کہ "سجدہ کرنے والے چاہتے ہیں فضل خدا کا اور رضا مندی اس کی نشانی ان کی بیچ مونہوں ان کے کے اثر سجدے کے سے یہ ہے صفت ان کی بیچ۔ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے" (۴۸ : ۲۹) مطلب یہ کہ سجدے کرنے کی وجہ سے پیشانی (ماتھے) پر کالا نشان بن جاتا ہے پہچان نمازی کی توریت میں۔ "اور وہ تمہاری پیشانی پر ٹیکوں کی مانند ہوں" (استثنا ۱۱ : ۱۳)

فلموں کے ہدایت کار جب کسی فلم میں برے آدمی کا کردار دکھلاتے ہیں ولن کا تو اس کے چہرے پر کالا داغ یا کالا مسہ نکل لگا دیتے ہیں کبھی غور سے دیکھنا وہ بھی جانتے ہیں کہ برے آدمی کے چہرے پر کالا داغ یا کالا مسہ ابھر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب بائبل میں بھی انسان شناسی کے بارے میں بہت معلومات ہیں۔ "تو کاہن اس عورت کو لعنت کی قسم کھلا کر اس سے کہے کہ خداوند تجھے تیری قوم تیری ران کو سڑا کر اور تیرے پیٹ کو پھلا کر لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنائے" ران کا سڑنا اور پیٹ کا پھولنا برے آدمی کی نشانی ہوئی (گنتی ۵ "۲۱) تو میں بھی تمہارے ساتھ اس طرح پیش آؤں گا کہ دہشت تپ دق اور بخار کو تم پر مقرر کر دوں گا جو تمہاری آنکھوں کو چوپٹ کر دیں گے اور تمہاری جان کو گھلا ڈالیں گے" (احبار (۲۶ : ۱۶) مطلب یہ کہ ایسی بیماری کہ جو آکر نہ جائے عذاب ہوتی ہے خاص طور پر وہ بیماری کہ جو آنکھوں کو نقصان پہنچائیں اور صحت کو دن بدن خراب کرتی چلی جائیں کہ "سے کہا کہ نہ تمہارے سر پر بال بکھرے پائیں اور نہ تم اپنے کپڑے پھاڑنا تاکہ نہ تم ہی مرو اور نہ ساری جماعت اس کا غضب نازل ہو" (احبار ۶ : ۱۰) بالوں کو بکھیر کر رکھنے والا برا آدمی ہے لہٰذا بالوں کو کنگھی دے کر رکھنا چاہئے۔ ایسا ہوتا رہے جسے جریان ہو یا جو کوڑھی ہو یا بیساکھی پر چلے یا تلوار مرے یا ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو۔ (۲ سموئیل ۳ : ۲۹) ان الفاظ میں چار باتیں لکھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہو سکتی ہیں (۱) بیماری خاص طور پر وہ جو کہ لگنے کے بعد نہ جائے۔ کوڑھ۔ شوگر فالج تپ دق کینسر ایڈز وغیرہ (۲) بیساکھی پر چلنا اس میں دو بیساکھی پر چلنا یا ایک بیساکھی پر چلنا (بیت) کا سہارا لے کر چلنا یا اپاہج ہو جانا (۳) تلوار سے مرے مطلب قتل ہو جانا (۴) ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو غریب ہونا کہ قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا کہ "اور جس نے منہ پھیرا یاد میری سے پس تحقیق واسطے اس کے معیشت ہے تنگ اور اٹھاویں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا" (۲۰ : ۱۲۴)

"اور تو اپنی گور میں سلامتی کے ساتھ اتار دیا جائے گا" (سلاطین ۲۲ : ۲۰)

بائبل ایوب سے "تیری نسل بڑی اور تیری اولاد زمین کی گھاس کی مانند برومند ہوگی تو پوری عمر میں قبر میں جائے گا

جیسے اناج کے پولے اپنے وقت پر جمع کیے جاتے ہیں۔
دیکھو! ہم نے اس کی تحقیق کی اور یہ بات یوں ہی ہے" (۵ : ۲۵، ۲۶، ۲۷) "کیا تجھے یاد ہے کہ کبھی کوئی معصوم بھی ہلاک ہوا ہے" یا کہیں راست باز بھی کاٹ ڈالے گئے؟ (۴ : ۷)
تب یقیناً" تو اپنے منہ بے داغ اٹھائے گا" (۱۱ : ۱۵) "رفعی (شاید سانپ) کی زبان اسے مار ڈالے گی وہ دریاؤں کو دیکھنے نہ پائے گا یعنی شہد اور مکھن کی بہتی ندیوں کو جس چیز کے لیے اس نے مشقت کھینچی اسے واپس کرے گا اور نگلے گا نہیں جو مال اس نے جمع کیا اس کے مطابق وہ خوشی نہ کرے گا" (۲۰ : ۱۶، ۱۷، ۱۸) یعنی حرام کی کمائی کرنے والے کو سانپ لڑ سکتا ہے چلنے پھرنے میں دشواری کہ سیر سیاحت نہ کر سکے۔ شہد اور مکھن میٹھا اور گھی شوگر اور دل کی بیماری کی وجہ سے پرہیز قرار دے دیا جائے گا۔ نگلے گا نہیں کا مطلب واپس کرے گا یعنی میٹھا اور گھی سامنے بھی آجائے تو ہی لڑے کا کہ نہیں کھاتا ہے کہ وہ حرام کی کمائی دوائیوں اور ڈاکٹروں کی طرف اس کے پاس سے واپس ہو جائے گی۔ مطلب یہ کہ اچھی خوراک نہ کھا سکے گا "میں اندھوں کے لیے آنکھیں تھا اور لنگڑوں کے لیے پاؤں۔ میں محتاج کا باپ (زکوٰۃ۔ خیرات دینے والا تھا) اور میں اجنبی کے معاملے کو بھی تحقیق کرتا تھا میں ناراست کے جبڑوں کو توڑ ڈالتا اور اس کے دانتوں سے شکار چھڑا لیتا تھا۔ تب میں کہتا تھا کہ میں اپنے آشیانہ میں مروں گا اور اپنے دنوں کو ریت کی طرح شمار کروں گا۔
(۲۹ : ۱۵ تا ۱۸) اچھے اعمال کرنے والا اپنے گھر میں لمبی عمر میں وفات پائے گا اس طرح گھر کے باہر فوت ہونا اچھا آدمی نہ ہوا خواہ ہسپتال میں۔
زبور شریر پیدائش ہی سے کجروی اختیار کرتے ہیں وہ پیدا ہوتے ہی جھوٹ بول کر گمراہ ہو جاتے ہیں" بچپن سے جھوٹ بولنا جھوٹ تمام بیماریوں کی جڑ ہے کہ جھوٹ سے متعلق قرآن پاک میں یوں فرمایا۔ "کیا بتاؤں میں تم کو اوپر کس کے اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں اوپر ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے رکھتے ہیں شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں (۲۶ : ۲۲۱ تا ۲۲) شیطان خاص طور پر اپنے کان انسانوں کی طرف اس لیے لگائے رکھتے ہیں کہ وہ انسانوں میں تلاش کریں کہ ان میں جھوٹ بولنے والا کون سا ہے۔ جب انہیں جھوٹ بولنے والا مل جاتا ہے تو وہ اس کے گرد اپنا چلہ لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ انسان آسانی سے ہمارا شکار بن جائے گا کیونکہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے "وہ بڑھاپے میں برومند ہونگے وہ تروتازہ اور سرسبز رہیں گے تاکہ واضح کریں کہ خداوند راست ہے" (۹۲ : ۱۴) بڑھاپے میں ہر طرح سے صحت مند رہنا اکثر آدمی مل جاتے ہیں کہ جن کو نہ کوئی بیماری نہ پرہیز وغیرہ۔
امثال سے "خبیث" بدکار آدمی ٹیڑھی ترچھی زبان لیے پھرتے ہے۔ وہ آنکھ مارتا ہے وہ پاؤں سے باتیں اور انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے اس کے دل میں کجی ہے وہ برائی کے منصوبے باندھتا رہتا ہے۔ وہ فتنہ انگیز ہے۔ اس لیے آفت اس پر ناگہاں آپڑی (۱۲ تا ۱۵) "کلام کی کثرت سے خطا سے خالی نہیں" (۱۰ : ۱۹) "خداوند کا خوف عمر کی درازی بخشتا ہے لیکن شریروں کی زندگی کو تاہ کر دی جاتی ہے" (۱۰ : ۲۷) "نادان ہر بات کا یقین کر لیتا ہے لیکن ہوشیار آدمی اپنی روش کو دیکھتا بھالتا ہے" (۱۴ : ۱۵) "بے عقل آدمی ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے" (۱۷ : ۱۸) "بچہ اپنی حرکات سے پہچانا جاتا ہے (۲۰ : ۱۱) اور ڈاکٹر لوگ ایک دن کا بچہ اگر وہ مست یا مجذوب سا ہو اس کا چہرے پہچان لیتے ہیں کہ یہ مجذوب یا مست ہو جائے گا اس کو فلاں دوائیاں دو تو کچھ نہ کچھ عقل والا بن جائے گا ساری امثال توجہ اور غور سے پڑھنے کی ہے۔ اور بائبل تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا مجموعے کا نام۔ "جنہوں نے گناہ کیا اور ان کی لاشیں بیابان میں پڑی رہیں (عبرانیوں ۳ : ۱۷) اور اپنی زبان کو لگام نہ دے بلکہ اپنے دل کو دھوکا دے تو اس کی دینداری باطل ہے" (یعقوب ۱ : ۲۶) بھینس بکری وغیرہ کہ جن کے ماتھے پر سفید رنگ ہو اچھی قسمت کی سمجھی جاتی ہیں کہ مشہور ہے اچھی قسمت والے کا ماتھا (پیشانی) چمکے۔
حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا مانگی تھی "یا اللہ پاک مجھے برص کوڑھ پانی میں ڈوب مرنے اور آگ میں جل مرنے سے بچانا ایک رنگی بن دورنگی نہ بن سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کا مرتے وقت بھی چہرہ ایسا صاف ستھرا ہو جیسے بچے کا بچہ پیدا ہونے کے وقت ہوتا۔ نہ کوئی داغ نہ خراش وغیرہ۔
الغرض جو شخص جیسے اعمال کرے گا اس کا اثر اس کے چہرے سے ظاہر ہو جائے گا اس کی زبان اسی رنگ میں رنگی جاتی ہے۔ جیسا باطن ہوتا اس کا عکس ظاہر پر ضرور پڑتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ۔ چہرے دل کی کتاب ہے۔

کتاب نامہ اعمال

آج ہم بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک سے بہت دور ہیں لیکن ایمان کی تجدید میں سائنس کی معلومات اور ایجادات بھی بہت اہم کردار اداکر رہی ہیں ان میں سے ایک ایجاد ویڈیو کیسٹ ہے جو وی سی آر میں چلتی ہے۔

آخرت میں انسانوں کے نامہ اعمال کی کتاب بالکل ویڈیو کیسٹ کی طرح کی ہوگی کہ بس اس میں دیکھنا پڑے گا یہ انسان کی ایجاد ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تو کوئی شمار نہیں اس ویڈیو کیسٹ کو کتاب بھی کہہ لیں تو بے جانہ ہوگا یہ بات بندہ قرآنی آیات سے ثابت کرتا ہے۔

کتاب سے متعلق "جس دن کے پاوے گا ہر جی جو کچھ کیا ہے بھلائی سے حاضر کیا ہوا اور جو کچھ کیا ہے برائی سے" (۳ : ۳۰) اللہ تعالیٰ بندے کو فرمائے گا کہ "پڑھ کتاب اپنی کفایت ہے جان تیری آج اوپر تیرے حساب لینے والی" (۱۷ : ۱۴) بندہ کہہ سکتا ہے کہ یا اللہ پاک میں تو ان پڑھ ہوں پڑھ نہیں سکتا لیکن وہاں ان پڑھ کا پڑھنا دیکھنا ہے اور سننا کہ فرمایا گیا" اور نزدیک ہمارے کتاب ہے کہ بولتی ہے ساتھ حق کے اور وہ نہیں ظلم کیے جاتے" (۲۳ : ۶۲) "یہ ہے کتاب ہماری بولتی اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے تم کرتے" (۴۵ : ۲۹) "اسی دن کے گواہی دیں گے اوپر ان کے زبانیں ان کی اور ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے ساتھ اسی چیز کے کہ تھے کرتے" (۲۴ : ۲۴)

تو جو کتاب بولتی ہے مطلب یہ کہ کتاب میں آواز بھری ہوی ہے اور ہاتھ پاؤں کی گواہی کے ہاتھ پاؤں کہ ان سے جو بھی عمل کیا ہے اس کتاب نامہ اعمال میں جو ویڈیو کیسٹ کی طرح یہ صاف دکھائی دیں گے اور زبان سے جو کہتا تھا وہ بھی سن لے گا۔

پھر گنہگار لوگ کہیں گے کہ اور رکھی جاوے گی کتاب پس دیکھے گا تو گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اسی چیز سے کہ بیچ اس کے ہے اور کہیں گے اے وائے ہم کو کیا واسطے اس کتاب کے نہیں چھوڑتی چھوٹی بات کو اور نہ بڑی بات کو مگر گن لیا ہے اس کو اور پاویں گے جو کچھ کیا تھا حاضر" (۱۸ : ۴۹) "نہیں پوشیدہ اس سے برابر ایک بھنگے (چنگاری) کے بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے" (۳۴ : ۳) "اور نہیں چھپتی پروردگار تیرے سے کچھ چیز برابر بھنگے کے بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمانوں کے اور نہ کوئی چیز چھوٹی اس سے اور نہ بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے (۱۰ : ۶۱) ویڈیو کیسٹ میں بھنگا (چنگاری) سے چھوٹا اور بڑا سب کچھ آجاتا ہے اور انسان کی زندگی کی فلم بنانے والے اللہ تعالیٰ کے کیمرے جن سے فرشتے ہر انسان کی ہر وقت فلم بنا رہے ہیں ان کیمروں سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں کہ جو سمندر کے پانی میں بھی تصویر اتارتے ہیں ٹی وی فلموں میں پانی کی تصویر بھی دیکھا دی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کیمرے خشک زمین پہاڑوں کے اندر کا بھی فوٹو بنا لیتے ہیں کہ جس کا ثبوت قرآن پاک میں یوں ہے کہ "اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے اور دریا کے ہے اور نہیں گرتا کوئی پات (پتہ) مگر جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ بیچ اندھیروں زمین کے اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے" (۶ : ۵۹)

اور وہ کیسٹ ہلکی سے ہلکی آواز بھی اپنے اندر بھر لیتی ہے کہ فرمایا کیا گمان کرتے ہیں یہ کہ ہم نہیں سنتے آہستہ بولنا ان کا اور شورت کرنا ان کا یوں نہیں بلکہ اور بھیجے ہوئے ہمارے پاس ان کے لکھتے ہیں" (۴۳ : ۸۰) نزدیک ہمارے ہے کتاب یاد رکھنے والی" (۵۰ : ۴)

انسان کی ویڈیو فلم بنانے کا کام فرشتے دن رات کر رہے ہیں اور اسی ویڈیوں میں بھی دنیاوی ویڈیو کی طرح کا ربن ریل کی صورت میں ہے جو کہ دن کی فلم بنی وہ لپیٹ گئی دائرہ میں پھر رات کی فلم بنی اور وہ اوپر لپیٹ گئی اسی طرح پھر اگلے دن کی کیونکہ فرمایا "لپیٹتا ہے رات کو اوپر دن کے اور لپیٹتا ہے دن کے اوپر رات کے" (۳۹ : ۵)

نہیں آئے وہ آخرت والا ریل ربن بھی دنیاوی کیسٹ کی ربن کی طرح بلکل باریک ہوگا جھلی کی طرح کہ فرمایا "قسم ہے طور کی اور کتاب لکھی ہوئی (سطور) کی بیچ جھلی کھلی ہوئی کے" (۵۲ : ۱ تا ۳)

لیکن بعض گنہگار فنکار لوگ کہیں گے کہ فرشتوں نے غلط فلم بنا دی کسی کے وجود پر ہماری گردن لگا کر فلم بنا دی ورنہ ہم نے ایسے برے عمل نہیں کیے تھے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے کان آنکھیں اور چمڑوں کو حکم دے گا کہ تم بتاؤ تو

ان کے چمڑے کان اور آنکھیں بولیں گے کہ فرمایا گیا "یہاں تک کہ جب جاویں گے اس کے پاس گواہی دیں گے اوپر ان کے کان اور ان کے اور آنکھیں ان کی اور چمڑے ان کے ساتھ اس کے تھے کرتے" اور کہیں گے واسطے چمڑوں اپنے کے کیوں گواہی دی تم نے اوپر ہمارے کہیں گے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو" (۴۱ : ۲۰ : ۲۱)

اور یہ کہ انسان کے نامہ اعمال کی فلم بنانے پر دو فرشتے مقرر ہیں اور وہ دونوں دائیں طرف سے بائیں طرف سے الگ الگ فلم بنا رہے ہیں اگر ایک فرشتہ ایک طرف سے فلم بناتا تو دوسری طرف سے ہیرا پھیری کی جا سکتی تھی کہ جو فلم میں نہ آسکتی اس لیے دائیں اور بائیں طرف کے ایکشن سے فلم بن رہی ہے۔ کہ فرمایا گیا جس وقت کے لے لیتے ہیں دو لینے والے ایک داہنی طرف ہے اور ایک بائیں طرف سے بیٹھا ہے نہیں بولتا کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہیں تیار' (۵۰ : ۱۶ ' ۱۷ ' ۱۸) ایک دفعہ میری جیب میں تھوڑی سی رقم تھی میں نے چاہا کہ دیکھوں کتنی رقم ہے ساتھ بیگم صاحبہ بیٹھی تھی اس خیال سے کہ اگر بیگم صاحبہ کے سامنے رقم گنوں گا تو کچھ مانگ لے گی اور دینا پڑے گا۔ میں نے بیگم صاحبہ کی طرف پیٹھ کر کے جیب سے رقم نکال کر گنی مجھے نہیں معلوم تھا کہ کوٹھے (چھت) پر سے میری بچی یہ تمام حرکت دیکھ رہی ہے جب میں نے رقم گن کر جیب میں رکھ لی تو بچی صاحبہ نے اپنی امی کو آواز دی کہ ابو نے ابھی نوٹ گنے ہیں اور نوٹوں کی تعداد بھی بتلا دی چوری پکڑی گئی مجھے فوراً" دائیں بائیں کے فرشتے یاد آگئے کہ کیسی بھی حرکت پیٹھ پھیر لو فلم کیمرے میں ضرور آجائے گی۔

اور جب چار آدمی اکٹھے ہوں تو ان کی فلم آٹھ کیمرے بنا رہے ہوتے ہیں پکے ثبوت اور ویڈیو کیسٹ کو دیکھنا ایسا ہے کہ جیسے دیکھنے والا بھی ان چار آدمیوں کے ساتھ موجود ہے ان کی آواز اور حرکات دیکھ رہا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا نہیں دیکھتا تو نے یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے نہیں ہوتی مصلحت تین شخص کی مگر وہ چوتھا ان کا ہے اور نہ پانچ کی مگر وہ چھٹا ان کا ہے اور نہ کم اس سے اور نہ زیادہ مگر وہ ساتھ ان کے ہے۔ جہاں کہیں ہوویں پھر خبر دے گا ان کو اس چیز کی کہ کرتے ہیں دن قیامت کے" (۵۸ : ۷)

"اور جو چیز کے کی ہے انہوں نے بیچ کتاب کے ہے اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا" کتاب بولتی ہے" (۲۳ : ۶۲) یہ ہے کتاب ہماری بولتی" (۴۵ : ۲۹) دیکھ لے گا ہر مرد جو کچھ آگے بھیجا تھا ہاتھوں اس کے نے اور کہے گا کافر اے کاش کے ہوتا میں مٹی" (۷۸ : ۴۰)"

واضح ہو چکا کہ ان پڑھ کا پڑھنا صرف دیکھنا اور سننا ہوگا۔

غیب

ترجمہ "کہہ نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتے کس وقت اٹھائے جاویں گے" (۲۷ : ۶)"

"کہ نہیں کہتا میں تم کو نزدیک میرے خزانے کے ہیں اور نہ جانتا ہوں میں غیب کو اور نہ کہتا ہوں تم سے کہ فرشتہ ہوں میں" (۶ : ۵۰)

"کہو نہیں اختیار رکھتا میں واسطے جان اپنی کے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور اگر ہوتا میں جانتا غیب کو البتہ لے لیتا میں بھلائی سے اور نہیں لگتی مجھ کو برائی نہیں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا۔ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں" (۷ : ۱۸۸)

"کہہ نہیں ہوں میں نیا پیغمبروں میں سے اور نہیں جانتا میں جو کچھ کیا جاوے گا ساتھ میرے اور نہ ساتھ تمہارے نہیں پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی جاتی میری اور نہیں میں مگر ڈرانے والا ظاہر" (۴۶ : ۹)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کو خاص طور پر فرمایا کہ کہہ کے میں غیب کو نہیں جانتا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آیت نمبر (۲۷ : ۶۵) کے ہوتے ہوئے کسی انسان کے بارے میں کہے کہ وہ غیب جانتا تھا تو اس کے عقل کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ حضور پاک سے بار بار کہلوایا کہ تم کہو کہ میں غیب کو نہیں جانتا۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگ۔ جب لوگوں نے اماں عائشہ پر تہمت لگا دی تھی ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا تحقیق نہ ہو سکی تو وحی کی صورت سورے النور میں اماں عائشہ کے لیے صفائی کا بیان آیا اگر حضور اکرم ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو ایک ماہ تک پریشان کیوں رہتے؟۔

ترجمہ "وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا اوپر غیب اپنے کے کسی کو پر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے پس تحقیق میں چلاتا ہے آگے اس کے سے اور پیچھے اس کے سے نگہبان" (۷۲: ۲۶،۲۷)
اس آیت میں فرمایا کہ نہیں خبردار کرتا اوپر غیب کے مگر جس کو پیغمبر چن لے اس غیب سے مراد وحی ہے اور وحی شیطان دخل نہ دے دے کہ نبی کے محافظ فرشتے خاص ہیں کہ جو شیطان کو اللہ کے پیغمبر کے پاس نہیں آنے دیتے اسی آیت کا مطلب صرف یہاں تک لیا جائے کیونکہ اوپر غیب کا نہ جاننے کے بارے میں بہت ٹھوس آیات موجود ہیں۔

عقل والے

ترجمہ "اور نہیں ممکن کسی جی کو یہ کہ ایمان لائے مگر ساتھ حکم خدا کے اور کر دیتا ہے پلیدی اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں عقل رکھتے" (۱۰: ۱۰۰) اس آیت کی تصویر کا دوسرا رخ یہ بنا کہ اللہ تعالیٰ صرف عقل والوں کا دوست ہے۔
عقل والے اور بے عقل کے بارے میں قرآن پاک کی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے ذمے لو جانوں اپنیوں کو (یعنی قائم رہو احکام الٰہی پر) نہ ضرر کرے گا تم کو جو کوئی گمراہ ہو جاوے جب راہ پاؤ تم طرف خدا کی ہے پھر جانا تمہارا بس کا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس کے جو تھے تم کرتے" (۵: ۱۰۵)
عقل والے وہ ہوئے جو خود محنت کر کے قرآن پاک کی طرف متوجہ ہو کر احکام الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں اور بے عقل وہ جو خود دین کی طرف دلچسپی نہیں کرتے اور دوسروں کے کہنے کے مطابق زندگی کرتے ہیں چاہے دوسروں کا کہنا دین اسلام کے خلاف ہو۔ یہ ہوتا ہے اپنی جان دوسروں کے ذمے دینا اور یہ کہ بے عقلوں کا کہا ہوا ایک فقرہ لکھا ہے قرآن پاک میں توجہ کریں "اور جب کہا انہوں نے اللہ اگر ہے یہ حق نزدیک تیرے سے پس برسا اوپر ہمارے پتھر آسمان سے یا لے آ ہم پر عذاب درد دینے والا" (۸: ۳۲)
جب حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں تو ان جاہل لوگوں نے اللہ کو مخاطب ہو کر یوں کہا اور اگر عقل والے ہوتے تو یوں کہتے اے اللہ اگر یہ حق نزدیک تیرے سے تو ہم کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرما اور اگر تیرے طرف سے نہیں ہے تو ہم کو شیطان کے شر سے بچا وغیرہ۔
دوزخ میں زیادہ تعداد میں بے عقلوں کی ہوگی کہ فرمایا "اور کہیں گے اگر ہوتے ہم سنتے اور عقل رکھتے نہ ہوتے ہم بیچ رہنے والوں دوزخ کے" (۶۷: ۱۰)
ترجمہ "اور جو کوئی ہے بیچ اس دنیا کے اندھا پس وہ بیچ آخرت کے اندھا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ سے" (۱۷: ۷۲) "تحقیق آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں پروردگار تمہارے سے بس جس نے دیکھ لیا پس واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی اندھا ہوا پس واسطے جان اس کی کے اور نہیں میں تم پر نگہبان" (۶: ۱۰۵) مطلب یہ کہ دلیل کا سمجھ لینا دیکھنا اور دلیل کا نہ سمجھنا اندھاپن ہے۔
دلیل کی اہمیت کے بارے میں فرمایا گیا "اور کہا انہوں نے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی (معجزہ) رب اپنے سے کیا نہیں آئی ان کے پاس دلیل اس چیز کی کہ بیچ کتابوں پہلی کے ہے" (۲۰: ۱۳۳) اس آیت میں واضح فرما دیا گیا کہ معجزہ سے زیادہ حیثیت عقلی دلیل کی ہے مگر عقل والوں کے لیے۔

قرآن پاک اور بائبل

قرآن   قرآن پاک وہ کتاب کہ جو حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی کہ جو ہو بہو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے الفاظ پر مشتمل ہے۔
بائبل   یہ وہ کتاب ہے کہ قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے تمام انبیاء اور رسولوں پر جو کتابیں اور صحائف اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے تھے ان کتابوں اور صحائف کے مجموعے کا نام بائبل ہے اور اس میں تینوں مشہور کتابیں۔ توریت۔ انجیل۔ زبور شامل ہیں بائبل کو دو حصوں میں اس طرح بھی تقسیم کیا ہے کہ نیا عہد نامہ اور پرانا عہد نامہ۔ انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے پیغامات کو نیا عہد نامہ کا نام دیا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے حصے کو پرانا عہد نامہ کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ بائبل کے الفاظ ہو بہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے الفاظ نہیں

ہیں۔

بائبل پڑھنے کی اجازت قرآن پاک میں یوں ملتی ہے کہ فرمایا گیا "کہہ پس لاؤ تم توریت کو پس پڑھو اس کو" (3:93)
ترجمہ غیر مسلموں کو بھی توریت پڑھنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ توریت پڑھ کر قرآن پاک پر ایمان لے آئیں اور مسلمان بن جائیں۔ اس لیے جب مسلمان توریت یا بائبل پڑھے گا تو اُس سے ایمان کی تجدید (تازہ) ہوگی۔

مسلمانوں کے لیے بھی یہ دونوں کتابیں متبرک اور قابل تعظیم ہیں کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا گیا "اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز (قرآن پاک) کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے (بائبل) اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں۔
(۲:۴) اس آیت کے ان الفاظ کی تشریح اور تفسیر قرآن پاک سے ملاحظہ فرمائیں "کہہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی اوپر ہمارے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی اوپر ابراہیم کے اور اسماعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور اولاد اس کی کے اور جو دی گئی موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور نبیوں پروردگار ان کے سے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے فرمانبردار ہیں۔ (۳:۸۴) دیکھا آپ نے کہ جو اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے کے بارے میں کتنی تفصیل سے تفسیر کی گئی ہے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بائبل ہے۔
ترجمہ "اور جب آیا ان کے پاس پیغمبر نزدیک اللہ کے سے سچا کرنے والا اس واسطے اس کے جو پاس ان کے ہے" (۲:۱۰۱) مطلب یہ کہ قرآن پاک بائبل کو سچا کرتا ہے اور بائبل قرآن پاک کو سچا کرتی ہے۔ "اتاری ہے رسول اپنے کے اور کتاب کے جو اتاری ہے پہلے اس سے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اس کے کے اور کتابوں اس کے اور رسولوں اس کے کے اور دن پچھلے کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور" اس آیت میں فرمایا گیا اور کتابوں اس کی کے مطلب یہ کہ جو کوئی بائبل پر یہ ایمان نہ رکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے وہ گمراہ ہوا گمراہی دور مطلب بہت بڑا گمراہ۔ اور ترجمہ "اور ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنیوالی ہے اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے" (۲:۴۱) یہ آیت یہود اور نصاریٰ کے لیے نہیں مسلمانوں کے لیے بھی ہے کہ تم سمجھو کہ یہ دونوں کتابیں ایک دوسرے کو سچا کرتی ہیں اور اس بات کو سچائی پہچاننے والے اس طرح بات کو پہچانتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹوں کو کہ فرمایا گیا۔
"اور جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسا کہ پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو اور تحقیق ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو اور وہ جانتے ہیں" ۲:۱۴۶)
اس آیت کے مطابق پہچاننا وہی سمجھ سکے گا کہ جس کے پاس یہ دونوں کتابیں ہوں گی۔ اگر کسی کے پاس قرآن پاک ہے اور بائبل نہیں وہ کیا خاک پہچانے گا یا جس کے پاس بائبل ہے اور قرآن پاک نہیں وہ کیا خاک پہچانے گا پہچاننا یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں آیات پڑھ کر پہچان جائے کہ یہی بات بائبل میں یوں بیان فرمائی گئی ہے اور قرآن پاک میں یوں اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔ یہ آپس میں جڑواں آیات ہیں اور پہچاننے والے اس طرح پہچان جاتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچان جاتے ہیں جیسے کہ یہ بندہ اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے کہ یہ محمد امین۔ علی بہادر ہے اسی طرح ان کتابوں کو جڑواں آیات کو جو ان دونوں کتابوں کو آپس میں سچا کر دیں پہچان جاتا ہے ثبوت کے لیے کچھ تحریر لکھی جاتی ہے۔
قرآن پاک اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا" ۲۴:۳۵ اور بائبل میں "کہ خدا نور ہے اور اس میں تاریکی نہیں" ۱-یوحنا ۱:۵ = قرآن پاک زنا کرنے والا نہیں نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست کو" (۲۴:۳) اس آیت میں زانی اور بت پرست برابر ہوئے اسی طرح بائبل میں فرمایا یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ کو جو بت پرستی کے برابر ہیں" (کلسیوں ۳:۵) قرآن پاک میں فرمایا "کیا پس دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پکڑا ہے اس نے معبود اپنا خواہش اپنی کو" (۴۵:۲۳) اور بائبل میں۔ "ان کا خدا پیٹ ہے وہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں اور دنیا کی چیزوں کے خیال میں رہتے ہیں" (فلپیوں ۳:۱۹)
قرآن پاک میں فرمایا "کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کے ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے" (۲:۴۴) اور بائبل میں فرمایا اے انسان تو جو ایسے کام کرنے والوں پر الزام لگاتا ہے اور خود وہی کام کرتا ہے کیا یہ سمجھتا ہے کہ تو خدا کی عدالت سے بچ جائے گا" (رومیو ۲:۳) قرآن پاک میں فرمایا "قسم ہے وقت عصر کی تحقیق انسان زیاں (خسارے) میں ہے" (۱۰۳:۱،۲) اور بائبل میں فرمایا= "اور اگر آدمی ساری دنیا حاصل کر لے اور اپنی جان کا نقصان اٹھائے تو اسے کیا فائدہ ہوگا" (متی ۱۶:۲۶) قرآن پاک میں فرمایا "سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرا اور اجالا" (۶:۱) اور بائبل میں فرمایا۔ "میں ہی

روشنی کا موجد اور تاریکی کا خالق ہوں" (یسعیاہ ۴۵ : ۹) قرآن پاک میں فرمایا "اور آزماتے ہیں ہم تم کو ساتھ برائی اور بھلائی کے آزمائش کو اور طرف ہماری پھیرے جاؤ گے" (۲۱ : ۳۵) بائبل میں "دیکھو میں آج کے دن تمہارے آگے برکت اور لعنت دونوں رکھے دیتا ہوں" (استثنا ۱۱ : ۲۶)

قرآن پاک میں فرمایا بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے پس بڑھائی ان کی اللہ نے بیماری" (۲ : ۱۰) بائبل میں "لیکن شریروں کی راہ ٹیڑھی کر دیتا ہے" (۱۴۶ : ۹ زبور) سے برے دوزخی کا حال یہ ہوگا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر کیڑے کی مانند ہو جائے گا ایسے دوزخی کے لیے بائبل میں فرمایا کیونکہ ان کا کیڑا (وجود) نہ مرے گا اور ان کی آگ نہ بجھے گی اور وہ تمام بنی آدم کے لیے نفرتی ہونگے" (یسعیاہ ۶۶ : ۲۴) پہلے بات قرآن پاک کی دو آیات میں فرمائی گئی " اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو دن قیامت کے اوپر مونہوں اپنے کے اندھے اور گونگے اور بہرے جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے جب بجھنے لگے کی زیادہ کریں گے ہم واسطے ان کے آگ دہکانا" ۱۷ : ۹۷) اور فرمایا اور آوے گی اس کو ہر جگہ سے موت اور نہیں وہ مرنے والا" (۱۴ : ۱۷) مطلب یہ کہ دوزخ میں مرے گا نہیں بلکہ کیڑے کی طرح زندہ رہے گا۔

مندرجہ بالا تحریر سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ قرآن پاک اور بائبل کی تحریر کی مطابقت کو ایسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے جیسے اپنے بیٹوں کو۔

لیکن یہ بھی ہے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا "اور تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے سنتا کلام اللہ کا پھر بدل ڈالتے تھے اس کو پیچھے اس کے کہ سمجھ لیا تھا اس کو وہ جانتے تھے" (۲ : ۷۵)

"کر دیا ہم نے دلوں ان کے کو سخت بدل ڈالتے ہیں باتوں کو" (۵ : ۱۳) قرآن پاک کی ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ بائبل میں کچھ باتیں بدل ڈالیں گئیں ہیں مثال کے طور پر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے بچھڑے کے متعلق جو سامری نے بنایا تھا کہا انہوں نے نہیں خلاف کیا ہم نے وعدہ تیرے کو ساتھ اختیار اپنے کے لیکن اٹھوائے گئے تھے ہم بوجھ گہنوں کے قوم فرعون کے سے بچہ گائے کا ایک بدن ہے واسطے اس کے آواز ہے گائے کی پس کہا انہوں نے یہ ہے معبود تمہارا اور معبود موسیٰ کا پس بھول گیا ہے موسیٰ کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ نہیں پھرتا وہ طرف ان کی جواب اور نہیں اختیار رکھتا واسطے ان کے ضرر کا نہ فائدہ اور البتہ تحقیق کہا تا واسطے ان کے ہارون نے پہلے اس سے اے قوم میری سوائے اس کے نہیں کے آزمائے گئے ہو تم ساتھ اس کے اور تحقیق پروردگار تمہارا رحمن ہے پس پیروی کرو میری اور مانو حکم میرا کہا انہوں نے ہمیشہ رہیں گے ہم اوپر اس کے متعلق یہاں تک کہ پھر آوے طرف ہماری موسیٰ کہا اے ہارون کس چیز نے منع کیا تجھ کو جس وقت دیکھا تو نے ان کو گمراہ ہوئے اس سے کہ نہ پیروی کرتے میری کیا پس نافرمانی کی حکم میرے کی کہا اے بیٹے ماں میری کے مت پکڑ داڑھی میری اور نہ سر میرا تحقیق میں ڈرا یہ کہ کہے تو جدائی ال دی درمیان بنی اسرائیل کے اور نہ انتظار کیا بات میری کا۔ کہا پس کیا ہے حال تیرا اے سامری کہا کہ دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا تھا لوگوں نے اس کو پس بھر لی میں نے ایک مٹھی خاک قدم بھیجے ہوئے کے سے پس ڈال دیا میں نے اس کو یعنی گائے کے بچہ کے پیٹ میں اور اس طرح دکھایا اچھا مجھ کو جی میرے نے (۲۰ : ۸۷ تا ۹۶)

اور بائبل میں لکھا ہے کہ "اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ پر سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمار آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا ہے ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے اور ان سے ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربانگاہ بنائی اور اس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کے لیے عید ہوگی" (خروج ۳۲ : ۴،۵) اور بائبل میں بھی قرآن پاک کی سچائی تحریر ہے کہ لکھا ہے دو اے سامریہ تیرا بچھڑا مردود ہے (ہوسیع ۸ : ۵) "سامریہ کا بچھڑا یقیناً" ٹکڑے کیا جائے گا (ہوسیع ۸ : ۶)

جب قرآن پاک اور بائبل میں مطابقت پہچانی جا سکتی ہے تو قرآن پاک اور بائبل میں مخالف ہونا بھی پہچانا جا سکتا ہے۔ فوقیت کا اعجاز قرآن پاک کو ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے براہ راست الفاظ ہیں اور اس واقعہ کے شروع میں جو لکھا

ب کہ ہارون کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے لیے دیوتا بنا اصل اس کی یہ ہے کہ مطالبہ تو انہوں نے براہ راست موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا جب کہ دریا پار کر کے وہ اس جگہ پہنچے جہاں کے لوگ بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اور پار اتار ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پس آئے اوپر ایک قوم کے کہ بیٹھے رہتے تھے اوپر بتوں اپنے کے کہنے لگے اے موسیٰ بنا دے ہم کو بھی معبود جیسے واسطے ان کے ہیں معبود کہا تحقیق تم ایک قوم ہو جاہل" (۷ : ۱۳۸)

قران پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس میں بائبل کے کچھ احکام کو فسخ قرار دیا ہے لہٰذا وہ احکام فسخ تصور ہو گئے۔ بائبل سے متعلق قرآن پاک میں جو کچھ فرمایا گیا اس کو سمجھتے ہوئے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بائبل تحریف شدہ ہے مطلب یہ کہ کچھ باتیں تبدیل کر دی گئیں کچھ کی بیشی کا شکار ہوئیں کچھ بالکل چھپالیں گئیں لیکن یہ بھی متفقہ فیصلہ ہے کہ بائبل کو تنسخ یا منسوخ قرار نہیں دیا گیا اور یہ کہ بائبل سے بھی مسلمانوں کا تعلق ہے اور حضور پاک بائبل کے مطابق احکام دیتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ختنہ کا حکم مسلمان بائبل کے مطابق کر رہے ہیں کہ فرمایا "اور میری عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کو کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے" مسلمان مکمل کر رہے ہیں حالانکہ قرآن پاک میں ختنہ کے بارے میں نہیں لکھا۔

(پیدائش ۱۷: ۱۰ تا ۱۲) یہ رشوت کے بارے میں بائبل میں ہے رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے (خروج ۲۳: ۸) عقیقہ کے بارے میں احبار باب ۱۲ میں "اور جب اس کی طہارت کے ایام پورے ہو جائیں خواہ اس کے بیٹا ہوا ہو یا بیٹی وہ سو ختنی قربانی کے لیے ایک سالہ برہ اور اور خطا کی قربانی کے لیے کبوتر کا ایک بچہ یا ایک قمری خیمہ اجتماع کے دروازے پر کاہن کے پاس لائے۔ اور کاہن اسے خداوند کے حضور گزارنے اور اس کے لیے کفارہ دے"

حق شفعہ کے بارے میں بائبل کے احکام کے مطابق ہو رہا ہے۔

"بلکہ تم اپنی ملکیت کے ملک میں ہر جگہ زمین کو چھڑا لینے دینا اور اگر تمہارا بھائی مفلس ہو جائے اور اپنی ملکیت کا کچھ حصہ بیچ ڈالے تو جو اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے وہ آکر اس کو جسے اس کے بھائی نے بیچ ڈالا ہے چھڑا لے اور اس آدمی کا کوئی نہ ہو جو اسے چھڑائے اور وہ خود مالدار ہو جائے اور اس کے چھڑانے کے لیے اس کے پاس کافی ہو تو وہ فروخت کے بعد کے برسوں کو گن کر باقی دام اس کو جس کے ہاتھ زمین بیچے پھر دے تب وہ پھر اپنی ملکیت کا مالک ہو جائے"

شہری حدود کے بارے میں "اور اگر کوئی شخص اپنے کے ایسے مکان کو بیچے جو کسی فصیل دار شہر میں ہو۔ تو وہ اس کے بک جانے کے بعد سال بھر کے اندر اندر اسے چھڑا سکے گا یعنی پورے ایک سال تک وہ اسے چھڑانے کا حقدار رہے گا اور اگر پورے ایک سال کی معیاد کے اندر چھڑایا نہ جائے تو اس فصیل دار شہر کے مکان پر خریدار کا نسل در نسل دائمی قبضہ ہو جائے" اور یہ کہ "تم مُردوں (میت) کے سبب سے اپنے جسم کو زخمی نہ کرنا" (احبار ۱۹: ۲۸)

مطلب یہ کہ مسلمان بائبل کے احکام کے مطابق عمل کر رہے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بائبل کے احکام اور معلومات حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں اور بائبل کے حوالے سے نہیں جانتے۔ اہل کتاب (مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ) کو چاہیے کہ وہ دونوں کتابیں قرآن پاک اور بائبل کا مطالعہ کریں۔ یہی بات قرآن پاک میں اس انداز سے کہی گئی ہے کہ فرمایا" کہ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہاں تک کہ قائم کرو تو توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا جاتا ہے طرف تمہاری (یعنی قرآن پاک) پروردگار تمہارے سے " (۵: ٦٨)

یہ کہ سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۴۴ تا ۴۸ کا ترجمہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

"اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے (قرآن پاک) اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر ۴۴ = "اور پچھاڑی بھیجا ہم نے اوپر پیروں ان کے کے عیسیٰ بیٹے مریم کو سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے اس کے تھی توریت سے اور دی ہم نے اس کو انجیل بیچ اس کے ہدایت ہے اور روشنی اور سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے توریت سے اور ہدایت اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے اور چاہیے کہ حکم کریں اہل انجیل ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے بیچ اس کے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے (بائبل اور قرآن پاک) اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق (۴٦ تا ۴۸)

بائبل سے متعلق چند تحریریں

خداوند کا خوف علم کا شروع ہے" (امثال ۱: ۷) "تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کا اندھا کر دیتا ہے اور صادقوں کی بات کو پلٹ دیتی ہے" (خروج ۲۳: ۸) "مزدور کی مزدوری تیرے پاس ساری رات صبح تک رہنے نہ پائے" (احبار ۱۹: ۱۳) "تم مُردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا" (استثنا ۱۴: ۱)

"اور میں نے اپنے ماتم کے وقت ان چیزوں کو نہیں کھایا اور ناپاک حالت میں ان کو الگ نہیں کیا اور نہ ان میں سے کچھ

مُردوں کے لیے دیا میں نے خداوند اپنے خدا کی بات مانی اور جو کچھ تو نے حکم اس کے مطابق عمل کیا" (استثنا ۲۶ : ۱۴) اس میں الفاظ آئے نہ ان میں سے کچھ مُردوں کے لیے دیا لہٰذا مردوں کے لیے دینا گناہ جیسا کہ فوت شدہ کے لیے کھانا کپڑے کا جوڑا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جوتی بھی ضرور دو ورنہ مردہ ننگے پاؤں نہ رہے وغیرہ۔

"اور جب یوں سیاہ نے ادھر نظر کی تو اس نے ان قبروں کو دیکھا جو وہاں اس پہاڑ پر تھیں سو اس نے لوگ بھیج کر ان قبروں سے ہڈیاں نکلوائیں اور ان کو اس مذبح پر جلا کر اسے ناپاک کیا۔ یہ خداوند کی سخن کے مطابق ہوا جسے ان مرد خدا نے جس نے ان باتوں کی خبر دی تھی سنایا تھا۔ پھر اس نے پوچھا یہ کیسی یادگار ہے جسے میں دیکھتا ہوں شہر کے لوگوں نے بتایا یہ اسی مرد خدا کی قبر ہے جس نے یہوداہ سے آکر ان کاموں کی جو تو نے بیت ایل کے مذبح لے لیے خبر دی تب اس نے کہا اسے رہنے دو کوئی اس کی ہڈیوں کو نہ سرکائے۔ سو انہوں نے اس کی ہڈیاں اس نبی کی ہڈیوں کے ساتھ جو سامریہ سے آیا تھا رہنے دیں" (۲ سلاطین ۱۶ : ۱۸)

"جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا ہے ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے پھر کبھی اوپر نہیں آتا وہ اپنے گھر کو لوٹے گا نہ اس کی جگہ پھر اسے پہچانے گی" (ایوب ۷ : ۹، ۱۰)

"تیری (اللہ) باتوں کی تشریح نور بخشی ہے وہ سادہ دلوں کو عقلمند بناتی ہے" (زبور ۱۱۹ : ۱۳۰) "تو نے اپنے ہاتھوں کی کمائی کھائے گا تو مبارک اور سعادت مند ہو گا" (زبور ۱۲۸ : ۲)

"نیک صلاح (مشورہ) کے بغیر لوگ تباہ ہو جاتے ہیں لیکن نیک صلاحکاروں کی کثرت میں سلامتی ہے" (امثال ۱۱ : ۱۴) مطلب یہ کہ بہت سے نیک آدمیوں سے مشورہ لو۔ "جو غلہ روک رکھتا ہے لوگ اس پر لعنت کریں گے لیکن جو اسے بیچتا ہے اس کے سر پر برکت ہو گی" (امثال ۱۱ : ۲۶) "احمق سے کنارہ کر" (امثال ۱۴ : ۷)

"آدمی کا ضمیر خداوند کا چراغ ہے" (امثال ۲۰ : ۲۷) مسکین کی حکمت کی تحقیر ہوتی ہے اور اس کی باتیں سنی نہیں جاتیں" (واعظ ۹ : ۱۶)

برے کاموں کے ذکر میں فرمایا "جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں پر رات کاٹتے اور سؤر کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیز کا شوربا ہے" (یسعیاہ ۶۵ : ۴) "اور جو کوئی میدان میں تلوار کے مقتول کو یا مردہ کو یا آدمی کی ہڈی کو یا کسی قبر کو چھوئے وہ سات دن تک ناپاک رہے گا" (گنتی ۱۹ : ۱۶)

"کیونکہ جس کے پاس ہے (ثواب اچھے اعمال) اسے دیا جائے گا اور اس کے پاس زیادہ ہو جائے گا اور جس کے پاس نہیں ہے اس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اس کے پاس ہے میں ان تمثیلوں میں اسی لیے بات کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے" (متی ۱۳ : ۱۲، ۱۳)

"اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ (اللہ) جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ بھی معاف نہ کرے گا" (مرقس ۱۱ : ۲۶) "خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے" (۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۲۳)

اسم اعظم

اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہی اسم اعظم ہے ذات ہے تو صفات ہیں بغیر ذات کے صفات نہیں اسی لیے ذاتی نام ہی اسم اعظم ہوا۔ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سب کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام معلوم تھا لیکن بنی اسرائیل کے دور میں آکر یہ بندہ کشمکش و پیچ میں رہ کر حیران رہ گیا کہ ایسا یقین ہوا کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ معلوم نہیں تھا اور وہ اسم اعظم کی تلاش میں رہتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اگر اسم اعظم سے دعا مانگی جائے تو ضرور پوری ہوتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری زندگی میں معلوم ہو گیا ہو گا وغیرہ۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ نہ معلوم ہونے کا قرآن پاک میں اور بائبل سے ثبوت ملتا ہے۔ قرآن پاک سے۔

(۱) یہ کہ جب جادوگر ایمان لائے تو انہوں نے کہا "کہنے لگے ایمان لائے ہم ساتھ رب ہارون اور موسیٰ کے (۲۰ : ۷۰)" لفظ رب کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اللہ کا استعمال نہ کیا کہ وہ جانتے ہی نہ تھے۔

(۲) یہ کہ جب فرعون پانی میں ڈوبنے لگا اور ایمان لایا تو اس نے یوں کہا تھا "جب پا لیا اس کو غرق نے کہا کہ ایمان لایا میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ جو ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں سے ہوں" (۱۰ : ۹۰) ڈوبنے کے وقت بھی فرعون اللہ تعالیٰ کی ذاتی نام اللہ سے واقف نہ تھا ورنہ ایمان لانے میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام استعمال کرتا۔

(۳) ترجمہ کہ جب حضرت موسیٰ سے کلام کیا فرمایا میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں " (۲۰ : ۱۱) لفظ رب کا استعمال کیا اور اپنا نام اللہ نہ بتلایا۔

(۴) اور جب فرعون نے شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ شروع کیا تو کہا کیا ہے پروردگار عالموں کا" (۲۶ : ۲۳)

قرآن پاک کی صرف ان آیات اور اس قسم کی آیات کو ذہن میں رکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ نہیں جانتے تھے اب آیئے توریت کی طرف کہ توریت سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے۔

ترجمہ تب موسیٰ نے خدا سے کہا جب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر ان کو کہوں کہ تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اس کا نام کیا ہے تو میں ان کو کیا بتاؤں خدا نے موسیٰ سے کہا میں جو ہوں سو میں ہوں سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ میں جو ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے ابد تک میرا یہی نام رہے گا اور سب نسلوں میں اسی سے مراد کر ہوگا" خروج (۳ : ۱۴ ' ۱۵)

توریت کے ان الفاظ سے بات حجت اتمال ہو جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام نہیں بتلایا اور یہ کہ توریت کا مطالعہ کیا گیا تو کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ لکھا ہوا نہ پایا گیا بلکہ میں ہوں اور خداوند اپنے خدا کہہ کر بات کی گئی۔

اب ہم توجہ کرتے ہیں قرآن پاک میں کیا قرآن پاک میں کہیں اللہ تعالیٰ کے لیے میں جو ہوں کے الفاظ آئے ہیں تحقیق کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آئے ہیں کہ فرمایا گیا میں جو ہوں اللہ ہوں" (۲۰ : ۱۴) ترجمہ از شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی لیکن قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں کہ جن کو لکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ نام بتلایا تھا اصل حقیقت اللہ تعالیٰ جانے۔

بات ہو رہی تھی دعا کا اس انداز و الفاظ سے مانگنا کہ قبول ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دعا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام لیا جائے اور کہا جائے اے اللہ پاک اور دعا کے حوالے سے (موقع کی مناسبت سے) قرآن اک کی آیات کا استعمال کیا جائے مثال کے طور پر انسان کسی عدالت یا دفتر میں جائے تو قرآن پاک کی یہ دعا پڑھتا جائے " اے رب میرے داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچا (عزت اور آبرو کے ساتھ) اور نکال مجھ کو نکالنا سچا۔ حق آیا اور باطل گم ہوا بے شک باطل گم ہو جانے والا" (۱۷ : ۸۰ ' ۸۱) لفظ قل کا استعمال نہ کریں کہ یہ قل تو ہمیں سمجھا رہا ہے کہ یوں کہا کرو اور اس کے ساتھ یوں بھی کہے کہ " اے اللہ تعالیٰ تو پھینکتا ہے حق کو اوپر باطل کے پس توڑتا ہے سر اس کا ناگہاں و تا ہو جاتا ہے" (۲۱ : ۱۸)

یہ کہ اس بندہ نے اپنی اس کتاب کی تحریر کے لیے بھی یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میں اس تیرے نام پر کتاب لکھنے کے کام میں داخل ہوا ہوں کے مطابق دعا (۱۷ : ۸۰ ' ۸۱) کے الفاظ عربی میں بار بار پڑھے اور یہ کہ اس بندہ (راقم) کی زبان میں لکنت ہے کبھی کبھی بہت پریشانی ہوتی ہے لیکن لکنت سے بچنے کے لیے قرآن پاک کی دعا حضرت موسیٰ والی کہ جب قرآن پڑھتا ہوں اور دعا آجائے کہ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے اور کہیں باہر جاتا ہو تو سورے الرحمن کی پہلی چار آیت پڑھتا ہوں " بہت بڑا رحم کرنے والا سکھایا قرآن پیدا کیا انسان عطا کیا اس کو بیان (بولنے کی طاقت دی) ۵۵ : ۱ تا ۴) لوگوں کے شر سے خطرہ ہو تو قرآن پاک کی آیت پڑھو " اللہ بچائے گا تجھ کو لوگوں سے " (۵ : ۶۷) پھر کہو اے اللہ مجھ کو لوگوں سے بچا بے شک تو اپنے کام پر غالب ہے" (۱۲ : ۲۱)

اور توجہ یہ کہ بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں لیکن عالم دنیا میں ان پر عمل در آمد ہونے میں کئی سال لگ جاتے ہیں مثلاً" یہ کہ سورے الروم میں (۳۰ : ۱ تا ۴) رومیوں کے فاتح ہونے کی خوشخبری دے دی گئی اس وقت کہ جب وہ مغلوب تھے مگر اس خوشخبری پر عمل در آمد کئی سال کے بعد ہوا۔ اسی طرح حضرت یوسف کا خواب پورا ہونے میں کئی سال لگے" حالانکہ حکم خداوندی ہو چکا تھا۔

دعا قبول ہونے کی ایک ترکیب شفارش کے عنوان میں لکھی جا چکی ہے اور دعا مانگنے سے پہلے عبادت ضرور کی جائے نماز یا روزہ کہ سورے فاتحہ میں لکھ چکے اور دنیا کے ساتھ آخرت کے بارے میں بھی دعا ضرور مانگی جائے۔ یہ بندہ جب نماز پڑھتا ہے سلام پھیرنے سے پہلے۔ درود پھر دعا رب جعلنی مقیم الصلوے مکمل تاکہ والدین کے لیے بھی دعا ہو جائے (۱۴ : ۴۰) پھر ربنا اتنا فی الدنیا مکمل (۲ : ۲۰۱) پھر یا اللہ پاک تمام دنیا کے موجودہ جنوں اور انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے جنوں اور انسانوں کو دین اسلام کی سمجھ عطا فرما اور انہیں دین اسلام کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ پاک تمام دنیا کے موجودہ

جنوں اور انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے جنوں اور انسانوں کو قرآن پاک کی متشابہ اور محکم آیات کو سمجھ عطا فرما یا اللہ پاک تمام دنیا کے موجودہ جنوں اور انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے جنوں اور انسانوں میں بہن بھائیوں کو دین اسلام کی سمجھ عطا فرما اور ان کو دین اسلام کے سیدھے راستے پر لے آ یا اللہ پاک دنیا کے موجودہ جنوں اور انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے جنوں اور انسانوں کو ان کی بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ان کی اولادوں میں اگر کسی کے بدن میں آنکھوں میں کوئی خامی ہو تو اس کو دور فرما کر مکمل بینائی اور مکمل صحت عطا فرما۔

یا اللہ پاک تو نے قرآن پاک میں فرمایا کہ واللہ متم نورہ (۶۱ : ۸) کہ اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا یا اللہ میرے لیے قرآن پاک کی سمجھ کا نور اور دوسرے تمام نور بھی اس میں آجائیں گے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھتا ہوں۔ ربنا اتمم لنا نورنا مکمل آیت (۶۶ : ۸) پھر سورے فاتح ایا نعبدو سے لے کر آخر تک پھر سلام پھیرنا= قارئین سے التماس ہے کہ اس بندہ کے لیے دعا کریں کہ یہ بندہ پانچ وقت کا نمازی بن جائے اللہ تعالیٰ سب کو پانچ وقت کا نمازی بننے کی توفیق دے۔

قصہ حضرت داؤد علیہ السلام کا دنبی والا۔

ترجمہ= " اور کیا آئی ہے تیرے پاس خبر جھگڑنے والوں کی جس وقت کہ دیوار پر چڑھ کر اتر آئے عبادت خانے میں جس وقت کے داخل ہوئے اوپر داؤد کے پس ڈرا ان سے کہا انہوں نے مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنے والے زیادتی کی ہے بعض ہمارے نے اوپر بعض کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور مت زیادتی کر اور راہ دکھا ہم کو طرف سیدھی کے تحقیق یہ ہے بھائی میرا واسطے اس کے ہیں ننانوے دنبیاں اور واسطے میرے ہے ایک دنبی پس کہا اس نے سونپ دے مجھ کو وہ بھی اور غلبہ کیا مجھ پر بیچ بات کے کہا حضرت داؤد نے کہ ظلم کیا اس نے تجھ پر ساتھ مانگ لینے دنبی تیری کے طرف دنبیوں اپنی کے اور تحقیق بہت شرکت والے زیادتی کرتے ہیں یعنی ان کے اوپر بعضی کے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور کم ہیں وہ اور جانا اڑود نے کہ کچھ آزمایا ہے تم نے اس کو پس بخشش مانگی رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا۔ اور رجوع کیا بحقیق پس بخشا ہم نے واسطے اس کے یہ اور تحقیق واسطے اس کے نزدیک ہمارے مرتبہ ہے نزدیکی کا اور اچھی جگہ جانے کی (۳۸ : ۲۱ تا ۲۵)

پس منظر اس کا یوں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خواہش ہوئی کہ پہلے پیغمبروں کو آزمایا گیا اور انہیں بڑا مقام ملا جیسے ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی " اے خداوند مجھے جانچ اور آزما" (زبور ۲۶ : ۲)

دعا قبول ہو گئی آزمائش اس طرح ہوئی کہ آپ عبادت خانے میں عبادت کر رہے تھے کہ ایک خوبصورت پرندہ قریب آکر بیٹھ گیا آپ اسے پکڑنے لگے تو وہ اڑ کر اور تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا اس طرح وہ پرندہ آپ کو ایسی جگہ تک لے گیا کہ آپ کی نگاہ ایک نہایت حسین و جمیل عورت پر پڑی۔ پھر خواہش ہوئی کہ اس عورت سے نکاح کروں آپ بادشاہ تھے۔ اس عورت کے بارے میں معلوم کرایا تو معلوم ہوا کہ اس کا نکاح ہویا ہوا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ کتاب قصص الانبیاء میں نبیوں کے قصے خوب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں۔ اب نکاح شدہ سے تو نکاح نہیں کر سکتے تھے۔ اور کسی سے زبردستی طلاق دلوانا بھی گناہ تو آپ نے ایک ترکیب نکالی کہ اس عورت کے خاوند کو جہاد پر بھیج دیا اس نیت سے کہ وہ شہید ہو جائے گا بعد میں نکاح کر لوں گا۔ وہ آدمی شہید ہو گیا۔ اس وقت آپ کی ننانوے بیویاں موجود تھی کہ اس شہید کی بیوہ سے آپ نے نکاح کیا۔ نکاح ہونے کے بعد جو واقع ہوا وہ قرآن پاک میں لکھا گیا ہے کہ آپ عبادت خانے میں بیٹھے تھے کہ دو شخص کہ جن کے چہروں پر بڑا رعب تھا اونچی دیوار سے پھاند کر آگئے کہ پہرے داروں کو بھی پتہ نہ چلا۔ آپ انہیں دیکھ کر ڈر گئے انہوں نے کہا مت ڈر ہم آپ سے اپنا فیصلہ کرانے آئے ہیں اور ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے دنبیاں ہیں میری ایک پھر بھی یہ میری دنبی لینے پر غلبہ کر رہا ہے۔ آپ نے ایک دنبی والے کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ یہ ایک دنبی والے پر غلبہ کرنا ظلم ہے وہ چلے گئے پھر آپ نے سوچا کہ یہ کیسے آدمی آئے کہ ایسے آدمی پہلے نہ دیکھے پھر اپنی ننانوے بیویاں اور پھر ایک اور نکاح کا خیال۔ سمجھ گئے کہ وہ فرشتے تھے اور مجھے سمجھا دیا کہ توں نے ظلم کیا ہے لہٰذا ظلم کی سزا کے لیے تیار ہو جا۔ یہ خیال آتے ہی آپ سجدے میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس واقع کو دبا لیتے اور قرآن میں نہ لکھتے لکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پاک کی امت کو کوئی سبق دینا چاہتا ہے۔ وہ سبق دو نظر آتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کوئی بھی گناہ چالبازی (چالاکی) کے ذریعے شریعت میں حلال نہ کر لیا جائے مثلاً" جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہو رہا ہے سود حرام ہے لوگوں نے کارپوریشن بنا کر سامان فروخت کر رہے ہیں۔ نقد لو تو سو روپے کی ادھار میں لو تو ایک سو چالیس روپے کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ یہ چالیس روپے تو ادھار کی وجہ سے سود لیا جا رہا ہے لیکن کہنے کو سود تو اسی رقم کو کہا جاتا ہے کہ جو رقم دے کر منافع لیا جائے۔ یہ تو سامان کی فروخت کا منافع ہے حلال ہے وغیرہ۔ اور یہ کہ رشوت کا نام تحفہ اور کمیشن رکھ لینے سے اس کا گناہ ختم نہیں ہو جائے گا۔ ایسی چالاکی ہفتہ والوں نے کی تھی کہ جس کا ذکر قرآن پاک کی آیت نمبر (۲:۶۵) میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر ان کو بندر بنا دیا تھا۔

(۲) یہ کہ اس واقعے سے سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ فوراً" مہربان ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام پر اور جیسے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر سجدہ کی وجہ سے آیا ہوا عذاب بھی واپس ٹال دیا اور یہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایک کلیہ لکھ دیا گیا ہے کہ "سجدہ کر اور قریب ہو جا" (۹۶:۱۹)

واقع ذبح اسماعیل یا اسحاق

ترجمہ اے رب میرے بخش مجھ کو اولاد صالحوں میں سے پس بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ ایک لڑکے کے تحمل والے کے پس جس وقت پہنچا ساتھ اس کے دوڑنے کو کہا اے چھوٹے بیٹے میرے تحقیق میں دیکھتا ہوں بیچ خواب کے کہ تحقیق میں ذبح کرتا ہوں تجھ کو پس دیکھ کیا دیکھتا ہے تو کہا اے باپ میرے کر جو کچھ حکم کیا جاتا ہے تو شاب پاویگا مجھ کو اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں سے پس جب مطیع ہوئے دونوں حکم الٰہی کے پچھاڑا اس کو ماتھے پر اور پکارا ہم نے اس کو اے ابراہیم تحقیق سچ کیا تو نے خواب کو تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو تحقیق یہ بات وہی ہے آزمائش ظاہر اور چھڑا لیا ہم نے اس کو بدلے قربانی بڑی کے اور چھوڑا ہم نے اوپر اس کے بیچ پچھلوں کے سلامتی ہو اوپر جیوا ابراہیم کے اس طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو تحقیق وہ بندوں ہمارے ایمان والوں سے تھا اور بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ اسحاق کے جو نبی تھا صالحوں سے اور برکت دی ہم نے اوپر اس کے اور اوپر اسحاق کے اور اولاد ان دونوں کی سے احسان کرنے والے بھی ہیں اور ظلم کرنے والے بھی ہیں اپنی جان پر ظاہر (۳۳:۱۰۰ تا ۱۱۳)

ذبح سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے بائبل میں اسحاق کا نام لکھا ہے (عبرانیوں ۱۱:۱۷) پیدائش (۲۲:۲) مسلمان علماء حضرت اسماعیل علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں تفسیر ابن کثیر میں بھی اس بارے میں چپقلش پائی گئی ہے کہ کچھ صحابہ کرام نے بھی حضرت اسحاق کہا۔ اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی اللہ تعالیٰ جانے۔ شاہ رفیع الدین نے ترجمے میں اسے چھوٹے بیٹے لکھا چھوٹا بیٹا تو اسحاق تھا اور ان آیات میں ذکر اسحاق کا ہے تو جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اماں حاجرہ سے پیدا ہوئے تھے جو لونڈی (غلام) تھیں جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام اماں سائرہ بی بی سے تھے حقیقی وارث اولاد اور غلام اولاد سے محبت میں فرق ہوتا ہے۔ امتحان حقیقی اولاد کے بارے میں ہوگا یا غلام کے بارے میں۔

بہر حال اس واقعہ سے سبق دیا گیا کہ قربانی (صدقہ) موت کو ٹال دیتی ہے یہ قربانی کرنا نوری عملیات میں سے بہت بڑا عمل ہے۔ ترجمہ گلیتوں (۴:۲۲) یہ لکھا ہے کہ ابراہام کے دو بیٹے تھے ایک لونڈی سے دوسرا آزاد سے۔

توجہ طلب آیت

ترجمہ وہ لوگ کہ کھوئی گئی سعی ان کی بیچ زندگانی کے اور وہ گمان کرتے ہیں یہ کہ وہ اچھا کرتے ہیں کام" (۱۸:۱۰۴)

اس آیت میں ایمان والوں کو سمجھا دیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگانی میں بعض لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ بہت نیکی اور ثواب کا کام کر رہے ہیں حالانکہ یہ ان کا گمان ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس دنیا میں انہوں نے آخرت کے لیے جو بھی کام کیے ہوتے ہیں وہ ضائع چلے جائیں گے اب اہل ایمان کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ وہ کون سے کام ہیں بعض فرقے والے بعض فرقے والوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں تم یہ کام گناہ کا کام کرتے ہو وغیرہ۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کاموں یا بات پر تمہیں شک ہو وہ حرام یا گناہ ہے اسے چھوڑ دو توجہ ایسے کام کی جن کے کرنے کے بارے میں شک ہو کہ یہ گناہ ہیں اور ان کاموں کے نہ کرنے سے گناہ نہ ہوتا ہو تو ایسے کاموں کو نہ کرنا چاہئے کہ کرنے میں خطرہ نہ کرنے میں امن ہو سمجھو اے سمجھنے والو۔

"نہیں آرزو و موافق تمہاری کہ اور نہ موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے برا بدلہ دیا جائے گا ساتھ اس کے نہ پاوے واسطے اپنے اللہ کے دوست اور نہ مدد دینے والا" (۴:۱۲۳) ترجمہ کیا پس وہ دشمن کو زینت دیا گیا واسطے اس کے

برا عمل اس کا پس دیکھا اس کو اچھا" (۸:۳۵)

خاتم النبین

ترجمہ "نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا" (۳۳:۴۰)

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہا وہاں ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نہیں باپ مردوں تمہارے میں سے کسی کا اہل کتاب اللہ کے کلام کی تاثیر کا یقین رکھتے تھے انہیں کہا گیا ہے کہ یہ خاتم النبین ہونے کی تاثیر کا اثر ہے کہ آگے نسب بھی نہ چلا۔ اور خاتم النبین ہونے کے بارے میں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی کہا جاتا رہا تھا کہ قرآن پاک میں فرمایا "اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسف پہلے اس سے ساتھ دلیلوں کے پس ہمیشہ رہے تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ آیا تمہارے پاس ساتھ اصل کے یہاں تک کہ جب ہلاک ہوا کہا تم نے ہر گز نہ بھیجے گا اللہ پیچھے اس کے کوئی پیغمبر اسی طرح گمراہ کرتا ہے اس شخص کو کہ وہ حد سے نکل جانے والا شک لانے والا ہے" (۴۰:۳۴)

اور یہ کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا "اور جس وقت کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے اے نبی اسرائیل تحقیق میں رسول خدا کا ہوں طرف تمہاری ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اس پیغمبر کے کہ آوے گا پیچھے مجھ سے نام اس کا احمد ہے پس جب آیا ان کے پاس وہ پیغمبر ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہا انہوں نے یہ جادو ہے ظاہر" (۶۱:۶)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے آنے کی بشارت دی تھی لیکن نئے عہد نامے انجیل مقدس میں یہ لکھا ہوا نہیں ملتا اس کا مطلب ہے کہ بات چھپائی گئی۔

نئے عہد نامے میں چار اشخاص کی تحریر کی ہوئی انجیل ملتی ہے۔ متی۔ مرقس۔ یوحنا۔ اور لوقا زبانی کلامی تحقیق سے اس بندہ کے علم میں آیا ہے انجیل مقدس اور بھی ہے کہ جس نے انجیل کی تحریر کی تھی اور اس کے بارے میں انجیل مقدس میں یوں تعارف ہی ہوا "اور یوسف نام ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا اور جس کی پیدائش کپرس کی تھی اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لا کر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی" اعمال (۴:۳۶) سننے میں آیا ہے برنباس نے بھی انجیل تحریر کی تھی اور اس نے اپنی تحریر کی ہوئی انجیل میں یہی الفاظ لکھے تھے کہ ایک نبی آئے گا اور اس کا نام احمد ہو گا لیکن اس کی لکھی ہوئی انجیل نئے عہد نامے میں شامل نہ کی گئی یہ کہ اس بندہ کو برنباس کی انجیل نہ مل سکی اور نہ ہی پڑھ سکا۔

حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا ذکر اور انجیل میں اس طرح ملتا ہے کہ "میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہ ان سے وہی کہے گا" (استثنا ۱۸:۱۸) مطلب یہ کہ وہ وحی کے ہو بہو الفاظ کہے گا جیسے کہ قرآن پاک ہے اور "لیکن جب وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام (خاتم بنا) سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا" یوحنا (۱۶:۱۳) اس میں بھی فرمایا گیا کہ وحی کے ہو بہو الفاظ ان سے کہے گا یہ تمام باتیں آپ جناب حضرت محمد ﷺ پر پوری ہوئیں اور آپ ہی خاتم النبین ہیں۔

بت پرستوں کے لیے مشورہ

"اے لوگوں بیان کی گئی مثال پس سنو اس کو تحقیق کہ جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ کے ہر گز نہ پیدا کریں گے ایک مکھی اور اگرچہ اکٹھے ہوں واسطے اس کے اور اگر چھین لے ان سے مکھی کچھ نہ چھڑا سکیں اس کو اس سے بودا ہے مانگنے والا جس سے مانگتا ہے نہ قدر جانی اللہ کی حق قدر اس کے کا تحقیق اللہ البتہ زبردست ہے غالب" (۲۲:۷۳، ۷۴)

بتوں کے خلاف قرآن پاک میں بائبل میں بہت مواد ہے اور سچائیوں کہ یہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں نہ ہاتھ ہلا سکتے ہیں نہ پاؤں سے چل سکتے تخلیق کیے جاتے ہیں اور انسان ہی ان کا خالق ہے۔ بول نہیں سکتے ان پر مکھی بیٹھ جائے اڑا نہیں سکتے ان تمام باتوں کے جواب کے لیے بندہ کے دماغ میں ایک ترکیب آئی ہے اگر بت پرست اسی پر عمل کریں تو ان باتوں میں سے کچھ باتیں کہنی بند ہو جائیں گیں یوں کہ سابقہ دور پرانا دور تھا کہ لکڑی پتھر دھات کے بت بنا لیتے تھے کہ جو نہ ہل سکتے نہ چل سکتے نہ بول سکتے اب جدید دور کا آغاز ہو چکا ہے بت خانوں سے یہ فرسودہ بت نکال دیئے جائیں اور ایسے بت (ربورٹ)

تیار کیے جائیں کہ جن کی آنکھوں کی جگہ کیمرے فٹ ہوں چل سکتے ہوں ان پر مکھی بیٹھے تو اڑا سکیں کہ ان ربورٹ (بت) کو پیچھے سے ریموٹ کنٹرول سے ایک آدمی جیسے چاہے حرکت دے وغیرہ لیکن کیا اس طرح سے بھی ایسے بت پرستوں تمہارا دل مطمئن ہو سکے گا کہ یہ روبوٹ بت جو دھات پتھر یا لکڑی کے بتوں سے لاکھوں درجے بہتر ہیں واقعی ہی معبود کا درجہ رکھتے ہیں نہیں اور بالکل نہیں۔ اور بت پرست خواہ کتنا ہی بڑا ہو بات کرتے ہوئے اوپر والا کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اشارہ کر دیتا ہے جب کہ تم اوپر والا کہہ کر اللہ تعالیٰ تو تسلیم کر لیتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم بت پرستی کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ میرے خیال میں جو بات آڑے آ رہی ہے وہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ان کی پیدائش بت پرستوں کے گھر میں ہوئی ہے ایسے اللہ کے بندو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور بت پرستی (شرک) نہ کیا جائے لہٰذا تمہیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ تم مسلمان بن جاؤ۔

ماؤں کے پیٹ سے نکالنا

"اور اللہ نے نکالا تم کو پیٹوں ماؤں تمہاری کے سے نہیں جانتے تھے تم کچھ اور کیا واسطے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل تو کہ تم شکر کرو" (۱۶:۷۸)

ویسے تو اللہ تعالیٰ کی شان قدرت ہر چیز کی تخلیق میں نظر آتی ہے لیکن حیوانات میں تخلیق نسل کا جو طریقہ دیکھنے میں آتا ہے یہ انسان کی شان قدرت کا ایک معجزاتی ثبوت ہے کہ فرمایا "کیا پس نہیں دیکھتے طرف اونٹوں کی کیونکہ پیدا کیے جاتے ہیں" (۸۸:۱۷) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اونٹ کی پیدائش پر غور کرنے کے لیے کہا ہے تو آیئے غور کریں سب سے پہلے اونٹ کا حلیہ اللہ اللہ کتنا بڑا وجود کیسی لمبی لمبی ٹانگیں مڑی ہوئی گردن۔ پیٹ پر کمر جیسے پہاڑ خاص طور پر پچھلی ٹانگوں کے قریب بالکل چھوٹا اور وجود کے مطابق پیشاب کی جگہ بالکل چھوٹی۔ اب غور کرو کہ اونٹنی کے بچے کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا بمعہ پہاڑ جیسی کمر کے ساتھ۔ جبکہ نہ بچہ کو خراش آئی اور نہ ماں کو خراش آئی بچہ بھی صحت مند اور ماں بھی صحت مند اونٹ کی یہ پیدائش کا عمل کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سوئی کے ناکے میں سے پورا اونٹ گزار دیا اس پر غور کرنے کے لیے اس لیے کہا گیا کہ تاکہ انسان پیٹ سے پیدائش انڈے سے پیدائش نباتات کی پیدائش پر غور کرے۔

وجب سب سے پہلے بابا آدم اور اماں حوا کا پہلا بچہ پیدا ہونا تھا تو وہ دونوں پریشان ہو گئے تھے کہ یہ عمل کیسے ہو سکتا ہے کہ جس سے ماں اور بچہ صحت مند رہیں اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی بمطابق قرآن پاک کے "وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے اور کیا اس سے جوڑا اس کا تو کہ آرام پکڑے طرف اس کی پس جب ڈھانکا اس نے اس کو اٹھا لیا اس نے بوجھ ہلکا پس چلے گئی ساتھ اس کے پس جب بوجھل ہو گئی پکارا دونوں نے ایک پروردگار اپنے کو اگر دے کا ہم کو تندرست البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے (۷:۱۸۹)

میری والدہ عورتوں سے کہا کرتی تھیں کہ جب پیٹ میں بچہ ہو قرآن پاک زیادہ پڑھا کرو۔ قرآن پاک پڑھنے کی اپنی تاثیر ہے ماں کے قرآن پاک پڑھنے سے پیٹ کے بچے پر بھی اچھی تاثیر پڑتی ہے۔

قرآن پاک میں بار بار ایسے الفاظ آتے ہیں کہ فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کی واسطے تمہارے شنوائی اور بینائی اور دل تھوڑا سا شکر کرتے ہو" (۲۳:۷۸)
اور فرمایا "ہم نے پیدا کیا ہے ان کو اور مضبوط کیے ہیں ہم نے بند ھن آئی کے" (۷۶:۲۸)
قرآن پاک کی ایسی آیات کا اثر بچہ پر یوں ہوگا کہ بچہ اندھا' یا بہرا پیدا نہ ہوگا نیک بنے گا آسانی سے پیدا ہو جائے گا ہڈیوں کے جوڑ مضبوط ہونگے وغیرہ اور یہ کہ میرے والد صاحب جب کسی عورت کے پیٹ میں بچہ ہو تا ٹیلی ویژن پر کارٹون فلم نہ دیکھنے دیتے تھے کہ پیٹ پر اثر پڑتا ہے اس کا ثبوت مجھے الہامی کتاب بائبل سے یوں ملا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے لابن اپنے سسر کی بھیڑ بکریاں چرائیں پھر چرانے کے لیے ان میں ایک معاہدہ طے پایا کہ لابن نے تمام دھاریدار۔ چتلی۔ ابلق (دو رنگ کی) بھیڑ بکریاں اپنے بیٹوں کے حوالے کر دیں اور تمام کالے رنگ کی بھیڑ بکریاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس رہنے دیں اور معاہدہ یوں ہوا کہ جو کالے بچے پیدا ہونگے وہ لابن کے ہونگے اور جو دھاریدار۔ چتلے۔ ابلق پیدا ہونگے وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لابن کے خیال ہی کیونکہ حضرت یعقوب کے پاس تمام کالے رنگ کا ریوڑ ہے زیادہ بچے کالے پیدا ہونگے اور دھاریدار۔ چتلے۔ ابلق بہت کم پیدا ہونگے بات طے ہو گئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک عمل کیا جس کے الفاظ بائبل میں یوں درج ہیں "یعقوب لابن کے باقی ریوڑوں (کالے رنگ) کے چرانے لگا اور یعوب نے سفیدہ۔ بادام اور چنار کی ہری ہری چھڑیاں لیں اور ان کو چھیل چھیل کر اس طرح گندیدار بنا لیا کہ ان چھڑیوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور اسی نے وہ گندیدار چھڑیاں بھیڑ بکریاں سامنے حوضوں اور نالیوں میں جہاں وہ پانی پینے آتیں تھیں کھڑی کر دیں اور جب وہ پانی پینے آئیں سو گابھن ہو گئیں۔ اور ان چھڑیوں کے آگے گابھن ہونے کی وجہ سے انہوں نے دھاریدار۔ چتلے اور ابلق بچے دیئے۔ (پیدائش ۳۰:۳۶ تا ۳۹) آگے بھی تفصیل درج ہے۔ مطلب یہ کہ دیکھنے میں اثر پڑتا ہے۔

خواہش کو معبود بنانا

"کیا پس دیکھا تو نے اس شخص کو کہ کہ پکڑا ہے اس نے معبود اپنا خواہش کو اپنی کو اور گمراہ کیا اللہ نے اوپر علم کے اور مہر رکھی اوپر کانوں اس کے اور دل اس کے اور کر دیا بینائی اس کی کے پردہ۔ پس کون ہدایت کرے گا اس کو پیچھے اللہ کے کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم" (۴۵:۲۳)
جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات کے بر خلاف اپنی خواہش کے مطابق عمل کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ جو کہ اصل معبود ہے کا کہا نہ مانا اور اپنی خواہش کا کہا مانا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی خواہش کو ترجیح دی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی خواہش کو ترجیح دینا خواہش کو اپنا معبود بنانا ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص رشوت لیتا ہے یا کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اس آیت میں فرما دیا کہ اوپر علم کے "یہ کہ یہ بات اس کے علم میں بھی ہے کہ یہ کام میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کر رہا ہوں لیکن اپنی خواہش کے مطابق کر رہا ہوں خواہش کے معبود بنا تا ہوا۔ ایسے شخص کے کانوں آنکھوں اور دل پر مہر لگا دی جاتی ہے کہ پھر کسی کی کوئی نصیحت اس کو فائدہ نہیں دیتی یہ اس لیے کہ وہ شخص اللہ کے سمجھانے سے نہ سمجھا انسانوں کے سمجھانے سے کیا سمجھے گا۔ ایسا شخص اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا

ڈال دی تختیاں

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تختیاں لینے گئے تھے تو پیچھے سے بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی جب آپ واپس آئے اور حالات دیکھے تو اس موقع کے لیے لکھا ہے کہ ڈال دی تختیاں جس کے بارے میں بائبل میں اس طرح لکھا ہے کہ اور موسیٰ شہادت کی دونوں لوحیں ہاتھ لیے ہوئے پھرا اور پہاڑ سے نیچے اترا اور وہ لوحیں اِدھر سے اور اُدھر سے دونوں طرف سے لکھی ہوئی تھیں اور وہ لوحیں خدا ہی کی بنائی ہوئی تھیں اور جو لکھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لکھا اور ان پر کندہ کیا تھا اور جب یشوع نے لوگوں کو للکار کی آواز سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کا شور ہو رہا ہے موسیٰ نے کہا یہ آواز نہ تو فتح مندوں کا نعرہ ہے نہ مغلوبوں کی فریاد مجھے تو گانے والوں کی آواز سنائی دیتی ہے اور لشکر گاہ کے قریب آکر اس نے وہ بچھڑا اور ان کا ناچنا دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اور اس نے ان لوحوں کو اپنے ہاتھوں میں سے پٹک دیا۔ اور ان کو پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالا۔ اور اس نے اس بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا لیا اور اسی کو آگ میں جلایا اور اسے باریک پیس کر پانی میں چھڑکا اور اسی میں سے بنی اسرائیل کو پلوایا" (خروج ۳۲:۱۵ تا ۲۰)

توریت میں یہ واقع مکمل لکھا لیکن دو باتیں غلط لکھی گئیں (۱) یہ کہ بچھڑے کا بنانا ہارون علیہ السلام سے منسوب کر دیا حالانکہ سامری نے بنایا تھا کہ جس پر ہم قرآن پاک اور بائبل میں بحث کر آئے ہیں (۲) یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوحوں کو پہاڑ کے نیچے بالکل توڑ ڈالا کہ چکنا چوڑ کر دیا کہ جس سے تحریر ختم ہو گئی فرمایا " پھر خداوند ن موسیٰ سے کہا پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دو لوحیں اپنے لیے تراش لینا اور میں ان لوحوں پر وہی باتیں لکھ دوں گا جو پہلی لوحوں پر جن کو تو نے توڑ ڈالا مرقوم تھیں" (خروج ۳۴:۱)

یہ تمام باتیں تحریف شدہ ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے کہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ پر ہے کہ فرمایا" (تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر یعنی قرآن اور ہم ہیں واسطے اس کے نگہبان" (۱۵:۹)

اور یہ بھی فرمایا کہ یہ قرآن پہلی کتابوں میں درج ہے "اور یہ قرآن البتہ مذکور ہے بیچ کتابوں پہلے پیغمبروں کے" (۲۶:۱۹۶)

اب اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں (بائبل) میں جو بھی بات تحریف کر دی گئی وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے دوبارہ صحیح فرما دیں۔ اس ڈال دیں تختیاں کے بارے میں ایک ہی آیت میں تمام حقیقت ظاہر کر دی کہ فرمایا" اور جب چپکا ہوا موسیٰ سے غصہ لیں تختیاں اور بیچ لکھے ان کے کے ہدایت تھی اور رحمت تھی واسطے ان کے کہ وہ پروردگار اپنے سے ڈرتے ہیں" (۷:۱۵۴)

توجہ یہ کہ جب بنی اسرائیل کو بچھڑے کو پوجتا دیکھا تو آپ جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت غصے ہوئے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی بھی پکڑ لی اور ناراض ہوئے اسی غصہ کی وجہ سے کہ یہ بنی اسرائیل ایسی خراب قوم ہے کہ ان کو اللہ کا کلام نہ سنانا چاہیے تختیاں ایک طرف رکھ دیں اور ان تختیوں کا پیغام بنی اسرائیل کو نہ دیا۔ یہ تختیوں کا ایک طرف رکھ دینا تختیاں ڈال دینا کہلاتا ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کو الماری میں عزت سات رکھ دے لیکن اسے نہ تو پڑھے اور اس پر عمل نہ کرے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص نے قرآن پاک کو ایک طرف ڈال رکھا ہے۔

یہی بات قرآن پاک میں یوں بھی بیان کی گئی اور پھینک دیا اس کو پیچھے پیٹھوں اپنی کے" (۳:۱۸۷) قرآن پاک کے احکام پر عمل نہ کرنا کو قرآن پاک کو پیٹھ پیچھے پھینک دینا کہا اس طرح ایک اور جگہ فرمایا اور چھوڑ دیا تم نے جو دیا تھا ہم نے تم کو پیچھے پیٹھ اپنی کے" (۶:۹۵)

یہ پیٹھ پیچھے لکھنا محاورہ کہا جا رہا ہے اسی طرح ڈال دی تختیاں کہا گیا اور اے اللہ کہ بندو ڈال دی تختیاں اور توڑ ڈالی تختیاں بات کا بہت فرق ہے۔

توریت میں ڈال دینے کا پٹک دیا کہا اور پٹک دینا پھر توڑ دینا بنا دیا جو کہ غلط ہے۔ قرآن پاک میں ایسا کہیں نہیں ملتا کہ تختیاں دوبار تیار کی گئی ہوں۔

جب کسی انسان کو غصہ چڑھتا ہے تو بعض دفعہ کئی کئی دن تک چڑھتا رہتا ہے جیسی غلطی اتنا ہی غصہ زیادہ آئے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی انسان تھے ان کو کافی دن تک غصہ چڑھا رہا اور ان تختیوں کی تبلیغ بنی اسرائیل کو نہ کی لیکن جب غصہ اترا جسے کہ قرآن پاک میں یوں کہا اور جب چپکا ہوا موسیٰ سے غصہ لیں تختیاں" (۷:۱۵۴) لیں تختیاں سے ثابت ہو گیا کہ وہی تختیاں نہ کہ اور بنوائیں گئیں۔

اب غصے سے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں غصہ تو بچھڑے اور بنی اسرائیل پر تھا تختیوں سے تو غصہ یا ناراض تھے ہی نہیں اور ہر کسی کا تجربہ ہے کہ غصہ بہت عقلمند ہے کہ یہ غلط کام کرنے والے پر چڑھ آتا ہے اور اچھے کام کرنے والے پر نہیں چڑھ آتا۔ غصہ ہے تو گندی خصلت ہے اور گندی خصلت والے کا غصہ بھی اتنا عقلمند اور چالاک ہوتا ہے کہ وہ غریب اور کمزور پر چڑھ آتا ہے لیکن اگر سامنے طاقتور شتا" تھانیدار ہو تو اگر تھانیدار گالی بھی دے دے تو غصہ صاحب پھر بھی دبک کر بیٹھ جاتا ہے اور سامنے نہیں آتا اور نبی حضرت موسیٰ غصہ میں لوحیں توڑنے والے نہ تھے۔

سورہ یٰسین

سورہ یٰسین سے متعلق حدیثیں اور مشہور ہے کہ یہ قریب مرگ لوگوں پر پڑھنے سے قریب مرگ انسان کی تکلیف کم ہو جاتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بندہ اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتا ہے۔

رات کے آٹھ بجے ہم سب گھر والے ٹیلیویژن دیکھ رہے کہ والد صاحب کی طبیعت خراب ہوئی بخار اور ہچکی چڑھ گئی۔ ٹی۔ وی بند کر دیا پوچھا کیا ہوا کہنے لگے ہوا کچھ نہیں بس میرا وقت آگیا ہے۔ میں نے کہا میں ڈاکٹر کو بلا لاتا ہوں کہنے لگے میرے قریب سے بالکل نہ جانا کہ اب بس میں تھوڑی دیر کا ہوں میں نے کہا کہ ایک دفعہ پہلے آپ کو انسولین کے ٹیکے سے ری ایکشن ہو گیا تھا کہ جس کو بعد میں ڈاکٹر صاحب نے دوسرے ٹیکے لگا کر سنبھال لیا تھا اس طرح آج بھی کمپاؤڈر جو انجکشن لگا کر گیا ہے یہ اس کا ری ایکشن ہوگا جو ڈاکٹر ٹھیک کر لے گا کہنے لگے کہ یہ ری ایکشن کی تکلیف نہیں ہے۔ میں نے پوچھا وہ ری ایکشن کی تکلیف زیادہ تھی یا آج والی کہنے لگے کہ وہ ری ایکشن کی تکلیف بہت زیادہ تھی یہ آج اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں لیکن آج میرے قریب سے دور نہ جانا۔ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیا صرف بخار اور بے کلی تھی۔ اسی طرح بات کرتے اور خاموش ہو جاتے۔ اب والد صاحب سے الگ میں میرا بھائی اور والدہ نے بات کی کہ اگر یہ موت کی تکلیف ہے تو سورے یٰسین پڑھنی چاہئے۔ سردی تھی والد صاحب نے رضائی اوڑھی ہوئی تھی۔ لیکن سورے یٰسین پڑھنے سے ہمیں ایک ڈر تھا کہ ہم سورے یٰسین پڑھیں اور والد صاحب کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ تم سورے یٰسین کیوں پڑھ رہے ہو۔ مجھے وقت سے پہلے مارنا چاہتے ہو وغیرہ طرح طرح کے گمان آتے کہ کہیں سورے یٰسین سے یا کچھ اور ایسی ویسی بات نہ کہہ دیں کہ جس سے ساری زندگی کی نیکی برباد جائے وغیرہ۔ والد صاحب ٹرانسپورٹر تھے اور ٹرانسپورٹر طبقہ کچھ بھی بات بات منہ سے نکال دیتا ہے اور والد صاحب کچھ بھی کہنے میں لحاظ نہ کرتے تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ والد صاحب نے رضائی اوڑھی ہوئی ہے خاموشی سے سورے یٰسین پڑھی جائے۔ کہ والد صاحب ہوش حواش میں ہیں۔ میرے بھائی نے خاموشی سے قرآن پاک لے کر دل میں سورے یٰسین پڑھی۔ لیکن سورے یٰسین پڑھنے کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ جیسے بخار تھا ویسا ہی رہا اور جیسے بے کلی تھی ویسے ہی رہی۔ والدہ صاحبہ نے کہا سورے یٰسین پڑھنے کا فائدہ تو جب ہو کہ مریض کے کان میں آواز جائے اور وہ آواز سنے۔

آخر فیصلہ ہوا کہ والد صاحب سے پوچھا جائے کہ ہم سورے یٰسین پڑھیں میں نے اپنے والد صاحب سے اس طرح پوچھا کہ تایا کہو تو قرآن شریف پڑھیں" ہم اپنے والد صاحب کو تایا کہا کرتے تھے اور تمام محلہ تایا کہتا تھا اور سورے یٰسین کی بجائے قرآن شریف کہا کہ خود سمجھ جائیں گے کہ یہ سورے یٰسین پڑھیں گے جواب میں کہنے لگے کہ ہاں پڑھو۔ میری والدہ نے سورے یٰسین پڑھنے کے لیے قرآن پاک ہاتھ میں لیا تو پھر دوبارہ کہنے لگے کہ ایسا پڑھنا کہ میں ٹھیک ہو جاؤں" ہم نے کہا بالکل بے فکر رہو بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔ پھر والدہ نے سورے یٰسین پڑھی جب ایک دفعہ پہلی بار سورے یٰسین مکمل ہوئی تو والد صاحب کی ساری بے کلی ختم ہو گئی اور سکون سے لیٹے تھے پھر ہم نے پوچھا اب طبیعت ٹھیک ہے کہنے لگے ہاں " پھر دوبارہ سورے یٰسین پڑھنا شروع کی تو ابھی آدھی یٰسین پڑھی ہوگی کہ ہاتھ پاؤں نے ہلنے کھائے اور سانس کا وقفہ بڑھنا شروع ہوا۔ والدہ سورے یٰسین پڑھتی رہی اور ہم نے زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ سانس کا وقفہ بڑھتا چلا گیا اور دوسری بار یٰسین مکمل ہونے سے پہلے ہی موت واقع ہو گئی لیکن والدہ نے سورے یٰسین مکمل پڑھی۔ کوئی نہیں رویا اور نہ رونے کی آواز آئی بلکہ ایک خوشی یہ تھی کہ اللہ کی رحمت سے سورے یٰسین کے معجزے کا مشاہدہ دیکھا اور یہ کہ ایسے موت ہوئی کہ جیسے مسلمان کی موت ہوتی ہے کہ موت کے وقت لواحقین کلمہ طیبہ کے ورد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب اور والدہ صاحبہ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور آخرت میں بخش دے۔ آمین ثمہ آمین یا رب العالمین۔

والد صاحب کے فوت ہونے کے چھ ماہ بعد میں خود بہت بیمار ہوا یرقان کا مرض کہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی اور چھ ماہ تک چارپائی پر پڑا رہا اسی بیماری کے دوران میں اپنی والدہ سے کہتا کہ مجھ پر سورے یٰسین پڑھو۔ تو والدہ ٹال مٹول کر جاتی اور نہ پڑھتی۔ پھر میں نے ایک دن ضد کر کے کہا کہ آج سورے یٰسین پڑھو اگر موت ہی آئی ہے تو آجائے گی اور موت نہیں ہے تو پھر صحت بحال ہو جائے گی پھر یہ کہ جو میں محسوس کرتا ہوں والدہ نے ڈرتے ڈرتے ہوئے سورے یٰسین پڑھی کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ اس کے بعد میں نے اپنی والدہ سے اپنے اوپر کئی بار سورے یٰسین پڑھوائی۔

ایک عجیب اتفاق

یہ کہ اس بندہ کے ساتھ ایک عجیب اتفاق پیچھے لگا ہے۔ اعداد کا چکر۔ یہ کہ یہ بندہ بہت جگہ اپنے سامنے ایک عدد پاتا ہے۔ چار (۴) اور یہ عدد ایسے سامنے آنا شروع ہوا کہ ایک کرایہ دار پر تیرہ ہزار کا دعویٰ کیا تھا۔ تیرہ ۱۳ = ۳ + ۱ = ۴ اکثر و بیشتر تیرہ تاریخ کی لگنے لگی اس سلسلہ میں بہاولنگر جانا پڑا تو وہاں بھی تیرہ تاریخ تھی اور کمال کی بات یہ ہوئی کہ ہوٹل میں رہائش کے لیے گئے تو بتلایا کہ صرف کمرہ نمبر ۱۳ خالی ہے وہاں رہے۔ اس وقت سے یہ عدد تیرہ پیچھے پڑ گیا۔ پھر دوکان کے کیس کے سلسلہ میں لاہور جانا پڑا گیارہ تاریخ کو پہنچے تو کہا گیا کہ ایک اہلکار دو دن کی چھٹی پر ہے آپ تیرہ تاریخ کو آنا پھر وہاں رہے اور تیرہ تاریخ کو گئے تو ہمارے حق میں ہمیں لیٹر دے دیا گیا اور ہمارے آنے کے بعد ہمارے خلاف لیٹر بھیج دیا گیا۔ اور میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ یہ تیرہ تاریخ بھاری پڑے گی اور پڑی۔ پھر اسلام آباد سپریم کورٹ میں جانا پڑا (بغیر وکیل کے) متعلقہ جج سے ملاقات کے لیے کہا گیا تو جواب ملا کہ آپ حال نمبر ۱۳ میں (تیرہ) میں جا کر بیٹھ جائیں وہاں جج صاحب آجائیں گے اور آپ اپنی درخواست پیش کر دینا۔ درخواست پیش کر دی دعویٰ دائر ہو گیا۔ اس کے بعد عدد بائیس کا ٹکراؤ شروع ہوا' بائیس (۲۲) ۲ : ۲ = ۴ = بائیس سے بھی عدد چار بنتا ہے۔ تیرہ کے عدد پر مجھے پریشانی ہوتی لیکن فتح میری ہی ہوئی۔ لیکن عدد بائیس پر آسانی سے فتح ہونے لگی۔ دوکان کا بائیس ماہ کے بعد قبضہ ملا۔ ۲۲ تاریخ کو قبضہ لینے گیا تو انہوں نے کہا کہ چند دن انتظار کریں کہ ہمارے محکمہ سے ابھی ہمیں لیٹر آجائے۔ میں واپس آگیا۔ جب گھر واپس آیا تو بیگم صاحبہ نے کہا کہ آج بائیس تاریخ ہے اور تو کہتا ہے کہ بائیس تاریخ کو فتح ہے میں تو سمجھی تھی کہ آج دوکان کا قبضہ ضرور مل جائے گا لیکن آپ ویسے ہی واپس آگئے۔ دن کا ایک بجا تھا۔ میں پھر واپس گیا اور ضد کی کہ آج قبضہ دو ورنہ میں آپ کے خلاف کچھ کروں گا وغیرہ۔ انہوں نے فوراً قبضہ دے دیا۔ یعنی بائیس تاریخ کو۔ یہ کہ رقم چوالیس ہزار بنتی تھی۔ رقم چوالیس ہزار کا حساب کیا تو اکتیس ہزار میں وصول پا چکا تا اور تیرہ ہزار بقایا تھا (۳۱) ۱ + ۳ = ۴ اور (۱۳) ۳ + ۱ = ۴ اور تیرہ ہزار والی بات ذرا پھنسی۔

اب بھی اس کتاب کے لیے عنوان طلاق سب سے پہلے کتابت کے لیے کمپوز کرائی تو تیرہ صفات پر بنی اور اپنے بچے کو سکول میں داخل کرانے گیا تو رول نمبر ۴۹ پر نام آیا (۴۹) ۹ + ۴ = ۱۳ = (۱۳) ۳ + ۱ =

الہامی کتابوں میں اعداد کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہی تو انجیل مقدس میں ایک فقرہ ملا۔ مکاشفہ۔ "حکمت کا یہ موقع ہے۔ جو سمجھ رکھتا ہے وہ اس حیوان کا عدد گن لے کیونکہ وہ آدمی کا عدد ہے اور اس کا چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) ہے"

تیرہ کے عدد کے بارے میں میں نے پہلے بھی پڑھا ہے کہ یہ بہت برا عدد سمجھا جاتا ہے اور دنیا میں ایک بلڈنگ ایسی بھی ہے کہ جس کی بارہ منزل کے بعد چودہ منزل آتی ہے اور اس بلڈنگ میں تیرہ منزل نام نہیں رکھا گیا۔ اللہ کے راز اللہ جانے۔

عدد چار کے موافق یہ عدد بھی ہیں۔ ۴' ۸' ۱۲' ۱۶ یعنی جو چار پر تقسیم ہو جائیں جیسے لیپ کا سال اور یہ یوں بھی کہ ۴' ۱۳' ۲۲' ۳۱' ۴۰' وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہنستا اور رولاتا ہے۔

القرآن "اور ایک وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے" (43:53)

اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو ہنساتا اور رولاتا ہے۔ یہ دنیا میں جو بھی انتظام چل رہا ہے اس بادشاہ غائب کی غائب طور پر بادشاہی چل رہی ہے۔ اور یہ غائب بادشاہی اس وقت ظاہر طور پر دیکھنے لگتی ہے کہ جب کوئی ظالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آتا ہے جبکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ظالم شخص دنیا میں کبھی تکلیف یا مصیبت نہ اٹھائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہے جس کو ہنسا دے جب چاہے جس کو رولا دے۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کو ہنساتا ہے تو اس کی معیشت کھلی کر دیتا ہے۔ انسان اپنے بچوں کی باتوں پر ہنستا ہے یہ بھی انسان کو اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے۔ اور یہ کہ معیشت تنگ میں بھی اللہ تعالیٰ انسان کو ہنسا دیتا ہے۔ دیوانہ کہ جس کا حال خراب ہوتا ہے وہ بھی ہنسنے لگتا ہے پرانی یادوں پر ہنسی آجانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا ہنسانا ہے یہ بندہ اکثر تنہائی میں پرانی یادوں پر زور سے ہنس پڑتا ہے اور بیگم صاحبہ جب ہنستا دیکھتی ہے تو بچوں کو کہتی ہے کہ بچو اگر کسی نے پاگل دیکھنا ہے تو اپنے ابو کی طرف دیکھ لو اور پھر خود بھی ہنستی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہنسانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا رولانا اللہ معافی اے اللہ اپنی پناہ میں رکھیو۔ یہ ہوتا ہے کہ معیشت تنگ ہو جاتی ہے کسی مقدمے میں پھنس جانا۔ بیمار ہو جانا وغیرہ۔ یہ بھی اپنا مشاہدہ لکھتا ہوں کہ ایسے حالات ہوئے کہ اس بندہ کے کئی دفعہ آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔ تنہائی میں کبھی کسی کے سامنے آنسو نہ نکلے نہ رونے کی آواز۔ مگر آنکھوں سے آنسو نکل جاتا= ایسی تنگی آئی برتن دھونے کی ملازمت بھی مانگی تو نہ ملی اور جب خوشحالی کے دن تھے تو ہزاروں روپے خراب کر دیتا تھا اور ایک ایک دن میں کئی کئی سو روپے کشتل بازی میں خراب کرتا تھا ہماری خوشحالی کے دن دیکھ کر ایک کہنے والے نے کہا تھا کہ میں تمہاری زندگی اس طرح گزرتے دیکھ رہا ہوں کہ جیسے ماں کے دودھ پیتا بچہ کہ بھوک لگی ماں کا دودھ پی لیا پھر کھیلنے کے لیے گود اترا اور کچھ دیر کھیل کود لیا اور پھر اپنی ماں کا دودھ پیا اور سو گیا= تمہیں نہ کچھ کمانے کا فکر نہ کوئی تکلیف اور زندگی گزرتی جا رہی ہے۔ خوشحالی میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرصت سے نوازا اور تنگی میں بھی فرصت کہیں ملازمت نہ ملتی تھی یہ بندہ F.A پاس ہے۔

ایک دن کے رونے کا مشاہدہ لکھتا ہوں۔ کہیں ملازمت نہ ملتی تھی پھر ایک سڑک بنانے والے ٹھیکیدار کے پاس گیا کہ وہاں ضرور مزدوری مل جائے گی۔ ٹھیکیدار کے انتظار میں تنہا اکیلا بیٹھا تھا کہ میرے خوب آنسو نکلے اور گرے اور کافی دیر تک گرے۔ آخر ٹھیکیدار آیا اس نے پہلے تو شکل دیکھ کر کہا بڑا سخت کام ہے آپکے بس کا نہیں میں نے کہا کروں گا آپ کام کراؤ۔ اگلے دن کا وعدہ کر لیا۔ اگلے دن میں کام پر گیا اور مجھے مزدوروں کے ساتھ کام پر لگا دیا سارا دن کام کیا۔ جب شام کو گھر واپس آیا تو چودھرانی صاحبہ (بیگم صاحبہ) نے بتلایا کہ آج میں دو دفعہ خوب روئی کہ کام بھی ملا تو سڑک پر مزدوروں کا جناب اس طرح ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا رولانا۔ میں نے تسلی دی عورتیں مرد دنیا کام کر رہی ہے جس کو اللہ جہاں رکھے۔ اس کے بعد صبر آگیا اور جب میں مزدوری کر کے شام کو گھر واپس آتا تو ایک خوشی ہوتی کہ دیہاڑی کما کر آیا ہوں

زکوۃ اور ٹیکس

زکوۃ کے بارے میں یوں سننے میں آتا ہے کہ جب گورنمنٹ کو ٹیکس دے دیا تو اس میں زکوۃ بھی شامل ہو جاتی ہے۔ غلط ہے۔ اس بارے میں الہامی کتاب انجیل مقدس سے رہنمائی ملتی ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا لوقا "ہمیں قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں؟ اس نے اس کی مکاری معلوم کر کے ان سے کہا۔ ایک دینار مجھے دیکھاؤ۔ اس پر کس کی صورت اور نام ہے؟ انہوں نے کہا قیصر کا۔ اس نے ان سے کہا بس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" (۲۰ : ۲۲ تا ۲۵) ان الفاظ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ زکوۃ اور ٹیکس الگ الگ چیزیں ہیں۔ زکوۃ اپنی قریبی ہمسایہ سے شروع کی جائے اور یہاں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ زکوۃ سے حکومت وقت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ وہ زکوۃ وصول کرے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی آزمائش ہے کہ کون خوشی سے ادا کرتا ہے۔ اگر حکومت وقت زبردستی لوگوں سے زکوۃ وصول بھی کرے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس زکوۃ دینے کا اجر ثواب نہ دلوا سکے گی کہ اے اللہ ان لوگوں سے ہم نے زبردستی زکوۃ وصول کر لی تھی تو انہیں اسی زکوۃ کا اجر ثواب دے۔ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

قرآن

عالم دنیا میں اس بندہ نے سب سے بڑی نعمت قرآن پاک اللہ کی کتاب کو پایا جس کا ثبوت سورے الرحمن سے یوں

ملا کہ پہلی چار آیات کا ترجمہ (۱) الرحمن (۲) علم قرآن (۳) خلق الانسان (۴) علم البیان سب سے بڑی رحمانیت یہ ہے کہ انسانوں کو قرآن پاک کی نعمت سے نوازا اور انسان کے لیے سب سے اچھا بیان یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کے متعلق بات کریں اسی لیے مشہور حدیث ہے کہ تم میں سے سب سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کرنے کا ایک معیار یہ ہے کہ انسان کا قرآن پاک سے کچھ نہ کچھ تعلق ہو کہ قرآن پاک میں فرمایا اور یہ کتاب ہے اتاری ہے ہم نے اس کو برکت والی پس پیروی کرو اس کی اور پرہیز گاری کرو تو کہ تم پر رحم کیاجائے" (۶:۱۵۶) "اور جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اس کو اور چپکے رہو تو کہ تم رحم کیے جاؤ" (۷:۲۰۴)

قرآن پاک کی ایک آیت سے متعلق میں آپ کی توجہ خاص طور پر دلانا چاہتا ہوں۔ پڑھیں ترجمہ "اور کہا رسول نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا" (۲۵:۳۰) توجہ کر حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میدان حشر میں یوم الدین کے موقع پر اپنی امت کے ایسے لوگ (مسلمان) کہ جنہوں نے قرآن پاک میں دلچسپی نہ لی ہوگی اللہ تعالیٰ سے ان کی شکایت کریں گے اور حضور پاک کی شکایت کرنا دوزخ میں جانے کا سبب بن جائے گا اور اسی آیت کی تصویر کے دوسرے رخ کی طرف جائیں تو بے شمار جمال (حسن) نظر آتا ہے کہ جو لوگ (مسلمان) قرآن پاک سے لگاؤ محبت اور دلچسپی رکھیں گے ان لوگوں کو حضور اکرم اللہ تعالیٰ سے شفاعت فرمائیں گے لہٰذا ثابت یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اصل معیار قرآن پاک سے لگاؤ پر ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور جنت کی طرف جانے کا وسیلہ بھی صرف اور صرف قرآن پاک سے لگاؤ ہے۔

یہی قرآن پاک کا علم سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنا

ترجمہ "تحقیق یہ پڑھنے کی چیز ہے باکرامت بیچ کتاب پوشیدہ کے نہیں ہاتھ لگاتے اس کو مگر پاک لوگ اتاری ہوئی ہے پروردگار عالموں کی طرف سے" (۵۶:۷۷ تا ۸۰)

ان آیات میں ایک آیت کی طرف خاص توجہ کریں "نہیں ہاتھ لگاتے اس کو مگر پاک لوگ" اس قرآن کریم میں ایک ایسی کرامت بھی چھپی ہوئی ہے کہ اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکیں گے اور ناپاک اس سے دور بھاگیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو قرآن پاک میں بیان فرما دی گئی ہے اب وہ لوگ جو قرآن پاک کو ہاتھ لگاتے ہیں ان کے مختلف درجے ہیں۔ ایسے لوگ جو ان پڑھ ہیں لیکن گھر سے باہر جاتے ہوئے قرآن پاک کو چھو کر جاتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے تو وہ سنتے ہوں۔ پھر پڑھنے والے ایسے لوگ جو عربی تو پڑھنا جانتے ہوں لیکن ترجمہ نہ جانتے ہوں پھر قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے والے پھر قرآن پاک کی تشریح اور تفسیر پڑھنے والے پھر قرآن پاک میں غور کرنے والے۔ پھر قرآن پاک میں غور کرنے کے بعد کتاب یا تحریر لکھنے والے کہ جس سے دوسروں کو فیض پہنچے عمل کرنے والے۔

اگر کسی نے اپنا دنیا میں یہ معیار دیکھنا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کتنا پیارا ہے وہ اپنا قرآن سے لگاؤ دیکھ لے کہ کتنا ہے کیا قرآن روزانہ پڑھتا ہے یا مہینہ میں یا سال میں وغیرہ۔ رمضان المبارک میں ایک بار قرآن پاک کو ضرور پڑھنا چاہیے تاکہ قرآن پاک سے تعلق رہے۔

ترجمہ "اور تحقیق وہ البتہ کتاب ہے عزت والی" (۴۱:۴۱)

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے کسی بھی خالق کو اس کی تصنیف بہت محبوب ہوتی ہے مصنف کو اس کی تصنیف پڑھنے والا بھی بہت پیار لگتا ہے اسی دلیل سے ثابت ہوا کہ جو شخص جتنا زیادہ قرآن پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اتنا ہی زیادہ محبوب ہوتا چلا جائے گا اور قرآن پاک میں غور فکر کرنے والے کا مقام اور بھی بلند ہوتا چلا جائے گا۔

ترجمہ "اور تحقیق (قرآن) البتہ مذکور ہے بیچ کتابوں پہلے پیغمبروں کی" مطلب یہ کہ پہلی کتابیں توریت زبور انجیل مقدس میں بھی قرآنی احکامات ہیں اور ان کتابوں پر یہ ایمان لانا مسلمان کے لیے ضروری ہے لہٰذا بائبل کے ایسے احکامات جو قرآن پاک اور دین اسلام کے مزاج سے مطابقت رکھتے ہوں قرآن پاک ہی کے احکام کہلائیں گے۔

ترجمہ "کہہ وہ (قرآن) واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہدایت اور شفا (تندرستی) ہے" (۴۱:۴۴) "اور اتارتے ہیں ہم قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت واسطے ایمان والوں کے" (۱۷:۸۲)

شک و شبہات بھی ایک بیماری ہے اور قرآن پاک اللہ کی رحمت سے ہر قسم کی تشنگی مٹا ڈالتا ہے یہ کہ اس بندہ کے ذہن میں ایک سوال کھٹکنے لگا کہ آخرت میں اگر کوئی مشرک دوزخ میں ہوتے ہوئے بھی خوب اللہ اللہ کرے تو یہ ایک اٹل فیصلہ ہے کہ اسے جنت میں نہ بھیج دیا جائے گا۔ اسی طرح کسی جنتی شخص کو بعد میں دوزخ میں نہ ڈالا جائے گا اگر جنتی شخص جنت میں حوروں عورتوں بچوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دے اور ان کی زندگی حرام کر دے تو پھر اللہ تعالیٰ کیا کرے گا اس وہم شک و شبہ کا جواب اس بندہ کو قرآن پاک میں ملا یوں کہ فرمایا" ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے (دوزخ کے) جب تک کہ رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنیوالا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ نیک بخت کیے گئے ہیں پس بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک کے رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہ کاٹی گئی (۱۱: ۱۰۷، ۱۰۸)

ان آیات میں فرما دیا گیا کہ مگر جو چاہے پروردگار تیرا ان آیات کی تشریح شاہ عبدالقادر صاحب نے یہ لکھی ہے کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مشرک دوزخی کو دوزخ سے فنا کر دے گا لیکن جنت میں نہ جانے دے گا ایسے دوزخی پر یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہوگا کہ وہ دوزخ کے عذاب سے بچا اسی طرح کسی کو فنا کر سکتا ہے لیکن جنتی بری حرکت کرے گا کیوں اور چھوٹی موٹی بات اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ" یہ کتاب (قرآن) ہے کہ اتارا ہم نے اس کو طرف تیری برکت والی تو کہ فکر کریں بیچ آیتوں اس کی کے اور تو کہ نصیحت پکڑیں صاحب عقل کے" (۳۸: ۲۹)

سورے یوسف

" آلرا یہ آیتیں کتاب بیان کرنے والی کی ہیں تحقیق اتارا ہے ہم نے اس کو قرآن عربی تاکہ تم سمجھو"

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ قرآن پاک عربی زبان میں اتارا گیا یہ بات قرآن پاک میں اور جگہوں پر بھی فرمائی گئی ہے آیت نمبر (۱۳: ۳۷) (۴۳: ۳) قرآن پاک میں یہ بار بار فرماتا کہ یہ قرآن عربی زبان میں اتارا گیا اصل میں ایمان لانے والوں کو اس میں ایک سبق دیا گیا ہے کہ اے ایمان والوں تم عربی زبان جاننے والے کہ جن کی مادری زبان عربی ہے اور جس ملک میں کہ قرآن پاک اتارا گیا ہے (سعودی عرب) ان لوگوں سے دین کے بارے میں رہنمائی حاصل کرو۔ ان لوگوں سے زیادہ بھلا قرآن پاک کو کون سمجھے گا اور عمل کرے گا لہذا یہ بندہ سعودی عرب کے لوگوں کی سمجھ کے مطابق وہ لوگ جن باتوں کو شرک سمجھتے ہیں یہ بندہ بھی شرک سمجھتا ہے جن باتوں کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہیں یہ بندہ بھی بدعت سمجھتا ہے وغیرہ اور دیکھیے لوکہ اسلامی قوانین سزا پر ماسوائے سعودی عرب کے کسی بھی ملک میں عملدرآمد نہیں ہو رہا اور کہنے کو بہت سے ملک اسلامی کہلواتے ہیں۔ لہذا ہمیں صرف اور صرف رہنمائی سعودی عرب سے حاصل کرنی چاہئے۔ خاص طور پر مکہ مدینہ سے۔

" ہم بیان کرتے ہیں اوپر تیرے بہت اچھی طرح بیان کرنا اس طرح سے کہ وحی کیا ہم نے طرف تیری یہ قرآن تحقیق تھا تو پہلے اس سے البتہ غافلوں سے

اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ غافل ہیں اور جو قرآن پاک کی طرف توجہ دے وہ پھر غافل نہیں رہتا اور عقل مند بن جاتا ہے یہی بات زبور میں فرمائی گئی " تیری باتوں کی (اللہ کی باتیں) تشریح نور بخشتی ہے وہ سادہ دلوں کو عقل مند بناتی ہے۔

" جس وقت کہا یوسف نے واسطے باپ اپنے کے اے باپ میرے تحقیق دیکھے میں نے خواب میں گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھا میں نے ان کو واسطے اپنے سجدہ کرنے والے"

اس میں اشارہ ہے کہ خواب کی بھی کچھ نہ کچھ حقیقت ہوتی ہے

" کہا اے چھوٹے بیٹے میرے مت بیان کیو خواب اپنے کو اوپر بھائیوں اپنے کے پس مکر کرینگے واسطے تیرے کچھ مکر تحقیق شیطان واسطے آدمی کے ہے دشمن ظاہر

اشارہ ہے کہ اچھے خواب کسی کو نہ سنانا چاہیں اس طرح شیطان بھی سن لیتے ہیں اور انسان کو خراب کرنے کے لیے پیچھے لگ جاتے ہیں

" اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو پروردگار تیرا اور سکھا دے گا تجھ کو تعبیر بتانی باتوں کی اور پوری کرے گا

نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوب کے جیسا پورا کیا تھا اس کو اوپر دو باپ تیرے کے پہلے اس سے ابراہیم اور اسحاق کے (یعنی دوداووں) تحقیق پروردگار تیرا جاننے والا حکمت والا ہے البتہ تحقیق تھیں بیچ یوسف کے اور بھائیوں کے اس کے نشانیاں واسطے پوچھنے والوں کے

حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام نے حضرت یوسف کے خواب دیکھنے سے اندازہ لگا لیا کہ اللہ ان کو خوابوں کی تعبیر بھی سکھلا دے گا اور نبوت بھی ضرور ملے گی جیسے ان کے دادوں کو ملی تھی اور یہ کہ گیارہ بھائی اور دو ماں باپ حضرت یوسف کے آگے ضرور جھکیں گے۔ ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملا کہ بعض لوگوں پر بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے یہاں تک کہ پیدائشی نبی پیدا ہوئے۔

" جس وقت کہا انہوں نے البتہ یوسف اور بھائی اس کا بہت پیارے ہیں طرف باپ ہمارے کی ہم سے اور ہم ہیں جماعت زبردست تحقیق باپ ہمارا البتہ بیچ غلطی ظاہر کے مار ڈالو یوسف کو یا ڈال دو اس کی کسی زمین میں خالی ہو جاوے واسطے تمہارے توجہ باپ تمہارے کی اور ہو جاؤ تم پیچھے اس کے قوم صلاحیت والی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد میں سب سے زیادہ محبت اور توجہ حضرت یوسف اور اس کے چھوٹے بھائی بنیامین میں دیتے تھے کہ حضرت یوسف بہت چھوٹے اور خوبصورت تھے اور ان کا ایک بھائی اور بھی چھوٹا تھا۔ چھوٹے بچے ویسے ہی بہت پیارے لگتے ہیں بڑے بھائیوں کو حسد پیدا ہوا کہ ہمارا باپ ہم پر توجہ نہیں دیتا۔ بھائی تو بہت پیارے ہوتے ہیں اصل وجہ ایک اور بھی تھی کہ حضرت یوسف اور اس کا چھوٹا بھائی ایک ماں سے تھے اور باقی لڑکے دوسری بیویوں سے تھے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک ماں کے بدن سے چاہے کسی کے چودہ (۱۴) لڑکے ہوں وہ آپس میں نباہ کر لیتے ہیں لیکن دو بیویوں کی اولاد میں اگر دو چار لڑکے ہوں ان میں آپس میں نہیں بنتی۔ حسد اور نفرت کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملا کہ زیادہ حسن کسی کو دوست بنا دیتا ہے کسی کو دشمن بنا کر عذاب بن جاتا ہے اور ایک سے زیادہ نکاح نہ کرنے چاہیں کہ بچوں میں حسد۔ پھوٹ اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے ایک نکاح کے بارے میں آیت نمبر (۴:۳) میں بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ فرمایا "پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو تم پس ایک ہے"

" کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے مت مارو یوسف کو اور ڈال دو اس کو بیچ گہراؤ کنویں کے اٹھا لیوے اس کو کوئی راہ گیر اگر ہو تم کرنے والے (۱۰)

یہ آیت سمجھا رہی ہے کہ اگر کوئی حد ظلم پر اتر آئے لیکن پھر بھی تھوڑا رحم رکھے اور قتل نہ کرے کہ قتل بہت بڑا گناہ ہے اور یہ کہ اگر کوئی کسی کا قتل کرنا چاہے تو مشہور ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا قریب ہے اللہ تعالیٰ قتل کی نیت کرنے والوں کے دماغ میں کچھ بھی ڈال کر اس پر عمل درآمد کرا لیتا ہے۔

" کہا انہوں نے اے باپ کیا ہے واسطے تیرے کہ نہیں امین جانتا تو ہم کو اوپر یوسف کے اور تحقیق ہم واسطے اس کے البتہ خیر خواہ ہیں بھیج دے اس کو ساتھ ہمارے کل کو شکم سیر کھاوے اور کھیلے اور ہم واسطے اس کے البتہ محافظت کرنے والے ہیں کہا یعقوب نے تحقیق البتہ غمگین کرتا ہے مجھ کو یہ کہ لے جاؤ تم اس کو اور ڈرتا ہوں یہ کہ کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے غافل ہو کہا انہوں نے اگر کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور ہم جماعت ہیں زبردست تحقیق ہم اس وقت زیاں کاروں سے ہوں۔

حضرت یوسف کے بھائی جنگل میں اپنی بھیڑ بکریاں چرانے جایا کرتے تھے انہوں نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کام شروع کیا اور اپنے باپ سے کہا کہ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دے تاکہ ہماری طرح وہ بھی جنگل پھل وغیرہ پیٹ بھر کر کھائے وغیرہ ان کی نیت تھی کہ بعد میں یوسف سے متعلق بہانہ کر دیں گے کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا اور ہمزات یا ضمیر (چھٹی حس) ایسی چیز ہے کہ جو دوسرے کے دماغ کا راز یا بات فوراً" دوسرے کی دل " دماغ میں ڈالتا ہے اسی لیے حضرت یعوب کے دماغ میں آیا کہ کہیں بھیڑیا نہ کھا جائے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے تسلی دی اور اپنے باپ کو یوسف کے بھیجنے پر راضی کر لیا۔

پس جب لے گئے اس کو اور مقرر کیا یہ کہ کر دیں اس کو بیچ گہراؤ کنویں کے اور وحی بھیجی ہم نے طرف اس کی کہ البتہ خبر دے گا تو ان کو ساتھ اس کام کے ان کے اور وہ نہ سمجھتے ہوں گے اور آئے باپ اپنے کے پاس اندھیرے پڑے روتے ہوئے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے تحقیق گئے تھے ہم دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے تھے ہم یوسف کو نزدیک

اسباب اپنے کے پاس کھا گیا اس کو بھیڑیا اور نہیں تو ہرگز یقین کرنے والا واسطے ہمارے اور اگرچہ ہوں ہم سچے اور لے آئے اوپر کرتے (قمیض) اس کے لہو جھوٹا کہا بلکہ بنالی ہے واسطے تمہارے جیوں نے ایک بات پس صبر بہتر ہے اور اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ بیان کرتے ہو تم "

اگلے دن حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئے اور اپنے منصوبے کے مطابق وہاں ایک راستے کے کنویں میں ڈال دیا اور شام کو دیر سے جب اندھیرا ہو گیا جنگل سے روتے ہوئے واپس آئے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور یوسف کے کرتے پر بکری ذبح کر کے بکری کا خون لگا لائے یقین دلانے کے لیے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی بات کا یقین نہ کیا کیونکہ جب وہ حضرت یوسف کی خون آلود قمیض لا سکتے تھے تو حضرت یوسف کی مردہ لاش کیوں نہ لائے اور یہ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خون آلود قمیض دیکھی تو وہ ثابت تھی کہیں سے پھٹی ہوئی نہ تھی۔ اگر بھیڑیا حملہ کر کے کھاتا تو قمیض جگہ جگہ سے پھٹ جاتی یہ وہ دلائل تھے کہ جن کی وجہ سے آپ نے اپنی بیٹوں کی بات کا یقین نہ کیا اور یوسف کے بھائیوں کے تنہا رہ جانے کا بہانہ یہ بنایا کہ ہم نے دوڑ لگائی اور اپنے مال و اسباب کے پاس حضرت یوسف کو بٹھا دیا تھا چھوٹے بچے کو مال اسباب کے پاس بٹھانے کا حسن آج کل بھی یوں دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بچے نہر میں نہا رہے ہوں تو اپنے کپڑوں کے پاس سب سے چھوٹے بچے کو بٹھا دیتے ہیں کہ تو کپڑوں کا پہرہ دے۔

ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ مجرم کی باتوں اور حرکتوں سے سچائی ضرور سامنے آجاتی ہے۔

" اور آیا قافلہ پس بھیجا انہوں نے آگے چلنے والے اپنے کو پس لٹکایا اس نے ڈول اپنا کہا اے خوشی وقتی کہ یہ لڑکا ہے اور چھپا رکھا ہے اس کو پونجی کر کر اور اللہ جاننا تھا جو کچھ کہ وہ کرتے تھے اور بیچا اس کو بھائیوں نے ساتھ قیمت ناقص کے درہم تھے کئی ایک گنے ہوئے اور تھے بیچ اس کے بے رغبت اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا تھا اس کو مصر سے واسطے بی بی اپنے کے با حرمت رکھنا اس کو شاید یہ کہ نفع دے ہم کو یا پکڑیں ہم اس کو فرزند اور اس طرح قدرت دی ہم نے واسطے یوسف کے بیچ زمین کے اور تو کہ سکھا دیں ہم اس کو تاویل باتوں کی یعنی تعبیر خوابوں کی اور اللہ غالب ہے اوپر کام اپنے کے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

اگلے دن ایک قافلہ آیا ان کے آدمی نے کنویں میں ڈول ڈالا تو ڈول میں حضرت یوسف بیٹھ گئے وہ آدمی سمجھا کہ کسی کا غلام ہے اور اس کو چھپا کر کنویں میں رکھا ہے اتنے میں حضرت یوسف کے بھائی بھی جنگل میں آئے اور کنویں میں جھانک کر دیکھا تو حضرت یوسف کو وہاں نہ پایا سمجھ گئے کہ قافلے والوں نے نکال لیا ہوگا قافلے والوں کے پاس گئے وہاں حضرت یوسف موجود تھے انہوں نے دعوی کیا کہ یہ ہمارا بھائی ہے ہمیں واپس کرو۔ انہوں نے کہا یہ تمہارا بھائی نہیں اگر تمہارا بھائی ہوتا تو تم اسے کنویں میں کیوں چھوڑ جاتے یہ لڑکا تمہارا غلام ہو تو ہو سکتا ہے تم اس کے پیسے (رقم) لے سکتے ہو اگر لینا چاہو تو حضرت یوسف کے بھائی رقم لینے پر راضی ہو گئے اور وہ رقم چند درہم پر مشتمل تھی اور وہ اس رقم سے بھی بے رغبت رہے۔ لیکن اللہ تعالی نے اس طریقہ سے حضرت یوسف کو اس کے بھائیوں سے دور کر دیا تاکہ حضرت یوسف عیش اور آرام کی زندگی گزاریں۔ اور ان آیات میں فرمایا کہ اللہ غالب ہے اوپر کام اپنے کے یہ اللہ تعالی کا ایک خاص صفاتی تعارف ہے ہمیں یہ سبق ملا کہ اللہ تعالی مسبب الاسباب ہے جیسے چاہے کرتا ہے۔

" اور جب پہنچا جوانی اپنی کو دیا ہم نے اس کو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو اور بہلایا اس کو اس عورت نے جو وہ بیچ گھر اس کے تھا جان اس کی سے اور بند کیے دروازے اور کہنے لگی آؤ کہتی ہوں میں تجھ کو کہا پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کی تحقیق وہ رب میرا ہے اچھی طرح سے کیا اس نے رکھنا میرا تحقیق نہیں فلاح پاتے ظالم اور البتہ قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی دلیل رب اپنے کی اس طرح کیا ہم نے تو کہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ بندوں ہمارے خالص کئے گئیوں سے تھا۔

جب حضرت یوسف جوان ہوئے تو بہت خوبصورت تھے تو وہ مالکہ عورت برائی کی طرف مائل کرنے لگی اور کہا آؤ میں کہتی ہوں تجھ کو آپ نے اللہ تعالی کی پناہ مانگی روزانہ برائی کی طرف مائل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت یوسف بھی

برائی کی طرف مائل ہوا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے برائی سے بچانے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دلیل دکھائی اس دلیل کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت یوسف کو اپنے والد حضرت یعقوب کی شکل نظر آئی کہ وہ دانتوں میں انگلی دے حیرانی سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اس دلیل کی یہ تشریح قرآن پاک میں تحریر نہیں لیکن سینہ بہ سینہ چلتی آئی ہوئی اور اس بندہ کو سو فیصد یقین ہے کہ یہ تشریح بالکل صحیح ہے کیونکہ اس بندہ نے بھی اس طرح کا مشاہدہ دیکھا ہے۔ لکھتا ہوں یوں کہ میرے حقیقی ماموں میرے سسر بھی ہیں انہوں نے کوئی ایسی بات کی جو اس بندہ کو بہت کڑوی لگی بات کڑوی لگنے کے بعد جب اس بندہ نے ناراضگی سے اپنے ماموں کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ماموں کی بجائے والد صاحب کا چہرے ہے اور وہ میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں ان سے آنکھیں نہ ملا سکا اور اپنا منہ پھیر لیا پھر سوچا یہ کیا ہے اور فوراً" دوبارہ جو ماموں کی طرف دیکھا تو ماموں ہی تھے والد صاحب کا چہرہ نہ تھا۔ ناراضگی تو دفعہ ہوئی یہی سوچتا رہ گیا کہ یہ ابھی کیا ہوا تھا۔ اس واقعہ سے پہلے والد صاحب فوت ہو چکے تھے۔

ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ برے لوگوں میں رہنے سے اچھا آدمی بھی برا بن سکتا ہے کہ کہتے ہیں کہ صحبت کا اثر پڑتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انسان کو کسی بھی طریقے سے برائی سے بچا لیتا ہے۔

" اور دوڑے دونوں دروازے کو اور پھاڑا اس نے کرتا یوسف کا پیچھے سے اور پایا ان دونوں نے خاوند اس کے کو نزدیک دروازے کے کہا اس عورت کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے ساتھ جورو تیری کے برائی کے مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب درد دینے والا کہا یوسف نے اس نے بہلایا تھا مجھ کو جان میری سے اور گواہی دی گواہ نے اہل اس کے سے اگر ہو کرتا اس کا (یوسف کا) پھٹا ہوا آگے سے پس سچ بولی یہ عورت اور وہ ہے جھوٹوں سے اور اگر ہے کرتا اس کا یعنی یوسف کا پھٹا ہوا پیچھے سے۔ کہا تحقیق یہ مکر تمہارے سے ہے تحقیق مکر تمہارا بڑا ہے اے یوسف منہ پھیر لے اس بات سے اور بخشش مانگ اے عورت واسطے گناہ اپنے کے تحقیق تو ہے تو خطا کاروں سے "

حضرت یوسف اپنے باپ کی شکل دیکھنے کے بعد وہاں سے دوڑ پڑے اور اس کے بعد یہ باتیں ہوئی جو آیات میں لکھی گئیں ہیں ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان برائی سے دوڑ پڑے۔ تفتیش کرنے سے حقیقت سامنے آجاتی ہے ضبط تحمل سے کام لو اور قصور وار ٹھہراؤ خواہ اپنا عزیز ہی کیوں نہ ہو اور ملامت کرو اور گندی بات سے منہ پھیر لینے کا حکم ہے کہ اس پر جیسے مٹی ڈال دی پھر دوبارہ زبان پر نہ آئے۔ اور سب سے پہلے مٹی ڈالنے کے لیے ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ حضرت یوسف اور زلیخا کا قصہ بیان نہ کرنا چاہیے اس آیت نمبر۲۹ کے مطابق یہ بیان گناہ ہوگا۔ جب انہیں ہی منع کر دیا گیا تو ہم کون ہیں کہ اس قصہ کو اچھالیں

" اور کہا کتنی بیبیوں نے بیچ شہر کے عورت عزیز کی بہلاتی ہے جوان یعنی غلام اپنے کو جان اسی کی سے تحقیق بیٹھ گیا بیچ دل اس کے کے یوسف از روئے محبت کے تحقیق ہم البتہ دیکھتے ہیں اس کو بیچ گمراہی ظاہر کے پس جب سنا اس عورت نے مکر ان کا آدمی بھیجا طرف ان کی اور تیار کیں واسطے ان کی مسندیں اور دیئے ہر ایک کو ان میں سے چاقو اور کہا نکل اے یوسف اوپر ان کے پس جب دیکھا انہوں نے اس کو بڑا جانا انہوں نے اس کو اور کاٹ ڈالے ہاتھ اپنے اور کہا پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں یہ آدمی نہ یہ مگر فرشتہ بزرگ کہا اس عورت نے پس یہی شخص ہے جو ملامت کرتی ہو تم مجھ کو بیچ اس کے اور البتہ تحقیق بہلایا میں نے اس کو جان اس کی سے پس تھام رکھا اس نے اپنے تئیں اور البتہ نہیں کرے گا جو کہتی ہوں میں اس کو البتہ قید کیا جاوے گا اور البتہ ہوگا ذلیلوں سے کہا (یوسف نے) اے پروردگار میرے قید بہت محبوب ہے طرف میری اس چیز سے کہ پکارتی ہیں مجھ کو طرف اس کی اور اگر نہ پھیرے گا مجھ سے مکر ان کا جھک جاؤں گا طرف ان کی اور ہو جاؤں گا جاہلوں سے پس قبول کیا واسطے اس کے رب اس کے نے پس پھیر دیا ان سے مکر ان کا تحقیق وہی ہے سننے والا جاننے والا پھر ظاہر ہوا واسطے اس کے کہ دیکھا انہوں نے نشانیوں کو البتہ قید کریں اس کو ایک مدت تک۔

حضرت یوسف بہت حسین تھے۔ حسن میں ایسی تاثیر ہے کہ (خواہ جانوروں اور چوپاؤں اور پرندوں اور پتھروں کا حسن ہی کیوں نہ ہو) جس کے دیکھنے سے ہر آدمی کے دل میں کرک کی سی آواز آتی ہے اور دل مور ڈر تا بیٹھتا محسوس ہوتا۔ کچھ دیر کے لیے سانس بھی رک جاتا ہے اور حیرانگی کی کیفیت ہوتی ہے جتنی زیادہ حسین چیز ہو اتنا ہی زیادہ دیکھنے والا مبہوت ہو جائے گا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اس بندہ نے ایک بھینس کو دیکھا کہ جس نے بہت زیادہ دودھ دیا۔ اس

دودھ کو دیکھ کر حیرانگی میں اس بندہ کے ہاتھ پاؤں غیر اواری طور پر کھینچے ہوئے محسوس ہوئے اور یہ بندہ ڈر گیا کہ کہیں اس بھینس کو میری نظر نہ لگ جائے۔

اور حضرت یوسف بہت زیادہ حسین تھے کہ ان کا حسن دیکھ کر ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے بے خبری میں۔ حضرت یوسف کو حسین بنا کر اللہ تعالیٰ نے دیکھلا دیا کہ اگر میں ہر انسان کو حسین بنا دیتا تو دنیا میں برائی پھیل جاتی اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عام صورت بنایا ہے یہ انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور مرد حضرات داڑھی رکھ لیں تو ایک ڈھال ہے۔ حسین چیز کو ہر کوئی انسان حاصل کرنا چاہتا ہے۔

یہ جو حضرت یوسف نے فرمایا کہ قید بہت محبوب ہے مجھے علماء کہتے ہیں کہ اگر حضرت یوسف یوں نہ کہتے تو قید میں نہ ڈالے جاتے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی ہی منہ سے نکلی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو کبھی بھی اپنے لیے یا اپنے بچوں کے لیے بری بات منہ سے نہ نکالنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تو مسبب الاسباب ہے اگر حضرت یوسف منہ سے بری بات نہ نکالتے تو اور طریقوں سے بھی برائی سے دوری ڈالی جا سکتی تھی۔

ایک اشارہ اس سورے یوسف میں یہ بھی ہے کہ جوان اور خوبصورت آدمی کو گھر پر ملازم نہ رکھو بچہ رکھو یا بوڑھا اور بچہ اگر جوان ہو جائے تو اس کو ہٹا کر دوسرا بچہ رکھ لو۔

" اور داخل ہوئے ساتھ اس کے قید میں دو جوان کہا ایک نے ان دونوں میں سے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں نچوڑتا ہوں شراب اور کہا دوسرے نے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ اٹھا رہا ہوں اوپر سر اپنے کے روٹیاں کھائے جاتے ہیں جانور اس میں سے دے خبر ہم کو ساتھ تعبیر اس کی کے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا نہیں آوے گا تمہارے پاس کھانے کہ دیے جاؤ گے تم وہ مگر خبر دوں گا میں تم کو ساتھ تاویل (تعبیر) اس کی کے پہلے اس سے کہ آوے تمہارے پاس یہ اس چیز سے ہے کہ سکھلایا ہے مجھ کو رب میرے نے تحقیق میں نے چھوڑ دیا ہے دین اس قوم کا کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر اور پیروی کی میں نے دین باپوں اپنے کی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کی نہیں روا واسطے ہمارے یہ کہ شریک لاویں ساتھ اللہ کے کوئی چیز یہ فضل اللہ کے سے ہے اوپر ہمارے اور اوپر لوگوں کے لیکن اکثر لوگ نہیں شکر کرتے اے دو یارو قید خانے کے کیا خاوند (رب) متفرق بہتر ہیں یا اللہ اکیلا غالب بہتر ہے نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے مگر ناموں کو کہ نام دھر لیا ہے ان کو تم نے اور باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ نے واسطے ان کے کوئی دلیل نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے کہ حکم کیا ہے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اسی کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اے دو یارو قید خانے کے امیر ایک تم میں پس پلاوے گا خاوند اپنے کو شراب اور جو ہے دوسرا پس سولی دیا جاوے گا پس کھاویں گے جانور سر اس کے سے مقرر کیا گیا وہ کام جو بیچ اس کے سوال کرتے تھے۔

ان آیات سے ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ جب کسی سے بات چیت کرو تو دین اسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے ایمان اور آخرت کا ذکر کرو۔ اور اگر کسی کے منہ پر ایسا ذکر کرنا پڑ جائے کہ اسی کو برا لگے گا تو اشاروں میں بات سمجھا دو جیسا کہ حضرت یوسف نے کہا کہ یوں نہ کہا اے فلاں شخص تو پھانسی لگے گا۔

" اور کہا واسطے اس شخص کے کہ گمان کیا تھا کہ وہ نجات پاوے گا ان میں سے یاد کیجو مجھ کو نزدیک خداوند اپنے کے پس بھلا دیا اس کو شیطان نے یاد کرنا خاوند اپنے کے پاس پس رہا بیچ قید خانے کے کتنے برس "

اس آیت سے ہمیں علم حاصل ہوتا ہے کہ شیطان کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ انسان کی عقل سوچ اور دماغ پر پردہ ڈال دیتا ہے کہ جس سے کبھی وقتی طور پر اور کبھی زیادہ عرصے کے لیے عقل کام نہیں کرتی۔

" اور کہا بادشاہ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں سات بیل موٹے کھائے جاتے ہیں ان کو ساتھ دبلے اور سات بالیں سبز اور سات سوکھی۔ اے سردارو جواب دو مجھ کو بیچ خواب میری کے اگر ہو تم واسطے خواب کے تعبیر کرتے کہا انہوں نے یہ ہیں پریشان خواب اور نہیں ہم ساتھ تعبیر خوابوں پریشان کے جاننے والے اور کہا اس شخص نے کہ نجات پائی تھی اور ان دونوں میں سے اور یاد کیا بعد مدت کے میں خبر دوں گا کہ ساتھ تعبیر اس کی کے پس بھیجو مجھ کو اے یوسف اے بڑے سچے جواب دے ہمارے تئیں سات بیل موٹوں کے کھاتے ہیں ان کو سات دبلے اور سات بالیں سبز اور ساتھ خشک تو کہ

پھر جاؤں میں طرف لوگوں کی تو کہ وہ جانیں کہا کہ کھیتی کرو گے تم سات برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تمہیں چھوڑ دو اس کو بیچ بالوں اس کے کے مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم پھر آویں گے پیچھے اس کے سات برس سخت کھا جاویں گے جو کچھ پہلے رکھا تم نے واسطے ان کے مگر تھوڑا سا جو کچھ بچا رکھو تم واسطے بیج کے۔

ان آیات میں یہ سبق بھی دیا گیا ہے کہ تم کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ ایسی حکمت اور عمل کیا کرو کہ وہ زیادہ عرصہ تک رکھی رہیں اور خراب نہ ہوں۔ جیسے کہ آج کل گوشت کو سوکھا لیا جاتا ہے اور فرج میں رکھ لیا جاتا ہے اور بازار میں کھانے کی چیزیں بوتلوں میں بند ملتی ہیں کہ ان پر ڈال کر ایسے بند کر دی جاتی ہیں کہ ان کو ہوا نہ لگے جیسے ٹماٹر کی چٹنی اور شربت وغیرہ۔

پیچھے اس کے برس کے بیچ اس کے مینہ (بارش) برسائے جاویں گے لوگ بیچ اس کے نچوڑیں گے

سات سال قحط کے بعد فرمایا گیا کہ ایسا سال آئے گا کہ اس میں خوب بارش ہوگی اور خوب فصل آگے گی اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی دیتا ہے یہی بات قرآن پاک میں ایک اور جگہ بھی فرمائی گئی ہے کہ فرمایا "پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے بے شک ساتھ سختی کے آسانی ہے" (۹۴ : ۵'۶) اس آیت میں یہ اشارہ بھی دیا گیا ہے کہ جن لوگوں کی زندگی شروع میں تنگی میں گزرتی ہے ان پر آسانی (خوشحالی) ضرور آئے گی اور ایسا دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ بعض غریب لوگ خوب دولت مند ہوئے۔

"اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ میرے پاس اس کو پس جب آیا اس کے پاس ایلچی کہا کہ پھر جا خاوند اپنے کیطرف پس پوچھ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے تحقیق پروردگار میرا مکر ان کے کو جانتا ہے کہا کہ کیا حال تھا تمہارا جس وقت بہلایا تھا تم نے یوسف کو جان اس کی سے کہا انہوں نے پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں جانی ہم نے اوپر اس کے کچھ برائی کہا عورت عزیز کی نے اب کھل گیا حق میں نے بہلایا تھا اس کو جان اسی کی سے اور تحقیق وہ البتہ سچوں سے ہے کہا یوسف نے میں نہیں خیانت کی اس کی غائبانہ اور جانے یہ کہ تحقیق اللہ نہیں مطلب کو پہنچاتا مکر خیانت کرنے والوں کا۔

بعض آیتیں جو خود اپنی تشریح اور تفسیر ہوتی ہیں جیسے یہ آیت "اور نہیں پاک کرتا میں جان کو تحقیق جی البتہ حکم والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے رب میرا تحقیق رب میرا بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیت حضرت یوسف کی فرمائی ہوئی ہے اس آیت میں کہا گیا ہے جی البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے یہی بات بائبل میں لکھی بھی گئی ہے کہ فرمایا پیدائش "انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں" (۶ : ۵)

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ میرے اس کو چھانٹ لوں میں اس کو واسطے جان اپنی کے پس جب باتیں کیں اس سے کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبے والا امانت والا ہے کہا کہ مقرر کر میرے تئیں اوپر خزانوں زمین کے تحقیق میں نگہبانی کرنے والا خوب جاننے والا ہوں اور اس طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو بیچ زمین کے کہ جگہ پکڑتا تھا اسی میں سے جہاں چاہتا تھا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور نہیں ضائع کرتے ہم ثواب نیکی کرنے والوں کا اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے۔

پھر یہ ہوا کہ بادشاہ نے حضرت یوسف کو وزیر خوراک مقرر کر دیا سارے ملک کی فصل اور اجناس کے آپ مالک ہوئے اور سات سال جو خوشحالی کے تھے ان میں آپ نے غلہ اس طرح اکٹھا کیا کہ اجناس بالوں میں ہی رہنے دیں۔

"اور آئے بھائی یوسف کے پس داخل ہوئے اوپر اسی کے پس پہچانا ان کو اور وہ واسطے اس کے ناشناس تھے۔

سات سال خوش حالی کے گزرنے کے بعد جب سات سال خشکسالی کے شروع ہوئے تو ہر طرف غلے کی تنگی ہونے لگی اور مصر میں حضرت یوسف کی حکمت عملی سے اناج وافر مقدار میں موجود تھا یہ بات مشہور ہوتی چلی گئی کہ مصر میں اناج وافر مقدار میں اور بہت سستا ہے یہ خبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھرانے تک پہنچی تو حضرت یوسف کے بھائی بھی اونٹ لے کر مصر پہنچے غلہ خریدنے کو تو حضرت یوسف نے انہیں پہچان لیا لیکن حضرت یوسف کے بھائی حضرت یوسف کو نہ پہچان سکے کیونکہ بچپن میں دیکھا تھا یہ دیکھنے کا وقفہ تقریباً" تیس (۳۰) سال کا بنتا تھا وہ یوں کہ جب حضرت یوسف کو کنویں میں ڈالا اس وقت حضرت یوسف کی عمر اندازہ دس سال ہوگی جب واقعہ امتحان ہوا اس وقت حضرت یوسف بائیس

تیئس سال کے ہونگے کہ جوانی کا صحیح جوبن بائیس تیئس سال بنتی ہے پھر سات سال قید میں رہنے کے بعد تیس سال کے ہوئے پھر سات سال خوشحالی کے گزرے تو چھتیس سینتیس سال کے ہوں گے ایک دو سال کے بعد حضرت یوسف کے بھائی غلہ خریدنے آئے ہوں گے حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف کی ملاقات کے وقت حضرت یوسف کی عمر تقریباً" چالیس سال تھی۔ مطلب یہ کہ حضرت یوسف نے تو پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے حضرت یوسف نے بائبل میں حضرت کو جب کنویں میں ڈالا سترہ برس کی عمر لکھی ہے جو غلط ہے۔ حضرت یوسف بچے تھے نہ کہ بالغ اور دس سال کا بچہ اپنے خواب بتلانے لگ جاتا ہے اور بائبل میں جب حضرت یوسف قید کے بعد بادشاہ کے دربار میں پہنچے ۳۰ سال کی عمر لکھی ہے جو کہ بالکل صحیح ہے۔

"اور جب تیار کیا واسطے ان کے سامان ان کا کہا کہ لے آؤ میرے پاس بھائی اپنا جو باپ تمہارے سے ہے کیا نہیں دیکھتے تم کہ میں پورا دیتا ہوں پیمان اور میں بہتر مہمانی کرنے والا ہوں پس اگر نہ لاؤ گے تم اس کو میرے پاس پس نہیں واسطے پیمان تمہارے نزدیک میرے اور نہ پاس آئیو میرے کہا انہوں نے شتاب بہلاوینگے ہم اس سے باپ اس کے کو اور ہم البتہ کرنے والے ہیں اور کہا واسطے جوانوں اپنے کے رکھ دو "پونجی ان کی بیچ تھیلیوں (بوجھے) ان کے کے شاید کہ وہ پہچانیں اس کو جب پھر جاویں طرف لوگوں اپنے کے شاید کہ وہ پھر آویں پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہم سے پیمان پس بیچ ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو پیمان کروا لاویں ہم اور ہم واسطے اس کے البتہ نگہبان ہیں کہا کہ نہیں امانتدار جانتا میں تم کو اوپر اس کے مگر جیسا امانتدار جانتا تھا میں نے تم کو اوپر بھائی اس کے کے پہلے اس سے پس اللہ بہتر محافظت کرنے والا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا پائی پونجی اپنی پھیری گئی ہے طرف انہیں کی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا چاہیں ہم یہ ہے پونجی ہماری پھیری گئی طرف ہماری اور اناج لاوینگے ہم واسطے لوگوں اپنے کے اور ہم محافظت کریں گے بھائی اپنے کی اور لاوینگے ہم پیمان ایک اونٹ کا پیمان ہے آسان کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کو ساتھ تمہارے یہاں تک کہ دو تم مجھ کو قول اللہ کا البتہ لے آؤ گے تم اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب پس جب دیا انہوں نے اس کو عہد اپنا کہا اللہ اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم کارساز ہے۔"

آخر حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کے حقیقی بھائی جو حضرت یوسف کی ماں سے تھے بھیجنے پر تیار ہو گئے لیکن اللہ کی قسم یا قول لے لیا ان آیات سے سبق ملتا ہے کہ کوئی بھی انسان جب قسم کھائے یا عہد باندھے تو درمیان میں اگر ضرور رکھے کہ قسم پوری نہ ہو سکے اور نیت قسم پوری کرنے کی ہو تو گناہ نہ ہو۔

"اور کہا اے بیٹو میرے مت داخل ہو جیو دروازے ایک سے اور داخل ہو جیو دروازوں متفرق سے اور نہیں کفایت کرتا میں تم کو اللہ کی طرف سے کچھ نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور اوپر اس کے پس توکل کریں توکل کرنے والے اور جب داخل ہوئے جیسے حکم کیا گیا تھا ان کو باپ ان کے نے نہ تھا کہ کفایت کرے ان کو اللہ سے کچھ مگر ایک خطرہ تھا بیچ دل یعقوب کے کہ کر ڈالا اس کو اور تحقیق وہ البتہ صاحب علم تھا واسطے اس چیز کے کہ سکھایا تھا ہم نے اس کو لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

یہ آیات سورے یوسف کی وہ خاص آیات ہیں کہ جن سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ٹوک لگنا۔ نظر لگنا ہے اس سے بچاؤ کے لیے تدبیر کرنی چاہیے اور لوگ کرتے ہیں۔

"اور جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنی بھائی اپنے کو کہا کہ میں ہی ہوں بھائی تیرا پس مت ہو غمگین ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے پس جب تیار کیا واسطے ان کے سامان ان کا رکھ دیا ایک پیالہ مرصع پانی پینے کا بیچ شلیتے (بوجھے بورے) بھائی اپنے کے پھر پکارا ایک پکارنے والے نے اے قافلے والوں تحقیق تم البتہ چور ہو کہا انہوں نے اور منہ پھیر کھڑے ہوئے اور اوپر ان کے کیا چیز کھوئی گئی ہے تمہاری کہا انہوں نے کھویا گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اس شخص کے کہ لے آوے اس کو بوجھ ہے اونٹ کا اور میں ساتھ اس کے ضامن ہوں کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق جانتے ہو تم کہ نہیں آئے ہم لوگ کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور نہیں ہم چور کہا انہوں نے پس کیا ہے سزا اس کی اگر ہو تم جھوٹے کہا انہوں نے سزا اس کی یہ ہے جو شخص کہ پایا جاوے بیچ بوجھے اس کے کے پس وہی ہے بدلہ اس کا اسی طرح بدلا دیتے ہیں ہم ظالموں کو پس شروع کیا شلیتوں ان کے کے پہلے شلیتے بھائی اپنے کے پھر نکال لیا اس کو شلیتے بھائی اپنے کے سے اسی طرح مکر کیا ہم نے واسطے یوسف کے نہیں تھا کہ لے سکے بھائی اپنے کو بیچ دین بادشاہ کے مگر یہ کہ چاہے اللہ بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہیں اور اوپر ہر علم والے کے جاننے والا ہے۔

قصہ وضاحت سے جاری ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بلند مرتبہ دیتا ہے اور ایک بات خاص طور پر توجہ طلب یہ ہے کہ ہر عالم سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے کسی کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں سب سے بڑا عالم ہے اور اس سے بڑھ کر علم والا کوئی نہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی بھی عالم یہ نہ سمجھے کہ میں بہت بڑا عالم ہوں۔

"کہا انہوں نے اگر چراوے یہ پس تحقیق چرایا تھا ایک بھائی اس کے نے پہلے اس سے پس چھپایا اس کو یوسف نے بیچ جی اپنے کے اور نہ ظاہر کیا اس کو واسطے ان کے کہا کہ تم برے ہو جگہ میں اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ جو کچھ بیان کرتے ہو۔"

پہلی چوری کہ جس کا ذکر کیا اس کا قصہ یوں ہے کہ آپ حضرت یوسف کو بچپن میں آپ کی پھوپھی اپنے ساتھ لے گئی اور واپس بھیجنے کو دل نہ چاہتا تھا جب واپسی کا دباؤ دیا گیا تو آپ کی پھوپھی نے ایک پٹکا (کپڑا کمر پر باندھنے کا) آپ کی کمر کے ساتھ باندھ دیا قمیض کے نیچے اور شور مچا دیا کہ میرا پٹکا چوری ہو گیا پھر وہ پٹکا حضرت یوسف کی کمر پر بندھا ہوا ملا اور آپ کو

چور کہا گیا اور موافق سزا کے آپ کو آپ کی پھوپھی کے پاس ایک سال اور رہنا پڑا۔ یہ سارا کھیل آپ کی پھوپھی نے آپ کو اپنے پاس رکھنے کے لیے رچایا تھا حضرت یوسف نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو
تو کہا انہوں نے اے سردار تحقیق ہے واسطے اس کے باپ بوڑھا بزرگ پس لے لے ایک کو ہم میں سے جگہ اس کی ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا پناہ ہے اللہ کی کہ لے لیویں ہم سوائے اس شخص کے کہ پائی ہے ہم نے چیز اپنی نزدیک اس کے تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالموں سے ہوں پس جب نا امید ہوئے اس سے اکیلے بیٹھے مشورت کرتے ہوئے کہا بڑے ان کے نے کیا نہیں جانتے تم یہ کہ باپ تمہارے نے تحقیق لیا تھا اوپر تمہارے عہد اللہ کا اور پہلے اس سے کیا تقصیر (خطا) کی تھی بیچ یوسف کے پس ہرگز نہ ٹلوں گا میں اس زمین سے یہاں تک کہ پروانگی دے مجھ کو باپ میرا یا حکم کرے اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنے والا ہے پھر جاؤ طرف باپ اپنے کی پس کہو اے باپ ہمارے تحقیق بیٹے تیرے نے چوری کی ہے اور نہ شاہدی دی تھی ہم نے مگر جو کچھ کہ ہم جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے نگہبان اور پوچھ لو اس بستی سے کہ تھے ہم بیچ اس کے اور اس قافلے سے کہ آئے ہم بیچ اس کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں کہا بلکہ بنالی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے اللہ لے آوے میرے پاس ان سب کو اکٹھا تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی یعنی یعقوب کی غم سے پس وہ غم سے بھرا تھا کہا انہوں نے قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والوں سے۔''

پھر جب ہوش آیا کہ ہم بنیامین حضرت یوسف کے چھوٹے حقیقی بھائی کے بارے میں اپنے باپ سے عہد قسم دے کر آئے تھے کہ اسے واپس لے آئیں گے تو پھر عاجزی سے التجا کرنے لگے کہ بنیامین کے بدلے کوئی دوسرا بھائی رکھ لیا جائے اور اپنے باپ کے بڑھاپے کا واسطے دینے لگے پر حضرت یوسف نے ان کی بات نہ مانی۔ جب یہ خبر حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچی تو غم سے برا حال ہونے لگا اور یوسف یاد آیا اور پھر یوسف پر افسوس کیا وہ اس لیے کہ حضرت یعقوب کو یقین تھا کہ حضرت یوسف زندہ ہے اور وہ خواب پورا ہوتا ہے اور یوں کہ ہم (حضرت یعقوب وغیرہ) تو نہیں جانتے کہ یوسف کہاں ہے لیکن یوسف جانتا ہے کہ اس کی ماں باپ یہاں ملک شام میں موجود ہیں وہ ہمارے پاس کیوں نہ آیا۔ اور پھر اللہ پر بھروسہ کیا کہ شاید جلد ہی اللہ تعالیٰ سب کو اکٹھا کر دے خواب کی تعبیر کے مطابق

ہمیں سبق ملتا ہے کہ بوڑھے ماں باپ کی اولاد پر رحم کرنا چاہیے اگر کوئی بڑا قصور بھی کر دے تو معاف کر دو کہ اس کی وجہ سے اس کے ماں باپ بہن بھائی پریشان نہ ہوں یہ ہے احسان کہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ کہ قسم اور عہد کی لاج خیال رکھنا چاہیے کہ کس طرح پوری ہو جائے کہ قسم پوری کرنے کے لیے دوسرے بھائی کا بدلہ کرنا چاہتے تھے۔

"کہا سوائے اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں میں بے قراری اپنی کی اور غم اپنے کی طرف اللہ کے اور جانتا ہوں میں خدا کی طرف سے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم

اس آیت سے ہمیں ایک خاص نقطہ اور سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسان خواہ کتنی بھی مصیبت اور پریشانی میں ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے فریاد نہ کرے۔ غیر اللہ کے سامنے فریاد یا حاجت طلب کرنا شرک ہے لہٰذا بندہ کو چاہیے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھے۔

"اے بیٹو میرے جاؤ پس خبر لو یوسف سے اور بھائی اس کے سے اور مت نا امید ہو رحمت اللہ کی سے تحقیق نہیں نا امید ہوتے رحمت اللہ تعالیٰ کی سے مگر قوم کافروں کی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر باتوں پر غور کیا اور کڑیاں ملائیں کہ سب سے پہلے جب اناج لینے گئے تو ہماری پونجی واپس کر دی گئی اور پابندی لگا دی گئی کہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے آنا جبکہ اور قافلے والوں کی پونجی واپس نہ کی جاتی تھی۔ پھر جب چھوٹا بھائی ساتھ گیا تو چور بنا کر قابو کر لیا اور آپ جانتے تھے کہ بنیامین چوری کرنے والا نہیں اور آپ کو یقین تھا کہ حضرت یوسف کا خواب ضرور پورا ہوگا اور ہم سب اکٹھے ہوں گے ان کڑیوں سے آپ نے اندازہ لگایا کہ وہ وزیر خوراک مصر حضرت یوسف ہوگا اور کسی کو کیا ضرورت تھی کہ ایسا کرتا۔ اس اندازے اور یقین کی بنا پر آپ نے باقی بیٹوں کو کہا کہ تم جاؤ یوسف اور بنیامین سے خبر لو وہ ایک دوسرے کو پہچان چکے ہیں لیکن باقی بیٹے بھلا اپنے باپ کی بات کا کہاں یقین کرنے والے تھے باپ کے سامنے تو وہ یہ ضد تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور اپنے طور پر انہیں معلوم تھا کہ ہم نے غلام کر کے بیچا تھا بھلا غلام بھی کبھی وزیر خوراک بن سکتا ہے۔ پھر ایسا ہوا کہ کھاتے کھاتے اناج ختم ہو گیا پھر مجبوری میں کہ جو رقم ان کے پاس تھی اناج لینے کے لیے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔

"پس جب داخل ہوئے اوپر اس کے کہا انہوں نے اے عزیز لگی ہم کو اور اہل ہمارے کو سختی اور لائے ہم پونجی حقیر یعنی تھوڑی پس پورا دے ہم کو میان اور خیرات کر اوپر ہمارے تحقیق اللہ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والوں کو کہا کیا جانتے ہو تم کہ کیا کیا تھا تم نے ساتھ یوسف کے اور بھائی اس کے کے جب تم تھے جاہل کہا انہوں نے کیا تحقیق تو ہی ہے یوسف کہا کہ میں ہوں یوسف اور یہ بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے تحقیق جو کو پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب احسان کرنے والوں کا کہا انہوں نے قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار کہا نہیں سرزش اوپر تمہارے آج کے دن بخشے گا اللہ واسطے تمہارے اور وہ بہتر رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

جب حضرت یوسف کے پاس پھر اناج لینے پہنچے تو عاجزی سے سوال کیا تو حضرت یوسف نے کہا کہ تم نے کیا کیا تھا یوسف کے ساتھ اور گھر سے باپ نے کہا تھا کہ وہ شخص یوسف ہوگا اور انہیں بھی معلوم تھا کہ ہم نے جو زیادتی یوسف سے کی تھی وہ صرف یوسف کو معلوم تھی یا ان کو بینامین کو بھی معلوم نہ تھا کہ کنویں میں ڈالا اور بیچا فورا" سمجھ گئے کہ کہیں یہ شخص خود یوسف ہی تو نہیں اس لیے کہا کہ کیا تو ہی ہے یوسف فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ یوسف اور پھر اور باتیں ہوئیں جو لکھیں ہیں۔

ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو کوئی خطا کرے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے خطا کا اقرار کرے اور بخشش مانگے اور یہ کہ بھائیوں کی خطا معاف کر دینی چاہیے کہ دیکھیے حضرت یوسف نے کتنی بڑی خطا معاف کی اور ان کے لیے دعا بھی مانگی اسی آیت کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے تمام کنبہ برادری کے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا کہ جنہوں نے آپ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"لے جاؤ کرتا میرا یہ پس ڈال دو اس کو اوپر منہ باپ میرے کے آوے گا بینا ہو کر اور لے آؤ میرے پاس اہل اپنے کو سب کو اور جب جدا ہوا قافلہ کہا باپ ان کے نے تحقیق میں پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ بہکا ہوا کہو مجھ کو کہنے لگے قسم اللہ کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم اپنے قدیم کے ہے پس جب آیا خوشخبری لانے والا ڈال دیا اس کرتے کو اوپر منہ اسی کے کے پس ہو گیا بینا کہا کیا نہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔

ان آیات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ بعض موقوں پر چھٹی حس بھی اپنا کام دیکھاتی

"کہا انہوں نے اے باپ ہمارے بخشش مانگ واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کی تحقیق ہم ہی تھے خطا کرنے والے کہا البتہ بخشش مانگوں گا ہیں واسطے تمہارے رب اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے

ان آیات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنے لیے اپنے ماں باپ سے دعا مانگنے کی درخواست کرنی چاہیے اور ماں باپ کو بھی اپنی اولاد کے لیے دعا مانگنی چاہیے یہاں جو فرمایا کہ دعا مانگوں گا فورا" دعا نہ مانگی کہتے ہیں کہ وہ وقت صبح سحرت کے وقت دعا مانگا کرتے تھے۔ قرآن پاک میں اشارہ ہے کہ "اور بخشش مانگنے والے بیچ پچھلی رات کے" (۳:۱۷)

حضرت یعقوب کے دعا مانگنے کا وقت وہ کونسا ہے یہ اللہ کے راز اللہ جانے لیکن دعا قبول ہونے کے اوقات کے بارے اللہ تعالیٰ نے جو سمجھ مجھ کو دی ہے لکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعا مانگو قبول ہو اسی طرح ہفتہ میں ایسی طرح مہینے میں اور اسی طرح ایک سال میں اس بندہ نے جو محسوس کیا وہ یوں ہے کہ ایک دن میں جو دعا قبول ہونے کی گھڑی ہے وہ عصر کے وقت میں ہے اور ایک ہفتے میں جو مقبولیت کی گھڑی ہے وہ جمعہ کے دن ظہر کے وقت میں ہے۔

اور ایک ماہ میں جو مقبولیت کا وقت ہے کہ جس کے بارے میں اس بندہ کو یقین سا ہے کہ وہ وہی وقت ہے کہ جس میں حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کے لیے دعا مانگی ہوگی وہ وقت ہر ماہ میں اسی طرح آتا ہے کہ چاند کی تیرہ اور چودہ تاریخ کی درمیانی رات جیسے چودھویں کے چاند کی رات کہتے ہیں اسی رات کا پچھلا پہر چاند اسی حالت میں مکمل ہوتا ہے کہ جیسے دن میں سورج عصر کے وقت میں آسمان پر جس جگہ ہوتا ہے اسی طرح چاند مشرق سے سفر کرتا ہوا مغرب میں عصر کے وقت کی جگہ ہوتا ہے یہ وہ وقت ہے کہ جس کے بارے میں یہ بندہ سمجھتا ہے کہ حضرت یعقوب نے چودھویں کی رات پچھلے پہر دعا مانگی ہوگی۔

ہر ماہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش مارتی ہے یانی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ سمندروں کا پانی بھی جوش مارتا ہے اور چاند کی چودھویں تاریخ کو انتہائی جوش پر ہوتا ہے (جوار بھاٹا مدو جزر) اور پھر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اور سال میں دعا کی مقبولیت کی گھڑی رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات ہے۔

"پس جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنی ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اگر چاہا ہے خدا

نے امن سے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے اور گرے واسطے اسکے یعنی یوسف کے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے کی پہلی کی تحقیق کر دیا اس کو پروردگار میرے نے سچ اور تحقیق احسان کیا ساتھ میرے جس وقت نکالا مجھ کو قید خانے سے اور لے آیا تم کو جنگل سے پیچھے اس سے کہ جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے درمیان میرے اور درمیان بھائیوں میرے کے تحقیق پروردگار میرا لطف کرنے والا ہے جس چیز کو چاہے تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا۔

ان آیات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ماں باپ کی عزت کرنی چاہیے چاہے بیٹا کتنے ہی مرتبہ پر پہنچ جائے اور یہ کہ اگر کوئی اپنی عقل سے تقدیر کے بدلنے کی کوشش کرے گا تو بدل نہ سکے گا ساری طاقت اور بادشاہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ جنگل کی رہائش رکھنے سے شہر میں رہنا بہتر ہے اور یہ کہ اگر کوئی بھائی قصور یا غلطی کر دے تو بھی وہ غلطی یا قصور شیطان کے ذمے لگا دے کہ بھائی کو محسوس نہ ہو۔

"اے پروردگار میرے تحقیق دی تو نے مجھ کو کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھ کو تعبیر باتوں کی یعنی خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کار ساز میرا بیچ دنیا کے اور آخرت کے قبض کر مجھ مطیع اپنا اور ملا دے مجھ کو ساری صالحوں کے

ان الفاظ سے حضرت یوسف نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ساتھ اپنے لیے دنیا اور آخرت کی دعا مانگی اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ دعا میں دنیا اور آخرت دونوں شامل ہونی چاہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اس سورے یوسف کا اصل محور حضرت یوسف اور ان کا خواب ہے بندہ خوابوں کے بارے میں دنیا میں باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ لوگ کہتے ہیں میں نے یوں دیکھا اور یوں دیکھا وغیرہ۔

لہذا چند خواب لکھتے ہیں میری والدہ خواب میں اکثر دیکھتی تھیں کہ جیسے آسمانوں میں ایسے اڑ رہی ہے کہ چیل کوے وغیرہ والدہ ہی کا خواب ایک رات نیند آتے ہی خواب شروع ہو جاتا کہ کتے کے بچے میرے جسم بدن کو پھاڑ کر کھا رہے ہیں فوراً آنکھ کھل جاتی پھر نیند آتی پھر وہی خواب پھر آنکھ کھل جاتی بار بار یہ عمل ہونے لگا پریشان ہوئی کہ یہ کیا ہوا کہ ایک ہی خواب بار بار نظر آرہا ہے کیا کوئی گناہ ہو گیا ہے پھر یاد آیا کہ آج دن میں گندم مہنگے داموں ادھار بیچی تھی یہ گناہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی کہ گندم کی قیمت بازار کے بھاؤ کے مطابق لوں گی مجھے معاف کر دے یہ الفاظ کہنے کے بعد جو نیند آئی تو پھر وہ خواب نظر نہ آیا پس منظر یہ تھا کہ والد صاحب سال کی گندم گھر ڈال دیتے تھے ایوب کے دور میں ایک بار گندم کا قحط پڑا تو ہمسایوں کو کہیں بھی گندم نہ ملی انہوں نے (عورتوں نے) والدہ سے کہا کہ تمہارے گھر تو گندم کی کافی بوریاں ہیں مہربانی کر کے ایک من یا کچھ بوری دانے دو۔ والدہ نے گندم دینے کی ہامی بھر لی لیکن مہنگے دام دی جو انہوں نے قبول کر لی کہ مجبور تھے اس وجہ سے یہ خواب نظر آیا تا۔ صبح اٹھ کر انہیں بلایا اور کہا کہ گندم کی جو قیمت فصل کے موقع پر بازار میں تھی وہ ہی ہمیں دینا والدہ نے کئی بار ایسے خواب بھی دیکھے کہ وہ فوت ہو گئی ہیں انہیں نہلایا گیا کفن پہنایا گیا اور قبرستان کی طرف لے چلے وغیرہ۔ خواب کے علاوہ دو باتیں ایسی بھی ہیں کہ جو جاگتے میں کہیں اور وہ مجھے نہیں بھولتیں یہ کہ لہسن کا جوا جو سالن میں بگھار یا چٹنی کے لیے چھیل لیتے ہیں چھلکے نہ دیتی کہتیں کہ ایسے ہی کاٹ لو پھر چاہے چھلکے نکال لو یا ساتھ ہی سالن میں ڈال دو۔ ثابت جوے پر سے چھلکا نہ اتارو وہ کہتی تھیں کہ چھلکا جوے کے کپڑے ہیں ثابت لہسن کے جوے سے چھلکا اتانے سے جوے کو ننگا کرنے کا گناہ ہوتا ہے۔ ہم کہتے جوے کوٹ لینے کے بعد بھی تو جوے کا چھلکے آپ اتارتی ہو اور اتارنے کا بھی کہتی ہو تو کہتی کہ جوے کوٹ لینے سے جوا مر جاتے ہیں پھر انہیں پتہ نہیں چلتا کہ ہمیں کس نے ننگا کیا تھا وغیرہ اور کہتی تھیں کہ یہ بات ہم اپنے گھروں میں بچپن سے سنتے آتے ہیں۔ ایک اور بات یہ کہ میرے بھائی کی شادی تھی محلہ کی ایک عورت ناراض ہو گئی کہ میں نہیں بیٹھی تو میری والدے نے کہا کہ پانی لے آؤ میں اس کے پاؤں دھو دوں۔ اب اس بندہ نے انجیل مقدس پڑھی تو اس میں پاؤں دھونے کا ذکر آیا تاکہ عاجزی رہے یوحنا" کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو" (۱۳:۱۴)

والدہ صاحبہ ان پڑھ تھیں لیکن بچپن میں مسجد کے مولوی سے قرآن پاک پڑھی تھیں اور مولوی صاحب سب کو اچھی اچھی باتیں بتلاتے تھے کہ جو لوگ یاد رکھتے تھے۔

پاکستان بننے سے پہلے رات کے وقت جاگتے میں ایک عجیب واقعہ ہی دیکھا تھا۔ بتلاتی تھیں کہ اس رات تمہارے والد کسی کام سے کسی دوسرے شہر تھے گرمیاں تھیں صرف ہمارا بڑا بھائی گود میں تھا ایسا دیکھا کہ جیسے آسمان پھٹ گیا ہو کہ جیسے بادلوں میں لکیر ڈال کر الگ الگ کر دیے جائیں اور اسی پھٹی ہوئی جگہ میں خوب روشنی ہو گئی ڈر اور گھبراہٹ سے اوئی کی چیخ مار کر چارپائی کے کپڑوں میں اپنا منہ چھپا لیا۔ صبح اٹھ کر دوسری عورتوں سے کہا میں نے رات یوں دیکھا کیا تم نے بھی دیکھا سب نے

انکار کیا اب اس بندہ نے قرآن پاک میں یہ آیات پڑھی " اور جس دن پھٹ جاوے گا آسمان ساتھ بدلی کے اور اتارے جاویں گے فرشتے اتارے جانے کر" (۲۵:۲۵) اس واقعہ سے اس بندہ کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سچائی کا مشاہدہ دنیا میں بھی جس کو چاہے کرا دیتا ہے۔

خواب دیکھنے والی نے دیکھا کہ ایک دیوار سی ہے اور اس میں سوراخ ہیں کوئی کہہ رہا ہے کہ ایک سوراخ سے دیکھ کہ تیرا مکان بن رہا ہے دیکھا کچھ نظر آیا دیکھو نظر آئے گا تو یہ نظر آیا کہ زمین میں سے ایک پودا اٹھ رہا ہے بالکل چھوٹا سا اور اس پر کونپل جو ہے وہ سبز پتے کی بجائے شیشے صفاف کی ہے یہ دیکھ کر اس آدمی کو بتلایا کہ مجھے تو ایک پودا نظر آرہا ہے کہ جس کی کونپل شیشے کی ہے کہا گیا کہ یہی تیرا مکان ہے۔ پھر کچھ ماہ کے بعد خواب نظر آیا کہ تیل ریڑھی میں لے جایا جا رہا ہے آگے ایک مکان بن رہا تھا کہا گیا دیکھ یہ مکان وہ مکان تمام شیشے کا تھا دیواریں بھی شیشے کی اور دروازے کھڑکیاں بھی شیشے کی ہوا تیز چل رہی تھی کہ وہ دروازے کھڑکیاں زور زور سے ٹکراتے ہوئے مگر ٹوٹتے نہ تھے مکان کے باہر ہی سے مکان کا بیرونی اور اندرونی حصہ صاف نظر آرہا تھا کہا گیا یہ تیرا مکان ہے پر ابھی تجھے اس میں جانے کی اجازت نہیں اور خواب ختم ہو گیا ان خوابوں سے اس بندہ نے اندازہ (گمان) لگایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں ایسا درخت پیدا کرتا ہے کہ جو شیشے کا ہوتا ہے اس درخت میں سے تختے نکال کر مکان بنا دیا جاتا ہے۔ پڑھنے میں آیا ہے کہ جنت میں ایسے مکان ہیں کہ جن کا ظاہر اور باطن باہر سے ہی صاف نظر آجاتا ہے۔

ایک اور خواب کے بارے میں کہ وہ کہتی تھیں کہ مجھے موت سے ڈر لگتا ہے مجھے قبر سے ڈر لگتا ہے ہر کسی سے کہتی تو اسے ایک کہنے والی نے کہا کہ جب تو سونے کے لیے لیٹے تو کہہ دیا کر کہ میں قبر میں لیٹی ہوں تیرا ڈر ختم ہو جائے گا وہ روزانہ لیٹے ہوئے کہنے لگی کہ میں قبر میں لیٹی ہوں۔ پھر ایک رات یوں خواب دیکھا کہ جیسے وہ فوت ہو گئی نہ ہل سکتی ہے نہ بول سکتی ہے پھر اسے نہلایا گیا کفن پہنایا گیا اور قبرستان لے چلے قبر میں لٹا دیا گیا اوپر سے مٹی ڈال دی گئی تو پریشان ہوئی پھر قبر میں ایک سوراخ اوپر کی طرف ہوا اور قبر میں کچھ روشنی آئی پھر ذرا ہلنے کی طاقت اتنی آئی کہ آرام سے سونے کے لیے پاؤں لمبے کیے اس کے بعد اتنا سکون آیا کہ وہ قبر میں اپنے آپ سے کہنے لگی کہ مجھے دنیا میں ساری زندگی سکون نہ آیا اور آج قبر میں سکون آیا۔ صبح آنکھ کھل گئی۔

یہ بندہ بھی اپنا ایک خواب لکھتا ہے۔ پس منظر یوں ہے کہ یہ بندہ بچپن میں فلمی گانے گانے کا شوقین رہا ہے ویسے زبان میں لکنت ہے لیکن گانا گاتے وقت لکنت نہیں ہوتی اور اس بندے نے دوسرے لکنت والے (ہکلے) لوگوں سے بھی پوچھا کہ تمہیں گانا گانے میں لکنت ہوتی ہے تو سب نے کہا کہ کمال کی بات ہے کہ گانا گاتے وقت لکنت نہیں ہوتی۔ یہ بندہ اکثر چلتے پھرتے زبان سے گانا گنگناتا جاتا لیکن دماغ قرآنی آیات کی سوچوں میں گم۔ میں اکثر یہ سوچتا کہ کوئی آدمی میرے قریب سے گزرے گا تو کہے گا کہ یہ آدمی فلمی گانا گاتا جا رہا ہے لیکن اسے پتہ بھی نہ چلے گا کہ اس آدمی کا دماغ اس وقت قرآنی آیات کی سوچوں میں گم ہے۔ پھر یہ بندہ قرآنی دعا یاد کرنے لگا اور دعا یاد کرتا یہ تھا کہ اس دعا کو چلتے پھرتے ورد کرتے رہنا کہ دعا قبول ہو اور ثواب بھی ہو۔ اس بندہ نے یہ چھوٹی سی دعا یاد بھی کی اور اس دعا کا خوب ورد بھی کیا۔ رب اغفر وارحم وانت خیر الرحمین

ایک روز خواب میں بندہ کیا دیکھتا ہے کہ چارپائی پر لیٹا ہوا ہے ہونٹ بند ہیں لیکن سینے (چھاتی) میں سے فلمی گانے کی آواز آرہی ہے بول اچھی طرح یاد ہیں گانا تھا کہ لگن لاگی توری سجن من ما۔ لاج موہے آئے آئے رے ہائے لگائی تو نے کیس یہ آگن من ما خواب میں یہ بندہ حیران کہ ہونٹ بند لیکن یہ آواز سینے (بدن) میں سے آرہی ہے کہ یکدم گانے کی آواز بند ہو کر دعا کا ورد شروع ہو گیا بڑی سخت آواز میں یہ کہ رب اغفر وارحم وانت خیر الرحمین کئی بار ورد کی آواز ایسے تھی کہ جیسے گانے کی آواز کو دھکیل دے رہی تھی ہونٹ خواب میں بند ہی تھے۔

ایک خواب اس بندہ نے یوں بھی دیکھا کہ جیتے جاگتے یہ بندہ بہت زیادہ ثواب کے لیے یہ الفاظ پڑھتا تھا۔ سبحان اللہ الحمد اللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر لاحول ولا قوت الا باللہ علی العظیم۔ ایک رات خواب میں ایسے گھر میں بیٹھا ہوں کہ ان دنوں میں وہاں جانا نہیں چاہتا تھا مطلب قاطع رحم ہوا بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا میں اس مکان میں چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ میرے دائیں بائیں دو عام سے اجنبی آدمی بیٹھے ہیں اور رات کا اندھیرا ہے۔ ہم تینوں نے سبحان اللہ کا ورد پڑھنا شروع کیا لیکن جب یہ بندہ لا حولا ولا قوت پڑھنے کے لیے تیار ہوتا تو وہ دونوں آدمی صرف اتنا پڑھتے واللہ الحمد۔ اور مجھے بھی ان کے ساتھ واللہ الحمد پڑھنا پڑتا۔ اسی طرح چند بار پڑھنے سے ایسا ہوا کہ رات کی تاریکی ختم ہو گئی اور آسمان پر صبح کا اجالا پھیل گیا اور خواب میں یہ بندہ حیران تھا کہ اتنی جلدی روشنی کیسے ہو گئی۔ ہماری منہ مشرق کی طرف تھے

اس بندہ نے محسوس کیا کہ عورتوں کو بہت اچھے اچھے خواب نظر آتے ہیں کہ جو مردوں کو نظر نہیں آتے بعض لوگ خواب سے خود تعبیر لے لیتے ہیں اور خبط کی حد تک بعد میں خود پھر تعبیر بدل لیتے ہیں کہ وہ تعبیر غلط تھی اصل یوں ہے وغیرہ۔ خواب کی تعبیر سے متعلق سورے یوسف کی آیت نمبر ۴۴ میں لفظ ظن آیا ہے یعنی گمان اور گمان تو گمان ہوتا ہے غلط بھی نکل سکتا ہے اور یہ کہ اس سورے یوسف (۱۲ : ۴۴) میں پریشان خوابوں کا بھی ذکر ہے تو اکثر خواب پریشان خواب ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برے خوابوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

" یہ ہے خبروں غیب کی سے کہ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیری اور نہیں تھا تو پاس ان کے جس وقت کہ مقرر کیا انہوں نے کام اپنا اور وہ مکر کرتے تھے اور نہیں بہت لوگ اگرچہ حرص کرے تو ایمان لانے والے۔

اللہ تعالیٰ نے سورے یوسف نازل کر کے لوگوں کو سمجھا دیا کہ سمجھو تو اے لوگوں تمہارے لیے یہ معجزہ کی بات ہے کہ ایک ان پڑھ نبی حضرت یوسف کا قصہ بیان کر رہا ہے حالانکہ یہ اس وقت حضرت یوسف کے بھائیوں کے ساتھ موجود نہ تھا پھر بھی قصہ ایسے بیان فرما دیا جیسے ان کے ساتھ تھا اصل بات یہ ہے کہ اللہ اس وقت بھی تمام حالات دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو ایمان لانے کے لیے سورے یوسف کا بیان ہی کافی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

" اور نہیں مانگتا تو اوپر اس کے کچھ بدلا نہیں یہ نصیحت واسطے سارے جہاں کے

اس آیت میں واضح اشارہ موجود ہے کہ تبلیغ دین اسلام کی مزدوری نہ حاصل کرنی چاہیے تبلیغ دین کی مزدوری حاصل کرنا گناہ ہوگا۔

" اور کتنی نشانیاں ہیں بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ گزرتے ہیں اوپر ان کے اور وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر واحدانیت کے عنوان میں لکھ دی گئی ہے " اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مگر اور شرک لانے والے ہیں کیا پس نڈر ہوئے اس بات سے کہ آوے ان کے پاس ڈھانکنے والا عذاب خدا کے سے یا آوے ان کے پاس قیامت ناگہاں اور وہ نہ جانتے ہوں کہ یہ ہے راہ میری پکارتا ہوں میں طرف اس کی اوپر بینائی کے میں اور جس نے متابعت کی میری اور پاکی بیان کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں میں شریک لانے والوں سے اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کی وحی بھیجتے تھے طرف ان کی رہنے والوں بستیوں کے سے کیا پس نہیں سیر کی بیچ زمین کے پس دیکھتے کیونکر ہوا آخر کام ان لوگوں کا کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں کیوں پس نہیں سمجھتے تم یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے پیغمبر اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ ان سے لوگوں نے تحقیق جھوٹ بولا آئی ان کے پاس مدد ہماری پس نجات دیا گیا جو شخص کہ چاہتے تھے ہم اور نہیں پھیرا جاتا عذاب ہمارا قوم گناہ گار سے "

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو اور شرک نہ کیا کرو۔

البتہ تحقیق ہے بیچ قصوں ان کے کے نصیحت واسطے صاحبوں عقل کے نہیں ہے یہ بات بات کہ باندھ لی جاوے لیکن سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

سورے یوسف کی یہ آخری آیت بہت خاص آیت ہے اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ صرف سورے یوسف ہی نہیں تمام انبیاء کے قصوں میں صاحب عقل لوگوں کے لیے نصیحت ہے کہ ان قصوں سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے کیا اشارہ ملتا ہے وغیرہ نمونے کے طور پر سورے یوسف میں سے سبق اور اشارے لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح قرآن پاک کے تمام قصوں میں انسانیت کے لیے ہدایت اور رحمت کا سبق ہے غور و فکر کی ضرورت ہے یہ بھی فرما دیا گیا کہ یہ کتاب قرآن پاک اگلی کتابوں بائبل کی باتوں کی سچائی بیان کرتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بائبل میں بھی سچائی ہے لہٰذا بائبل سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہت دکھ اٹھایا لیکن آخر اچھا ہوا جس کا آخر اچھا اس کا تمام اچھا اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب اور تمام دنیا والوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے مبارک لوگ تھے حضرت یعقوب اور ان کے تمام بیٹے۔

سورے یوسف میں خشک سالی (بارش نہ ہونے) کا ذکر آیا میری والدہ اللہ تعالیٰ سے بارش مانگنے کی ایک ترکیب بتلاتی تھیں آزمودہ بتلایا کرتی تھیں کہ جب میں چھوٹی سی تھی کہ مسجد میں سپارہ پڑھتی تھی کہ جب بارش نہ ہوتی اور بارش اللہ تعالیٰ سے مانگی ہوتی تو مسجد کے نمازی لوگ بازار سے مٹی کا کونڈا کہ جس (پرات) میں آٹا گوندھتے ہیں منگاتے اور چھوٹی بچی کے ہاتھوں سے مسجد کی چھت پر رکھواتے (اکثر میری والدہ کے ہاتھوں سے رکھوایا) اور پھر سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ اے اللہ مٹی کا یہ کونڈا بارش کے پانی سے بھر دے بتلا دیا کرتی تھیں کہ حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا تھا تقریباً" تین چار دن تک ایسی بارش آتی کہ مسجد کی چھت پر وہ مٹی کا کونڈا پانی سے بھر جاتا پھر وہ پانی مسجد کی چھت سے اتارا جاتا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا بتلاتی تھیں کہ مجھے یاد نہیں کہ کبھی بارش کی دعا مانگی ہو اور بارش نہ آئی ہو۔ جب دعا مانگتے بارش ضرور آتی تھی۔

وحی

القرآن "اور نہیں طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ مگر جی میں ڈالنے کر یا پیچھے پردے کے سے یا بھیجے فرشتہ پیغام لانے والا پس جی میں ڈال دیوے ساتھ حکم اس کے کے جو کچھ چاہتا ہے تحقیق اور بلند مرتبہ حکمتوالا ہے" (۴۲: ۵۱)

قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر وحی بھیجنے کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں جی میں ڈال دینے کر (۲) پردے کے پیچھے سے (۱) فرشتے کے ذریعے سے

(۱) فرشتے کے ذریعے سے بھیجی گئی وحی کے وحی سننے والے کو فرشتہ نظر بھی آیا جو انبیاء اکرام پر نازل ہوئی وحی جلو بھی کہلاتی ہے جیسے کہ حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل ہوا۔ وحی کی یہ قسم جن لوگوں پر نازل ہوئی وہ لوگ نبی کہلائے۔

(۲) پردے کے پیچھے سے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ جنہیں جھاڑوں میں سے آواز آتی سنائی دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ آمنے سامنے نظر نہ آتے تھے۔

(۳) جی میں ڈال دینے کر جیسا کہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ فرمانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بات چاہتے دل میں ڈالتے اور وہ حضور پاک فرماتے وحی کی یہ قسم وحی غیر جلو کہلاتی ہے۔ وحی کی یہ قسم نبی اور عام آدمی کو بھی ہو جاتی ہے لیکن اس وحی کے آنے سے کوئی بھی انسان نبی نہیں کہلا سکتا اس وحی کا ذکر قرآن پاک میں دو جگہ ملتا

(۱) اور وحی بھیجی پروردگار نے طرف مکھی شہد کے یہ کہ پکڑے پہاڑوں سے گھر اور درختوں سے......" (۱۶: ۶۸)

(۲) اور وحی کی ہم نے طرف ماں موسیٰ کی یہ کہ دودھ پلائے جا اس کو پس جب ڈرے تو اوپر اس کے ڈال دے اس کو بیچ دریا کے" (۲۸: ۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبی نہ ہیں اور نہ ہی شہد کی مکھی نبی ہے۔ اس طرح اگر کوئی انسان اگر قرآن پاک کی کوئی آیت سمجھنا چاہے اور سمجھ نہ آرہی ہو تو یکدم دل میں ایسا خیال آتا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کی سمجھ آجاتی ہے یہ یکدم دل میں خیال پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جی میں ڈال دینا کر ہوتا ہے اسی طرح کی انسان کہ خیال آتا ہے کہ میں یہ کاروبار کر لوں کامیاب ہو جاؤں گا اور وہ کامیاب ہو کر مالا مال ہو جاتا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا ہاتھ اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ مطلب یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھ دی کہ تو فلاں کاروبار کر لے فائدہ ہوگا تو اس نے کیا بلکہ بعض دفعہ تو انسان ایسے وحی پر عمل کرنے پر مجبور ہے جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ نے اپنے بیٹے کو پانی میں نہ ڈالتی لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجبور تھیں۔ اسی طرح ایک مثال یہ بندہ یہ دیتا ہے کہ استخارہ کیا جاتا ہے۔ استخارہ صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی اچھا مشورہ دے دے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مشورہ جی میں ڈال دینے کہ کی طرح آتا ہے۔

مشتری ہوشیار باش وحی کی ایک قسم قرآن پاک میں ایسی بھی ملتی ہیں کہ جو انسان کے لیے سخت نقصان دہ ہے وہ یوں ہے کہ فرمایا "اور اسی طرح سے کیے ہم نے واسطے ہر ایک نبی کے دشمن شیطان آدمیوں کے اور جنوں وحی (جی میں) ڈالتے ہیں بعضے ان کی طرف بعض کے ملمع کی ہوئی بات فریب دینے کو" (۶: ۱۱۳)

مطلب یہ کہ شیطان انسان اور جن بھی وحی کی صورت میں انسانوں کے جی میں وحی ڈالتے ہیں دھوکہ اور فریب دینے کو کہ انسان تباہ ہو ایسے شیطان خواب میں یا ظاہر نظر آتے ہیں بعض باتیں دنیا کی ایسی سچ بتاتے ہیں کہ ایسی سچ بتاتے ہیں کہ انسان کہ جس کو وہ جال میں پھانس رہے ہیں حیران ہو جاتا ہے کہ میں جیسے کوئی خاص معزز یا اللہ کا پیارا ہوں وغیرہ پھر جب اصل شیطان کا اس انسان پر خوب رنگ جم جاتا ہے تو شیطان اسے اپنی اولاد یا کسی شخص کو قتل کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ قتل کے بعد تجھے ایسی مافوق الفطرت طاقت ملے گی کہ کسی کے پاس نہ ہوگی وغیرہ یہاں تک کہ وہ شخص قتل کر دیتا ہے اور جب اس سے پولیس پوچھتی ہے کہ تو نے قتل کیوں کیا تو کہتا ہے کہ مجھے قتل کرنے کا الہام ہوا تھا ایسی حرکت شیطان کی وحی کا نتیجہ ہوتی ہیں بعض اوقات شیطان نیک انسان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

شیطان کی وحی کا ایک واقعہ اخبارات اور ٹی وی پر بھی سننے کو ملا کہ شاید نوشہرہ میں ایک مذہبی گھرانہ تھا ان کی کسی لڑکی پر ایسی وحی آنی شروع ہوئی کہ تمام خاندان وحی کی سچائی۔ وغیرہ سے خوب متاثر ہوا اور اس لڑکی کی باتوں سے پورا محلہ متاثر ہوا آخر شیطان نے اپنا کام دکھایا کہ لڑکی کو حکم دیا کہ وہ تمام گھر والے اور محلے دار جو بھی کربلا جانا چاہیں کراچی سمندر پر پہنچیں وہاں لوہے کہ صندوق جن میں کپڑے رکھتے ہیں میں انسانوں کو بٹھلا کر صندوق بند کر کے سمندر کے پانی میں دھکا دیتے

جائیں تو تھوڑی ہی دیر میں تمام لوگ کربلا پہنچ جائیں گے وہ لوگ شیطانی وحی سے اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے اس حکم پر عمل کیا اور بچوں عورتوں آدمیوں کو صندوقوں میں بند کر کے سمندر میں دھکیلتے رہے۔ لیکن صندوقوں نے آگے کہا جاتا تھا سمندر کی لہریں پھر واپس پھینک دیں اس تک دو میں کئی انسان صندوقوں میں پانی بھرنے سے مر گئے اور وہ لڑکی بھی مر گئی کہ جس پر شیطان وحی آتی تھی۔ اخبار پڑھنے والوں کو یاد ہوگا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں پانی میں سفر کے لیے کشتی کا ذکر کیا ہے لیکن شیطان کا عقل مارنا دیکھو کہ عام صندوق میں عورتیں بچے بند کرا کر پانی میں ڈوب وادیے۔

اس آیت نمبر (۶ : ۱۱۳) میں فرمایا گیا "ملمع کی ہوئی بات فریب دینے کو"

ملمع پیتل یا تانبا کے زیور بنا کر ان پر سونے کا پانی پھیر دیا جائے تو سونے کا پانی پھیرنے کی وجہ سے تمام زیورات سونے کے نظر آتے ہیں حالانکہ وہ زیورات پیتل یا تانبا کے ہوتا ہے۔ ایک فریب ہوتا ہے اسی طرح شیطان نیک لوگوں کو ایسی وحی (وسوسہ) دیتا ہے کہ جو ظاہر میں نیکی کا کام نظر آتا ہے لیکن باطنی طور پر وہ گناہ ہوتا ہے ایسے کام کے مشاہدے یہ بندہ لکھتا ہے۔ مہاجر عورتیں (جو ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئی ہیں) ان میں ایک رسم پڑی ہے کہ جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں تو وہ کسی کے بتلائے ہوئے ایک کام پر عمل کرتی ہیں یاد رہے کہ وہ عمل کرنے کے لیے صرف عورتوں کو کہا گیا ہے اور مردوں کو کرنے کے لیے نہیں کہا گیا وہ عمل یہ کہ وہ ایک سرخ اور پیلے رنگ کا دھاگہ لیں کہ جس کا نام سرو سری رکھا ہوا ہے اس دھاگے کو لے کر بوڑھی عورت ایک بار سورت یٰسین پڑھے اور اس دھاگے میں ایک گرہ (گانٹھ) لگا دے اس طرح ایک سو ایک بار سورت یٰسین پڑھے اور سرو سری (دھاگہ) میں گرہ لگائی جائے ایک سو ایک گرہ لگ جاتی ہیں تو اس عورت کی وہ سرو سری تیار ہو گئی پھر ہر عورت کہ جس نے سرو سری بنائی ہوتی ہے اس کے وارثان کو وصیت ہوتی تھی کہ اس عورت کے فوت ہونے پر وہ سرو سری اس عورت کے ساتھ قبر میں رکھ دی جائے اور وہ سرو سری قبر میں رکھ دی جاتی ہے اور تصور یہ دیا جاتا ہے کہ قبر میں سرو سری ثبوت ہوگا کہ اس عورت نے ایک سو ایک بار سورت یٰسین پڑھی کہ جس کی وجہ سے اس عورت کو قبر عذاب نہ ہوگا ظاہری طور پر یہ عمل کیا خوبصورت اور ثواب کا کام نظر آتا ہے لیکن باطنی طور پر بندہ نے اس عمل کو سراسر گناہ پایا کہ جس کا ثبوت یہ بندہ قرآن پاک سے دے گا قرآن پاک کی سورت نمبر (۱۱۳ : ۴) کی آیت کا ترجمہ

"اور برائی پھونکنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے" اس آیت سے ایک بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عورتوں کا گرہوں میں پھونک مارنے کا عمل برا عمل ہے کہ جو اللہ کو ناپسند ہے بلکہ جادو کرنے کا عمل اب نیک عورتیں جادو کا عمل کرتے ہوئے تو گرہوں پر پھونک مارنے سے رہی لیکن ان عورتوں کو ملمع کی ہوئی بات کہ یہ عمل قبر کے عذاب سے بچائے گا ان سے یہ گرہوں میں پھونک مارنے کا برا عمل کرا دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ مطلب یہ کہ ظاہر میں اچھا ثواب کا کام بتلا کر باطن میں گناہ کا کام کرا دینا۔ یہ عمل ہزاروں ہندوستانی عورتیں کرتی چلی آ رہی ہیں اور آج تک کرتی ہیں اور مردوں کو اس عمل کے کرنے کا حکم نہیں کیونکہ سورہ الفلق میں صرف عورتوں کا ذکر ہے اس لیے عورتوں کو کرنے کے لیے کہا گیا یہ عمل اس بندہ کی والدہ نے بھی کیا اور وہ سرو سری قبر میں ساتھ رکھی گئی اللہ تعالیٰ میری ماں کو اس برے عمل کو معاف کرے اور سب عورتوں کے اس برے عمل کو معاف کرے یہ بات اس بندہ کو والدہ کی وفات کے بعد سمجھ میں آئی اگر پہلے آجاتی تو سرو سری کو توڑ ڈالتا اور قبر میں کبھی نہ رکھنے دیتا۔ یا اللہ پاک تیری کتاب قرآن پاک نازل ہونے کے بعد کسی کو یہ کہنے کی حجت باقی نہیں رہتی کہ فلاں گناہ میں نے بے علمی میں کر دیا۔ علم تو قرآن پاک اور بائبل کی صورت میں انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکا لیکن اے اللہ پاک تیری ذات الغفور الرحیم ہے تو میری والدہ کے گناہوں والد کے گناہوں سب مسلمانوں مرد عورتوں کے گناہوں کو معاف کرنا آمین ثم آمین یا رب العالمین ملمع کی بات فریب دینے سے متعلق واقع مثال میں بھی لکھا جا چکا ہے کہ رات کے وقت گرج چمک میں تعویذ لکھنا۔

اس طرح ہر کسی کے علم میں ہے کہ کسی کے اعمال کسی دوسرے کی کتاب میں درج نہ ہونگے پھر بھی لوگ کسی کے فوت ہونے پر کہ میرے ہمارے یہ اعمال فلاں کو منتقل کر دیے جائیں وغیرہ کہنے سے باز نہیں آتے۔ اس بندہ نے ایک بار اپنے والد صاحب سے پوچھا تھا کہ یہ اعمال منتقل کرنے کی رسم کب سے چلی کہ دیوبندی لوگ اسے بدعت وغیرہ کہتے ہیں تو جواب میں بتلایا تھا کہ ہندوستان میں ایک جگہ شہر یا گاؤں معلوم تھا وہاں کے کچھ لوگ پیر گھرانہ تھا اور بڑے عبادت گزار تھے انہوں نے اپنے مریدوں کو یہ رسم چلانے کا کہا تھا اور پھر سب کرنے لگے اس سے پہلے ایسا رواج نہ تھا۔

شیطانی وحی خواب کی صورت میں خیال (وسوسہ۔ جی میں ڈالنا) کی صورت میں کسی کے یکدم سامنے ظاہر ہونے اور غائب ہونے کی صورت میں اونچی آواز کی صورت میں ہو سکتی ہے مشتری ہوشیار باش۔

شیطانی وحی کی طمع کی ہوئی فریب کی بات سے بچنے کے لیے حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بیان فرمایا تھا کہ مفہوم یہ کہ بدعت سے بچا جائے بدعت گناہ ہے۔ جن اعمال کو علماء نے بدعت بتلایا ہے وہ بندہ ان بدعتوں میں واضح طور پر گناہ دیکھ رہا ہے۔

اسلام اور جمہوریت

اسلام ، اللہ تعالیٰ کی مرضی رضا رائے خوشنودی کا نام ہے کردہ احکام جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی کتابوں اور قرآن پاک میں نازل کیے پر عمل کرنا ، جمہوریت ، آبادی کی زیادہ تعداد (اکثریت) کی مرضی رضا رائے خوشنودی پر عمل کرنا۔ مثال کے طور پر کسی علاقے کی آبادی کے ۵۱-۵۰ فیصد لوگ لواطت کو مستقل جائز قرار دے دیں تو وہ اس علاقے ملک کا قانون بن جائے گا خواہ ۴۹.۵۰ فیصد لوگ اس فعل سے نفرت کرتے ہوں۔ مطلب یہ کہ جمہوریت میں ۵۱ فیصد کم عقل لوگوں کی مرضی ۴۹ فیصد عقل والے لوگوں پر حکومت کر سکتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اور جمہوریت کو آپس میں منسلک کیا جا سکتا ہے، جواب ہے نہیں۔ اگر آپ صرف اسلام پر قائم ہیں تو آپ واحدانیت پر قائم ہیں۔ اگر آپ اسلام کے ساتھ جمہوریت کو منسلک کرتے ہیں تو آپ شرک ہونے کے مرتکب ہو چکے جس سے اللہ تعالیٰ کو سخت نفرت ہے۔ اسلام میں حکومت کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا دخل ہے اور سیاست اور سیاسی جماعت کا تصور نہیں ہے۔ جبکہ جمہوریت سیاست اور سیاسی جماعتوں کا سارا عمل دخل ہے۔ جب کفار نے کچھ نیاز اللہ کے نام اور کچھ نیاز بتوں کے نام پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا غیر مردہ کردہ سب نیاز بتوں کی طرف پہنچ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ شرک ہونے سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

ایسا آئیے قرآن پاک کی طرف کہ آبادی کی اکثریت کے بارے میں قرآن پاک اللہ کے کلام کی کیا رائے ہے تو فرمایا گیا ، اور تحقیق بہت (اکثریت) لوگوں میں سے البتہ فاسق ہیں (۵: ۴۹) یہ عوام الناس کی بات ہے۔ اب آئیے اہل کتاب نبیوں کی اولاد کے بارے میں فرمایا ، اور یہ کہ بہت (اکثریت) فاسق ہیں (۵: ۵۹) ثابت ہوا کہ عوام الناس میں اکثریت فاسق (بدکار) لوگوں کی ہوتی ہے۔ جب جمہوریت عوام الناس کی رائے لی جائے گی تو بدکار لوگ اچھے لوگوں سے زیادہ ہو جائیں گے لہذا بدکاروں کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ عوام الناس کی عقل کا اندازہ قرآن پاک میں تحریر اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جب حضرت موسیٰ اپنی قوم بنی اسرائیل جو کہ نبیوں کی اولاد تھی کو نکال کر دریا پار لے گئے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا تو اپنے نبی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہمیں بھی ایسے بت بنا دیجئے کہ ہم ان کی عبادت کریں (۷: 138)

دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جن ملکوں میں اسلام کے ساتھ جمہوریت کو منسلک کر دیا جاتا ہے، وہاں کے حکمران لوگ سیاست دان صرف جمہوریت کی گردان الاپتے ہیں۔ اور اسلام (اللہ کی رضا) کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اسلامی جمہوری ملک میں سیاسی جماعت بنا کر (شرک ہونے میں حصہ لیتے ہوئے) اسلام کے نفاذ کا دعویٰ کرتے وہ خیالات کے جنگل میں رہتے ہیں اور ان سے زیادہ بے عقل وہ لوگ ہیں جو ان کی بات کا اعتبار کرتے ہیں۔ جمہوریت کے ہوتے ہوئے ایسا نہ ہو سکا ہے اور نہ ہی کبھی ہوگا۔

تانبا

اور اگر فریاد کریں فریاد کو پہنچے جاویں گے ساتھ پانی کی مانند تانبے گلے ہوئے کی کہ بھون ڈالتا ہے۔ مونہوں کو برا پینا اور بری ہے وہ آگ فائدہ اٹھانے میں۔ (۱۸:۲۹)

قرآن شریف بھی ایک ایسی بابرکت کتاب ہے۔ کہ اس کو جتنی بار توجہ سے پڑھو گے۔ اتنے ہی اس کے اسرار اور رموز ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب بڑی فصاحت اور بلاغت میں لکھی ہوئی ہے۔ اور اس میں بہت سے اشارے اور رمزوغیرہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے ایک سمندر کہ اس میں غوطہ مارنے والے انسان کے ہاتھ ایک یا دو گوہر تو ضرور ہاتھ لگتے ہیں کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں آتا۔ اسی طرح بندہ نے پہلی بھی قرآن پڑھا ہوا تھا۔ لیکن ایک بار یہ آیت نمبر (۱۸:۲۹) پڑھ رہا تھا۔ تو اس کی سمجھ آئی کیونکہ بندہ عذاب کی نشانی پر زیادہ توجہ رکھتا تھا۔ اس آیت میں آیا ہے تانبا گلا ہوا تو صاف ظاہر ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے گلا ہوا کہہ دیا۔ وہ تو گل گل کر راکھ ہو جائے گا۔ اور تانبے کا راکھ ہو جانا تانبے کا کشتہ بن جانا ہے۔ اب تانبے کے عذاب کی نشانی یہ ہوئی کہ بعض لوگ قوت مردمی کے لیے تانبے کا کشتہ کھا لیتے ہیں۔ یا کھلا دیا جاتا ہے اور وہ ان کو لڑ جاتا ہے۔ اور وہ انسان کچھ دن کے بعد فوت ہو جاتا ہے اور اس بندے نے محسوس کیا تھا کہ جس چیز کی رنگت بھی تانبے جیسے ہوگی۔ اس میں بھی اگ کی تاثیر ہوگی مثلاً سورج کی مغرب کے وقت رنگت۔ پوٹاش ہڑتال۔ مسری کی دال۔ سورج کو پرانے لوگ گرمیوں میں کہتے تھے کہ تانبا چمک رہا ہے۔

تانبے کے کشتے کا توڑ (تریاق) کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بات حکیم لوگ جانتے ہیں اور یہی بات قرآن پاک سے ثبوت کو پہنچی ہے کہ فرمایا گیا بھیجے جاتے ہیں اوپر تمہارے شعلے آگ کے اور تانبا گلا ہوا پس نہیں بدلا سکتے تم" (۵۵:۳۶) توجہ پس نہیں بدلا سکتے تم مطلب یہ کہ تانبے کے کشتے کا بدل توڑ تریاق پیدا کرکے اس کے آگ لگے ہوئے کا علاج نہیں کر سکتے۔

سفارش

"جو کوئی سفارش کرے۔ سفارش اچھی ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بری ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے نگہبان" (۴:۸۵)

قرآن شریف کے حاشیے پر اس کی تشریح یوں لکھی گئی ہے۔ مثلاً" کوئی محتاج کی سفارش کر کے کسی دولت مند سے کچھ دلوا دے (زکوۃ، خیرات وغیرہ) تو یہ بھی شریک ہوا ثواب و خیرات میں۔ اسی طرح کوئی سفارش کر کے چھڑا دے کسی فسادی کو اور وہ فساد کرے۔ تو وہ بھی شریک ہوا فساد میں۔ یہ ٹھیک لکھا ہے لیکن اگلی آیت (۴:۸۶) اس میں سفارش کا ذکر ہے کہ دعا کا جواب اچھی طرح دو۔ یعنی سلام کا جواب یہ آیت نمبر (۴:۸۵) ایک اٹل اصول بنا دیا ہے۔ کہ جو دوسرے کے لیے دعا (سفارش) کرے گا۔ اس سفارش میں اس کو حصہ مل جائے گا۔ اور جو کوئی اپنے لیے دعا کرے گا تو لازمی نہیں کہ دعا قبول ہو۔ مثلاً" کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ تمام ایمان والوں کی خیر۔ تو اس خیر میں سے دعا مانگنے والے کو ضرور خیر ملے گی۔ اور اگر یوں مانگے کہ یا اللہ میری خیر ہو تو شاید خیر ہو یا نہ ہو۔ درود بھی دعا ہے۔ اس لیے اکثر لوگ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں یہ تو لکھا گیا اچھی سفارش کے متعلق اب بری سفارش۔

سب سے بری سفارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی کے بارے میں بددعا کی جائے۔ مثلاً"۔ فلاں پر لعنت بھیج۔ تو یاد رکھو اس پر پہنچے یا نہ پہنچے کہنے والے کو اس کا حصہ ضرور مل جاتا ہے۔ اور جو بے سمجھ کہنے لگ جائے تو زندگی میں نہ جانے کتنی بار کہہ جاتا ہے اور وہ بددعا دینے والا خود لعنتی یا جو بددعا دیتا ہے اسی پر پڑتی ہے اگر آدمی یہ بات سمجھ جائے تو زندگی بھر کسی کو بددعا نہ دے۔

یہی بات زبور میں بھی لکھی جا چکی تھی کہ فرمایا " بلکہ لعنت کرنا اسے پسند تھا سو وہی اس پر آپڑی اور دعا دینا اسے مرغوب نہ تھا سو وہ اس سے دور رہی" (۱۰۹:۱۷)

جب میں نے پہلی دفعہ قرآن پڑھا تو اس آیت نے مجھے بہت متاثر کیا اور اس آیت سے متاثر ہو کر میں نے اپنے لیے ایک دعا بنائی تھی یوں کہ اے اللہ تمام دنیا کے موجودہ جنوں اور انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے جنوں اور انسانوں کو قرآن پاک کی سمجھ عطا فرما تاکہ اللہ تعالیٰ اس دعا کی طفیل مجھے قرآن پاک کی سمجھ عطا فرمائے اور میں نے یہ دعا ورد کرنے کی صورت میں مانگی

جنت میں مردانہ قوت نہ ہوگی

دلیل نمبرا انجیل مقدس میں فرمایا گیا" کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے" فرشتوں میں مردانہ قوت وغیرہ نہیں ہے۔ متی ۲۲:۳۰

دلیل نمبر۲ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جنت میں انسان ٹٹی پیشاب نہ کرے گا بلکہ جو کچھ کھائے پیئے گا وہ بدن میں ہضم ہو جائے گا پسینہ اور ڈکاروں کی صورت میں ہضم ہوگا اور ایں کھائے ہے کی خوشبو ڈکاروں میں آئے گی۔ تو جہ جنت میں ٹٹی پیشاب نہ ہوگا بلکہ یہ ہوگا کہ ٹٹی پیشاب کے عضو ہی نہ ہونگے۔

دلیل نمبر۳ جب حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا جنت میں تھے تو ان کو ٹٹی پیشاب کے عضو نہ تھے کہ جب تک انہوں نے اس درخت کا پھل نہ کھایا تھا کہ جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اس درخت کا پھل کھانے سے ٹٹی پیشاب کے عضو ظاہر ہوئے پیٹ میں گند بنا تھا کہ جس کے لیے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو زمین پر بھیجا گیا تھا۔ جب انسان دوبارہ جنت میں جائے گا تو واپس اسی حالت میں ہوگا کہ جیسے پہلے حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے اور ان کو ٹٹی پیشاب کے عضو نہ تھے۔

دلیل نمبر۴ قرآن پاک میں تمام انبیاء کی تعریف کی گئی کہ وہ صالحین میں سے تھے لیکن حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام کے بارے میں خاص طور پر ایک جیسے الفاظ آئے کہ فرمایا مفہوم سلامتی ہو ان پر جس دن پیدا ہوئے جس دن مرے اور جس دن اٹھے گا زندہ ہو کر" (۱۹:۱۵:۳۳) حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام میں ایک بات مشترک نظر آئی کہ انہوں نے نکاح نہ کیا اور انہوں نے دنیا میں ایسے زندگی گزاری جیسے جنت میں گزارنی ہے کہ جنت میں وصل نہ ہوگا۔

راحتیں اور بھی وصل کی راحت کے سوا

سوال= علما کی کتابوں میں لکھا ملتا ہے کہ جنت میں بیاہ ہوگا وغیرہ اور دنیا میں انزال کی لذت جنت میں لذتوں میں سے ایک لذت ہے۔

جواب= انزال کی لذت پیشاب کرنے کا نام ہے۔ اگر جنت میں ٹٹی پیشاب کرنا ہے تو وہ صحیح کہتے ہیں ورنہ غلط ہے۔ جنت میں ٹٹی پیشاب کرنے کے عضو نہ ہونگے جیسے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو نہ تھے اور یہ کہ اگر جنت میں وصل ہوتا تو جنت میں حوروں کی گود میں کہیں بچہ نظر آتا لہٰذا جنت میں کوئی پیدائش نہیں ہے اور تمام پیدائش کا عمل دنیا میں مکمل ہوگا کہ جنتی روحیں پیدا کیں تھیں۔ یہ کہ جنت میں انسان اور حوروں کی عمر ہمیشہ ایک سی رہے گی کہ بوڑھے نہ ہونگے اور جنت میں جو خدمتگار بچے ہونگے ان کی عمریں بھی نہ بڑھیں گی۔ اگر کوئی بچہ پیدا ہو جاتا تو اس کی عمر بھی نہ بڑھتی اور یہ کہ جنت میں موت نہیں ہے اور پیدائش کا عمل شروع ہو جاتا تو جنت کی زمین بھی تنگ پڑ جاتی لہٰذا وہاں نئی پیدائش نہیں ہے بلکہ پیدائش کے عضو نہ ہونگے۔ علماء کا فتوی بھی ہے کہ جنت میں بچہ پیدا نہ ہوگا اور علماء کا یہ بھی فتوی ہے کہ جنت میں بلوغت کے بال نہ ہونگے حقیقت تو یہ ہے کہ نہ بلوغت ہوگی نہ بلوغت کے بال بلکہ اس بارے میں بعض علماء کا تو یہ فتوی ہے کہ جنت میں انسان کے جسم پر کوئی بال نہ ہوگا یہ غلط ہے انسان کے جسم پر پیدائشی بال ہونگے سر کے بال۔ بھنویں پلکیں باقی پنڈلی سینہ کے بال بلوغت کے ہیں یہ نا ہونگے۔

سوال= قرآن پاک کی آیت نمبر ۵۲: ۲۰ میں ذکر ہے کہ حوروں کو زوجیت میں ہی دیا جائے گا اور آیت نمبر (۳۶:۵۶) میں فرمایا کہ بنایا ان کو کنواری اور احادیث ملتی ہیں کہ جنت میں جنس جماع کرے گا۔

جواب= کسی بھی حور کو کسی جنتی انسان مرد کے ساتھ منسوب کرنا کہ اس کی خدمت کرے زوجیت میں آنا ہوا۔ اور جنت میں جماع جلد کی لمس کا نام ہوگا نہ کہ دنیا کے جماع کی طرح اور کنواری پر کچھ بحث کرتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ مرد انسان جنت میں جماع کرے گا اور ہر بار کنواری پائے گا۔ کنواری پانا خون بہنے کا نام ہے جب جنت میں نہ ٹٹی پیشاب کرنا ہے تو خون بہنا ہے تو پھر کیا ثبوت ہوا۔ علماء کی یہ بات اس دلیل سے باطل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کنواری اس فرمانے کا مطلب یوں بھی لیا جا سکتا ہے کہ عالم دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ لڑکی جب تک کنواری ہوتی ہے اس میں حسن ہوتا ہے اور بعض تو ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے والا تاب نہ لا سکے لیکن جب لڑکی کا نکاح ہو جاتا ہے اور بچے ہو جاتے ہیں تو وہ حسن ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ جنت میں حور اور عورتوں کا حسن ہمیشہ ایسے رہے گا جیسے کنواری کا۔ ایک اور رخ جب اللہ تعالی نے کنواری کہہ دیا تو وہ حور جنتی مرد کے ساتھ سو سال رہنے کے بعد اور ہزار سال رہنے کے بعد بھی کنواری رہے گی کہ دنیاوی ہمبستری اس کے ساتھ نہ ہو سکے گی وہ کنواری کی کنواری ہی رہے گی۔

اس ساری تحریر کے بعد بہت سے لوگ کہیں گے کہ پھر تو دنیاوی عورت حوروں کے مقابلے میں لاکھ درجے بہتر ہے کہ دنیاوی عوت میں بچے کو جنم دینے کی خصوصیت موجود ہے ایسا ہی سوال ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا کہ

جس کا ذکر ابن کثیر میں یوں ملتا ہے کہ اصل الفاظ طبرانی میں کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے پوچھا رسول اللہ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حوریں فرمایا دنیا کی عورتیں حوریں سے بہت افضل ہیں جیسے استر سے ابرا ہوتا ہے۔
تفسیر ابن کثیر آیت نمبر (۵۶:۳۶) مکتبہ تعمیر انسانیت صفحہ ۱۰۳ جلد پنجم سطر نمبر ۱۶، ۱۷

اسلامی قوانین سزا

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ایسا کہ جو انسانیت پر رحمانیت ہے اور انسانیت کے دشمن کا دشمن ہے۔ مجرم سے نفرت شروع دور سے چلی آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاشرے میں فساد پھیلانے والے کو پسند نہیں کرتا بلکہ دنیا میں بھی اسکے لیے سزائیں منتخب کردیں ہیں اور یہ کہ اسلامی قوانین سزا شروع سے اسی طرح سخت چلے آرہے ہیں قرآن پاک میں سورے المائدہ آیت نمبر ۴۵ میں فرمایا۔

"اور لکھا ہم نے اوپر ان کے بیچ اس کے یہ کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا بدلہ ہے.........."
بائبل خروج ۲۱: ۲۳، ۲۴ کے الفاظ
لیکن اگر نقصان ہو جائے تو تو جان کے بدلے جان لے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم۔ اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔

چور کا ہاتھ کاٹنا

ترجمہ سورے المائدہ آیت نمبر ۳۸، ۳۹ اور چور اور چورنی پس کاٹو ہاتھ ان دونوں کے سزا بدلے اس چیز کے جو کمایا انہوں نے عبرت خدا کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پس جو کوئی توبہ کرے پیچھے ظلم اپنے کے اور نیکی کرے پس تحقیق اللہ پھر آتا ہے اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قرآن پاک کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے اور فرمایا اللہ غالب حکمت والا ہے یعنی اس سزا میں اللہ تعالیٰ کی طرف خاص حکمت ہے۔ انسانیت کی بھلائی کے لیے وہ کیا حکمت ہے یہ بندہ اس میں ضرور لکھے گا لیکن سوال یہ پیدا ہوا کہ چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا صرف قرآن پاک میں مقرر کی یا پچھلی الہامی کتابوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر تھی۔

آیئے انجیل مقدس کی طرف "اگر تیرا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ ڈال۔ ٹنڈا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ دو ہاتھ ہوتے ہوئے جہنم کے بیچ اس آگ میں جائے جو کبھی بجھنے کی نہیں۔ (جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی) اگر تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ ڈال۔ لنگڑا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ دو پاؤں ہوتے ہوئے جہنم میں ڈالا جائے۔ (جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی) اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال ڈال۔ کانا ہو کر خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے جہنم میں ڈالا جائے۔ جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔ (۹: ۴۳ تا ۴۷) مرقس

انجیل مقدس کے ان الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انسان خود اپنی غلطی اور گناہ پر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے یا پاؤں کاٹ ڈالے یا آنکھ نکال ڈالے۔ ٹھوکر کھانا مطلب غلطی یا گناہ کرنا۔ لیکن اے ایسے حاکموں کو جو انجیل مقدس کے ماننے والے ہو تم ان انسانوں کو جو ٹھوکر کھاتے ہیں مطلب چوری کرتے ہیں اور اپنا ہاتھ نہیں کاٹتے تم ان کے ساتھ بھلائی کرو اور ان کا ہاتھ کاٹ دو۔ کہ وہ آخرت کے عذاب سے بچیں۔ وغیرہ۔

مطلب یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کا واضح اشارہ انجیل مقدس میں بھی موجود ہے۔ اور انجیل مقدس سے پہلے تو نبی اسرائیل میں ایک شخص عکن کے چوری کرنے کے جرم میں عکن اس کی بیوی بچے جانور سامان سب کچھ آگ میں جلا دیا گیا تھا (یشوع ۷: ۲۴ تا ۲۶)

اب بات یہ آئی کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معمولی جرم چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرما دی جو کہ بہت سخت ہے جرم کے مقابلے میں

اللہ تعالیٰ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر کی ہے اس میں بھی ایک خاص حکمت ہے تحقیق کے ذریعے جو سمجھ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے لکھتا ہوں۔

چور جب چوری کرتا ہے وہ صرف چوری ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب بھی ہو چکا ہوتا ہے۔ اور وہ جرم ہوتا ہے ارادہ قتل۔ چور سے متعلق ہر انسان جانتا ہے کہ جب چور کو موقع پر پکڑے جانے کا ڈر ہو تو وہ قتل کرنے میں دیر نہیں

کرتا۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ چور کے پیچھے کبھی نہ بھاگنا چاہیے کہ وہ پیچھے آنے والے کو قتل تک کر دیتا ہے۔ ایسے واقعے ہوئے ہیں کہ جب چوروں کا پیچھا کیا گیا انھوں نے فوراً فائرنگ کر دی وغیرہ مطلب یہ کہ وہ ارادہ قتل کا مجرم پہلے بنتا ہے اور بعد میں چور۔ اور جب چوری کرنے کے لیے کسی کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے ارادہ قتل کے پروگرام کو عملی جامہ پہنا چکا ہوتا ہے۔ خواہ اس چوری کی واردات میں وہ قتل نہ کرے یا قتل کرنے کا موقع نہ بنے۔ بہرحال وہ ارادہ قتل کے جرم پہ عمل کر چکا ہوتا ہے۔ بمطابق انجیل مقدس چور نہیں آتا مگر چرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو" یوحنا ۱۰:۱۰

اور قتل کا مجرم ایسا مجرم ہوتا ہے کہ وہ ایک قتل کرنے کے بعد تمام دنیا کے انسانوں کا قتل کرنے پر آمادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ ایک قاتل دہشت گرد سو سے بھی زیادہ قتل کر چکا ہوتا ہے مطلب یہ کہ وہ پوری انسانیت کا قاتل بننے کے لیے اپنے ارادے کے مطابق بالکل تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی ہے کہ القرآن "اسی واسطے لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے یہ کہ جو کوئی مار ڈالے (قتل کردے) جی کو بغیر بدلے جی کے یا بغیر فساد کے بیچ زمین کے گویا کہ مار ڈالا لوگوں کو سب کو" (۵:۳۲)

تمام انسانی معاشرہ ایک بدن کی مانند ہے اور انسانیت سے بھلائی یہ ہے کہ انسان اپنے پاؤں سے چل کر غریب انسانوں کے پاس جائے اور ہاتھوں سے ان میں زکوۃ خیرات تقسیم کرے اور حسن اخلاق سے پیش آئے۔ ہاتھ اور پاؤں سے ایسے اعمال کرے گا تو انسان معاشرہ کا بدن خوش اور خوشحال رہے گا اور اگر کوئی انسان اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے انسانی معاشرہ میں چوری ڈاکہ قتل کر دیتا ہے تو اس نے انسانی معاشرہ کے بدن کو پریشان اور زخمی کر دیا اور انسان معاشرہ (انسانیت) سے خوشی اور خوشحالی چھین لی۔

ایک عام انسان کے بدن کے ہاتھ یا پاؤں میں اگر کوئی تکلیف (کینسر) ہو جاتی ہے کہ جس سے تمام جسم متاثر ہو کر فوت ہونے کا ڈر ہو تو ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق خود مریض اور مریض کے لواحقین (معاشرہ) اس بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ مریض کے ہاتھ یا پاؤں کاٹ دیا جائے اور ہسپتالوں میں اکثر ہاتھ پاؤں کاٹنے کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ واقعات تو صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ ایک انسان کے بدن کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

جناب والا ایسا ہاتھ یا پاؤں کہ جس سے پورے انسانی معاشرہ کا بدن تہس نہس ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ کاٹ دیا جائے۔

پیدائشی معذور (اپاہج) اور ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان اور انسانوں کی بھلائی کے لیے جہاد کرنے والا انسان کہ جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹ جاتا ہے اور وہ اس عالم دنیا میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر اگر ایک مجرم کے جس کی وجہ سے پورے انسانی معاشرے میں فتنہ اور فساد پھیل سکتا ہے۔ وہ بھی انسانی معاشرے میں آرام سے زندگی گزار سکتا ہے بلکہ ہاتھ پاؤں کٹنے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکاؤ کرے گا اور آخرت کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔ اس لیے ایسا مجرم کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہاتھ یا پاؤں کاٹنے کی سزا تجویز کی ہے اس کی اپنی ذات اور انسانی معاشرہ کے بدن (انسانیت) دونوں کا فائدہ ہوگا۔ مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہو جاتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے ہی میں انسانیت کی بھلائی ہے۔

عورتوں کے تحفظ کے لیے سزا

القرآن ترجمہ سورے الاحزاب آیت نمبر ۵۹ تا ۶۲ " اے نبی کہہ واسطے بی بیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بی بیوں مسلمانوں کے کے نزدیک کرلیں اوپر اپنے بڑی چادریں اپنی یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان البتہ اگر نہ باز رہیں کہ منافق اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے اور بد خبر اڑانے والے بیچ شہر کے البتہ پیچھے لگا دیں گے ہم تجھ کو ان کے پھر نہ ہمسایہ رہیں گے تیرے بیچ اس کے مگر تھوڑے دنوں لعنت مارے جہاں پائے جاویں پکڑے جاویں اور قتل کیے جاویں خوب قتل کرنا عادت اللہ کی بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے پہلے ان سے اور ہرگز نہ پاویگا تو واسطے عادت اللہ کے بدل ڈالنا۔

ان آیات میں پہلے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادریں ڈال لیں پردہ کے لیے کہ برائی پر اکسانا کے محرکات نظر نہ آئیں۔ اس کے بعد ایسے لوگ جو غیر عورتوں کی طرف راغب ہونے والے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ یا تو منافق ہونگے اور یا ان کے دل میں غیر عورتوں کی طرف راغب ہونے کا مرض بڑھ رہا ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ " لعنت مرے جہاں پائے جاویں، پکڑے جاویں اور قتل کیے جاویں خوب قتل کرنا " یعنی اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ چھیڑ خوانی کی سزا سزائے موت مقرر کی ہے آج جو شخص ناحق عورتوں سے چھیڑ خوانی کر رہا ہے آیت نمبر ۲:۱۰ کے مطابق اس کا مرض بڑھے گا اور کل کو وہ عورتوں کو اغوا اور اغوا اور زنا کا مرتکب ضرور ہوگا جب آیت نمبر ۲:۱۰ کے مطابق اس شخص نے ایسی حرکت کرنی ہے تو پھر کیوں نہ اسے ایسی حرکت کرنے

کے جرم میں مطابق سزائے موت دی جائے جو شخص کسی عورت کے ساتھ زبر زنا کرنا چاہے خواہ کر نہ سکے اس کی سزا سزائے موت دی جائے۔ ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ ایسے لوگوں کو (جو عورتوں کو چھیڑتے ہوں بول مارتے ہوں یا عورتوں کے بارے میں جھوٹی بد خبر اڑاتے ہوں) جب سزائے موت کے احکام کے مطابق سزا دی جانے لگے گی تو تھوڑے ہی دنوں میں ایسے تمام لوگوں سے معاشرہ پاک ہو جائے گا کیونکہ ایسے لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا کرتے وہ لوگ جلد ہی سامنے آجائیں گے اور سزائے موت پا جائیں گے آیت نمبر ۶۲ میں فرمایا کہ " عادت اللہ کی بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے پہلے ان سے اور ہر گز نہ پاوے گا تو واسطے عادت (سنت) اللہ کے بدل ڈالنا" اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضور پاک اور لوگوں کو بتلا رہا ہے کہ یہ عورتوں کے ساتھ چھیڑ خوانی وغیرہ پر سزائے موت کا حکم اب جاری نہیں کیا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے شروع سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں بھی اپنی پہلی الہامی کتابوں میں بھی ایسے لوگوں کے لیے سزائے موت مقرر کر رکھی تھی اس لیے کہا گیا "سنت اللہ کی"

یہ احکام بائبل میں اس طرح دیے جا چکے ہیں کہ عورت کو سر پر چادریں رکھنے کا حکم اس انداز میں دیا جا رہا ہے " جو عورت بے سر ڈھانکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے " (۱: کرنتھیوں ۱۱: ۵) مطلب یہ کہ بدن پر چادر رکھے۔

" لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے (مرض سے) کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس سے زنا کر چکا" متی ۵: ۲۸۔

" تم کسی بیوہ یا یتیم لڑکے کو دکھ نہ دینا اگر تم انہیں کسی طرح سے دکھ دے اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو میں ضرور ان کی فریاد سنوں گا اور میرا قہر بھڑکے گا اور میں تم کو تلوار مار ڈالوں گا خروج ۲۲: ۲۲

مطلب یہ کہ حاکم وقت کے پاس اگر کسی بیوہ عورت (یا عام عورت کیونکہ گو نزول احکام کسی خاص ایک کے لیے ہو حکم عام ہوتا ہے) یا یتیم لڑکے سے کو بری زیادتی چھیڑ خوانی کرنے کی شکایت آئے تو وہ حاکم شکایت سچ ثابت ہونے پر اس شخص کی گردن تلوار سے اڑا دے۔ یعنی سزائے موت دے اللہ تعالیٰ کے کلام اور باتوں کو بڑی غور و فکر سے سمجھا جا سکتا ہے۔

اسلامی قانونی شہادت

اسلامی قانونی شہادت الہامی کتاب توریت استثنا باب ۱۹: ۱۸ تا ۲۱ میں واضح طور پر موجود ہے۔

" اور قاضی خوب تحقیقات کریں اور اگر وہ گواہ جھوٹا نکلے اور اس نے اپنے بھائی کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہو تو جو حال اس نے اپنے بھائی کا کرنا چاہا تھا وہی تم اس کا کرنا اور یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کر دینا اور دوسرے لوگ سن کر ڈریں گے اور تیرے بیچ پھر ایسی برائی نہیں کرینگے اور تجھ کو ذرا ترس نہ آئے جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور پاؤں کے بدلے پاؤں۔

مطلب یہ کہ اگر کسی کی گواہی سے ملزم کو سزائے موت ہو سکتی ہے اور وہ جھوٹا نکل آئے تو تم اس گواہ کو سزائے موت دو۔ اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کا کاٹنا۔ اسلامی سزائیں ایسی سزائیں ہیں کہ برائی کا وجود مٹا ڈالتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر رحمانیت اور عظیم احسان ہیں۔

اور یہ کہ دین اسلام میں گواہوں کی کم از کم تعداد دو رکھی گئی ہے۔

" کسی شخص کے خلاف اس کی کسی بد کاری یا گناہ کے بارے میں جو اس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو گواہوں یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے" توریت استثنا ۱۹: ۱۵

" جو دعوی کسی بزرگ کے برخلاف کیا جائے بغیر دو یا تین گواہوں کے اس کو نہ سن " انجیل مقدس 5:19 "

اور شاہد کر لو دو مشاہدوں (گواہ) کو مردوں اپنے سے پس اگر نہ ہوں دو مرد پس ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے کہ پسند کرتے ہو تم " القرآن ۲: ۲۸۲

ترجمہ = " اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے اللہ کے اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے ہو یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے اگر ہو وہ شخص دولت مند یا فقیر پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو اور اگر پیچ دو یا اعراض کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار " (۴: ۱۳۵)

" اور نہ ایذا پہنچایا جاوے...... گواہ " ۲: ۲۸۲ مطلب یہ کہ گواہ کو بار بار عدالت میں طلب نہ کیا جاوے صرف ایک بار حاضر ہونے پر اس کے بیان سن لے لیے جائیں اور گواہ کو ناجائز تنگ نہ کیا جائے۔

دیگر احکام = قرآن پاک سے

"اور تحقیق اوتارا اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم نشانیوں اللہ کی کو کفر کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پس مت بیٹھ ساتھ ان کے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوائے اس کے تحقیق تم اس وقت مانند ان کے ہو" (۴: ۱۴۰)

دین اسلام کے احکام کے خلاف کوئی محفل لگی ہو اور کوئی شخص اس محفل میں موجود تو ہو لیکن دین اسلام احکام کے خلاف خواہ عمل نہ کر رہا ہو تو وہ شخص بھی ان دین اسلام کے خلاف عمل کرنے والوں کے برابر سمجھا جائے مثلاً" کچھ لوگ جوا کھیل رہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ بیٹھا ہے لیکن جوا نہیں کھیل رہا تو وہ شخص بھی دین اسلام کے مطابق جوا کا کھیل کھیلنے میں برابر کا مجرم سمجھا جائے گا۔ اسی طرح شرابیوں کی محفل میں بیٹھنے والا خواہ شراب نہ پیئے لیکن شراب پینے والوں کے برابر مجرم ہو گا۔

القرآن۔ "مانند مثال شیطان کی ہے جس وقت کہا اس نے آدمی کو کہ کفر کر پس جب کفر کیا گیا کہا تحقیق میں بیزار ہوں تجھ سے تحقیق میں ڈرتا ہوں پروردگار عالموں سے۔ پس آخر جو ان دنوں کا یہ کہ وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے اور یہی ہے بدلہ ظالموں کا" (۵۹: ۱۶، ۱۷)

اور آیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ شیطان خواہ انسانوں میں سے ہو اور برائی گناہ کرنے کے لئے مشورہ دینے والا اکسانے والا شیطانوں میں شامل ہو گا۔

مطلب یہ کہ ایک انسان کسی دوسرے کو برا کام کرنے کا مشورہ دے حکم دے یا اکسائے اور اس شخص کے مشورہ دینے سے حکم کرنے سے یا اکسانے سے وہ شخص وہ جرم کر دے مثلاً" چوری کر لے تو جرم میں چور اور چوری کرانے والا دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ اسی طرح قتل کرنے والا اور قتل کرانے والا دونوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ آخر ہوا ان دونوں کا یہ کہ وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں ہمیشہ مطلب یہ ہوا وہ سزا میں برابر کے حق دار ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ ایک آدمی کے قتل ہونے میں ایک پوری بستی بستا ہے (بہت سے لوگ) کی مرضی شامل تھی تو میں سزا کے طور پر پوری بستی کے لوگوں کا قتل کرا دوں گا۔

القرآن "اور قسم کھائی ان دونوں کے آگے کہ البتہ میں واسطے تمہارے خیر خواہوں سے ہوں۔ پس کھینچ لیا ان کو ساتھ فریب کے پس چکھا جب ان دونوں نے اس درخت سے ظاہر ہو گئیں واسطے ان کے شرمگاہیں" (۷: ۲۱، ۲۲)

اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملا کہ عدالت مجرم کی قسم کا اعتبار نہ کرے۔ کہ مجرم کی قسم کھانے پر فیصلہ کر دیا جائے۔ عدالت میں مجرم کا اپنے بارہ میں صفائی کے لئے قسم کھانے کی کوئی حیثیت نہیں ہاں مگر یہ کہ لوگ اس کے بارے میں گواہی دیں اس حق میں تو عدالت ان گواہوں کی وجہ سے مجبور ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ گواہوں کی گواہی اور دلائل ملزم کو بے قصور ثابت کر سکتے ہیں نہ کہ ملزم کا اپنی صفائی میں قسم کھانا۔ اور اگر ملزم کی صفائی والے گواہ جھوٹے ہوں اور دو اور گواہ ملزم اور صفائی کے گواہوں کا جھوٹ ثابت کریں تو ایسا کر سکتے ہیں پھر ملزم کے صفائی کے گواہ بھی ملزم سمجھے جائیں گے۔ بمطابق قرآن پاک آیت نمبر ۵: ۱۰۵..... گواہوں سے گواہی دینے سے قبل نماز پڑھائی جائے۔

"پس شکست دی ان کو ساتھ حکم اللہ کے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو..... اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضے ان کے کو ساتھ بعض کے البتہ بگڑ جاتی زمین لیکن اللہ صاحب فضل کا اوپر عالموں کے" (۲: ۲۵۱)

اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض برے لوگوں کو کسی نہ کسی کے ہاتھوں قتل کرا دیتا ہے یہ قتل کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے مثال کے طور پر کوئی گندا برا آدمی کسی کو قتل کرنا چاہیے تو وہ شریف آدمی ہی اس برے کو قتل کر ڈالتا ہے اپنی جان کی حفاظت کے لئے یہ ایسا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے عدالت مقتول کے کردار کے بارے میں لوگوں سے گواہی لے اگر مقتول بری خصلت کا مالک تھا وغیرہ تو عدالت قاتل سے رعایت کرتے ہوئے معمولی سزا دے یا بری قرار دے دے کہ یہ قتل اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے حکم کے مطابق ہوا تھا۔ خروج ۲۱: ۱۳ کے الفاظ "پر اگر وہ شخص گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو (ارادہ قتل کا نہ ہو) بلکہ خدا ہی نے اس اس کے حوالے کر دیا ہو تو ایسے حال میں ایک جگہ بتا دوں گا جہاں وہ بھاگ جائے" شہر بدر کر دیا" توریت

مطلب یہ ہے کہ ایسا قاتل کہ جس کا قتل سے پہلے قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو تو ایسے قاتل پر فیصلے میں نرمی رکھی جائے۔

ترجمہ "سوائے اس کے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں کا کہ لڑتے ہیں اللہ اور رسول اس کے سے اور دوڑتے ہیں بیچ زمین

کے فساد کو یہ کہ قتل کیے جاویں یا سولی دیے جاویں یا کاٹے جاویں ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے مخالف طرف سے یا کھوئے جاویں زمین سے یعنی قید کئے جاویں یہ واسطے ان کے رسوائی ہے بیچ دنیا کے اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا (۳۳:۵)

"مگر جن لوگوں نے (توبہ) کی پہلے اس سے کہ قدرت پاؤ تم اوپر ان کے پس جانوں کو تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (۵:۳۴)

اس آیت نمبر ۳۴ میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ جن کو حکومت گرفتار نہ کر سکی ہو اور وہ حکومت سے اپیل کریں کہ ان کے سابقہ جرائم چوری ڈاکے وغیرہ معاف کر دئے جائیں تو وہ شرافت کی زندگی گزاریں گے تو حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ ان کے سابقہ جرائم معاف کر دے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ تم بھی توبہ قبول کرو

دیگر احکام بائبل سے

خروج ۲۱: ۱۲ "اگر کوئی کسی آدمی کو ایسا مارے کہ وہ مرجائے تو وہ قطعی جان سے مارا جائے"

خروج ۱۲: ۱۵'۱۶ اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے (خواہ جان سے نہ مارے) وہ قطعی جان سے مارا جائے"

خر: کار بچے اغوا کرنے والے کی سزا" اور جو کوئی کسی آدمی کو چرائے خواہ وہ اسے بیچ ڈالے خواہ اس کے ہاں ملے وہ قطعی مار ڈالا جائے" سزائے موت استثناء (۲۴: ۷) خروج (۱۶:۲۵)

۱۲: ۱۷ "اور جو اپنی ماں باپ پر لعنت کرے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔

۲۲: ۲ "اگر چور سندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مرجائے تو اس کا خون کوئی جرم نہیں" رات کے وقت۔

۲۲: ۶ "اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں لگ جائے اور اناج کا ڈھیر یا کھڑی فصل یا کھیت کو جلا کر بھسم کر دے تو جس نے آگ جلائی ہو وہ ضرور معاوضہ دے۔

۲۲: ۱۸ "تو جادو گرنی کو جینے نہ دینا" سزائے موت

احبار ۲۰: ۱۳ اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مار دیئے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوا اور ۲۰: ۱۵ میں جانوروں سے بھی۔

۲۰: ۲۷ "اور مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔

۲۴: ۱۸ تا ۲۲ "اور جو کوئی کسی چوپائے کو مار ڈالے۔ وہ اس کا معاوضہ جان کے بدلے جان دے۔ اور اگر کوئی اپنے ہمسایہ کو عیب دار بنائے تو جیسا اس نے کیا ویسا ہی اس سے کیا جائے۔ یعنی عضو توڑنے کے بدلہ عضو توڑنا ہو اور آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت۔ جیسا عیب اس نے دوسرے آدمی میں پیدا کر دیا ویسا ہی اس میں بھی کر دیا جائے۔ الغرض جو کوئی کسی چوپائے کو مار ڈالے اوہ اس کا معاوضہ دے پر انسان کا قاتل جان سے مارا جائے۔ تو ایک ہی طرح کا قانون دیسی اور پردیسی پر دونوں کے لئے رکھنا کیونکہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں"

اگر قاتل مجرم حکومت کی گرفت میں نہ آئے اور مفرور ہو تو اور انتقام لینے والا قاتل کو قتل کر ڈالے تو وہ خون کرنے کا مجرم نہ ہوگا کہ فرمایا گیا" خون کا انتقام لینے والا اس خونی کو وہ اپنے لئے مار ڈالے" گنتی (۳۵: ۲۱) اور القرآن میں مقتول کا وارث میں مدد دیا گیا" (۱۷: ۳۳)

استثناء ۱۷: ۵ تا ۷ "تو تو اس مرد یا اس عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو۔ باہر اپنے پھاٹکوں پر (شہر کے مشہور چوک) نکال لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مرجائیں۔ جو واجب القتل ٹھہرے وہ دو یا تین آدمیوں کی گواہی سے مارا جائے۔ فقط ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ نہ مارا جائے۔ اس کو قتل کرتے وقت (سنگسار کرتے وقت) گواہوں کے ہاتھ پہلے اس پر اٹھیں۔ اس کے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ یوں تو اپنے درمیان سے شرارت کو دور کرنا"

۱۷: ۱۲'۱۳ "اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے قاضی اور ججوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ ملزم جو قاضی یا جج کے سامنے قاضی یا جج کی بے عزتی کر دے مطلب یہ کہ توہین عدالت کا مرتکب ہو تو قاضی یا جج توہین عدالت کے جرم میں سزا موت دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قاضی یا جج حضرات کی عزت کو بہت مقدم رکھا ہے۔ اور اشتہاری ملزم بھی توہین عدالت کا مرتکب ہو چکا ہوتا ہے کہ عدالت کے طلب کرنے پر حاضر نہیں ہوتا اس کو بھی سزائے موت دینے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

بغیر ارادہ قتل کی سزا

استثناء ۱۹: ۵'۶ " مثلاً کوئی شخص اپنے ہمسایہ کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کو جنگل میں جائے اور کلہاڑا ہاتھوں میں اٹھائے تاکہ درخت کاٹے اور کلہاڑا دستے سے نکل کر اس کے ہمسایہ کے جا لگے اور وہ مر جائے تو وہ ان شہروں میں سے کسی میں بھاگ جاتا بچے (شہر بدر ہونے کے لئے مخصوص کئے ہوئے شہر) تاکہ ایسا نہ ہو کہ راستہ لمبائی کے سبب سے (خون) کا انتقام لینے والا اپنے جوش غضب میں خونی کا پیچھا کر کے اس کو جا پکڑے اور اسے قتل کر دے۔ حالانکہ وہ واجب القتل نہیں کیونکہ اسے مقتول سے قدیمی عداوت نہ تھی۔

استثناء ۲۲: ۲۵'۲۶'۲۷ " اور وہ آدمی جبراً" اس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پر اس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ اس کا ایسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے...... وہ منسوبہ لڑکی وہاں چلائی بھی پر وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اسے چھڑاتا۔

احبار ۷: ۲۶'۲۷ " اور تم اپنی سکونت گاہوں میں کہیں بھی کسی طرح کا خون خواہ پرندے کا ہو یا چوپائے کا ہرگز نہ کھانا جو کسی طرح کا خون کھائے وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے" ان الفاظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حرام خور کی سزا موت ہے اور رشوت خور بھی حرام خور ہوتا ہے لہٰذا اس کی سزا بھی سزائے موت بنتی ہے۔

۲۔ سلاطین۔ ۱۱: ۸ " اور تم اپنے اپنے ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے بادشاہ کو چاروں طرف سے گھیرے رکھنا اور جو کوئی صفوں کے اندر چلا آئے وہ قتل کر دیا جائے" مطلب یہ کہ بادشاہ کی بغیر اجازت کے زبردستی جو بادشاہ کے قریب جانا چاہے۔

۱۴: ۶ پر اس نے خونیوں کے بچوں کو جان سے نہ مارا کیونکہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب میں جیسا خداوند نے فرمایا لکھا ہے کہ بیٹوں کے بدلے باپ نہ مارے جائیں اور نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں بلکہ ہر شخص اپنے ہی گناہ کے سبب سے مرے"

۱۔ سموئیل۔ ۱۱: ۷ سو اس نے ایک جوڑی بیل لے کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کاٹا اور قاصدوں کے ہاتھ اسرائیل کی سب سرحدوں پر بھیجا اور یہ کہا کہ جو کوئی آ کر ساؤل کے پیچھے نہ ہو لے اس کے بیلوں سے ایسا ہی کیا جائے گا۔"

ان الفاظ سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ جو کوئی بادشاہ کے احکام کی تابعداری نہ کرے اس سے اس کا سامان اور جائیداد چھین لی جائے گی۔

اسلامی قوانین سزا میں ملزم کے بارے میں سزا پر عمل درآمد صرف عدالت کے فیصلے پر اور عدالت کے حکم پر ہوگا۔ عوام الناس بغیر عدالت کہ کس کو کوئی سزا نہیں دے سکتے۔ عوام الناس سزا دلوانے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کریں۔ مثال کے طور پر عوام الناس کسی چور کو پکڑ کر اگر اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے تو ہاتھ کاٹنے کے جرم میں ان ہاتھ کاٹنے والوں کے بھی ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ یا اگر کسی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا ہو تو عوام الناس فوراً" اسے موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتے بلکہ عدالت کے پاس لے جائیں اور عدالت سزائے موت سنائے۔

جھوٹے نبی اور دین میں بگاڑ کرنے والے کی سزا

متی ۱۸ : ۶ اور مرقس ۹ : ۴۱ کے الفاظ "لیکن جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کس کو ٹھوکر کھلاتا ہے اس کے لیے یہ بہتر ہے کہ بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے مطلب یہ کہ سزائے موت۔

اعمال ۱۹ : ۳۸' ۳۹ "کسی پر دعوی رکھتے ہوں تو عدالت کھلی ہے اور صوبہ دار موجود (قاضی تھانیدار) ہیں۔ اور اگر تم کسی امر کی تحقیقات چاہتے ہو تو باضابطہ مجلس میں فیصلہ ہوگا"

انجیل مقدس کے ان الفاظ میں عوام الناس کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اگر تمہارا آپس میں کوئی جھگڑا ہو جانے کے امکانات ہو جائیں تو تم آپس میں لڑ نہ پڑو بلکہ عدالت اور تھانوں کی طرف رخ کرو۔ اور اگر کوئی خاص مسئلہ درپیش ہو تو عدالت میں ایک قاضی کی بجائے کئی قاضی ہونے چاہیں مطلب جیوری۔

قاضی حضرات کے لیے ہدایت

خروج = ۶ تا ۹ "تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمہ میں انصاف کا خون نہ کرنا۔ جھوٹے معاملے سے دور رہنا اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا (غلط فیصلوں سے) کیونکہ میں شریر کو راست نہیں ٹھہراؤں گا۔ تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔ اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا" یہ کہ ایک شہردار اور پردیس کے مقدمے میں شہردار کی طرف داری کرتے ہوئے پردیسی پر ظلم نہ کر دینا۔

احبار ۱۹ : ۱۵ "تم فیصلے میں ناراستی نہ کرنا۔ نہ تو تو غریب کی رعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ بلکہ راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا"

استثنا ۱ : ۱۶' ۱۷ اور اس موقع پر میں نے تمہارے قاضیوں سے تاکید یہ کہا کہ تم اپنے بھائیوں کے مقدموں کو سننا پر خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی کا تم ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا۔ تمہارے فیصلے میں کسی کی او رعایت نہ ہو۔ جیسے بڑے آدمی کی بات سنو گے ویسے ہی چھوٹے کی سننا۔ اور کسی آدمی کا منہ دیکھ کر ڈر نہ جانا (جیسے بڑے عہدوں پر فائز) کیونکہ یہ عدالت خدا کی ہے۔ یہوداہ ۱ : ۲۲ "اور بعض لوگوں پر جو شک میں ہیں رحم کرو" شک کی بنا پر بری کرنا۔

اپیل کا حق= ترجمہ القرآن (۲۱ : ۷۸ ' ۷۹) پر غور کریں کہ جب ایک آدمی کا ریوڑ دوسرے کی کھیتی کھا گیا تھا تو حضرات داؤد نے فیصلہ دیا کہ تمام ریوڑ کھیتی والوں کا ہوا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذریعے اپیل کرائی کیونکہ پہلا فیصلہ غلط ہوا تھا اور پھر حضرت سلیمان کے ذریعے فیصلہ یوں کرایا کہ بکریوں کے ریوڑ والے کھیتی کو پانی دیں جب تک کہ دوبارہ اسی حالت پر نہیں آجاتی بکریوں کا دودھ کھیتی والے پیتے رہیں اور بعد میں کھیتی والے اپنی کھیتی لے لیں اور بکریاں ریوڑ والوں کو واپس کر دیں۔ صرف ایک بار اپیل کا حق بنتا نہ کہ بار بار اور اگر کوئی خاص فیصلہ ہو تو بہت سے جج سنیں۔

القرآن ترجمہ-۲ : ۱۷۸' ۱۷۹ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو لکھا گیا ہے اوپر تمہارے برابری کرنا بیچ مارے گیوں کے آزاد بدلے آزاد کے غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے پس جو کوئی معاف کیا جاوے واسطے اس کے خون بہا بھائی اس کے سے کچھ پس پیروی کرنا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ادا کرنا ہے طرف اس کے ساتھ نیکی کے یہ آسانی ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور رحمت پس جو کوئی زیادتی کرے پیچھے اس کے پس واسطے اس کے عذاب ہے درد دینے والا

اور واسطے تمہارے بیچ برابری (قصاص) کے زندگی ہے اے عقل والوں تو کہ تم بچو ان آیات میں کہ آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت کا مطالبہ کیا جائے یہ اللہ تعالیٰ نے دیت کے طریقے بتلائیں ہیں کہ مثلاً" اگر کوئی کسی کی بیوی کو قتل کر دیتا ہے تو دیت کے طور پر وہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ قاتل اپنی لڑکیوں میں سے یا قاتل کے قبیلے والے اپنی لڑکیوں میں سے ایک عورت ان کو دے دیں کہ وہ اس عورت سے نکاح کر لے یا لڑکی کا باپ اس بدلے میں آئی ہوئی عورت کا اپنے لڑکے سے نکاح کر لے یہ ہوا عورت کے بدلے عورت اسی طرح اگر کوئی کسی کے غلام کو قتل کر دے تو مقتول کا مالک دیت (خون بہا) کے طور پر ان سے غلام حاصل کرنے کا مطالبہ کر دے یا دیت خون بہا کے طور پر رقم لے لے لیکن مقتول کے وارثوں کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے وہ قصاص لیں یا دیت (خون بہا) خون بہا کی یہ صورتیں ہیں جو اوپر بیان کر دی گئیں ہیں اور خون بہا حاصل کرنے کے بعد مقتول کے وارثوں کو قاتل سے کسی قسم کی دشمنی رکھنے کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ اور خون بہا حاصل کرنے کے بعد بھی قاتل کو قتل کرنا چاہیں گے تو ان لوگوں کو اللہ کا عذاب ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے قاتل پر مہربانی رکھ دی ہے لیکن ساتھ ہی مقتول کے وارثوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ تم دیت (خون بہا) کی بجائے قصاص لیا کرو یعنی قاتل کو سزائے موت دلوایا کرو اسی میں تمہاری زندگی ہے مطلب یہ کہ جس انسان پر شیطان نے غالب آکر ایک دفعہ قتل کرنے کی حرکت کرا دی شیطان پھر دوبارہ بھی اس آدمی پر غالب آکر قتل کی حرکت کرا سکتا ہے اور وہ قاتل پھر تم میں سے کسی ایک کی یا بہت کی زندگی ختم کر سکتا اس لیے مشورہ دیا گیا کہ قاتل سے قصاص لیا کرو۔ یہ کہ دیت لینے والا ایک عورت کے بدلے میں زیادہ عورتیں یا ایک غلام کے بدلے میں زیادہ غلام کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

سوال= سورے النور کی آیت نمبر ۲ میں زانی اور زانیہ کے لیے سو کوڑے مارنے کی سزا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ دین اسلام میں زانی اور زانیہ کی رجم (سنگسار) کر دیا جاتا ہے جبکہ قرآن پاک میں رجم (سنگسار) کرنے کا کہیں ذکر نہیں۔

جواب= مسلمان کے لیے صرف یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن پاک پر یقین کرے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے بلکہ قرآن پاک کی شروع سورے البقرہ کی آیت نمبر ۴ میں فرما دیا گیا کہ " اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری (قرآن پاک) اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے (بائبل) مطلب یہ کہ مسلمان کا قرآن پاک اور سابقہ کتابوں پر یقین لانا ضروری ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی سابقہ کتابوں پر یقین رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ جناب توریت احبار کے مطابق زانی اور زانیہ کو ضروری جان سے مار دیا جائے (۲۰ : ۱۰) اہل ملک اسے سنگسار کریں (۲۰ : ۲) اور یہود میں توریت کے مطابق زانی اور زانیہ کو سنگسار کر دیا جاتا تھا لہٰذا آپ بھی زانی اور زانیہ کو سنگسار کراتے تھے اور آپ کے بعد بھی۔

سورے النور کی آیت نمبر ۲ میں جو کوڑے مارنے کا ذکر ہے زانی اور زانیہ کو اس آیت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو جو سمجھ عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کے لوگوں کو زانی فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انداز بیان۔

(۱) وہ زانی اور زانیہ کو جو آپس میں زنا کرنا چاہتے تھے لیکن زنا کرنے سے پہلے ہی پکڑ لیے گئے کہ انہوں نے ابھی زنا کرنے کا عمل نہ کیا تھا ارادہ مکمل تھا۔

(۲) وہ زانی اور زانیہ کو جو آپس میں زنا کا عمل کرنے کے بعد پکڑ لئے گئے اور بات ثبوت کو پہنچی۔ (خواہ مرد اور مرد ہو یا مرد اور عورت)

ایسے لوگ جو زنا کا عمل کرنے سے پہلے پکڑے جائیں ان کو سو کوڑے ماریں جائیں اور ایسے لوگ جو زنا کا عمل کر چکے ہوں ان کو سنسار کیا جائے بالکل ایسے جیسے قتل کی سزا اور ارادہ قتل کی بھی سزا ہے۔

کچھ علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کنوارے کے لیے کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم کہ جس کو یہ بندہ تسلیم نہیں کرتا بندہ کے خیال میں تو چاہے کنوارہ ہو یا شادی شدہ زنا کرنے پر سنگسار کیا جائے گا۔

اور یہ کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں رجم کرنے کے بارے میں آیت یا حکم نہیں ہے تو بات یہ ہے کہ یہ بندہ قرآن پاک میں اشاروں کے ذریعے رجم کرنے کے بارے میں آیات لکھ دی گئی ہیں کہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(۱) فرمایا گیا " شیطان الرجیم " (۱۶ : ۹۸) شیطان رجم ہونے والا مطلب یہ کہ جو شیطان ہے جس نے شیطانی کام کیا

اس کو رجم کر دیا جائے۔
(۲) جب لوطی قوم نے برا فعل زنا کرنا شروع کیا اور ان میں کنوارے بھی تھے اور شادی شدہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ یوں فرمایا
"اور برسایا ہم نے اوپر ان کے پتھروں کو کنکر سے" (۱۵ : ۸۴) مطلب کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کے جرم میں آسمان سے پتھر برسا کر ان کو سنگسار کر دیا۔
(۳) جب ابراہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا تھا حضور پاک کی پیدائش سے پہلے سورے الفیل میں ذکر آیا "اور بھیجے اوپر ان کے پرندے جانور جماعت جماعت پھینکتے تھے پتھر کنکر سے (۱۰۵ : ۳'۴) مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے ذریعے ابراہ کے لشکر کو سنگسار کر دیا۔
مطلب یہ کہ سنگساری کرنے کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔
سوال= کیا قرآن پاک میں اسلامی قانونی شہادت نہیں ہے۔
جواب قرآن میں بھی اسلامی قانونی شہادت موجود ہے ترجمہ پڑھیں "اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اس کی" (۴۲ : ۴۰) اس آیت میں ایک اصول واضح فرما دیا گیا کہ جس میں اسلامی شہادت بھی آجاتا ہے اور دوسری بہت سی باتیں بھی مثلاً" ہاتھ کے بدلے ہاتھ گواہی کی صورت میں یا دانستہ کاٹنے کی صورت میں یہ بات اس آیت میں عقل دوڑانے سے سامنے آتی ہے جبکہ بائبل میں واضح اور صاف لکھ دی گئی ہے اور یہ کہ بائبل میں چھوٹے چھوٹے معاملات کے بارے میں بھی فیصلے ملتے ہیں۔

قرآن پاک کا سمجھنا

"ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر"
"اور تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا" سورے القمر
اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن پاک سمجھنے کے لیے ہمیں بہت سی باتوں کو مد نظر رکھنا پڑے گا (۱) اللہ تعالیٰ کی طبیعت (۲) اللہ تعالیٰ کی انداز بیان (۳) آیات کا شان نزول (۴) بائبل کا مطالعہ
(۱) اللہ تعالیٰ کی طبیعت (صفات = قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ملتی ہیں ان صفات میں ایسی صفات بھی ملتی ہیں کہ جو متضاد نظر آتی ہیں مثلاً" الرحمن اور قہار اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ذات اللہ تعالیٰ ایک انسان پر ایک وقت میں الرحمن بھی ہے اور قہار بھی بلکہ سمجھنے والے کو سمجھ لینا چاہیے کہ جہاں اچھے لوگوں کا ذکر ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات الرحمن اور جو برے لوگ ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات قہار ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کا انداز بیان قرآن پاک میں علماء نے اللہ تعالیٰ کے انداز بیان میں چار قسم کی آیات کو پایا ہے۔ مقطعات آیات۔ محکم آیات۔ متشابہ آیات۔ فسخ آیات۔
لیکن یہ بندہ قرآن پاک میں انداز بیان کی ایک پانچویں قسم بھی پاتا ہے کہ جن کو اس بندہ نے مکنون آیات والفاظ کا نام دیا ہے پہلے چار قسم کی آیات کے بارے میں تو ہر شخص جانتا ہے اس لیے یہ بندہ مکنون آیات الفاظ کے بارے میں لکھتا ہے۔
یہ مکنون (پوشیدہ مخفی) آیات و الفاظ ایسے آیات و الفاظ ہیں کہ یہ قرآن پاک میں کہیں بھی تحریر نہیں ہیں لیکن جب تک ان مکنون آیات و الفاظ کو ان کی جگہ پر تصور نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کے کلام کا صحیح مفہوم سمجھ نہیں آئے گا یہ بات بھی نہیں کہ یہ آیات و الفاظ آسمان سے اتارے گئے لیکن لکھنے سے رہ گئے نہیں یہ آیات اور الفاظ آسمان سے اتارے ہی نہیں گئے اور بات کر دی گئی کہ سمجھنے والا خود غور فکر کرے۔ اس انداز بیان کو کہا جا سکتا ہے کہ تھوڑا کہنے میں بہت کچھ کہہ جانا۔ کہ انسانوں کے انداز بیان میں بھی ایک انداز بیان یہ ہے کہ کچھ بھی نہ کہا اور کہہ بھی گئے۔ وہ جو آیات کے پیچھے بہت کچھ یا تھوڑا کچھ ہوتا ہے۔ ان کو اس بندہ نے مکنون (پوشیدہ مخفی) آیات والفاظ کا نام دیا ہے۔
مکنون آیات کی بھی یہ بندہ قرآن پاک میں تین اقسام پاتا ہے۔
ا= کسی بھی واقعہ کا پس منظر
ب = قرآن پاک کی تحریر میں کسی بھی ایسی جگہ کہ ان آیات و الفاظ کو رکھ دیا جائے تو تمام واقعہ اور بات آسانی سے

سمجھ میں آجائے۔
ح= قرآن پاک کی آیات کی تصویر کے دوسرے رخ اور مختلف زاویے
ا= یہ کہ واقعہ ایوب سے متعلق سورے ص آیت نمبر۴۱ تا ۴۴
" اور یاد کر بندے ہمارے ایوب کو جس وقت کہ پکارا اس نے پروردگار اپنے کو یہ کہ ہاتھ لگایا ہے مجھ کو شیطان نے ساتھ ایذا کے اور عذاب کے لات مار پاؤں اپنے سے یہ ہے جگہ نہانے کی ٹھنڈی اور پینے کی اور دیئے ہم نے اس کو اہل اس کے اور مانند ان کی ساتھ ان کے بوجہ رحمت یعنی مہربانی کے اپنی طرف سے اور یاد گار واسطے عقل مندوں کے اور لے بیچ ہاتھ اپنے کے جھاڑو پس مار ساتھ اس کے اور مت جھوٹی کر قسم اپنی تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا تجی۔
ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ ایوب مختصر الفاظ میں بیان فرمایا اور بیان میں یکدم فرمایا کہ " لے بیچ ہاتھ اپنے کے جھاڑو پس مار ساتھ اس کے اور مت جھوٹی کر قسم اپنی " یہ کیا بات ہوئی کہ یکدم جھاڑو مارنے کا حکم دے دیا اور ان ایات سے تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جھاڑو کس کو مارنی ہے۔ اس کے لیے آپ کو اس واقعہ کے سمجھنے کے لیے اس واقعہ کے پس منظر کی طرف جانا پڑے گا جو کہ تفسیروں میں لکھے مل جاتے ہیں اور جو کہ سینہ بہ سینہ چلے آرہے تھے۔
پس منظر یہ تھا کہ آپ سخت بیمار تھے آپ کو شہر سے باہر ڈال دیا گیا تھا آپ کی بیوی صاحبہ آپ کی خدمت کرتی اور آپ کے کھانے کے لیے روٹی کھانا شہر سے مانگ کر لاتی اور آپ کو کھلاتی ایک دن کسی نے بھی کھانا نہ دیا تو ایک شخص نے اس شرط پر کھانا دینے کی ہاں کی کہ وہ اپنے بال کٹوا کر اس آدمی کو دے آپ کی بیوی صاحبہ نے اپنے بال کٹوا کر اس شخص کو دے دیے اور کھانا لے آئی حضرت ایوب جو بال کٹے ہوئے دیکھے تو غصہ سے قسم کھا بیٹھے کہ اگر میں صحت مند (ٹھیک) ہو گیا تو تجھے سو کوڑے ماروں گا کیونکہ بال کٹانا بہت بڑا عیب سمجھا جاتا تھا کہ بری عورت کی جرم کرنے پر بال کاٹ دیئے جاتے تھے۔ اصل حقیقت آپ کی بیوی صاحبہ نے بتلا دی تھی کہ یہ تھی اور اس نے کوئی جرم نہ کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب کو صحت مند کیا تو ساتھ ہی وہ قسم بھی یاد دلائی جو بیوی قصور وار نہ ہونے پر جلدی میں کھا بیٹھے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ فرما دیا کہ جھاڑو مار دینا قسم پوری ہو جائے گی کہ جھاڑو میں بھی سو سے زیادہ سینک (تیلے) ہوتے ہیں قرآن پاک میں جھاڑو مارنے کے الفاظ پچھلے تمام قصے واقعہ کو بھی کھینچ کر قرآن پاک کی طرف لے آتے ہیں لہذا واقعہ کے تمام پس منظر کا بھی قرآن پاک سے تعلق ہوا لہذا یہ تمام پس منظر کو ہم قرآن پاک کی مکنون آیات کہہ سکتے ہیں اور یہ تفسیروں اور قرآن پاک کے حاشیہ کی تفسیروں پر بھی لکھے ہوئے عام مل جاتی ہیں کہ جن سے قرآن پاک کی آیات کی آسانی سے سمجھ آجاتی ہے۔
ب = قرآن پاک کی سورے یٰسین کی آیت نمبر۲۵ تا ۲۷ کا ترجمہ
" تحقیق میں ساتھ ایمان لایا پروردگار تمہارے کے پس سنو بات میری کہا گیا داخل ہو بہشت میں کہا جب نے اے کاش کہ قوم میری جانتی ساتھ اس چیز کے کہ بخشا پروردگار میرے نے اور کیا مجھ کو کرم کیے گیوں سے۔
آیت نمبر۲۵ میں وہ شخص دنیا میں کھڑا بات کر رہا ہے اور آیت نمبر۲۶،۲۷ میں وہ بہشت میں داخل ہو کر بات کر رہا ہے اور خواہش ظاہر کی۔ آیت نمبر۲۵،۲۶ کے درمیان مکنون آیت یوں بنی " پھر قوم نے اس کو شہید کر ڈالا جس کے صلہ میں آیت نمبر۲۵ بن گئی کہ پورا واقعہ سمجھ آگیا۔
مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پڑھتے ہوئے جب دیکھو کہ بات کا تسلسل درمیان سے ٹوٹ رہا ہے تو وہاں خالی جگہ سمجھ کر تفسیروں میں تلاش کرو کہ یہاں کیا ہے یا ایسا مفہوم یا چند الفاظ لکھنے کے بعد جو بھی مفہوم بنے وہ محکم آیات کے تابع رہے تو سمجھ لو کہ یہ آیات و الفاظ مکنون آیات و الفاظ ہیں۔
ح = آیات کی تصویر کے دوسرے رخ اور مختلف زاویوں کے بارے میں سورے النساء میں عورتوں کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے۔ کہ
" اور صحبت رکھو ان کے ساتھ اچھی طرح کہ پس اگر ناپسند رکھو ان کو پس شاید کہ مکروہ رکھو تم کچھ چیز کو اور کرے اللہ بیچ اس کے بھلائی بہت " ۴ : ۱۹
اس آیت میں مردوں کو واضح طور پر فرمایا جا رہا ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی ہلکی شکل کی ہو خوبصورت نہ ہو یا کچھ

بد تمیز ہو تو ان مردوں کو اللہ تعالیٰ مشورہ دے رہا ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ اچھی محبت رکھا کرو اور فرمایا شاید کہ تم کسی بیوی کو مکروہ رکھو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اور دوسری بہت سی بھلائیاں رکھ رکھی ہوں۔ اسی آیت سے علماء نے مطلب نکال رکھا ہے کہ جس عورت میں خوبصورت نہ ہوگی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ بھلائی ہوگی مطلب یہ کہ اس کی وجہ سے گھر میں دولت زیادہ آجائے گی یا وہ زندگی میں کسی بھی قسم کی پریشانی نہ دے گی وغیرہ

اس آیت کی تصویر کا دوسرا رخ یہ بنا کہ اگر کسی عورت کا خاوند ہلکی شکل کا ہو تو وہ عورت بھی اپنے خاوند سے اچھی محبت رکھے اور بات آگے بڑھ کر زاویوں پر پہنچ جاتی ہے کہ اگر کسی کا بیٹا بیٹی ماں باپ بہن بھائی خوبصورت شکل کے نہ ہوں تو وہ پھر بھی ان سے اچھی طرح کی محبت رکھیں اور بے رخی نہ کریں اس میں کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوگی یہ تمام لوگوں کے لیے احکام اس ایک آیت سے نکل آئے۔

ان مکنوں آیات کا ثبوت یہ بندہ قرآن پاک سے بھی دے سکتا ہے۔

ترجمہ "پس پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بڑے کے پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے تاروں کے اور تحقیق یہ قسم ہے اگر جانو تم بڑی تحقیق یہ پڑھنے کی چیز (القرآن) ہے باکرامت بیچ کتاب پوشیدہ کے نہیں مس کرتے اس کو مگر پاک لوگ اتاری ہوئی ہے پروردگار عالموں کی طرف سے" ان آیات میں فرمایا (۵۶: ۷۴ تا ۸۰)

عربی= فی کتاب مکنون ترجمہ بیچ کتاب کے پوشیدہ (۵۶: ۷۸)

یہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے بارے میں اتاری ہیں کہ فرمایا اتاری ہوئی ہے پروردگار عالموں کی طرف سے"

فی کتاب مکنون اس آیت میں واضح طور پر فرما دیا گیا کہ اس کُتاب میں مکنون آیات بھی موجود ہیں اس بات کو علماء نے یوں فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں اسرار رموز موجود ہیں۔

"نہیں چھوتے ان کو مگر پاک لوگ" (۵۶: ۷۸)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان مکنون آیات کو نہیں ذہنی طور پر محسوس کرتے مگر وہ پاک لوگ جو قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں متقی لوگ۔

مشترکہ الفاظ= یہ کہ یہ بندہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی لفظ کو مشترکہ لفظ کے طور پر استعمال کرتا ہے اردو لغت میں لفظ چاک پانچ معنوں میں استعمال ہوا (۱) لکھنے والا چاک (۲) کمہار کا چاک (۳) قمیض کا چاک (۴) کنویں کی چرخی (۵) کٹا ہوا پھٹا ہوا

اب اس چاک کے معنی ہمیں فقرے کے استعمال سے صحیح معلوم ہوتے ہیں جب استاد کے ساتھ چاک کے لفظ کا ذکر آئے گا تو ہمارے ذہن میں فوراً" لکھنے والا چاک آجائے گا۔

جب کمہار کے ساتھ چاک کا ذکر آئے گا تو ہمارے ذہن میں فوراً" برتن بنانے والا چاک آئے گا جس پر کمہار برتن بناتا ہے۔

درزی کے ساتھ چاک کا ذکر ہوگا تو وہ قمیض کے چاک کا ذکر ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی بھی لفظ کو مشترکہ لفظ کے طور پر استعمال کرتا ہے کہ (فقرے کے استعمال سے مفہوم اور معنی ظاہر ہوتے ہیں مثال کے طور پر نور کہا دن کی روشنی کو (۶: ۱) نور کہا ایمان کی روشنی کو (۵: ۱۶) (۲: ۲۵۷) نور کہا دین اسلام کو (۶۱: ۸) نور کہا قرآن پاک کو (۶۴: ۸) نور کہا آنکھ کی بینائی کو (۲۴: ۴۰) امن بھی نور ہے عقل بھی نور ہے اور عام لوگ دودھ کو بھی نور کہتے ہیں۔ علم نور ہے۔

ترجمہ "مہینہ رمضان کا جو اتارا گیا ہے بیچ اس کے قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور دلیلیں ہدایت کی سے اور معجزے" (۲: ۱۸۵) مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بات دلائل کے ذریعے کی ہے اور دلیل سے بات کرنا ہی سب سے اچھا طریقہ ہوتا ہے بات کرنے کا بغیر دلیل کے کی ہوئی بات بے معنی اور گمان ہوتا ہے اور یہ کہ قرآن پاک اپنی آیات کی تفصیل اور تفسیر خود کرتا ہے۔ کہ فرمایا "اور ہر چیز کو مفصل بیان کیا ہم نے اس کو مفصل بیان کرنا" (۱۷: ۱۲)

"اور نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل مگر لاتے ہیں ہم تیرے پاس حق کو اور بہت اچھا (تفسیر سے) کھول کر بیان کرتے ہیں" (۲۵: ۳۳) اس لیے قرآن پاک کی آیات کی سب سے بہترین سمجھ یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیت کے لیے قرآن

پاک کی دوسری آیت ہی دلائل بن جائیں۔ اس کے لیے کہ قرآن پاک بار بار پڑھنے اور تلاش کی ضرورت ہے کہ ایک بات مختلف جگہوں پر بیان فرمائی گئی ہے۔

شان نزول اور یہ کہ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قیامت تک کے لوگوں سے بات کر دی گئی ہے مطلب یہ کہ قرآن پاک کی آیات گو شان نزول خاص کسی ایک آدمی کے بارے میں ہو مگر حکم عام ہوتا ہے کسی بھی آیت کے شان نزول پر بھی نگاہ رکھنی ضروری ہے کہ حضور پاک کے دور میں بعض واقعے ہو جاتے تھے کہ جن کے بارے میں آیات اتاری جاتی تھیں۔ کچھ آیات کا شان نزول یہ بھی ہے کہ جو باتیں بائبل میں تحریف کر دی گئیں تھیں وہ پھر قرآن پاک میں واضح طور پر بیان فرما دی گئیں۔

قرآن پاک کی بعض آیات کا ترجمہ ہی ان کی تفصیل اور تفسیر ہوتا ہے بعض آیت کہ مختلف ٹکڑے کرنے سے آیت ایک میں بہت سی باتیں مل جاتی ہیں بعض آیات کہ جب تک آگے پیچھے دائیں بائیں کی آیت کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہو جاتا ہے اور بعض آیات خاص طور پر متشابہ آیات کو سمجھنے کے لیے مکمل قرآن پاک اور بائبل میں نگاہ بھی رکھنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مستقبل کی بات بھی ایسے کرتے ہیں جیسے کہ حال میں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے سامنے مستقبل اور ماضی ایسے ہے جیسے حال۔

(۴) بائبل= بائبل اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے منسوب ہے لہٰذا بائبل سے بھی استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے جیسے کہ قرآن پاک میں توریت انجیل مقدس زبور اور صحائف کا ذکر ہے۔ لہٰذا بائبل میں بھی عقل دوڑائی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مزاج (صفات) کا پتہ چلے۔

متشابہ آیات

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متشابہ آیات بھی رکھی ہیں تاکہ انسانوں کا امتحان لیا جا سکے کہ کون ایسا شخص ہے کہ جو قرآنی آیات کا غلط مطلب نکال کر گمراہ ہوتا ہے متشابہ آیات وہ آیات کہ جن کے معنی کئی طرف نکلتے ہوں یا ان سے برائی کرنے کی اجازت کا شبہ ملتا ہو۔

ترجمہ= "وہی ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب بعض اس کی آیتیں محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں والی وہ جڑ ہیں کتاب کی اور ہیں متشابہ سننے کئی طرف ملتے پس آیا وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے کجی ہے۔ پس پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کے شبہ ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے گمراہی کے اور واسطے چاہنے حقیقت اس کی کے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اس کے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے" (۳:۷)

متشابہ آیات کی پیروی کرنے والے وہ لوگ بتلائے گئے کے جن کے دلوں میں کجی ہے مطلب یہ کہ دین اسلام سے متعلق ان کی ذہنیت میں ٹیڑھا پن ہو۔ جن کے دلوں میں دہریہ خیالات (لادین) جنم لے رہے ہوں اللہ اور آخرت کے بارے میں یقینی کیفیت نہ ہو اور یہ کہ جن کے ذہن برائی کی طرف مائل ہوں۔

متشابہ آیات کے معنی کئی طرف نکلتے ہیں لیکن متشابہ آیات کے جو معنی محکم آیات کے تابع ہوں (ماتحت ہوں) وہی معنی ان آیات کے صحیح معنی ہونگے اور جو معنی محکم آیات کے خلاف نکلتے ہوں وہ غلط ہوں گے۔ لہٰذا علماء نے متشابہ آیات سے کنارہ کش رہنے کا مشورہ دیا ہے لیکن قرآن پاک سے یہ الفاظ "اور نہیں جانتے حقیقت اس کی کو مگر اللہ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے" مطلب یہ کہ دین اسلام پر مضبوط عقیدے پر قائم اور علم والا ان آیات کے اصل معانی تک پہنچ سکتا ہے۔ "اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے ایک نصیحت تو یہ ہے کہ تمام قرآن سے نصیحت حاصل نہیں کرتے دوسرے یہ کہ علماء نے جو فرمایا کہ ان آیات سے کنارہ کشی کرو مگر وہ کجی والے نصیحت نہیں پکڑتے۔

اگلی آیت نمبر (۳:۸) میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انسان سے دعا منگوائی کہ اے اللہ ہمارے دلوں میں کجی نہ آنے دیو۔ یہ دلوں کی کجی والے ہی گمراہ ہو کر بہت سے انسانوں کو بھی راہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔

متشابہ آیات سے مختلف معنی نکالنے کی مثال میں اس طرح دے سکتا ہوں کہ جیسے گھروں میں ہاتھ سے آٹا پیسنے کی چکی چل رہی ہو تو تم جو کچھ سوچو گے وہ چکی کی گھر گھر کی آواز وہی کہنا شروع کر دے گی لیکن آج کل گھروں میں چکیں بہت کم ہیں لہٰذا بات آپ کے سمجھ نہ آئے سکے گی کہ آپ مشاہدہ نہ کر سکیں گے لہٰذا دوسری مثال دیتا ہوں۔ کہ کالا تیتر

بولتا ہے کہ اس کی آواز یوں ہے ٹیں ٹیں ٹشٹ ٹیں۔ اب اگر کسی مولوی سے پوچھو کہ کالا تیتر کیا کہہ رہا ہے تو اس کے دماغ میں ہے کہ تمام پرندے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہے ہیں (۱۷ : ۴۴) تو وہ کہتا ہے کہ تیتر کہہ رہا ہے کہ سبحان تیری قدرت یہی سوال جب پنساری سے کرو گے تو وہ کہے گا کہ کہہ رہا ہے کہ لون تیل ادرک پہلوان سے پوچھو تو جواب دے گا کہ تیتر کہہ رہا ہے کہ کھا چوری کر کثرت مطلب یہ کہ تیتر کی آواز ٹیں ٹیں ٹشٹ ٹیں کو اپنی سوچ کے مطابق لے جائیں گے یہ مشاہدہ آپ بھی کر سکتے ہیں۔

ایک آیت کا ترجمہ اس میں شبہ اور پھر اس پر بحث لکھتا ہوں۔

" اور مت جبر کرو لونڈیوں اپنیوں کو اوپر بد کاری کے اگر چاہیں بچے رہنا تو کہ طلب کرو تم اسباب زندگانی دنیا کا اور جو کوئی جبر کرے گا ان کو پس تحقیق اللہ پیچھے جبر کرنے کے ان پر بخشنے والا مہربان ہے" (۲۴ : ۳۳) اس آیت میں ایسے لوگوں سے متعلق بات کی جا رہی ہے کہ جو اپنی غلام عورتوں لونڈیوں سے بازار حسن میں رنڈی بازی کراتے ہیں اور معاوضہ رقم دولت حاصل کرتے ہیں۔ اس آیت میں تو واضح طور پر ظاہر ہو گیا کہ لونڈی کی ناراضگی اور انکار پر جبر حرام ہوا درمیان میں الفاظ آئے اگر چاہیں بچے رہنا" ان الفاظ کی تصویر کا دوسرا رخ یوں بنا کہ جیسے اگر وہ لونڈیاں رنڈی بازی کرانے میں راضی ہوں تو جیسے کوئی حرج نہیں (نعوذ باللہ) یہ ہے اس آیت میں شبہ۔ اس شبہ کی وجہ سے اگر کوئی کہنے لگے کہ لونڈیوں کی رضامندی ہے رنڈی بازی کی کمائی حلال ہے تو ہم کیا جواب دیں جواب ہے اسی آیت میں توجہ کریں کہ " مت جبر کرو لونڈیوں اپنیوں کو اوپر بد کاری کے " رنڈی بازی کے لیے لفظ بد کاری استعمال کیا گیا بد کاری تو بد کاری رہے گی خوش ہو کر کی جائے یا ناراضگی میں کی جائے۔ اس آیت میں لفظ بد کاری نے ہی فیصلہ کر دیا کہ رنڈی بازی اور رنڈی بازی کی کمائی حرام ہے خواہ خوشی سے ہو یا ناخوشی سے لہٰذا ثابت ہوا کہ بد کاری کی کمائی حرام ہے اس کے علاوہ سارے قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا مزاج اور طبیعت دیکھی جائے کہ کیا رنڈی بازی کی کمائی خواہ لونڈیاں خوش ہوں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہو سکتی ہے (نعوذ باللہ) قرآن پاک میں ایک بات بار بار کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنی عادت (سنت) نہیں بدلتا" (۳۳ : ۶۲) (۳۵ : ۴۳) تو قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے ہم اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت کا مطالعہ کرنے کے لیے تاریخ میں جائیں تو ہمیں بائبل میں رنڈی بازی سے متعلق واضح احکام ملتا ہے۔

" تو اپنی بیٹی کو کسبی (طوائف) بنا کر ناپاک نہ ہونے دینا تا ایسا نہ ہو کہ ملک میں رنڈی بازی پھیل جائے اور سارا ملک بد کاری سے بھر جائے" (احبار ۱۹ : ۲۹) کے الفاظ توریت کے ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت کا شروع سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رنڈی بازی سے سخت ناراضگی ہے اور قرآن پاک اور بائبل میں اس کو بدکاری کہا جا رہا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ رنڈی بازی کی کمائی حرام ہے بلکہ یہ زنا ہوگا اور دین اسلام میں اس کی سزا سنگسار کرنا ہے۔

دیکھا آپ نے کہ اس آیت میں کیا شبہ ہے کہ جس سے پورا ملک ہی بد کاری کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات رکھی ہیں آزائش کے لیے کہ جن سے کوئی بھی ایسا شخص کہ جس کہ دل میں کجی ہو گمراہ ہو سکتا ہے توجہ کریں آیت نمبر ۲ : " پس کہتے ہیں کیا چاہا ہے اللہ نے ساتھ اس کے مثال لاتا گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر بد کاروں کو" اسی طرح ۱۹ فرشتوں کی بات کرتے فرمایا " اور نہیں کی ہم نے گنتی ان کی مگر گمراہی واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے۔

قرآن پاک میں بار بار فرمایا کہ یہ قرآن اتار عربی میں (۱۲ : ۲)

اس عربی میں اتارنے سے مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو تم سعودی عرب سے قرآن کا علم حاصل کرو عرب میں حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے کیا آج تک بھی رنڈی بازی کی اجازت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں متشابہ آیات سے گمراہ ہونے سے بچائے آمین ثم آمین یا رب العالمین

ترجمہ " یہ کتاب ہے کہ اتارا ہم نے اس کو طرف تیری برکت والی تو کہ فکر کریں بیچ آیتوں اس کی کے اور تو کہ نصیحت پکڑیں صاحب عقل کے" (۳۸ : ۲۹)

فکر کریں آیت نمبر(۲۴ : ۳۳) کے شروع کے الفاظ پر باندی وغیرہ کے آزاد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے تو اے اللہ کے بندوں اس ترغیب پر عمل کرو اور اس سے پہلے ایسے غریب آدمی جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے پاکدامنی

کریں مطلب صبر کریں کہیں ایسی ویسی جگہ مت جاؤ
خوب فکر کرنا چاہیے آئیے قرآن پاک کی اس آیت کی طرف " اور وہ لوگ کہ جس وقت نصیحت دیے جاتے ہیں ساتھ نشانیوں رب اپنے کے نہیں گر پڑتے اوپر ان کے بہرے اور اندھے ہو کر" (۲۵ : ۷۳) مطلب یہ کہ اگر کوئی قرآن پاک کی متشابہ آیات سے غلط مطلب نکال کر تمہیں نصیحت دے تو تم ان کی باتوں پر اندھے بہرے ہو کر نہ گر جانا کہ گمراہ ہو جاؤ خود خوب تحقیق کیا کرو۔
ہم اس آیت نمبر (۲۴ : ۳۳) پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے اس بارے میں قرآن پاک میں اور آیت تلاش کرتے ہیں تو ہمیں دو محکم آیت ملتی ہیں۔
ترجمہ " اور وہ واسطے شرمگاہ اپنی کی محافظت کرنے والے ہیں مگر اوپر بی بیوں اپنی کے یا جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ ان کے پس تحقیق وہ نہیں ملامت کیے گئے پس جو کوئی چاہے سوائے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں حد سے گزرنے والے" (۲۳ : ۶ ' ۷ ' ۸) اور فرمایا " اور جو لوگ کہ وہ واسطے شرمگاہ اپنی کے حفاظت کرنے والے ہیں مگر اوپر جوروؤں اپنی کے یا جن کے مالک ہوتے ہیں داہنے ہاتھ ان کے پس تحقیق وہ نہیں ملامت کیے گئے۔ پس جو کہ چاہے سوائے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں حد سے نکل جانے والے۔ " (۷۰ : ۲۹ ' ۳۰ ' ۳۱) یہ آیات محکم آیات ہیں۔
ان آیات میں ہمیں اللہ تعالٰی نے صرف دو قسم کی عورتوں سے ہمبستری کرنے کی اجازت دی ہے (۱) بیویاں (۲) لونڈی یا باندی (غلام عورتیں جو خرید کی ہوں یا تحفہ میں ملیں ہوں) ان عورتوں کے علاوہ کسی اور عورتوں سے ہم بستری کرنا حد سے گزرنا قرار دے دیا گیا مطلب زنا کرنا ہوا۔
اس آیت (۲۳ : ۷) کے مطابق کی دوسرے کی لونڈی سے ہم بستری کرنا بھی زنا اور کسی دوسرے کی لونڈی کرایہ پر حاصل کر کے ہم بستری کرنا بھی زنا ہوا کیونکہ اجازت صرف اپنی لونڈی سے ہمبستری کرنے کی ہے نہ کہ دوسرے کی سے۔
قرآن کا لفظی معنی یہ ہے کہ بار بار پڑھنا اگر کوئی یہ کہے کہ وہ صرف ایک بار قرآن پڑھے گا تو اسے قرآن پاک کے سارے اسرار و رموز سمجھ آجائیں گے وہ غلطی پر ہوگا اس بندے کا یہ مشاہدہ ہے کہ ایک بار قرآن پاک پڑھنے سے صرف چار پانچ آیات پر خاص طور پر دل ٹھہرتا ہے کہ ان آیات پر خاص طور پر غور کرو اور ان آیات سے متعلق قرآن پاک میں جو دوسری آیات ان آیات کی تشریح یا تفسیر ہیں ان کو اکٹھا کرو۔ ہر بار قرآن پاک پڑھنے سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں اضافہ ہوتا ہے اور اصل یہ کہ دیکھو تم کیا ہم دین اسلام کے سیدھے راستے پر ہیں ہمیں اپنی زندگی کس طرح گزارتی ہے ہمیں قرآن پاک کی آیات سے کیا سبق ملتا ہے۔
متشابہ آیات سے متعلق یوں بھی کہ قرآن پاک تمام رحمت ہے جس طرح جنت میں ہر چیز اچھی تھی لیکن ایک درخت ایسا تھا کہ جس سے حضرت آدم علیہ السلام کو منع کر دیا گیا تھا اس طرح قرآن پاک میں بھی متشابہ آیات اسی درخت کی مانند ہیں کہ جن سے منع کیا گیا ہے وہی حضرت آدم علیہ السلام والا امتحان آج بھی ہر مسلمان سے لیا جا رہا ہے اے مسلمانوں بات کو سمجھو۔
ہر مصنف اپنی تحریر کے پڑھنے والے سے خوش ہوتا ہے لہٰذا انسان جو قرآن پاک پڑھے گا اور غور فکر کرے گا اللہ تعالٰی اس سے ضرور خوش ہونگا اے اللہ کے بندو قرآن پاک خوب غور و فکر سے پڑھا کرو۔ اللہ تعالٰی سب کو قرآن پاک میں غور و فکر کرنے کی توفیق دے آمین ثم آمین یا رب العالمین
مفہوم! اور یہ قرآن سمجھنے کے لیے آسان کر دیا پھر ہے کوئی سمجھے" (۵۴ :)

ڈروائے ڈرنے والو

" کیا پس نڈر ہو تم اس سے کہ دھنسا دیوے تم کو طرف جنگل کی یا بھیج دیوے اوپر تمہارے یعنی (بارش) پتھروں کا پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے کوئی کارساز یا نڈر ہو تم اس سے کہ لے جاوے تم کو بیچ اس کے اور بار پس بھیجے اوپر تمہارے کشتی توڑنے والی باؤ سے پس ڈبا دیوے تم کو سبب اس کے کہ کفر کیا تمنے پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے اوپر ہمارے بدلے اس کے پیچھا کرنے والا ۱۷ : ۶۸ : ۶۹

اے اللہ کے بندو اس آیت پر غور کرو ان آیات میں پتھروں کی بارش اور کشتی توڑنے والی ہوا کا ذکر ہے پتھروں کی بارش سے متعلق آپ کو یاد ہو گا کہ ۱۶ جولائی سے ۲۱ جولائی تک میں پتھروں کے ٹکڑے مشتری سیارے پر گرتے رہے کہ جن کا مشاہدہ ٹی وی پر بھی دیکھلایا گیا مشتری سیارہ زمین سے ۳۱۸ گناہ بڑا ہے اگر اسی طرح کے پتھر زمین پر گرنے لگ جائیں تو کیا ہو یہ مشتری پر پتھروں کے گرانے کا مشاہدہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دیکھلا کر ڈرا دیا ہے کہ اسی طرح تمہاری زمین پر بھی پتھروں کی بارش ہو سکتی ہے اور کشتی توڑنے والی باؤ سے مراد وہ ہوا ہے کہ جو سمندروں سے اٹھے کہ آج کل پہلے ہی ٹی وی پر بتلا دیا جاتا ہے کہ سمندروں میں فلاں جگہ سخت طوفان ہے کہ جو فلاں علاقے کی طرف بڑھ رہا ہے کچھ مدت پہلے ایسے طوفان آیا تھا اور اس کا رخ پاکستان کراچی کی طرف تھا اور وہ ہوائیں بارش اور بادلوں کے ساتھ کراچی پہنچ چکی تھیں کہ ان ہواؤں کا رخ بھارت کی طرف مڑ گیا تھا کراچی کے لوگوں میں ان ہواؤں کے پہنچنے سے خوف ہراس خوب ہوا تھا ایسی ہوائیں سمندر کے پانی سے بہت سے خشکی کو سمندر میں بدل کر وہاں کے لوگوں کو غرق کر سکتی ہے اس طرح کے دو واقعے قرآن پاک میں بھی ملتے ہیں کہ لوط کی بستی پر پتھروں کی بارش ہوئی اور نوح کے وقت پانی کا طوفان۔

خوراک کا توازن

"کھاؤ اور چگاؤ جانوروں اپنوں کو تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے صاحب عقلوں کے" (۲۰ : ۵۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھاؤ اور چگاؤ جانوروں اپنو کو انسان کا پیٹ بہت چھوٹا ہوتا ہے اور جانوروں بھینس گائے اور اونٹ کا بہت بڑا لہٰذا جانوروں کو خوراک کی بہت زیادہ مقدار چاہیے اور انسانوں کو کم اللہ تعالیٰ نے یہی تناسب دیکھتے ہوئے جانوروں کے لیے زیادہ خوراک کا انتظام کیا اور انسانوں کے لیے بھی تقریباً" کسی بھی چیز کا دو بٹا تین جانوروں کے لیے اور ایک بٹا تین انسانوں کے لیے= مثال کے طور پر گندم جب فصل اٹھائی جاتی ہے تو ہمیشہ گندم سے دوگنا مقدار بھوسے کی ہوتی ہے (دیسی گندم) اسی طرح جوار باجرہ اور مکئی میں دو بٹا تین سے بھی زیادہ سرسوں کے بیج میں صرف ایک بٹا تین حصہ تیل نکلتا ہے اور دو بٹا تین کھل جو جانوروں کی خوراک بنتی ہے کپاس میں ایک بٹا تین حصہ روئی اور دو بٹا تین بنولہ جانوروں کے لیے اس تناسب میں بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان نظر آتی ہے کہ انسانوں کے ساتھ ساتھ تمام پودوں میں جانوروں کا حصہ بھی رکھ دیا۔ الحمد اللہ رب العٰلمین۔

دوبارہ پیدا کرنا=

"اور تحقیق پیدا کیا میں نے تجھ کو پہلے اس سے کہ نہ تھا تو کچھ" (۱۹ : ۹)

نباتات کا مشاہدہ کریں تو ہم کسی بھی پودے کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پودا ہیں اس پودے کے بیج یا قلم سے دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے ہمیں یقین ہے کیونکہ ہر پودے میں اس قسم کا نظام رکھ دیا گیا ہے لیکن اصل سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ جب کچھ بھی نہ بنا تھا پہلے پودے اور انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے نہ ہونے پر بنا دیئے تو ہونے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا تو بالکل آسان بات ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بات دلیل کے طور پر فرمائی ہے کہ اے انسان جب تیرا وجود نہ تھا تو تجھ کو بنا دیا اب تو تو موجود ہے اب صاف ظاہر ہے کہ یہ دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

آنکھوں کی محافظت

"کہہ واسطے مسلمان مردوں کے کہ بند کریں آنکھیں اپنی اور محافظت کریں شرمگاہوں اپنی کی یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے ان کے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں۔ (۲۴ : ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے شرمگاہوں کی حفاظت کے لیے ایک اصول بیان فرما دیا کہ اپنی نگاہوں کو عورتوں کی طرف اٹھنے سے بھی بچاؤ۔ عورت پردہ نہ کرے تو مرد منہ پھیر لے کسی بھی برائی کی ابتداء آنکھوں کے دیکھنے سے شروع ہوتی ہے اگر کسی شیطان انسان مرد یا عورت سے آنکھ مل جائیں تو فوراً" شیطان شیطان مرد یا عورت کی آنکھوں میں سے جھانکنا شروع کر دیتا ہے اور آنکھ کے بار بار ملنے سے گندی شکل کی عورت بھی اس دیکھنے والے مرد کے لیے خوبصورت بنتی چلی جائے گی یہ آنکھوں کا ملانا خطرناک مرض ہے کہ جو انسان کو لے ڈوبتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مشورہ کے مطابق عورت کی طرف دیکھنے اور آنکھ ملانے سے بچو۔ آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی۔ اور یہی بات بائبل میں یوں فرما دی گئی

حتی کر اشارہ وہ بچہ کو اپنی پلکوں سے شکار کرے ۔۔ (۶:۲۵)

عذاب سے بچنے کا طریقہ

"کیا کرے گا اللہ عذاب کر کر تم کو اگر شکر کرو گے تم اور ایمان لاؤ گے تم اور ہے اللہ قدر دان جاننے والا" (۴: ۱۴۷) "اور نہیں تھا اللہ کہ عذاب کرتا ان کو اور تو بیچ ان کے تھا اور نہیں تھا اللہ عذاب کرنے والا ان کو اور وہ ہوں بخشش مانگتے" (۸ : ۳۳) ان آیات میں عذاب سے بچنے کے چار طریقے بیان فرمائے ہیں (۱) شکر کرنا (۲) ایمان لانا (ایمان لانے سے مراد دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ ہر برائی سے دور بھاگے) (۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں میں ہونا (لیکن اب یہ بات نہیں ہو سکتی درود پڑھی جا سکتی ہے) (۴) بخشش مانگنا ان چاروں صفات کا (اعمال کا) بیک وقت انسان میں ہونا یا ان میں سے کسی ایک پر عمل کرنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاوے گا۔

درخت سینڈھ کا=

ترجمہ "یا درخت سینڈھ کا تحقیق کیا ہے ہم نے اس کو بلا واسطے ظالموں کے تحقیق وہ ایک درخت ہے کہ نکلے گا بیچ جڑ دوزخ کے سر اس کے گویا کہ سر ہیں سانپوں کے (۳۷ : ۶۲ تا ۶۵)

درخت سینڈھ کا ایسا درخت کہ جس کی شاخیں گویا کہ سر ہیں سانپوں کے ہوا یوں کہ یہ بندہ پھولوں کی نمائش دیکھنے ملتان گیا پھولوں کے اسٹال دیکھتا ہوا سبحان اللہ اللہ والحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھتا پھولوں کے اسٹال دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ ایک اسٹال دیکھ کر ایسا ٹھٹکا کہ زبان سے سبحان پڑھنا بھی بند ہو گیا اس اسٹال پر پودے ہی ایسے تھے کہ ان کی شاخیں سانپ کے سر معلوم ہوتے تھے عجیب پودے رکھے ہوئے تھے اس اسٹال پر پھر میں جب تک اس اسٹال پر کھڑا رہا الا حولا ولا قوے الا باللہ العلی العظیم پڑھتا رہا۔

علم کی فضیلت

ترجمہ "اور ڈال جو بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے کہ نگل جاوے گا اس چیز کو جو بنایا ہے انہوں نے تحقیق جو کچھ بنایا ہے انہوں نے مکر جادوگر کا ہے اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں آتا ہے پس ڈالے گئے جادوگر سجدے کرتے ہوئے کہنے لگے ایمان لائے ہم ساتھ رب ہارون اور موسیٰ کے۔

یہ واقعہ وہ ہے کہ جب میدان میں حضرت موسیٰ کا جادوگر سے مقابلہ ہوا جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ بن کر چلتی پھرتی نظر آنے لگیں تو حضرت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی لاٹھی ڈال دو وہ ان تمام سانپوں کو نگل جائے گی اور ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنی تو اس نے جادوگروں کی بنے ہوئے سانپوں کو کھانا شروع کر دیا جادوگر جادو کے علم کے عالم تھے وہ اپنے علم کی وجہ سے پہچان گئے کہ حضرت موسیٰ کا سانپ جادو کا سانپ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا معجزہ ہے کیونکہ جادو کا بنایا ہوا سانپ دوسرے سانپوں کو کھا نہیں سکتا یہ بات جادوگروں کے علم میں تو تھی لیکن عام عوام بے علم تھے اس لیے علم کی وجہ سے وہ جادوگر ایمان لے آئے۔

تقدیر=

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیاوی معاملات کی تقدیر اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور آخرت کے تقدیر انسان کے اپنے اختیار میں دے رکھی ہے اچھے عمل کر کے اپنے لیے آخرت کی اچھی تقدیر بنا لے اور برے عمل کر کے اپنے لیے آخرت کی بری تقدیر بنا لے دنیاوی تقدیر یہ کہ ہر انسان کی عمر کا فیصلہ کرنا کسی کو امیر اور کسی کو غریب گھرانے میں پیدا کرنا کسی کے لیے دولت بہت زیادہ دینا کسی کو کم کسی کو بدن کی طاقت زیادہ کرنا کسی کو کم وغیرہ۔

ترجمہ= اور جو کوئی ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور سعی کرتا ہے واسطے اس کے ہے جو سعی اس کی اور وہ ایمان والا ہے پس یہ لوگ ہیں سعی ان کی قدر دانی کی گئی ہے" (۱۷ : ۱۹)

یہ دو آیات جڑواں آیات ہیں اگر ان کو الگ الگ کرو گے تو بھٹک جاؤ گے اور یہ آیات صرف آخرت کے بارے میں ہیں دنیا کے بارے میں ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ترجمہ "اور یہ کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو کچھ سعی کی ہے اور یہ کہ سعی (کوشش) اس کی البتہ دیکھی جاوے گی پھر بدلا دیا جاوے گا اس کو بدلہ پورا (۵۳ : ۳۹، ۴۰، ۴۱)

کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری رہبری کے لیے رسول بنائے اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ تمام انبیاء اور تمام کتابوں پر ہمارا ایمان ہے تو بس مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور حضور پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں اور رہبری حاصل کریں اور عمل کریں۔

کل النفس ذائقۃ الموت

یہ ایسے سمجھنا چاہیے جیسے کہ ہر انسان کے لیے دنیا میں سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہے لیکن جو سزائے موت کا وقت مقرر کیا ہے وہ انسان سے چھپا کر رکھا گیا ہے

رجوع

۔ ترجمہ "اللہ کھینچ لیتا ہے طرف اپنی جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے" (۴۲ : ۱) یہ رجوع کرنا کیا ہے" یہ ہے ترجمہ "جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے طرف اللہ کی رجوع کرنا" (۲۵ : ۷۱)

ناحق عدالتوں میں لے جانا=

ترجمہ "مت کھاؤ مال اپنے درمیان اپنے ساتھ باطل کے اور مت کھینچ لے جاؤ ان کو طرف حاکموں کے تو کہ کھاؤ ایک ایک ٹکڑا مال لوگوں سے ساتھ گناہ کے اور تم جانتے ہو" (۲ : ۱۸۸) اس آیت کے مطابق یہ گندا عمل پاکستان میں یوں ہوتا ہے کہ لوگ زمینوں پر حق شفہ کر کے لوگوں کو عدالتوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں اور پھر پگڑی کے طور پر رقم لے کر حق شفہ اٹھا لیتے ہیں اکثر حق شفہ کرنے والوں کی نیت ہی پگڑی حاصل کرنا ہوتی ہے نہ کہ زمین حاصل کرنا۔ اس آیت میں اس گناہ کی طرف واضح اشارہ دے دیا گیا ہے اور یہ کہ کسی پر ناجائز چوری کا شبہ کر کے پکڑوا دینا اور کہنا کہ بس میری چوری کی رقم دو تو راضی نامہ کروں گا وغیرہ۔

ثواب بڑھانے کی مثال

ترجمہ "مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ کے مثال ایک دانے کی کہ اگاوے سات بالیں ہر بالی کے سو دانے اور اللہ کرتا ہے واسطے جس کے چاہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے" (۲ : ۲۶۱)

صبر کی فضیلت "ترجمہ "تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے" (۲ : ۱۵۳) صبر کا مطلب ہے کہ ضبط و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ناراض نہ ہونا اس طرح انسان کو راضی بہ رضا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی صبر کا مظاہرہ مصیبت کے وقت ہوتا ہے اور آیت نمبر (۲ : ۱۷۷) کے مطابق مصیبت کے وقت تین ہیں فقر بیماری اور لڑائی اور اگر صبر کرتے ہوئے ان خیالات کا اور الفاظ کا اضافہ کر لیا جائے کہ یہ مصیبتیں تو دنیاوی ہیں عارضی ہیں آخر ہم نے فوت ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جانا ہے پھر ہمیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہو گی یعنی آخرت کو یاد کر لینا تو اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں پر درود اور رحمت بھیجتا ہے مطابق آیت نمبر ۲ : ۱۵۷ اللہ تعالیٰ کے درود اور رحمت بھیجنے سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ صبر کرنے والے اور آخرت کو یاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں جو کہ بہت بڑا مقام ہے یہ ہے صبر کی فضیلت۔

دنیا اور آخرت

ترجمہ= پس بعض/لوگ میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے اور نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے نیکی اور بچا ہم کو عذاب آگ سے یہ لوگ واسطے ان کے حصہ ہے اور چیز سے جو کمایا انہوں نے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔" (۲ : ۲۰۰ تا ۲۰۲)

ان آیات پر خاص توجہ کریں کہ ایسے لوگ جو دعا میں اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا کی بھلائی مانگتے ہیں ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے اور فرما دیا گیا کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ سے وہ شخص مانگتا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو)

دنیا کی بھلائی مانگنا یہ ہے کہ صرف عالم دنیا کی چیزیں مانگیں جائیں۔ مثلاً" یہ کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے فلاں عمدہ مل

جائے یا فلاں زمین یا مکان یا پلاٹ وغیرہ۔ فلاں کشف کی طاقت مل جائے جو عام لوگوں کے پاس نہ ہو۔ دولت حاصل کرنے کے لیے اور خاص کشف حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا کہ وہ عبادت اور وظیفہ پڑھنا دنیا مانگنے کے لیے پڑھی ہیں نہ کہ آخرت۔ مطلب یہ کہ دنیاوی زندگی میں فائدہ دینے والی چیزیں مانگے اور دعا میں آخرت کا ذکر نہ کرے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی ظاہر کر دی اور فرما دیا کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں یاد رہے کہ ایسے لوگوں کی دعائیں خوب قبول ہوتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی خوب مہربانی ہے حالانکہ جب قیامت کے دن جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ لوگ اپنی عبادتیں اور وظیفے پڑھنا اپنے نامہ اعمال میں نہ پائیں گے تو ان کو جو کچھ کہا جائے گا وہ قرآن پاک میں یوں فرمایا گیا۔

" جس دن کے روبرو لائے جاویں کے وہ لوگ کہ .... کہا جاوے گا لے گئے تم نیکیاں اپنی بیچ زندگانی دنیا کے (دنیاوی طور پر مال دولت وغیرہ کے ملنے کی صورت میں) اور فائدہ اٹھالیا تم نے ساتھ ان کے پس آج جزا دیے جاؤ گے عذاب رسوائی کا..... " (۲۰ : ۴۶)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ ترجمہ " جو کوئی چاہتا ہے کھیتی آخرت کی زیادہ دیتے ہیں ہم اس کو بیچ کھیتی اس کی کے اور جو کوئی چاہتا ہے کھیتی دنیا کی دیتے ہیں ہم اس کو کچھ اس میں سے اور نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ " (۲۰ : ۴۲)

اگلی آیت میں (۲ : ۲۰۱) میں واضح طور پر سمجھا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی دعائیں پسند ہیں کہ جن میں دنیا کی بھلائی بھی مانگی جائے اور آخرت کی بھلائی بھی مانگی جائے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا بھی مانگی جائے لہٰذا انسانوں کو چاہیے کہ اپنی دعاؤں میں آیت نمبر (۲ : ۲۰۱) والی دعا ضرور مانگی کہ دعا میں صرف دنیا ہی دنیا کے مانگنے کا خطرہ ٹل جائے دنیا کی بھلائی مانگنا برا نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان دنیا کی ہوس کا بندہ بن جائے دنیا کی ہوس کا بندہ کے بارے میں ناراضگی کا پتہ قرآن پاک کی ان آیات سے بھی چلتا ہے کہ فرمایا " چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہے میں نے اکیلا اور کیا واسطے اس کے مال پھیلایا ہوا اور بیٹے حاضر ہونے والے اور بچھایا میں نے واسطے اس کے بچھونا پھر طمع رکھتا ہے کہ زیادہ دوں میں ہر گز نہیں تحقیق وہ ہے واسطے نشانیوں ہماری کے عناد کرنے والا شتاب چڑھاؤں گا میں اس کو صعود پر۔

ایک اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ دنیا کی ہوس رکھنے والا مانگنے والے (دنیا دار) کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور کافر کے لیے بھی آخرت میں کچھ حصہ نہیں یعنی دنیادار کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا بھی بے کار گیا اس سے ثابت ہوا کہ صرف دنیاداری کا مرض بہت خطرناک ہے جیسے کفر۔ مشتری ہوشیار باش

سورے والعصر

قسم ہے وقت عصر کی تحقیق آدمی البتہ بیچ زیاں کے ہے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور ایکدوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کے

قرآن پاک کی یہ مختصری سورتیبت خوب صورت ہے کہ اس کی تینوں آیات اپنے اندر بے پناہ خوبی لیے ہوئے ہیں قسم ہے وقت عصر کی یہ عصر کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو فوت ہونے سے پہلے کچھ دیر کے لیے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ عصر کا ہے حالانکہ وہ دن رات کا کوئی دوسرا وقت ہوتا ہے میرے والد صاحب نے فوت ہونے سے پہلے ایک بار کہا کہ مجھے وضو کراؤ کہ نماز پڑھوں۔ ہم نے کہا یہ نماز کا کونسا وقت ہے کہ وضو کرائیں کہنے لگے عصر کا وقت ہو چکا ہے ہم نے کہا یہ عصر کا وقت نہیں ہے اور گھڑی میں اسی وقت یہ بجا ہے ادھر ادھر دیکھنے لگے اور کہا مجھے تو ابھی عصر کا وقت نظر آیا تھا اسی طرح دادی جو کہ تقریباً" نوے سال کی عمر ہو چکی تھی روزانہ قرآن پڑھتی تھی رات کے دس بجے کہا کہاں گئے سارے مجھے کھانسی ہو رہی ہے سارے قریب اکٹھے ہوئے تو کہنے لگی مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو اور نماز کی نیت باندھتے ہی فوت ہو گئی یہ بات مشہور ہے کہ مرتے وقت انسان کو وقت عصر نظر آتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا کہ عصر کی نماز (درمیان والی نماز) ضرور پڑھا کرو۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصر کے وقت کی اہمیت جانتے ہوئے کہ جب گھوڑوں کی وجہ سے ان کا عصر کا وقت ضائع ہو گیا تو گھوڑوں کو ختم کر دیا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالی نے ایک حقیقت بیان فرما دی کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے نقصان میں ہے اس بات کا مشاہدہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب جوانی کے بعد بوڑھا ہونے لگتا ہے تو اس کی جان کا نقصان ہوتا رہتا ہے دانتوں کا ٹوٹ جانا بینائی کا کم ہوتے جانا بدن میں کمزوری آتے جانا اور سب سے بڑی بات یہ کہ روزانہ ایک دن عمر میں سے کم ہو جانا انسان کے وجود کا نقصان ہے انسان دنیا کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی دولت مند وغیرہ ہو جائے اور اس کا بدن نقصان کی طرف جائے تو وہ نقصان ہی میں کہلائے گا۔

تیسری آیت میں فلاح پانے کے لیے ایک منشور بیان کر دیا اچھے عمل کرو اور دین حق کی تبلیغ کرو اور صبر کرو۔ برائیوں کی لذت سے صبر یعنی برائی سے دور رہو

سورے الفلق

کہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے برائی اس چیز کی کہ پیدا کیا ہے اور برائی اندھیرا کرنے والی کی سے جس وقت چھپ جاوے اور برائی پھونکنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے

سورے الناس

کہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود لوگوں کے برائی وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی سے وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینے لوگوں کے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے

شکر الحمد اللہ رب العلمین کہ کتاب مکمل ہوئی۔